

عم ان سیر ین

طارسن ایکنسی

(میکل ناول)

منظہر کلیم، ایم اے

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

عراق سیریز



ٹارسن ایجنسی

مکمل ناول

80 / Tanveer

منظہر کاظم ایم کے

آئیڈیل پبلشرز لاٹھویری

کلی منہو پورلی نگر گجرات، کراچی پاکستان
نمبر 1 پراکٹس سیم احمد سٹریٹ

پاک گیٹ

ملتان

یوسف برادرز

ہمارے دلوں میں موجود ہے۔ اس لئے آپ تصویر کی بجائے کوئی پیغام لکھ کر آؤ گراف دے دیا کریں۔ امید ہے آپ ہماری اس تجویز پر ضرور غور کریں گے۔

محترم مہر عاصم حفیظ اور ان کے بہت سے دوست صاحبان۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ جہاں تک قارئین کا تصویر پر نقش و نگار بنانے کا تعلق ہے تو محترم ایسے لوگ نفسیات کی رو سے تصوراتی لوگ کہلائے جاتے ہیں۔ وہ اپنے ذہن میں ابھرنے والی تصویر کو اس انداز میں بنا کر دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا مقصد تصویر کو بگاڑنا نہیں ہوتا بلکہ جو تصویر ان کے ذہن میں بنتی ہے اسے نسخہ پر ابھارنا ہوتا ہے۔ آپ نے اکثر دیواروں پر ایسے افراد کی کی ہوئی مصوری دیکھی ہوگی۔ اس سے یہ معصوم افراد ہوتے ہیں۔ ان پر غصہ نہ کھایا کریں۔ جہاں تک تصویر کی بجائے آؤ گراف کا تعلق ہے تو پیغام اور آؤ گراف آپ تک پہنچتے پہنچتے بجائے کتنی شکلیں تبدیل کر جاتیں اور تصویر تو آپ کے دل میں بھی موجود ہے لیکن آؤ گراف اور پیغام کی تحریر یا شکل تبدیل ہونے کے بعد آپ کے ذہن کو بجائے کتنے جتنے پہنچانے کا موجب بن جائے اس لئے دوبارہ اس پر اچھی طرح غور کر لیجئے پھر مجھے لکھیں۔ امید ہے آپ جلد اس بارے میں دوبارہ خط لکھیں گے۔

اب اجازت دیجئے والسلام

مظہر کلیم ایم اے

نارسن اینجینی کا پالک اور جنرل میجر اوجید عمر نارسن اپنے شاندار انداز میں مجھے ہوئے آفس میں بیٹھا ایک قائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور درمیانے لیکن ورزشی جسم کا گوجوان اندر داخل ہوا۔ نارسن نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

کیا ہوا باس۔ آپ نے اس قدر ایدہ جنسی میں کال کیا ہے کہ مجھے جیت جہاز کی رفتار سے کار چلا کر آئی پڑا ہے۔ آنے والے نے تیز چلے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

تم تو ویسے ہی تیز رفتاری سے کار چلانے کے عادی ہو راسن۔ اس سے کوئی خاص بات تو نہیں ہوئی جہاں سے ساتھ۔ نارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاص بات یہ ہوتی ہے باس کہ میں سارے راستے ہی سوچتا رہا

ہوں کہ آپ نے کیوں اس انداز میں مجھے کال کیا ہے کہ ایمر جنسی
ہے فوراً آؤ۔ اس سے پہلے تو بڑی سے بڑی ایمر جنسی میں بھی آپ نے
اس انداز میں کال نہیں کیا اور اب آپ اس طرح مطمئن بیٹھے ہیں
کہ جیسے ہر چیز نارمل ہو..... راسن نے میز کی دوسری طرف کرسی پر
بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں اس لئے مطمئن بیٹھا ہوں کہ میں نے جہیں کال کر لیا ہے
اور مجھے معلوم ہے کہ جب راسن حرکت میں آجائے تو پھر کوئی
ایمر جنسی باقی نہیں رہتی.....“ راسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل راسن کی طرف بڑھادی۔

”اسے دیکھو۔ پھر بات ہوگی.....“ راسن نے کہا تو راسن نے
ہاتھ بڑھا کر فائل لی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے
وہ فائل پڑھتا جا رہا تھا اس کی بھونپیں تھکی جا رہی تھیں۔ آنکھیں
سکھتی جا رہی تھیں اور پیشانی پر سونوں میں انصافہ ہوتا جا رہا تھا۔
راسن بیٹھا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی
مسکراہٹ تھی۔ تھوڑی دیر بعد راسن نے فائل بند کر دی۔

”یہ کیسے ممکن ہے باس کہ جزیروہ ڈیگوشیا پر واقع ایکریمیا کا سنٹرل
دفاعی نظام تباہ کر دیا جائے۔ ڈیگوشیا کا حفاظتی نظام ایسا ہے کہ وہاں
کوئی مکھی بھی نہیں جا سکتی اور انسان کا تو سوال ہی پیدا نہیں
ہوتا.....“ راسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

مجھے معلوم ہے کہ تم ڈیگوشیا کی سکورٹی میں شامل رہے ہو اور

اسی سائے میں نے جہیں کال کیا ہے کہ یہ جہار اکیس ہے۔ اب میری
بات غور سے سنو۔ جہارے سائنس دانے راستے ہیں۔ ان میں سے جو
راستہ تم چاہو منتخب کر لو۔ ایک تو یہ ہے کہ تم ڈیگوشیا جا کر وہاں کا
سکیورٹی انتظام سنبھال لو اور دشمن کے انتظار میں رہو۔ جب وہ
پہنچ تمہارے گرد آئیں تو ان کا خاتمہ کر دو۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ تم
دشمنوں کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی ان کے ملک پہنچ کر ان کا
خاتمہ کر دو.....“ راسن نے کہا۔

”لیکن باس۔ یہ دشمن ہیں کون۔ فائل میں بھی صرف لفظ دشمن
لکھا ہوا ہے۔ تفصیل تو نہیں لکھی.....“ راسن نے کہا۔

”پاکیشیا سکریٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔“ راسن
نے کہا۔

”اے۔ وہ مسخرے علی عمران والی سروس۔ اسی کی بات کر
رہے ہیں آپ.....“ راسن نے چونک کر کہا تو راسن بے اختیار ہنس
پڑا۔

”باس۔ اس مسخرے والی سروس۔ لیکن وہ دشمن نہیں ہیں بلکہ
اس نے اطلاع دی ہے کہ ایسا ہونے والا ہے.....“ راسن نے ہنستے
ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔ وہ بے حد عیار آدمی ہے باس۔ اس نے جان بوجھ کر یہ
اطلاع دی ہوگی تاکہ ہم اس کی طرف سے مطمئن رہیں اور وہ اپنا کام
دکھا جائے۔ وہ کیسے ایکریمیا کا دوست ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا کے

ساتھ ہمدردی رکھتا ہو..... راسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "تم جیسے میری پوری بات سن لو۔ پھر آگے بات ہوگی۔" راسن نے کہا۔

"میں باس....." راسن نے کہا۔

جنہیں یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں ہے کہ ڈیگوشیا جریرے پر
 ائیکریمیا کا سنٹرل دفاعی نظام دراصل ائیکریمیا کا دفاعی نظام کم اور
 اسرائیل کا دفاعی نظام زیادہ ہے۔ یہ نظام بہر حال اس لئے کام کر رہا
 ہے کہ اسرائیل پر کوئی مسلم ملک ایسی ہتھیاروں سے حملہ نہ کر سکے
 کیونکہ کئی مسلم ممالک کے پاس ایسی ہتھیار ہیں اور ایسے میزائل
 بھی ہیں کہ وہ اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے تباہ کر دینے کی قوت
 رکھتے ہیں اس لئے قاہرہ یہی کیا جاتا ہے کہ یہ سنٹرل دفاعی نظام
 ائیکریمیا نے میزائل اڈوں کی حفاظت کے لئے قائم کیا ہے۔" راسن
 نے آگے کی طرف جھٹکتے ہوئے کہا۔

مجھے معلوم ہے باس..... راسن نے جواب دیا۔

"اور جنہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ ائیکریمیا کے تعلقات بظاہر
 سوائے ایک دو مسلم ممالک کے باقی سب کے ساتھ اچھے ہیں اور
 ائیکریمیا سب کو اس انداز میں امداد دیتا رہتا ہے کہ وہ لوگ کبھی بھی
 کھل کر ائیکریمیا کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے اور جو ایک دو
 مسلم ممالک جن سے ائیکریمیا کے تعلقات اچھے نہیں ہیں وہ.....
 قابل بن نہیں ہیں کہ ائیکریمیا کے اس اہم مرکزی دفاعی نظام کو

کرنے کے لئے کوئی تیر بھیج سکیں....." راسن نے کہا۔
 "یہ بات بھی درست ہے باس لیکن یہ کون ہے جو سازش کر رہا
 ہے۔" راسن نے بے اختیار ہو کر کہا تو راسن بے اختیار ہنس
 پڑا۔

"حمینہ سے میری بات سن لو۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔
 ڈیگوشیا میں دفاعی نظام موسم بقی کو نہیں ہے کہ پھونک مارنے سے
 بچھ جائے گا۔" راسن نے کہا تو راسن نے ایک طویل سانس لین
 ہوئے کرسی کی پشت سے اپنی کمر لگادی۔

پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان نے ائیکریمیا کے
 اعلیٰ حکام کو باقاعدہ تحریری اطلاع دی ہے کہ ڈیگوشیا جریرے پر موجود
 اہم ائیکریمی خصوصیات کے خلاف کافرستان سازش کر رہا ہے۔
 کافرستان یہ کام روسیہ کے زور پر کر رہا ہے کیونکہ روسیہ اس وقت براہ
 راست سامنے نہیں آنا چاہتے اور اس سازش کا سراغ پاکیشیا سیکرٹ
 سروس کے لئے کام کرنے والی علی ٹان نے اپنے طور پر لگایا ہے اور
 اس نے اس کی رپورٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو دی۔
 پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے سیکرٹری وزارت خارجہ کو اور
 سیکرٹری وزارت خارجہ نے پاکیشیا کے صدر کو رپورٹ پیش کی۔
 پاکیشیا کے صدر نے کافرستان دشمنی اور ائیکریمیا دوستی کے طور پر
 سیکرٹری وزارت خارجہ کو حکم دیا کہ اس سازش کے بارے میں
 ائیکریمی حکام کو اطلاع کر دی جائے۔ چنانچہ یہ اطلاع ائیکریمی حکام کے

دھمکنی بھی دی جائے گی اور اس کے بعد انہیں پھر کسی طرح یہ جرات نہ ہو سکے گی کہ وہ اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکیں۔ نارسن نے جواب دیا۔

لیکن باس۔ اگر یہ اطلاع واقعی اس محضرے علی عمران نے دی ہے تو پھر لڑنا اسے یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ سازش کون کر رہا ہے۔ وہ اجماعی تیز، فہین، عیار اور شاطر آدمی ہے اس لئے اگر اس سے معلومات مل جائیں تو ہمارا آدمی سے زیادہ کام مکمل ہو سکے گا اور ہم جلد از جلد اس سازش کے پیچھے ادھیر کر رکھ دیں گے۔۔۔۔۔ اس نے کہا۔

جہادی بات درست ہے اور مجھے یہ معلوم ہے کہ عمران وہ کچھ
 جس جانتا ہو گا تو شاید ہم دس سال محنت کر کے بھی نہیں جان سکیں
 گے۔ لیکن اب سرکاری طور پر تو نہیں پوچھا جاسکتا اور نہ سیکرٹری
 صاحب ایسا کر سکتے ہیں۔ البتہ ذاتی طور پر اس سے معلومات حاصل
 کی جاسکتی ہیں۔ لیکن کس طرح۔۔۔ بات تم نے سوچنی ہے کیونکہ
 اب یہ کہیں جہاد ہے۔ دہشتے میں کہیں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں
 کہ اگر تم ڈیزین سے مل لو تو وہ اس مسئلے میں جہادی مدد کر سکتی
 ہے۔ نارسن نے کہا۔

فیزیکی - وہ کیسے باس راس نے چونک کر پوچھا۔
 فیزیکی کے مرحوم شوہر جیفرے کے عمران کے ساتھ اجنبی
 گہرے تعلقات تھے اور جیفرے کی وجہ سے فیزی کے بھی اجنبی

پاس پہنچ گئی اور انہوں نے اسے بے حد سیرس لیا ہے کیونکہ یہ
اطلائے بہر حال ایک ملک کی طرف سے سرکاری طور پر بھجوائی گئی
ہے۔ چنانچہ یہ فائل تیار کی گئی اور پھر مجھے بھیج دی گئی کہ میں اس
سازش کا قلع قمع کروں اور میں نے تمہیں کال کر لیا..... ماریسن
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ماریسن نے ایک طویل سانس
لیا۔

تو یہ بات ہے۔ میں سمجھا تھا کہ پاکستان سیکرٹ سروس اس کے خلاف کام کرنے کے لئے آ رہی ہے لیکن کافرستان میں کون سی تنظیم اس پر کام کرے گی..... واسن نے کہا۔

اس بار۔۔۔ میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ اسی لئے تو میں تمہیں کہہ رہا تھا کہ تمہارے سہلے دو راستے ہیں۔ اگر تم ڈیکو شیا تیغے رہنا چاہتے ہو تو پتہ جو بھی تعظیم سامنے آئے گی تمہیں ضرور اس کا علم ہو جائے گا۔ دوسری صورت میں تم خود کو فساد کا مرکز بن کر اس تعظیم کو ٹریس بھی کرو، ورنہ اس کا خاتمہ بھی کرو۔..... غار میں نے کہا۔

یہیں باس۔ اگر یہ کام حکومت کی طرف سے ہو رہا ہے تو پھر ایک تنظیم کے چند افراد کے خاتمے کے بعد وہ دوسرے افراد یا کسی دوسری تنظیم کو یہ ناسک سونپ سکتے ہیں۔... راسن نے کہا۔

ابھی ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن جب ہمارے ہاتھ میں ثبوت آجائے گا کہ واقعی کافستان نے روسیہ کے زور پر یہ سازش کی ہے تو پھر سرکاری طور پر ان سے احتجاج بھی کیا جائے گا اور

ڈیزی واقعی میری پاکیشیا اور کافرستان دونوں جگہوں پر بے حد مددگار ہو سکتی ہے۔ وہ نہ صرف پاکیشیا میں ایکری سفارت خانے میں طویل عرصہ رہ چکی ہے بلکہ کافرستان میں بھی ایکری سفارت خانہ میں رہی ہے اس لئے نہ صرف وہاں دونوں ملکوں کے لوگوں کے بارے میں اسے علم ہو چکا ہے بلکہ وہ ان کی زبان بھی بول اور سمجھ سکتی ہے اور ویسے بھی میں اس کی صلاحیتوں کا دل سے قائل ہوں۔" راسن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ ڈیزی جہارے آفس پہنچ جائے گی۔" نارسن نے کہا تو راسن اٹھا اور سلام کر کے تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گہرے تعلقات عمران سے ہیں اور ان دونوں کے درمیان انتہائی بے تکلفانہ تعلقات رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔ وہ اگر چاہے تو عمران کے پرچہ کر بھی اس سے معلومات حاصل کر سکتی ہے..... نارسن نے کہا۔

"لیکن عمران بھی تو جانتا ہو گا کہ ڈیزی کا تعلق ایکری میا کی سیکرٹ ہینجسی سے ہے اور اگر میں ساتھ گیا تو پھر وہ میرے متعلق بھی جان جائے گا جبکہ اس سے پہلے میری اس سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ میں تو صرف اس کے بارے میں سنتا رہا ہوں اور چونکہ یہ مشن ڈیزی کی ہینجسی کا نہیں ہے اس لئے لامحالہ اسے یہ بتانا پڑے گا کہ یہ مشن شورزر کے ذمے لگایا گیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس آدمی کے سامنے میں اس انداز میں قابو ہو جاؤں کیونکہ کسی بھی وقت ہمیں اس کے خلاف لڑنا بھی پڑ سکتا ہے....." راسن نے کہا۔

"تم اگر کہو تو میں رائزنگ سنار کے چیف سے کہہ کر ڈیزی کو عارضی طور پر جہارے ساتھ ایچ کر دوں۔ تم ڈیزی کو سمجھا دینا۔ وہ انتہائی عقلمند عورت ہے اس لئے کوئی بے وقوفی نہیں کرے گی۔ یہ سب میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جہارا وقت بچ سکے ورنہ دوسری صورت میں تم سیدھے کافرستان چلے جاؤ اور اس سازش کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دو۔ مجھے بہر حال کامیابی چاہیے۔" نارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ ڈیزی کو میرے ساتھ ایچ کر دیں کیونکہ

بجایا ہے اس میں سے آدھا تو مجھے دے دیں تاکہ میرا بھی بھلا ہو جائے۔ جہاں پاکیشیا میں تو ایسے ایوارڈ کبازی بھی نہیں لیتے۔ عمران نے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے ذہن پر زور دینا شروع کر دیا کہ یہ کس کی آواز ہے۔

تم نے تو یہ بات اب کی ہے لیکن آکسفورڈ والوں نے اسے پہلے سے ہی سوچ لیا ہے اور یہی فنڈ لے کر تو میں پاکیشیا آئی ہوں۔ بولو جہارے فلیٹ پر آ جاؤں یا تم میرے ہونٹل آؤ گے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں چھناکے کے ساتھ ہی بونے والی کے بارے میں ساری تفصیل آگئی۔

ارے اگر تم واقعی میرے لئے یہ سب کچھ آکسفورڈ والوں سے لے کر آئی ہو تو مجھے پہلے اطلاع کر دیتی۔ میں جہارا استقبال ایر پورٹ پر کرتا۔ ویسے بھی جیفرے کی بیوہ ڈیزی کا مجھ پر حق ہے کہ میں اس کا استقبال ایر پورٹ پر کروں۔ عمران نے کہا۔

تم نے مجھے پہچان لیا ہے۔ میں نے اس لئے اپنا نام نہیں بتایا تھا کہ میں دیکھوں کہ تم مجھے بھول گئے ہو یا ابھی تک میں تمہیں یاد ہوں۔ دوسری طرف سے ڈیزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

تم بھولنے والی چیز ہی نہیں ہو۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی۔

یہ بتاؤ کیا پروگرام ہے۔ میں آ جاؤں یا تم آؤ گے۔ ویسے میرا ایک سماجی بھی میرے ساتھ ہے اور ہم دونوں نے ابھی تک ناشتہ

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ناشتے کے بعد اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پرے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

”آکسفورڈ یونیورسٹی والے تمہیں ورلڈ پبلسٹی ایوارڈ دینا چاہتے ہیں کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے جتنی پبلسٹی تم نے ان کی یونیورسٹی کی کی ہے اتنی شاید وہ کسی طور پر خود بھی نہ کر سکتے تھے۔“ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ بولنے والی غیر ملکی تھی اور اس کی آواز بھی اس کے ذہن میں موجود تھی۔

”صرف ایوارڈ سے میرا کیا بھلا ہو گا۔ جتنا پبلسٹی فنڈ انہوں نے

بھی نہیں کیا..... ڈیزی نے کہا۔

"ارے یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم تعداد میں دو ہو اور یہاں فلیٹ پر بھی میں اور میرا بوریجی ہم دو ہی ہیں۔ تم وہاں سے چار ناشتے پیک کر کر کہیں آ جاؤ۔ مل کر کر لیں گے..... عمران نے کہا تو ڈیزی کافی دیر تک ہنستی رہی۔

"مطلب ہے کہ میں ہی آؤں جہارے پاس..... ڈیزی نے کہا۔
"چلو میں اکیلا آ جاتا ہوں تاکہ پردیس میں جہارا خرچہ کم ہو۔
کہاں ٹھہری ہوئی ہو..... عمران نے کہا۔

"گرانڈ ہوٹل کمرہ نمبر تین سو آٹھ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اخبار کو بند کر کے میز پر رکھا اور پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لباس تبدیل کر کے وہ باہر آیا اور سلیمان کو آواز دے کر وہ سیدھیاں اترتا نیچے پہنچ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کارتیزی سے ہوٹل گرانڈ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

اس کا ذہن مسلسل اس ادھیڑ دین کا شکار تھا کہ ڈیزی یہاں کیوں آئی ہو گی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ڈیزی اکیڑیا کی ایک سیکرٹ اینجنسی رائٹنگ سٹار میں ہے لیکن اس اینجنسی کا دائرہ کار تو اکیڑیا تک ہی محدود تھا اس لئے اسے ڈیزی کے اس طرح یہاں اچانک آنے پر الجھن محسوس ہو رہی تھی لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر کندھے جھٹک دیئے

کیونکہ اسے بہر حال اس بات کا تو یقین تھا کہ ڈیزی کی جہاں پاکستانیہ میں آمد کا جو بھی مقصد ہو گا وہ بہر حال پاکستانیہ کے مفادات کے خلاف نہیں ہو سکتا ورنہ اول تو ڈیزی یہ مشن ہی نہ لیتی اور اگر کسی وجہ سے لے لیتی تو وہ اس طرح عمران سے رابطہ نہ کرتی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار گرانڈ ہوٹل پہنچ گئی۔ کمرہ نمبر ہے ہی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کمرہ تیسری منزل پر ہو گا کیونکہ بڑے ہوٹلوں میں کمرہ نمبر کا پہلا عدد منزل کی نشاندہی کرتا ہے اور ڈیزی نے اپنا کمرہ نمبر تین سو آٹھ بتایا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کمرہ تیسری منزل پر ہے لیکن عمران لفٹ کی طرف بڑھنے کی بجائے کاؤنٹر پر ہی رک گیا جہاں ایک نوجوان موجود تھا جس کے چہرے پر عمران کو دیکھ کر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"ارے تم کرامت جہاں۔ کب سے ہو..... عمران نے کاؤنٹر پر کھڑے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔
"جسٹ میں تو یہاں گزشتہ ایک سال سے ہوں لیکن چونکہ میری ڈیوٹی صبح کو ہوتی ہے اس لئے قاہرہ آپ سے ملاقات نہیں ہو سکتی..... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہارے والد صاحب کا کیا حال ہے..... عمران نے پوچھا۔
"وہ بالکل ٹھیک ہے اور ہر لمحے آپ کو دعائیں دیتے رہتے ہیں۔ آپ نے انہیں آئیوینک وہیل چیئر دلا کر انہیں ایک لحاظ سے ناگلیں دلا دی ہیں اور مجھے نوکری بھی آپ کی وجہ سے ملی ہے اس لئے ہمارا

تو پورا گھرانہ آپ کے لئے دعا گو رہتا ہے..... کرامت نے جواب دیا۔

”ارے۔۔۔ تو میری خوش قسمتی ہے کہ تم جیسے پر خلوص لوگوں سے میرا رابطہ ہو گیا۔ باقی وہ وہیل چیئر چھوڑو۔ یہ معمولی چیزیں ہیں۔ بہر حال میرا سلام اپنے والد صاحب کو دے دینا“..... عمران نے کہا اور آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ پھر رک گیا۔

”ارے ہاں۔۔۔ یہ بتاؤ کہ کمرہ نمبر تین سو آٹھ میں مس ڈیزی صاحبہ مقیم ہیں۔ مجھے انہوں نے فون کر کے بلایا ہے۔ وہ میری پرانی واقف کار ہیں لیکن وہ بتا رہی تھیں کہ ان کے ساتھ ان کا کوئی ساتھی بھی ہے۔ اس کا کیا نام ہے“..... عمران نے کہا تو کرامت نے سائیڈ پر ہزار جھسٹ کھولا اور چمک کرنے لگا۔

”مسز ہنری۔ ایکریمین ہیں۔ کاروبار کرتے ہیں“..... کرامت نے ایک خانے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ کب یہاں پہنچے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”ابھی دو گھنٹے پہلے“..... کرامت نے جواب دیا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کمرہ نمبر تین سو آٹھ کے دروازے کے سامنے موجود تھا۔ دروازے کی سائیڈ پر کارڈ پر ڈیزی کا نام درج تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

”کون ہے“..... ڈور فون سے ڈیزی کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)“..... عمران نے اپنی عادت کے مطابق نام مع ڈگریاں بتاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے کلک کے ساتھ ہی دروازے کا لاک میکانیکی انداز میں کھل گیا تو عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو اندر موجود ایک درمیانی عمر کی عورت اور اس کے نوجوان ساتھی نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ یہ عورت ڈیزی تھی جبکہ نوجوان یقیناً ہنری تھا۔ ہنری لمبے قد اور درمیانے لیکن ورزشی جسم کا مالک تھا۔ البتہ اس کے چہرے کی مخصوص بناوٹ، فراخ پیشانی اور آنکھوں میں موجود چمک اس کی ذہانت اور مستعدی کا پتہ دے رہی تھی۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ تربیت یافتہ آدمی ہے۔

”مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں۔ کیوں کہتے ہیں اس کا مجھے آج تک علم نہیں ہو سکا“..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تو ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی جبکہ نوجوان ہنری بھی مسکرا دیا۔

”یہ میرا ساتھی ہے ہنری اور ہنری یہ ہے وہ علی عمران جس کا ذکر کر کے میں نے جہارے کان کھائے ہیں“..... ڈیزی نے دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ آدم خور تو سنا تھا لیکن یہ کان خور کیا کوئی نئی قسم ہے خوروں کی“..... عمران نے کہا تو وہ سب دوبارہ ہنس پڑے۔ ہنری نے عمران سے باقاعدہ مصافحہ کیا جبکہ ڈیزی نے مصافحہ

کے لئے ہاتھ ہی نہ بڑھایا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران خواتین سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔

"اب مجھے بتاؤ کہ کیا تم نے واقعی ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہے تو پھر فون اٹھا کر روم سروس والوں کو ناشتہ کا کہہ دو۔ ہم دونوں تو صبح سویرے ناشتہ کر چکے ہیں"..... ڈیزی نے کہا۔

"گراؤڈ ہوٹل والوں کو کیا معلوم کہ ناشتہ کسے کہتے ہیں۔ بس دو توں، ایک انڈا اور ایک کپ چائے کو ناشتہ کہہ کر ناشتہ کی بھی تو بہن کرتے ہیں اس لئے رہنے دو۔ صرف چائے منگوا لو"..... عمران نے کہا تو ڈیزی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"تو کیا ناشتہ کسی اور چیز کا نام ہوتا ہے"..... ڈیزی نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے ہاں ناشتہ سمجھہ چیزوں کا نام ہے جو تم زبانی بتانے سے نہ کچھ سکو گی جب تک کہ ان کا ذائقہ نہ چکھ لو۔ اس لئے کل صبح کا ناشتہ میرے ذمے۔ عابد بھلوان کی دکان پر لے جا کر میں تمہیں ناشتہ کراؤں گا کہ باقی ساری عمر تم ناشتہ ہی تلاش کرنے میں گزار دو گے"..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ضرور چلیں گے"..... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پر لیں کئے اور روم سروس کو چائے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ ہمزی صاحب کیا گوشتے ہیں"..... عمران نے کہا تو ہمزی بے اختیار چونک پڑا۔

"میں گونگا نہیں ہوں بلکہ آپ کو دیکھ کر سوچ رہا ہوں کہ ڈیزی نے اکیڑ بیڑا سے کہاں تک پہنچنے کے دوران آپ کے مزاج، انداز گفتگو اور کارناموں کی جو تفصیلات مجھے بتائی ہیں کیا وہ واقعی درست ہیں..... ہمزی نے کہا تو عمران اس کے خوبصورت طنز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ ڈیزی اسی طرح بڑبڑا چڑا کر بات کرنے کی عادی ہے۔ اس نے بے چارے جیڑے کو بھی ساری عمر اسی غلط فہمی میں لٹھائے رکھا کہ وہ پرنس چارمنگ ہے حالانکہ وہ بے چارہ مجھ جیسا ہی تھا۔" عمران نے کہا تو ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی۔ ٹھوڈی دیر بعد چائے سرو کر دی گئی اور ان تینوں نے پیالیاں اپنے اپنے سلسٹے رکھ لیں۔

"عمران۔ تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں کہاں پاکیشیا کیوں آئی ہوں"..... ڈیزی نے چائے کی جھکی لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا پاکیشیا میں آنے کے لئے پہلے وجہ تلاش کی جاتی ہے۔ یہ ایک ملک ہے جہاں کوئی بھی آستا ہے"..... عمران نے کہا۔

"میں خصوصی طور پر یہاں تم سے چند معلومات لینے کے لئے آئی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم انکار نہیں کرو گے"..... ڈیزی نے استہانی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کس قسم کی معلومات"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"تم نے ڈیکو شیا جیڑے پر اکیڑ بیڑا کے مرکزی دفاعی نظام کے

خلاف کافرستان اور روسیاء کی مشترکہ سازش کا سراغ لگایا اور پھر پاکیشیائی حکام نے ایکریمین حکام کو اس سے مطلع کر دیا۔ انہوں نے اس سازش کے خاتمے کا مشن میرے ذمے لگایا ہے۔ تم اس سے کہیں زیادہ جانتے ہو گے اور اگر تم مجھے یہ سب کچھ بتا دو تو ہمارے لئے اس سازش کو ختم کرنے میں بے حد سہولت ہو جائے گی۔ ڈیزی نے کہا۔

”کیا تم رائٹنگ سٹار چھوڑ چکی ہو؟“ عمران نے کہا۔
”نہیں۔ کیوں؟“ ڈیزی نے چونک کر کہا۔

”اس لئے کہ رائٹنگ سٹار کے دائرہ کار میں تو یہ مشن آتا ہی نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جہاں بات درست ہے لیکن چونکہ میں جیلے کافرستان میں کافی عرصہ رہ چکی ہوں اس لئے مجھے خصوصی طور پر رائٹنگ سٹار کے چیف سے کہہ کر اس مشن پر بھیجا گیا ہے۔“ ڈیزی نے کہا۔

”لیکن کیا ایکریمین حکام کو اب تک یہ اطلاع نہیں مل سکی کہ کافرستان نے یہ مشن ڈراپ کر دیا ہے؟“ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو؟“ ڈیزی نے بے اختیار الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ ہمزی کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ روسیائی حکام کے زور دینے پر کافرستان نے ڈیگوشیا جہیزے پر ایکریمین کے سنزل دفاعی نظام کے

خاتمے کے لئے ایک خصوصی ٹیم تیار کرنے کا پلان بنایا تھا جس میں کافرستان سیکرٹ سروس، ملٹری انٹیلی جنس اور دیگر ایجنسیوں کے چند افراد کو شامل کیا گیا تھا۔ اس کا انچارج کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر نو راج رام کو بنایا گیا۔ مجھے اس بارے میں اپنے ایک خاص آدمی سے اطلاع مل گئی۔ میں نے اس کی تفصیلات معلوم کیں اور اس کی رپورٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو دی جس کی وجہ سے شاید سرکاری حکام کی طرف سے ایکریمین کو یہ رپورٹ سمجھا دی گئی لیکن اس دوران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو کافرستان میں اس کے فادر انجینٹ نے اطلاع دی کہ کافرستان اور روسیاء کے درمیان اس مشن کے سلسلے میں سرکاری طور پر اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اور پھر یہ مشن ڈراپ کر دیا گیا۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ ڈان دینے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہوں۔“ ڈیزی نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ اطلاع حتمی ہے۔“ عمران نے کہا تو ڈیزی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ہمزی کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں کافرستان جانے کی ضرورت نہیں ہے۔“ ڈیزی نے کہا۔

”سیر کرنے بے شک جاؤ۔ تفریح کرو، گھومو پھرو لیکن جو بات

درست تھی وہ میں نے تمہیں بتا دی ہے..... عمران نے کہا تو
ڈیزی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”عمران صاحب۔ کیا یہ سازش اس قدر اوپن تھی کہ پہلے آپ کو
اس بارے میں پوری تفصیل کا علم ہو گیا اور اب آپ کے چیف کے
فارن ایجنٹ کو بھی اس بارے میں حتمی معلومات مل گئی ہیں۔“
ہمزنی نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ کافرستان والوں نے یہ سب کچھ کیا ہی اس لئے
ہو کہ ڈیزی اور آپ کافرستان کی سیر کے لئے آسکیں.....“ عمران نے
جواب دیا تو ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی۔

”چھوڑو ہمزنی۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ عمران جھوٹ نہیں بولتا
اس لئے ہم چیف کو اطلاع دے دیں گے۔ پھر جیسے چیف کہے گا ویسے
ہی کر لیا جائے گا.....“ ڈیزی نے کہا تو ہمزنی نے اثبات میں سر ہلادیا۔
عمران کافی دیر تک وہاں بیٹھا گھپن مارتا رہا۔ پھر ان سے اجازت
لے کر ایٹھ آیا لیکن واپس فلیٹ پر جانے کی بجائے وہ دانش منزل پہنچ
گیا۔

”کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ کچھ اچھے ہوئے نظر آ رہے
ہیں.....“ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”تم نے میرے کہنے پر سر سلطان کو ڈیگوشیا جریرے کے بارے
میں جو اطلاع بھجوائی تھی اس کا نتیجہ سامنے آنا شروع ہو گیا ہے۔“

عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔
”نتیجہ۔ کیا نتیجہ.....“ بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران نے
فیٹ پر ڈیزی کا فون آنے سے لے کر ہوٹل گرانڈ میں ڈیزی اور ہمزنی
سے ملاقات کی تفصیل بتادی۔

”تو اس میں الجھن کی کون سی بات ہے۔ نائران نے واقعی یہ
اطلاع دی تھی کہ کافرستان نے یہ منصوبہ ڈراپ کر دیا ہے۔ ڈیزی
اور ہمزنی بے شک کافرستان جا کر خود معلومات حاصل کر لیں۔“
بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے الجھن اس بات پر نہیں ہو رہی بلکہ اس بات پر ہو رہی ہے
کہ ایگریمنٹ نے ڈیگوشیا جریرے پر حفاظتی انتظامات کرنے کی بجائے
براہ راست کیوں ٹیم بھیج دی ہے۔ اس طرح تو مشن مکمل نہیں ہو
سکتا۔ یہ لوگ وہاں جا کر اگر ایک ٹیم ختم بھی کر دیتے ہیں تو اس
سے کیا فرق پڑتا ہے۔ دوسری ٹیم یہ مشن مکمل کر لیتی۔ حکومتیں اس
انداز میں تو مشن سے بچنے نہیں بھارتیں.....“ عمران نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ انہیں اس اطلاع پر یقین نہیں آیا اور وہ
اسے کنفرم کرنے آئے ہیں.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ انہیں یہ شک پڑا ہے کہ اصل سازش ہم کر
رہے ہیں لیکن نام کافرستان کا لے رہے ہیں اس لئے ڈیزی کو
خصوصی طور پر میرے پاس بھیجا گیا ہے.....“ عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات درست ہے لیکن یہ تو کافی پرانی بات ہے۔ آپ کو اچانک یہ بات کیسے اور کیوں یاد آگئی ہے..... دوسری طرف سے نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمارے ایک بڑے شاعر نے کہا کہ کبھی کبھی پرانے قصوں کو بھی یاد کر لینا چاہئے اور آج میں ایک آدمی سے ملا ہوں تو مجھے جہارا یہ پرانا قصہ یاد آگیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ تم نے بتایا تھا کہ تمہارے اس دوست کا ایک کان دوسرے سے بڑا ہے جس کی وجہ سے تم اسے ہمیشہ چھپتے رہتے تھے۔“ عثمان نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ تو کیا راسن یہاں پاکیشیا آیا ہوا ہے..... نعمانی نے کہا۔

”ہاں۔ وہ ہوٹل گرانڈ میں کمرہ نمبر تین سو آٹھ میں ایک خاتون فیزی کے ساتھ مقیم ہے لیکن اس نے اپنا نام راسن کی بجائے ہنری رکھا ہوا ہے۔ تم میک اپ میں دباؤ اور اسے چیک کر کے مجھے بتاؤ کہ کیا واقعی یہ جہارا ہی دوست ہے یا کوئی اور ہے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن آپ کو اس میں کیا کوئی خاص دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔“ نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے دلچسپی اس فیزی سے ہے لیکن وہ اس میں دلچسپی لے رہی ہے اس طرح دلچسپی کی ایک نگون تو بہر حال بن ہی گئی ہے..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

”جبکہ میرا خیال دوسرا ہے عمران صاحب..... بلیک زرد نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کیا..... عمران نے چوٹکتے ہوئے پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ آپ بہر حال اس سے زیادہ جانتے ہوں گے جتنا کہ آپ نے سرکاری طور پر بتایا ہے اور وہ اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں گے۔“ بلیک زرد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بہر حال اب تو کافرستان بھی یہ مشن ڈراپ کر چکا ہے۔ اب تو معاملہ ہی ختم ہو گیا..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”نعمانی بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نعمانی کی آواز سنائی دی تو بلیک زرد نعمانی کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران نعمانی کو کال کر رہا ہے۔

عمران بول رہا ہوں نعمانی۔ تم جب ملری اٹیلی جنس میں تھے تو تم سرکاری طور پر ڈیٹو شیا جزیرے پر ایکریمیا سیکورٹی میں تربیت کے لئے دو ہفتے گزار چکے ہو اور تم نے کئی بار مجھے بھی بتایا ہے کہ وہاں جہارا دوست راسن تھا جو ایکریمیا کی طرف سے تربیت حاصل کر رہا تھا..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیک کر لوں گا۔ لیکن آپ کو کہاں رپورٹ دی جائے"..... نعمانی نے کہا۔

"وہ اس وقت یقیناً ڈائننگ ہال میں ہوں گے۔ تم ابھی روانہ ہو جاؤ۔ میں ایک گھنٹے بعد تمہیں دوبارہ فون کر لوں گا"..... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کوئی امیر جنسی ہے۔ پھر ٹھیک ہے میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں"..... دوسری طرف سے نعمانی نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے ریسپورر رکھ دیا۔

"اس چیکنگ سے آپ کا اصل مقصد کیا ہے"..... بلیک زبرد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ راسن نام کا ایک ایجنٹ ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی ٹارسن میں ہمت آگے جا رہا ہے۔ یہ ایجنسی یہودیوں کی حامی ہے بلکہ اس ایجنسی میں کام کرنے والے تمام افراد کٹر یہودی ہوتے ہیں اور راسن کی بھی وہی نشانی بتائی گئی تھی جو میں نے نعمانی کو بتائی ہے اور ڈیزی کے ساتھ جو ہمزی موجود ہے اس میں بھی یہ نشانی موجود ہے۔ اگر تو یہ واقعی وہی راسن ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ٹارسن کا ایجنٹ ہے اور ٹارسن کے حرکت میں آنے کا مطلب ہے کہ وہ ڈیگوشیا جریرے پر ایکریمیا کا سنٹرل دفاعی نظام دراصل ایکریمیا کا دفاعی نظام نہیں ہے بلکہ اسرائیل کا دفاعی نظام ہے"..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہے بھی ہی جیسا آپ کہہ رہے ہیں تو اس سے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے"..... بلیک زبرد نے کہا۔

"جہاڑی بات درست ہے۔ بظاہر تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اگر تم گہرائی میں سوچو تو معاملات وہ نہیں ہیں جو بتائے جا رہے ہیں۔ روسیاء یہودیوں کا دشمن نہیں ہے بلکہ دوست ہے۔ بے شمار یہودی اسرائیل میں روسیاء سے نکل کر وہاں آباد ہوئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ کافرستان کی بھی اسرائیلیں سے دوستی ہے اور خاصے گہرے تعلقات ہیں۔ اب روسیاء کا اس دفاعی نظام کے خلاف سازش کرنا کافرستان کی طرف سے اس سازش میں شریک ہونے پر آمادگی اور پھر اچانک اس منصوبے کو ڈراپ کر دینے کا مطلب ہے کہ انہیں باور کرا دیا گیا ہو گا کہ یہ نظام ایکریمیا کے فائدے کا نہیں ہے بلکہ اسرائیل کے فائدے کا ہے اور یہ بات بہر حال پاکیشیا کے مفاد میں نہیں جاتی"..... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر ایسا تھا عمران صاحب تو پھر ہمزی اور ڈیزی جہاں کیوں آئے ہیں کیونکہ انہیں تو سب کچھ معلوم ہو گا کہ منصوبہ ختم ہو چکا ہے کیونکہ ٹارسن کو تو بہر حال علم ہو گیا ہو گا کہ کافرستان اور روسیاء کو باور کرا دیا گیا ہے کہ یہ منصوبہ اسرائیل کے کاز پر کام کر رہا ہے"..... بلیک زبرد نے کہا۔

"جہاڑی بات بھی ٹھیک ہے۔ بہر حال معاملات میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے"..... عمران نے کہا اور پھر وہ ایک گھنٹے سے بھی

سکول کھول لیا ہے۔۔۔۔۔ نعمانی نے بے ساختہ کہا تو عمران اپنی عادت کے برخلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”جہارا مطلب ہے تعلیم بالغان کی طرز کا تعلیم لہجنتاں سنڑ۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے نعمانی بھی ہنس پڑا۔

”آپ نے خود ہی بات کی ہے کہ مختلف لہجنتاں کے لکھنٹ آپ سے ملنے آتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پوری تفصیل بتانا پڑے گی۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ڈیگوشیا جیرے پر واقع

ایکریمیا کے سنزل دفائی نظام اور روسیہ اور کافرستان کی مشترکہ سازش سے لے کر اس بارے میں ایکریمیا کو اطلاع بھجوانے اور پھر

اس سلسلے میں ڈیڑی اور راسن کے آنے اور اس منصوبے کے ڈراپ ہونے کے بارے میں بتا دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ کبھی ڈیگوشیا گئے ہیں۔۔۔۔۔ نعمانی نے پوچھا تو عمران چونک پڑا۔

”نہیں۔ کیوں۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”میں لمڑی اٹیلی جنس کی ٹریننگ کے دوران وہاں کچھ عرصہ رہا ہوں۔ یہ دفائی نظام ایکریمیا کے میڈائل اڈوں کے تحفظ کے لئے

نہیں ہے بلکہ دراصل یہ اسرائیل کے تحفظ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اسرائیل پر کسی بھی طرف سے حملے کی صورت میں یہ دفائی نظام اس حملے کو روک لے گا۔ اس طرح اسرائیل پر حملہ ناممکن ہو چکا ہے

زیادہ دیر تک اس معاملے کے مختلف اینگنز پر بات چیت کرتے رہے لیکن کوئی حتمی نتیجہ سامنے نہ آ سکا تو عمران نے ایک گھنٹے بعد رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”نعمانی بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد نعمانی کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے جہاری۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”وہ سو فیصد راسن ہے عمران صاحب۔ میں اسے بہت اچھی طرح پہچانتا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے نعمانی نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں نے یہی تصدیق کرائی تھی۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ یہ راسن ان دنوں کہاں کام کر رہا ہے اور کس جگہ میں یہاں آیا ہے۔۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

”راسن ایکریمیا کی ایک یہودی لہجنتی ٹارسن کا بڑا نامور لکھنٹ ہے۔ اس کے ساتھ جو عورت ہے اس کا نام ڈیڑی ہے اور یہ میرے

ایک گہرے دوست کی بیوی ہے۔ یہ بھی ایکریمین لکھنٹ ہے اور رائزنگ سٹار نامی لہجنتی سے متعلق ہے اور یہ دونوں مجھ سے ملنے

آئے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ سے ملنے۔ کیا مطلب۔ کیا آپ نے لہجنتوں کا کوئی تربیتی

اسرائیل کے خلاف نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ دونوں مسلم دشمن ممالک ہیں اور اسرائیل سے بڑا مسلم دشمن ملک اور کون ہو سکتا ہے۔" نعمانی نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہر حال چونکہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے اس لئے ہمیں اس میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ بہر حال جہاد شکر یہ..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"نعمانی نے جو بات کی ہے اگر ایسا ہی ہے تو پھر کیوں نہ سیکرٹ سروس اس نظام کو ختم کر دے تاکہ اسرائیل کا خاتمہ ہو سکے۔" بلیک زرو نے کہا۔

"نہیں۔ ہم از خود یہ کارروائی نہیں کر سکتے۔ اس طرح ایگری میا کے ساتھ ہمارے تعلقات خاصے خراب ہو جائیں گے اور ہمیں معلوم تو ہے کہ اس وقت دنیا کی واحد سپر پاور ایگری میا ہی ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہو گا سپر پاور۔ لیکن بہر حال وہ مسلم ملک تو نہیں ہے۔ اسرائیل کا ہی حامی ہے..... بلیک زرو نے منہ جاتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ میں سر سلطان سے بات کروں گا۔ اگر انہوں نے اس بارے میں کوئی اعتراض نہ کیا تو پھر سوچیں گے کہ نیم کو ڈیگوشیا بھیجا جائے یا نہیں..... عمران نے کہا تو بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور اسی وجہ سے اسرائیل آج تک ہر قسم کے حملوں سے محفوظ ہے۔ آپ کو یقیناً معلوم ہو گا کہ جب ایگری میا نے ایک مسلم ملک آراک کے خلاف حملہ کیا تھا تو آراک نے اسرائیل پر حملہ کرنے کی دھمکی دی تھی اور پھر اس نے واقعی اسرائیل پر انتہائی طاقتور میزائلوں سے حملہ کر دیا لیکن اس حملے کو اس ڈیگوشیا کے دفاعی نظام کی مدد سے روک دیا گیا تھا ورنہ تو اسرائیل کا وجود یک صفحہ ہستی سے مٹ جاتا۔" نعمانی نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرائے کیونکہ اسے سیاست سے چونکہ سرے سے دلچسپی نہ تھی اس لئے اسے اس بارے میں اس قدر گہرائی میں معلوم ہی نہیں تھا۔ "یہ بات تم نے کیسے اور کہاں سے معلوم کی ہے؟" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس بارے میں ایک خفیہ رپورٹ اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ وہ میں نے پڑھی تھی..... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اوہ۔ تو اس وجہ سے ٹارن حرکت میں آگئی ہے۔ انہیں شاید یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کوئی غیر مسلم ملک بھی اس کے خلاف کام کر سکتا ہے..... عمران نے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے عمران صاحب کہ جب کافرستان اور روسیہ کو معلوم ہوا ہو گا کہ ڈیگوشیا دفاعی نظام تباہ کر دینے سے اسرائیل کا خاتمہ ہو سکتا ہے تو انہوں نے خود ہی یہ منصوبہ ڈراپ کر دیا ہو گا کیونکہ روسیہ اور کافرستان دونوں ایگری میا کے خلاف تو ہو سکتے ہیں

کہا۔

”تم اسے نہیں جانتے راسن جبکہ میں جانتی ہوں۔ یہ درست ہے کہ یہ حد درجہ شاطر ذہن کا مالک ہے لیکن بہر حال یہ جھوٹ نہیں بولتا اس لئے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔“ ڈیزی نے کہا۔

”تو پھر تجھے حریف سے بات کرنا ہوگی۔“ راسن نے کہا۔

”ہاں۔ بالکل کرو۔“ ڈیزی نے کہا تو راسن نے سامنے پڑے ہوئے فون کے نچلے حصے میں موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے رسیور اٹھایا اور انکو آڑی کا نمبر پریس کر دیا۔ بٹن دبنے سے فون کا تعلق ہونٹل ایکس پیج سے ختم ہو گیا تھا اور اس سے ڈائریکٹ کال کی جا سکتی تھی۔

”انکو آڑی پلیر۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”جہاں سے اٹھ کر کیا کا رابطہ نمبر اور پھر ونگٹن کا رابطہ نمبر بتا دیں۔“ راسن نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے تو راسن نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ٹارسن بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی حریف ٹارسن کی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے راسن بول رہا ہوں۔“ راسن نے کہا۔

”اب ہمیں کافرستان جانا ہوگا۔“ راسن نے ڈیزی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ڈائٹنگ روم سے کھانا کھا کر ابھی کمرے میں واپس آئے ہی تھے۔

”کافرستان۔ کیوں۔“ ڈیزی نے پوچھا۔

”ہو سکتا ہے کہ عمران نے غلط بیانی کی ہو۔ ہمیں بہر حال کنفرم تو کرنا ہی ہے۔“ راسن نے کہا۔

”اوہ نہیں راسن۔ عمران جھوٹ نہیں بولتا اور پھر اسے غلط بیانی کی ضرورت بھی کیا تھی۔ اس نے خود ہی تو اطلاع دی تھی۔ اگر اسے غلط بیانی کی ضرورت ہوتی تو وہ اطلاع ہی کیوں دیتا۔“ ڈیزی نے کہا۔

”یہ انتہائی شاطر اور عیار آدمی ہے ڈیزی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں اس پر اس حد تک اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔“ راسن نے

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے"..... نارسن نے چونک کر پوچھا تو راسن نے عمران سے ہونے والی ملاقات اور پھر اس سے ملاقات کے دوران ہونے والی بات چیت کی تفصیل اور اس کے ساتھ ہی ڈیزی کی بات تفصیل سے بات دی۔

"ڈیزی درست کہہ رہی ہے۔ عمران کو جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایکریمین حکام کو اسرائیل سے بھی رپورٹ ملی ہے کہ اسرائیلی حکام کو بھی اطلاع مل گئی ہے کہ روسیاء اور کافرستان ڈنگیشیا کے سنزل دفاعی نظام کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں۔ اسرائیلی حکام نے روسیاء اور کافرستان دونوں ممالک کے حکام سے از خود رابطہ کیا اور انہیں بتایا کہ یہ نظام دراصل اسرائیل کے تحفظ کے لئے ہے تو دونوں ممالک نے انہیں بتایا کہ انہیں اس کا علم نہیں تھا اس لئے اب وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے اس طرح یہ منصوبہ ڈراپ کر دیا گیا جبکہ قاہرہ بھی کیا گیا ہو گا کہ روسیاء اور کافرستان کے درمیان اختلافات کی وجہ سے منصوبہ ڈراپ ہوا ہے تاکہ اسرائیل والی بات خفیہ رہ سکے۔" نارسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"پھر تو واقعی ہمیں واپس آجانا چاہئے کیونکہ سارا معاملہ ہی ختم ہو گیا ہے"..... راسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جہاں اچھا بتا رہا ہے کہ تمہیں مایوسی ہوئی ہے"..... دوسری طرف سے نارسن نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ مجھے واقعی بے حد مایوسی ہوئی ہے۔ مگر چونکہ کام کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ نہ یہاں پاکیشیا میں اور نہ کافرستان میں"..... راسن نے جواب دیتے ہوئے کہا جبکہ ڈیزی خاموش بیٹھی ہوئی ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سننے میں مصروف تھی۔ لاڈلر کا بلن آن ہونے کی وجہ سے نارسن کی آواز بھی بخوبی اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔

"میرے پاس ایک کام ہے تو جی سین دو جہارے سینڈرڈ کا نہیں ہے۔ یہ کام تو عام سا کوئی ایجنٹ بھی کر سکتا ہے"..... دوسری طرف سے نارسن نے کہا تو راسن اور ڈیزی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کون سا کام باس"..... راسن نے چونک کر کہا۔

"ڈنگیشیا میں ہی اسرائیلی اور ایکریمین سائنس دان مل کر ایک نئے ڈیفنس سسٹم کا اضافہ کرنے میں مصروف ہیں۔ اس سسٹم کو لارج ویو سسٹم کا نام دیا گیا ہے۔ اس سسٹم کے تحت اسرائیل اور ایکریمین پر فائز ہونے والے جدید ترین سٹار میزائل کو بھی فضا میں ہی تباہ کیا جا سکتا ہے حالانکہ سٹار میزائل ایسا میزائل ہے جسے کسی صورت بھی فضا میں تباہ نہیں کیا جا سکتا لیکن اس سسٹم کے تحت ایسا کیا جا سکتا ہے"..... نارسن نے کہا۔

"تو پھر اس میں کام کیا ہے"..... راسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایکریمن لیبارٹری جس میں اس لارج ویو سسٹم پر بنیادی کام ہوا ہے اس لیبارٹری میں ایک پاکیشیائی سائنس دان سلطان عالم بھی کام کرتا تھا۔ وہ اچانک غائب ہو گیا تو اس کی انتہائی وسیع تہمت پر تلاش کی گئی لیکن وہ نہ مل سکا تو پاکیشیا میں ایکریمن ایجنٹ کو ناسک دیا گیا کہ وہ مظلوم کرے کہ کہیں یہ سلطان عالم پاکیشیا تو نہیں پہنچ گیا لیکن پھر بھی اسے ٹریس نہیں کیا جاسکا لیکن ایکریمن کو اطلاع ملی ہے کہ شوگران اور پاکیشیا مل کر لارج ویو سسٹم پر کام کرنے والے ہیں۔ یقیناً اس کا فارمولا سلطان عالم ساتھ لے گیا ہو گا۔ اگر یہ سسٹم تیار ہو کر پاکیشیا اور شوگران میں نصب ہو گیا تو دونوں ممالک کا دفاع ایک لحاظ سے ناقابل تخریب ہو جائے گا اور ایکریمن اور امرائیں ایسا نہیں چاہتے۔ سہناچہ ایکریمن ایجنٹوں کو فوری طور پر یہ ناسک دیا گیا کہ وہ شوگران سے یہ مظلوم کریں کہ سلطان عالم کہاں ہے۔ چنانچہ وہاں سے یہ معلومات ملی ہیں کہ سلطان عالم پاکیشیا میں ہے اور وہاں کے دارالحکومت کے کسی نواحی قصبے جے جہانگیر آباد کہا جاتا ہے وہاں کسی خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہا ہے۔ ایکریمن ایجنٹوں نے جہانگیر آباد میں پوری کوشش کر لی ہے لیکن وہ نہ اس خفیہ لیبارٹری تک پہنچ سکے اور نہ ہی سلطان عالم تک....." نارسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کام کیا ہے۔ کیا اس سلطان عالم کو ٹریس کر کے اخوا کرنا ہے....." نارسن نے کہا۔

"اخوا نہیں کرنا بلکہ اسے ٹریس کر کے ہلاک کرنا ہے اور اس فارمولے کو ضائع کرنا ہے کیونکہ مظلوم ہوا ہے کہ وہ اس فارمولے پر اپنی اس خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہا ہے اور جیسے ہی اس کا کام مکمل ہو گا تو وہ اسے حکومت پاکیشیا کے حوالے کر دے گا اور پھر حکومت پاکیشیا اور حکومت شوگران مل کر اس پر سرکاری طور پر کام کریں گے اس لئے اگر اس سلطان عالم کو ہلاک کر دیا جائے اور اس کی لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے تو لارج ویو سسٹم پاکیشیا اور شوگران سے محفوظ ہو جائے گا کیونکہ سلطان عالم کے علاوہ اور کوئی سائنس دان پاکیشیا یا شوگران کے پاس نہیں ہے جو لارج ویو سسٹم کے بارے میں بنیادی باتیں جانتا ہو....." نارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم یہ کام کریں گے۔ میں اور ڈیوی۔ نہ ہونے سے بہر حال کچھ ہو ناہتر ہے....." نارسن نے جواب دیا۔

"خیال رکھنا۔ تم عمران سے مل چکے ہو اور عمران عفریت ہے۔ وہ تمہاری طرف سے چوکتا ہو گیا ہو گا اس سے بہتر یہی ہے کہ تم دونوں کافرستان چلے جاؤ اور پھر وہاں سے نئے کاغذات اور نئے میک اپ میں واپس پاکیشیا آکر یہ کام کرو ورنہ مجھے یقین ہے کہ تم دونوں کی نگرانی ہو رہی ہو گی اور جیسے ہی تم حرکت میں آئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے جہارے خلاف گھیرا جتگ کر لینا ہے....." نارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں....." نارسن نے کہا۔

"ایسا ہی کرو جیسا میں نے کہا ہے۔ پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم نہ ہو سکے گا اور سنو۔ دارالحکومت میں ایک کلب ہے جسے ہارڈ کلب کہا جاتا ہے۔ اس کا بیجرونا کو س ہے۔ وہ نارسن کا خاص ایجنٹ ہے۔ میں اسے فون کر دوں گا تم اسے نارسن کے شافٹی نشان ٹوکر کا حوالہ دے کر مل سکتے ہو۔ وہ اس تلاش میں جہاری مدد کر سکتا ہے۔"..... نارسن نے کہا۔

"ییس باس۔"..... نارسن نے کہا اور دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نارسن نے رسیور رکھ دیا۔
"چلو کوئی کام تو ملا۔"..... نارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہاں آنے کا کوئی فائدہ تو ہو گا۔ بہر حال اب ہم نے کافرستان جانا ہے۔"..... ڈیڑی نے کہا تو نارسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سائنسی رسالہ تھا اور وہ بڑے ایزی موڈ میں بیٹھا رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ سلیمان شاپنگ کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اس وقت کون آگیا ہے۔"..... عمران نے رسالہ میز پر رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے۔"..... عمران نے عادت کے مطابق ادبھی آواز میں پوچھا۔

"میں نعمانی ہوں عمران صاحب۔"..... دوسری طرف سے نعمانی کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ عمران نے

کنڈی ہٹائی اور دروازہ کھول دیا۔

"کیا ہوا۔ کیا سلیمان فلیٹ میں موجود نہیں ہے"..... سلام دعا کے بعد نعمانی نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ شاپنگ کرنے مارکیٹ گیا ہے۔ ویسے بھی اس کی شاپنگ کا اپنا انداز ہے اس نے چار پانچ گھنٹوں سے پہلے اس کی واپسی ممکن ہی نہیں ہے"..... عمران نے دروازہ بند کر کے واپس سنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ آپ دو تو ہیں۔ پھر اتنی شاپنگ۔ کیا پورے علاقے کے لئے سلیمان کھانا پکاتا ہے"..... نعمانی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں۔ وہ ٹرکوں پر لاد کر شاپنگ کا مال نہیں لاتا۔ دو چار شاہری اس کے ہاتھ میں ہوں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ پہلے بازار میں جاتا ہے اور ایک دکان سے بازار کے آخر تک ہر دکان سے بھاؤ معلوم کرتا ہے۔ مال چیک کرتا ہے پھر دوسرے بازار کا رخ کرتا ہے۔ پھر تیسرے کا اور اس طرح اس کی شاپنگ مسلسل چلتی رہتی ہے اور آخر میں وہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کون سی چیز کہاں سے خریدی جائے اور کون سی کہاں سے"..... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"پھر تو سلیمان بڑی جان ماری کرتا ہے شاپنگ کرنے میں۔ تھک جاتا ہوگا"..... نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

Tarson

"اس کا کہنا ہے کہ بزرگوں کی باتوں پر عمل کرنے والا فائدے

میں رہتا ہے اور بزرگوں کا قول ہے کہ شاپنگ اس انداز میں کی جائے کہ بھاؤ تاؤ کرتے کرتے خریدار کے ماتھے پر بھی پسینہ آجائے اور دکاندار کا تو پورا جسم پسینے میں ڈوب جائے"..... عمران نے جواب دیا تو نعمانی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ پھر تو دکاندار سلیمان کی شکل دیکھتے ہی جوتیاں چوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہوں گے"..... نعمانی نے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"پھر بھی سلیمان فائدے میں ہی رہے گا۔ جوتیاں بھی آج کل بہت مہنگی ہو چکی ہیں"..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے۔ ارے۔ آپ کہاں چل دیے۔ بیٹھیں۔ میں آپ سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں"..... نعمانی نے کہا۔

"سلیمان کی فوری آمد کا تو سکوپ نہیں ہے اس لئے میں خود ہی جہارے لئے چائے وغیرہ بنالاتا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"ارے نہیں۔ بیٹھیں۔ میں ابھی چائے پی کر آیا ہوں اور ویسے بھی میں چائے پینے کا عادی نہیں ہوں۔ میں نے آپ سے بات کرنی تھی کہ آپ نے تو بتایا تھا کہ راسن اور ڈیزنی کافرستان چلے گئے ہیں"..... نعمانی نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ صفدر اس وقت تک ایئر پورٹ پر رہا تھا جب تک ان کا جہاز فلاحی نہیں کر گیا تھا۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے۔" عمران نے کہا۔
 "میں ابھی ایئر پورٹ سے ہی آ رہا ہوں۔ میں وہاں ایک دوست کو ایکریٹیا جانے کے لئے سی آف کرنے گیا تھا اور وہاں راسن اور ڈیزی دونوں موجود تھے اور وہ دونوں بھی اسی فلائٹ کے ذریعے ایکریٹیا گئے ہیں۔" نعمانی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔
 "راسن اور ڈیزی کیا اصل شکلوں میں تھے۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ راسن بھی میک اپ میں تھا اور ڈیزی بھی۔ لیکن راسن کو میں نے اس کے کان کی مخصوص نشانی سے پہچان لیا۔ پھر اس کا قد و قامت بھی سنسنے آگیا۔ اس کے ساتھ جو عورت تھی اس کا چہرہ تو بدلا ہوا تھا لیکن قد و قامت، انداز اور آواز وہی تھی ڈیزی جیسی۔" نعمانی نے کہا۔

"تو اس میں کیا خاص بات ہے۔ وہ کافرستان سے واپس پاکیشیا آئے ہوں گے اور اب پاکیشیا سے ایکریٹیا چلے گئے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اب خاص بات بھی بتا دوں۔" نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"مطلب ہے کہ خاص بات تم نے اب تک چھپا رکھی تھی۔" عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں۔ خاص بات یہ ہے کہ آپ کا نام سن کر ہی میں ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ ورنہ شاید متوجہ نہ ہوتا کیونکہ میرے تو ذہن میں بھی نہیں تھا کہ وہ یہاں موجود ہو سکتے ہیں۔ میرا دوست بحث اوکے کرانے گیا ہوا تھا اور میں اس کے انتظار میں کھڑا تھا کہ آپ کا نام میرے کانوں میں پڑا تو میں نے چونک کر مڑ کر دیکھا اور پھر میں پہچان گیا کہ آپ کا نام لینے والی ڈیزی ہے اور اس کے ساتھ موجود مرد راسن ہے۔ بہر حال میں نے انہیں شک نہیں ہونے دیا۔ ڈیزی راسن سے کہہ رہی تھی کہ اگر عمران کو علم ہو جاتا تو شاید ہم اتنی آسانی سے اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکتے جس پر راسن نے جواب دیا کہ اگر ہو بھی جاتا تو عمران کیا کر لیتا اور ڈیزی نے کہا کہ شاید ہم اتنی آسانی سے یہاں سے نکل نہ سکتے۔ اس دوران فلائٹ کا اعلان ہو گیا اور پھر ہم اودست بھی آگیا اور وہ دونوں بھی اٹھ کر لاؤنج میں چلے گئے۔" نعمانی نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"تو وہاں کوئی خاص مشن مکمل کر کے گئے ہیں۔" عمران نے اہٹائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ان کی گفتگو سے تو یہی معلوم ہوتا تھا۔ اسی لئے تو میں ایئر پورٹ سے سیدھا یہاں آیا ہوں تاکہ آپ سے معلوم کر سکوں کہ وہ مشن کیا ہو سکتا ہے۔" نعمانی نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ بہر حال اب معلوم کرنا پڑے گا۔" عمران نے کہا۔

"کیسے معلوم کریں گے"..... نعمانی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان دونوں کے حلیئے کیا تھے"..... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے انسا سوال کر دیا تو نعمانی نے تفصیل سے حلیئے بتا دیئے۔

"چیف سے بات کرنا پڑے گی۔ چیف ایکیریہ میں اپنے فارن ایجنٹس کو الرٹ کر سکتا ہے جو ایئر پورٹ سے ہی ان دونوں کی نگرانی کریں گے اور ظاہر ہے یہ لوگ نارن کے چیف کو اپنے مشن کی رپورٹ دیں گے تو اصل بات سامنے آجائے گی۔ دوسرا کام یہاں بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں لازماً کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوں گے۔ ان کی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"..... عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلادیا اور عمران نے رسیور اٹھایا اور جیلے لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور پھر دانش منزل کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"ایکسٹنڈ"..... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ اپنے فلیٹ سے۔ نعمانی یہاں آیا ہے اور اس نے ایک خاص بات بتائی ہے"..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جہد مت باندھا کرو۔ اصل بات بتاؤ"..... چیف کا لہجہ بے

حد سرد ہو گیا تھا۔

"جناب۔ مرچ مصالحے کے بغیر چٹھارہ پورا نہیں ہوتا اس لئے جہد کے بغیر اصل بات کا لطف ہی نہیں آسکتا"..... عمران کی زبان واقعی رواں ہو گئی۔

"وقت مت ضائع کرو ورنہ تخت سزا دوں گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ۔ وہ جناب آپ کی ڈانٹ سے اصل بات تو بھول ہی گیا۔ آپ انتظار کریں۔ میں نعمانی سے پوچھ کر بتاتا ہوں"..... عمران بھلا کہاں آسانی سے قابو آنے والا تھا۔

"نعمانی کو رسیور دو اور تم بیٹھے سوچتے رہو"..... چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو نعمانی نے جلدی سے خود ہی عمران کے ہاتھ سے رسیور جھٹ لیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران نے باز نہیں آنا اور چیف کا غصہ بڑھتا چلے جانا ہے اور پھر نجانے کیا ہو جائے۔

"جناب میں نعمانی بول رہا ہوں"..... نعمانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہی باتیں دوہرا دیں جو اس نے عمران کو بتائی تھیں۔ ساتھ ہی اس نے دونوں کے حلیئے بھی بتا دیئے۔

"تمہیں عمران کی بجائے جو لیا کو اطلاع دینی چاہئے تھی تاکہ جو لیا مجھے کال کرتی"..... چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب۔ کوئی مشن تو سامنے تھا ہی نہیں اس لئے میں نے سوچا کہ عمران صاحب سے بات کی جائے"..... نعمانی نے معذرت

” پھر پی لیں گے۔ اللہ حافظ “..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی اٹھ کر اس کے پیچھے آیا اور پھر نعمانی کے باہر جانے کے بعد عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر واپس آکر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو“..... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔
 ” عمران بول رہا ہوں بلیک زرو“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا نعمانی چلا گیا ہے“..... دوسری طرف سے بلیک زرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ نعمانی چلا گیا ہے۔ لیکن نعمانی نے اہم بات کی ہے کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اس لئے اگر انہوں نے یہاں کوئی مشن مکمل کیا ہے تو لازماً وہ اہم مشن ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”اگر آپ کہیں تو میں فارن ایجنٹ کو کہہ دوں کہ وہ وہاں ایئر پورٹ سے انہیں اغوا کر کے ان سے تفصیلات معلوم کر لے۔“ بلیک زرو نے کہا۔

”نہیں۔ یہ فارن ایجنٹوں کے بس کے نہیں ہیں۔ الٹا فارن ایجنٹ سامنے آجائیں گے۔ انہیں کہو کہ وہ ٹارسن کلب کے میجر ٹارسن کو چیک کریں۔ اس کافون وغیرہ ٹیپ کر لیں۔ یہ دونوں

خواہا نہ لہجے میں کہا۔
 ”اوکے۔ میں فارن ایجنٹس کے ذمے لگا دیتا ہوں۔ وہ وہاں سے رپورٹس حاصل کر لیں گے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نعمانی نے رسیور رکھ دیا۔
 ”عمران صاحب۔ کسی روز چیف آپ کو گولی مارنے کا حکم دے دے گا اور ہمیں مجبوراً اس کے حکم کی تعمیل کرنا پڑے گی اس لئے آپ چیف کو اس قدر زچہ نہ کیا کریں۔“..... نعمانی نے رسیور رکھ کر کہا۔

”ارے۔ ارے۔ کیا مطلب۔ کیا تم واقعی چیف کے حکم پر مجھے گولی مار دو گے۔“ عمران نے ایسے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا جیسے اسے نعمانی کی بات پر یقین ہی نہ آیا ہو۔

”آپ اپنی بات کر رہے ہیں۔ اگر چیف حکم دے دے تو میں اپنے آپ کو گولی ماروں تو میں ایسا لازم کر گزروں گا۔“..... نعمانی نے کہا تو عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑیں جیسے وہ انتہائی حیرت میں مبتلا ہو۔

”حیرت ہے۔ اس قدر تابعداری۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ اسے ہی ذہنی غلامی کہتے ہیں۔“..... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔
 ”اب مجھے اجازت دیں۔“..... نعمانی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے بیٹھو۔ سلیمان آجائے تو تمہیں چائے بنا کر دے گا۔“ عمران نے کہا۔

اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان واپس آگیا اور عمران کے کہنے پر اس نے جانے کی پیالی بنا کر عمران کے سامنے رکھ دی اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔ عمران رسالہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ جانے بیٹا رہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے رسالہ ختم کر کے اسے میز پر رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے سپاٹ لیجے میں کہا۔
 ”ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ میں نے مضمون کر لیا ہے۔ ہمارے مطلوبہ دونوں افراد جن کے نام ڈیرک اور الزبتھ ہیں وہ ہارڈ کلب کے مینجر ناکوس کے ساتھ ایئر پورٹ آئے تھے۔ وہ خود انہیں ایئر پورٹ پر چھوڑ کر واپس گیا ہے اور میں نے ہارڈ کلب سے بھی معلوم کر لیا ہے۔ یہ لوگ گزشتہ کئی روز سے ہارڈ کلب میں ہی رہائش پذیر تھے اور ناکوس کی خصوصی کاران کے استعمال میں رہی ہے اور اس دوران یہ دونوں ناکوس کے ساتھ دارالحکومت سے باہر بھی گئے تھے اور کئی گھنٹوں بعد ان کی واپسی ہوئی تھی اور اس کے بعد ناکوس نے ان کے لئے الیکٹریسیا کی فلائٹ پر بلیک کرائی“..... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس ناکوس کو اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا سکتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”نہیں باس۔ اس کے آفس کا کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے اور

لازمًا یا تو اسے فون کریں گے یا پھر خود جا کر رپورٹ دیں گے۔ اصل مشن یہاں مکمل ہوا ہے اس لئے ہمیں یہاں تیز رفتاری سے کام کرنا ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”یہاں کیسے کام ہوگا“..... بلیک نے کہا۔

”یہ دونوں اسی ہوٹل کی کار میں ایئر پورٹ گئے ہوں گے جہاں یہ رہائش پذیر ہوں گے۔ میں ٹائیگر کو ان کے چلیے بتا کر ایئر پورٹ بھیجتا ہوں۔ وہ وہاں سے ان کے نام بھی معلوم کر لے گا اور ان کی رہائش کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لے گا۔ اس کے بعد جی بات آگے بڑھے گی“..... عمران نے کہا۔

”نیم کی ڈیوٹی نہ لگا دوں کہ وہ تمام ہوٹلوں میں چیکنگ کریں۔“..... بلیک نے کہا۔

”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔ ٹائیگر ایسے معاملات میں بے حد تیز ہے۔ وہ بہت جلد اصل جگہ تک پہنچ جائے گا۔ تم فارن ایجنٹس سے رپورٹ لے کر مجھے فون کرنا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کرپل پر رکھا اور اٹھ کر الماری میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر اس نے ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ ٹائیگر سے رابطہ ہونے پر اس نے ٹائیگر کو دونوں چلیے بتا کر اسے تفصیل سے ہدایات دیں اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ ٹائیگر جلد از جلد معلومات حاصل کر لے گا اس لئے اس نے اطمینان بھرے انداز میں سانسٹی رسالہ دوبارہ اٹھایا اور

کر کار روک دی۔

”کار ہے تمہارے پاس“..... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ میں نے اسے پبلک پارکنگ میں پارک کر دیا

ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”بیٹھو“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر سائیڈ کا دروازہ کھول کر

فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر

بعد ایک درمیانے درجے کی کوٹھی کی طرف اشارہ کر کے ٹائیگر نے

بتایا کہ یہی ٹاکوس کی رہائش گاہ ہے تو عمران نے کار کچھ آگے لے جا

کر ایک سائیڈ پر روک دی اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن چھنی

نال والا پسٹل نکال کر اس نے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

”سائیڈ سے اندر بے ہوش کر دینے والے کیپول فائر کرو اور پھر

عقبی طرف سے اندر داخل ہو کر گیٹ کھول دو“..... عمران نے کہا

تو ٹائیگر نے اشارت میں سر ملادیا اور پھر کار سے نیچے اتر کر وہ تیز قدم

اٹھاتا کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران کار میں ہی بیٹھا رہا۔ تھوڑی

دیر بعد اسے عقب نمائینے میں کوٹھی کا پچانک کھلتا دکھائی دیا تو اس

نے کار بیک کی اور پھر وہ اسے کوٹھی کے اندر لے گیا۔ پورچ میں

ایک کار چپلے سے موجود تھی۔ عمران نے اس کے ساتھ ہی اپنی کار

روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ چونکہ جو گیس فائر کی گئی تھی

وہ انتہائی زود اثر ہونے کے ساتھ ساتھ جلد ہی غائب بھی ہو جاتی تھی

اور اس وقت فضا میں اس گیس کے معمولی سے اثرات بھی محسوس

وہاں ہر طرف اس کے غنڈے پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے مجھے وہیں
آفس میں ہی اس سے بات چیت کرنا پڑے گی“..... ٹائیگر نے
جواب دیا۔

”اس کی رہائش گاہ کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”رہائش گاہ تو معلوم کرنا پڑے گی“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تو معلوم کر کے مجھے بتاؤ اور یہ بھی معلوم کرو کہ اس کی رہائش

گاہ پر کتنے افراد ہیں“..... عمران نے کہا۔

”یس باس“..... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ

دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہی ٹائیگر کا دوبارہ فون آگیا۔

”باس۔ ٹاکوس کی رہائش گاہ رابرٹ روڈ پر ہے اور اتفاق سے وہ

ابھی گلب سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہ پر گیا ہے۔ وہاں اس کے ساتھ

صرف دو ملازم رہتے ہیں کیونکہ اس کا زیادہ تر وقت گلب میں ہی

گزرتا ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو“..... عمران نے کہا۔

”رابرٹ روڈ پر واقع انٹرنیشنل پلازہ کے نیچے موجود پبلک فون

بوٹھ سے بات کر رہا ہوں“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تم وہیں روکو۔ میں آ رہا ہوں“..... عمران نے کہا اور

رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے

رابرٹ روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے انٹرنیشنل پلازہ کے

سائمنے ٹائیگر کھڑا دور سے ہی نظر آگیا تو عمران نے اس کے قریب جا

نہ ہو رہے تھے۔ ٹائیگر گیٹ بند کر کے پورچ میں آگیا اور پھر وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ وہاں ایک بستر پر ایک عورت اور ایک مرد موجود تھا۔ وہ دونوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

”اس عورت کو اٹھا کر کسی اور کمرے میں ڈال آؤ۔ میں اس دوران کو بھی کو چیک کر لوں“..... عمران نے فوراً ہی کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ ایک ملازم کچن میں بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ دوسرا ملازم نیچے تہ خانے میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ شاید وہ اس وقت کسی کام سے تہ خانے میں گیا ہو گا۔ عمران کو تہ خانے سے ہی رسی کا ایک بنڈل بھی مل گیا تو وہ اسے اٹھا کر واپس اس کمرے میں آیا جہاں وہ ٹائیگر کو چھوڑ گیا تھا۔ ٹائیگر اس دوران اس عورت کو نہ صرف وہاں سے لے جا چکا تھا بلکہ اس نے اس آدمی کو بستر سے اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا تھا اور وہ خود بھی وہیں موجود تھا۔

”یہی ہے ناکوس“..... عمران نے کہا۔

”یہی ہاں“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”یہ لوری۔ اسے باندھ دو“..... عمران نے رسی کا بنڈل ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور خود وہ سامنے موجود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر نے ناکوس کو رسی کی مدد سے کرسی کے ساتھ اچھی

طرح باندھ دیا۔

”اب ہاتھ روم سے پانی لاؤ اور اس کے حلق میں ڈپکا دو۔ یہ ہوش میں آجائے گا“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھتا ہوا ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ڈبے میں پانی بھر کر لے آیا اور پھر اس نے ناکوس کا سر اونچا کیا اور ایک ہاتھ سے اس نے اس کے جبڑے پھینچے اور پھر منہ کھلنے پر اس نے چند قطرے پانی کے اس کے حلق میں ڈپکا دیئے۔

”بس کافی ہے“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر ڈبہ اٹھائے واپس ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ناکوس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں تو وہ نیم غنودگی کے عالم میں چند لمحے رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا اور پھر اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”تم۔ تم کون ہو۔ اور یہ کیا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کیا ہے۔ مارگرٹ کہاں ہے“..... ناکوس نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارا نام ناکوس ہے اور تم ہارڈ کلب کے مالک اور مینجر ہو۔“..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ تو سہری رہائش گاہ کا بیڑہ روم ہے۔ سب کیا ہے..... ناکوس نے انتہائی گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس ایکریمیا کے دو اجنٹ جن کے اصل نام تو راس اور ڈیری تھے لیکن نئے میک اپ میں انہوں نے اپنے نام ڈیرک اور الزبتھ رکھ لئے تھے، وہ کافرستان سے آئے اور تمہارے کلب میں رہے انہوں نے یہاں کوئی مشن مکمل کیا اور پھر تم خود انہیں ایرپورٹ چھوڑ آئے تھے....." عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یہ کیا بکواس ہے۔ میرا کسی اجنٹ سے کیا تعلق۔ میں تو کسی ڈیرک اور الزبتھ کو جانتا ہی نہیں....." ناکوس نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ اب حیات کے پہلے جھٹکے سے باہر آچکا تھا اس لئے اس کا چہرہ اب پوری حزن سمجھا ہوا تھا۔

"تم ایکریمین خود ہو....." عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اب میں پاکیشیا کا شہری ہوں....." ناکوس نے جواب دیا۔

"کتنے عرصے سے یہاں ہو....." عمران نے پوچھا۔

"آٹھ سالوں سے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو اور سنو۔ مجھے چھوڑ دو ورنہ تم نہیں جانتے میرے آدمی تمہیں قبر تک نہ چھوڑیں گے۔" ناکوس نے اب باقاعدہ دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔

"اسے جانتے ہو....." عمران نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے مائیگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتا اسے اور نہ تمہیں۔ کون ہو تم۔" ناکوس نے جواب دیا۔

"باس۔ یہ صرف مقامی سطح پر غنڈہ گردی اور قتل و غارت کا وحنہ کرتا ہے اور کراتا ہے اور ہارڈ کلب انتہائی تھریڈ کلاس غنڈوں کا مسکن ہے اس لئے میں وہاں نہیں جایا کرتا....." مائیگر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر اسے سمجھاؤ کہ یہ سچ بتا دے....." عمران نے کہا۔

"میں باس....." مائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکالا اور ناکوس کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ....." ناکوس نے اسے جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"بولو۔ کون سا مشن مکمل کر لیا ہے تم نے ان ایکریمین ہجمنوں سے۔ بولو....." مائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ مائیگر نے پہلا وار اس کی گردن پر کیا تھا اور خنجر نے نکوس کی گردن پر خاصا گہرا زخم ڈال دیا تھا لیکن یہ زخم اس انداز کا تھا کہ صرف جلد میں کٹ گیا تھا۔ کوئی رگ نہیں کٹی تھی اس لئے صرف زخم میں سے خون رس

رہا تھا لیکن گردن پر ایک ہی وار نے ناکوس کو انتہائی ہراساں کر دیا تھا۔ شاید اس نے یہی سمجھا تھا کہ اس کی شہ رگ کٹ گئی ہے۔ اس کا چہرہ بکھٹ موت کے خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔

”بولو۔ ورنہ“..... نائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس بار ناکوس کی گردن پر پھیلے سے لمبا سا کٹ لگ۔ ناکوس کا جسم بری طرح کانپنے لگ گیا اور اس کا چہرہ خوف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

”بولو۔ ورنہ“..... نائیگر نے خراتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ۔ سائیس دان کو ہلاک کرنا تھا۔ وہ انہوں نے کر دیا۔“..... ناکوس نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”سائیس دان۔ کون سائیس دان۔ تفصیل بتاؤ۔“..... عمران نے انتہائی سرو لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ جہانگیر آباد میں رہتا تھا۔ اس کا نام سلطان عالم تھا۔ وہ سائیس دان تھا۔ اکیڈمیا سے ان کے پاس ٹارسن نے مجھے فون کر کے کہا کہ میں ٹارسن کے دو ایجنٹوں کے لئے کام کروں تو میں نے وعدہ کر لیا۔ پھر یہ دونوں میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ انہیں ایک سائیس دان کی تلاش ہے جو جہانگیر آباد میں رہتا ہے لیکن وہاں کوئی اسے نہیں جانتا۔ اب یہ اتفاق تھا کہ اس سائیس دان کا نام میں نے سنا ہوا تھا۔ میرے کلب میں ایک سپر وائزر کام کرتا تھا۔ وہ جہانگیر آباد کا رہنے والا تھا اور اس نے اپنی سروس کے لئے

بطور شاخت اور ضمانت ڈاکٹر سلطان عالم کا نام لکھوایا تھا اور میرے پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ یہ سائیس دان ہے اور وہ اکیڈمیا پر چکا ہے اور ابھی چند ہفتے پہلے وہاں سے آیا ہے اور اس کا قریبی رشتہ دار ہے اور اس نے جہانگیر آباد میں سائیس کا کام شروع کیا ہے۔ پھر میرے کہنے پر اس نے اس سائیس دان سے شاختی رقعہ بھی لے دیا۔ یہ بات میرے ذہن میں تھی کیونکہ ایسا آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ کلب میں ملازمت کے لئے کسی بڑے سائیس دان کا نام استعمال کیا گیا ہو اور اس نے رقعہ بھی دیا ہو۔ سچا یہ بات میرے ذہن میں رہی تھی۔ جب ڈیرک نے سائیس دان سلطان عالم کا نام لیا تو میں نے ساری بات انہیں بتا دی۔ ان کے کہنے پر سپر وائزر کو بلایا گیا۔ اس نے بتایا کہ سلطان عالم نے ایک باغ کے کونے میں موجود دریاں حویلی کے نیچے تہہ خانوں میں اپنی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے اور وہاں وہ اکیلا رہتا ہے اور سوائے چند لوگوں کے اور کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے اور اسے بھی اس نے منہ کر رکھا ہے۔ اس کے بعد میں اس سپر وائزر کو اور ڈیرک اور انترجھ کو ساتھ لے کر کار میں جہانگیر آباد گیا۔ ہم نے اس حویلی میں جا کر ان تہہ خانوں کو تلاش کر لیا اور پھر سپر وائزر کی وجہ سے سلطان عالم نے مین دروازہ کھول دیا اور ان دونوں ایجنٹوں نے سلطان عالم کو پکڑا اور اسے باندھ کر اس پر تشدد کر کے معلوم کیا کہ جس فارمولے پر وہ کام کر رہا ہے وہ کہاں ہے۔ پھر انہوں نے وہ فارمولا نکال کر اسے جلا دیا۔

Raza

اس کے بعد انہوں نے اس سلطان عالم کو گولی مار کر ہلاک کر دیا اور سپردائز کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور اس کی لیبارٹری میں موجود تمام مشینری کو توڑ پھوڑ کر ناکارہ کر دیا گیا اور اس کے بعد ہم لیبارٹری کا دروازہ بند کر کے خاموشی سے واپس آگئے۔ آج صبح کی فلائٹ سے وہ دونوں ایجنٹ واپس ایکریمیا چلے گئے ہیں۔..... ناکوس جب بولنے پر آیا تو پھر وہ خود ہی مسلسل بولتا چلا گیا۔ عمران نے اس سے حویلی اور باغ وغیرہ کی ساری سچوٹیشن معلوم کر لی۔

"اے ختم کر دو"..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے خنجر اس کے سینے میں اتار دیا۔ ناکوس کے حلق سے ادھوری سی چیخ نکلی اور پھر اس نے جتد لگے تڑپنے کے بعد دم توڑ دیا۔ "اس کی رسیاں کاٹ دو اور پھر اسے اٹھا کر بستر پر ڈال دو"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے خنجر نکال کر اسے ناکوس کے لباس سے صاف کیا اور پھر اس خنجر کی مدد سے رسیاں کاٹ دیں اور پھر ناکوس کی لاش کو اٹھا کر اس نے بستر پر ڈال دیا۔

"آؤ اب چلیں۔ ہم نے اب سیدھا جہانگیر آباد جانا ہے۔" عمران نے کہا اور پھر وہ اپنی کار کو کوٹھی سے باہر لے آیا۔ ٹائیگر نے گیٹ بند کیا اور پھر وہ آکر عمران کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھادی۔

مارسن آفس ٹیبل کے پیچھے رکھی اپنی ریوالونگ جیپر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنا سر کرسی کی اونچی پشت کے ساتھ لگا رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر اٹھن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو مارسن سیدھا ہو گیا۔ کمرے میں راسن اور اس کے پیچھے ڈیزی اندر داخل ہو رہی تھی۔

"آؤ بیٹھو"..... مارسن نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ دونوں میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ڈیزی کیا تم واقعی راسن سے شادی کرنے کا پختہ ارادہ کر چکی ہو"..... مارسن نے ڈیزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہی بس۔ راسن اور میرے درمیان پاکیشیا اور کافرستان کے دورے کے دوران ایسی انڈر سٹینڈنگ ہو گئی ہے کہ ہم دونوں نے شادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔"..... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دوسری صورت میں اگر اسے لارج دیوسنٹر کے بارے میں تفصیلات مل گئیں تو پھر وہ ڈیگوشیا جہیزے پر لارج دیوسنٹر کو تباہ کرنے پہنچے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم دونوں وہیں چلے جاؤ تاکہ وہ یہاں آئے تو ناکام ہو جائے اور اگر ڈیگوشیا پہنچے تو تم اسے ختم کر سکو۔" نارسن نے کہا۔

"آپ کو کیسے اطلاع ملی باس کہ عمران ہم تک پہنچ گیا ہے جبکہ میرا خیال ہے کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ ہم کافرستان گئے اور نئے میک اپ اور کاغذات کے ساتھ واپس پاکیشیا پہنچے اور پھر ہم ہارڈ کلب میں رہے۔ ہارڈ کلب کا نا کوس تھرڈ کلاس غنڈہ ہے۔ وہ تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ ہماری خوش قسمتی سے اس کا ایک آدمی اس سائنس دان کو جانتا تھا اور اس طرح ہم وہاں پہنچے اور مشن مکمل کر کے اطمینان سے واپس آ گئے۔ اس صورت میں عمران کو کیسے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مشن ہم نے مکمل کیا ہے؟" نارسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران ہے ہی ایسا آدمی۔ اسے ایسی ایسی معلومات مل جاتی ہیں جن کا کوئی انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔" ڈیزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے پہلے سے خطرہ تھا کہ اگر جہارے مشن کے بارے میں عمران کو یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہو گیا تو معاملات بہت

"لیکن راسن۔ تم تو شادی کرنے کے ہی خلاف تھے۔" نارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ڈیزی بے حد عمدہ خاتون ہے اس لئے میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔" نارسن نے کہا تو نارسن بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو پھر کب شادی کر رہے ہو؟" نارسن نے کہا۔

"آئندہ سٹوے باس۔ لیکن آپ نے آئندہ سٹوے سے پہلے ڈیزی کو رائونگ سٹار سے نارسن شفٹ کرانا ہے تاکہ ہم مشن پورا کھٹے کام کر سکیں۔" نارسن نے کہا۔

"یہ کام ہو چکا ہے۔ میں نے رائونگ سٹار کے چیف سے کہہ کر ڈیزی کو نارسن میں شفٹ کر لیا ہے۔ اب یہ نارسن کی ممبر ہے۔" نارسن نے کہا۔

"میں آپ کی شکر گزار ہوں باس۔" ڈیزی نے کہا۔

"لیکن تمہیں شادی کے بعد اب کافی عرصہ ڈیگوشیا جہیزے پر گزارنا پڑے گا۔" نارسن نے کہا تو راسن اور ڈیزی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"وہ کیوں باس۔ کیا ہوا ہے؟" نارسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم دونوں نے جو مشن پاکیشیا میں مکمل کیا ہے اس کے بارے میں ڈیزی کے دوست عمران کو تمام تفصیلات مل چکی ہیں اور یقیناً یہ تو وہ اس سائنس دان کا انتقام تم سے لینے یہاں ولنکٹن آئے گا یا

انتقامی کارروائی کے لئے ڈیگوشیا پہنچ کر اس لارج ویو سنٹر کو ہی تباہ کر دے یا پھر وہاں پہنچ کر وہ سلطان عالم کی موت کا بدلہ لینے کے لئے تم دونوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کرے۔" نارسن نے کہا۔

"باس۔ اسے بہر حال یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ واردات راسن اور ڈیری نے کی ہے کیونکہ ناکوس کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم اصل میں کون ہیں اور جہاں تک ڈیرک اور الزبتھ کا تعلق ہے وہ انہیں بے شک ڈھونڈتا رہے۔" راسن نے کہا۔

"تم عمران کے شاطرا نہ ذہن کو نہیں جانتے۔ وہ انتہائی شاطر ذہن کا آدمی ہے۔ اس نے ایک لمحے میں دو جمع دو چار کر کے اصل بات معلوم کر لی ہے۔ اب دیکھو کہ اسی روز وہ اصل مقام اور اصل آدمی تک پہنچ گیا حالانکہ بظاہر اسے اس کا علم تک نہیں ہو سکتا تھا۔" نارسن نے کہا۔

"تو پھر باس۔ اسے یہاں آنے دیں ہم اس سے خود ہی نمٹ لیں گے اور اگر وہ ڈیگوشیا پہنچا تو پھر ہم بھی وہاں پہنچ جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ لاکھ شاطر اور عیار ہے لیکن بہر حال باقی کے منہ سے گنا چھیننا ناممکن ہے۔ راسن اس کی موت تو بن سکتا ہے لیکن وہ راسن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔" راسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے چھاری مرضی۔ بہر حال میرے آدمی وہاں کام کر رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ حرکت میں آیا مجھے اطلاع مل جائے گی۔" نارسن نے جواب دیا۔

غراب ہو جائیں گے اس لئے میں نے پاکیشیا میں جتد خاص پہنچوں کو اس مشن پر لگا دیا کہ وہ اس معاملے میں خاص طور پر نظر رکھیں۔ ان میں سے دو ایجنٹ اس ہارڈ کلب کے ناکوس کی نگرانی کر رہے تھے جبکہ دو جہانگیر آباد میں اس باغ کی نگرانی کر رہے تھے۔ انہوں نے اطلاع دی ہے کہ جس روز تم دونوں پاکیشیا سے اکیڑیا پہنچے ہو اسی روز ناکوس کی لاش اس کے بیڈ روم سے ملی ہے اور ان پہنچوں نے جب اس کی رہائش گاہ پر جا کر ارد گرد کے لوگوں سے معلومات حاصل کیں تو انہیں بتایا گیا کہ عمران اور اس کے ایک ساتھی کو کار میں اس ناکوس کی رہائش گاہ سے نکلے دیکھا گیا ہے۔ وہاں کئی ہوائی رسیاں بھی ملی ہیں جن سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی نے ناکوس کو اس کی رہائش گاہ پر بے ہوش کر کے چپلے رسیوں سے باندھا اور اس سے پوچھ گچھ کر کے اسے ہلاک کر دیا۔

ادھر جہانگیر آباد میں باغ کی نگرانی کرنے والوں نے بھی رپورٹ دی ہے کہ وہاں اسی روز چچانک عمران ایک آدمی کے ساتھ پہنچا اور پھر ان دونوں نے لیبارٹری کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد سنٹرل انٹیلی جنس کی گاڑیاں وہاں پہنچ گئیں۔ ان رپورٹوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عمران نے یقیناً ناکوس سے جہارے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر وہ اس سائیس دان کی لاش تک پہنچ گیا اور عمران چونکہ سائیس دان بھی ہے اس لئے لامحالہ اس نے یہ معلوم کر لیا ہو گا کہ سلطان عالم کس فارمولے پر کام کر رہا تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ

”باس۔ ایک بات میں کہنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو..... ڈیزی نے کہا تو نارسن اور راسن دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”کون سی بات۔ کھل کر بات کرو۔ اب تم ہمارے سیکشن کی ممبر ہو..... نارسن نے کہا۔

”باس۔ اگر عمران کو راسن کے بارے میں معلومات حاصل ہو چکی ہیں یا ہو جائیں گی تو وہ آپ کے بارے میں بھی جان جائے گا۔ اس لئے آپ کو بھی محتاط رہنا ہو گا..... ڈیزی نے کہا تو نارسن بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم فکر مت کرو۔ وہ چاہے جس قدر بھی کوشش کر لے مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے ایسے انتظامات پہلے ہی کر رکھے ہیں۔“ نارسن نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں بھی بس یہی چاہتی تھی کہ آپ محتاط رہیں۔ جہاں تک عمران کا تعلق ہے راسن اور میں اس کے لئے کافی ہیں۔ اب تک میں نے اسے دوست کے طور پر ٹریٹ کیا ہے لیکن اب اگر وہ دشمن کے روپ میں آیا تو پھر ڈیزی کے ہاتھ سے بچ کر نہیں جاسکتا..... ڈیزی نے کہا تو راسن کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”اوکے۔ مجھے بھی کوئی مزید اطلاع ملی تو میں تمہیں بتا دوں گا.....“ نارسن نے کہا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتیاطاً اٹھ کھڑا ہوا۔

”ہینٹو.....“ عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کچھ معلوم ہوا عمران صاحب کہ ڈاکٹر سلطان عالم کس فارمولے پر کام کر رہا تھا.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ سردار نے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ڈاکٹر سلطان عالم ایکریمیا کی ایک لیبارٹری میں طویل عرصے تک کام کرتا رہا ہے۔ اس لیبارٹری میں ایک ایسے انتہائی میزائل سسٹم پر کام ہوتا رہا ہے جسے لارج ویو سسٹم کہا جاتا ہے۔ دنیا کا تیز ترین سٹار میزائل عام دفاعی نظام کے تحت تباہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے اسے آج تک ناقابل تسخیر میزائل سمجھا جاتا تھا اور ان دنوں ہر ملک سٹار میزائل

حاصل کرنے میں دن رات کوشاں ہے۔ پہلے جہل تو ایکریمیا نے اسے ہر صورت میں غفیر رکھا لیکن پھر اس کی نینکا لوچی ایکریمیا سے چوری ہو کر پہلے کارمن پہنچی اور پھر کارمن سے شوگران اور دوسری سپر پاور ڈیمک پہنچ گئی اور اب تقریباً ہر بڑے ملک نے سٹار میزائل تیار کرنے شروع کر دیئے ہیں حتیٰ کہ پاکیشیا بھی اس سلسلے میں کام کر رہا ہے اور کافرستان تو اس سلسلے میں کافی آگے بڑھ چکا ہے اور وہ چھوٹے جیسے پر سٹار میزائل پر تجربہ بھی کر چکا ہے۔ لارج دیو سسٹم اس سٹار میزائل کا اپنی سسٹم ہے اور اگر یہ سسٹم سامنے آجائے تو پھر سٹار میزائل بھی اس دوڑ سے نکل جائے گا۔ ستانچہ ایکریمیا نے بھی اس پر کام کیا اور ڈاکٹر سلطان عالم اس لیبارٹری میں کام کرتے رہے اور جب اس پر نوے فیصد کام مکمل ہو گیا تو ڈاکٹر سلطان عالم اس فارمولے سمیت وہاں سے فرار ہو کر پاکیشیا پہنچ گئے اور انہوں نے یہاں خفیہ طور پر حکومت سے مذاکرات کئے۔ حکومت نے اس میں گہری دلچسپی لی تاکہ لارج دیو سسٹم تیار کر کے پاکیشیا میں نصب کر دیا جائے تو کافرستان کے حملوں سے بخوبی دفاع کیا جاسکتا ہے لیکن ابھی اس پر کام ہونا باقی تھا اور ایکریمین ایجنٹ ڈاکٹر سلطان عالم کو تلاش کر رہے تھے اس نے ڈاکٹر سلطان عالم نے حکومت کی رضامندی سے جہانگیر آباد میں اپنی ملکیتی اراضی پر ایک پرانی حویلی کے تہہ خانوں کو لیبارٹری کی شکل دی اور وہاں کام میں مصروف ہو گیا۔ ادھر حکومت نے اس سسٹم کو تیار کرنے کے لئے حکومت

شوگران سے معاہدہ کر لیا اور حکومت شوگران بھی اس میں گہری دلچسپی رکھتی تھی اس لئے وہ بھی اس پر سرمایہ کاری کرنے اور خصوصی مشینری مہیا کرنے پر رضامند ہو گئی۔ لیکن اب ہوا یہ کہ راسن اور ڈیزی دونوں نے ہارڈ کلب کے منیجر ناکوس کی مدد سے ڈاکٹر سلطان عالم کو تلاش کر کے انہیں ہلاک کر دیا۔ ان کا فارمولا اور اس کے تمام کاغذات جلا دیئے اور لیبارٹری کے تمام کمیونرز اور مشینری کو تباہ کر دیا گیا تاکہ لارج دیو سسٹم کا فارمولا بھی پاکیشیا کے کام نہ آ سکے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب اس لیبارٹری کو ٹریس کرنا پڑے گا جہاں ڈاکٹر سلطان عالم کام کرتے رہے تھے تاکہ وہاں سے فارمولا اڑایا جاسکے۔“ بلیک زبرو نے کہا۔

”وہ لیبارٹری ختم ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر سلطان عالم کے بعد کچھ عرصہ اس فارمولے پر کام ہوا اور پھر جب وہ مکمل ہو گیا تو پھر لارج دیو سسٹم تیار دی گئی اور اس فارمولے کے مطابق ایکریمیا میں لارج دیو سسٹم تیار ہو کر مختلف سپائس پر نصب ہونا شروع ہو گئے اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اب ڈیگوشیا جزیرے پر بھی لارج دیو سسٹم تیار کیا جا رہا ہے تاکہ اسرائیل کو سٹار میزائل سے بچایا جاسکے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔“ بلیک زبرو نے کہا۔
”لارج دیو سسٹم کا فارمولا تو ہمیں بہر حال چاہئے تاکہ ہم

”جو سائنس دان ڈیگوشیا میں کام کر رہے ہوں گے، انہیں بہر حال اس فارمولے کا علم ہوگا.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”فارمولے پر سائنس دان کام کرتے ہیں جبکہ اس سسٹم کو تیار کرنے والے انجینئرز ہوتے ہیں اور وہاں سائنس دان بھی ضرور کام کرتے ہیں لیکن ان کے پاس بنیادی فارمولا نہیں ہوتا بلکہ صرف ورکنگ پوائنٹس ہوتے ہیں اور صرف ورکنگ پوائنٹس پر اصل فارمولا تیار نہیں کیا جاسکتا.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر پہلے اس فارمولے کا سراغ لگایا جائے کہ وہ کہاں موجود ہو سکتا ہے اور پھر وہاں سے اسے حاصل کیا جائے.....“ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”وہ سرخ ڈائری مجھے دو.....“ عمران نے جلد لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز سے سرخ کور والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھادی۔ عمران کافی ڈیریک ڈائری کا مطالعہ کرتا رہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوائری پلیز.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ہجے ایکریمین تھا اس نے بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران نے ایکریمین کے کسی شہر کی انکوائری سے رابطہ کیا ہے۔“

”فاسٹ فوڈ انٹرنیشنل کلب کا نمبر دیں.....“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

کافرستان کے سٹار میزائل سے اپنے ملک کا دفاع کر سکیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اسے حاصل کہاں سے کیا جائے۔ ڈاکٹر سلطان عالم کا فارمولا تو اسن اور ڈیری نے جلا کر راکھ کر دیا ہے.....“ عمران نے کہا۔

”ڈیگوشیا جہیز پر اگر اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے تو وہاں سے اسے حاصل کیا جاسکتا ہے.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”وہاں اس کی مشینری نصب ہو رہی ہوگی۔ فارمولا تو وہاں موجود نہیں ہوگا۔ فارمولا تو یقیناً کسی سٹور میں ہوگا.....“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اس سٹور کے پاس بھی تو ہو سکتا ہے.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ وہ تو ایک عام سی ہجنسی ہے۔ ایسے فارمولے عام سی ہجنسیوں کے پاس نہیں رکھے جاتے۔ انہیں تو کسی ایسے سٹور میں رکھا جاتا ہے جہاں سے اسے کوئی حاصل نہ کر سکے اور ایکریمین یقیناً ایک نہیں ایسے سینکڑوں سٹور ہوں گے۔ اب ہم کہاں کہاں اسے تلاش کرتے رہیں گے.....“ عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر سلطان عالم نے اس فارمولے کی کوئی دوسری کاپی کہیں چھپا رکھی ہو.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”میں پہلے ہی اس آئیڈیے پر کام کر چکا ہوں لیکن ایسی کوئی کاپی نہیں مل سکی.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” فاسٹ فوڈ انٹرنیشنل کلب رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

” ہاک سے بات کرائیں میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

” ہولڈ کریں دوسری طرف سے کہا گیا۔

” ہیلو۔ ہاک بول رہا ہوں چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

” علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں پاکیشیا سے عمران نے کہا۔

” اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ اوہ۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ کی آواز سنی ہے۔“ دوسری طرف سے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

” میں نے تو اس لئے فون نہیں کیا تھا کہ فاسٹ فوڈ اور وہ بھی انٹرنیشنل۔ میں تو غریب آدمی ہوں عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہاک بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

” جتنے آپ غریب ہیں کاش اتنا غریب میں ہو سکتا ہاک نے ہنسنے ہوئے کہا۔

” اللہ جہادری دعا قبول کرے۔ آمین عمران نے بڑے خشوع خشوع سے پر لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ہاک ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

” عمران صاحب۔ میں آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے کم از کم مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کیا کریں ہاک نے ہنسنے ہوئے کہا۔

” پہلے سے بنے ہوئے کو کون دوبارہ احمق بنانے کی کوشش کرنے گا۔ بہر حال ایک بات بتاؤ۔ کیا ڈنگوشیا میں بھی جہادری کوئی سیٹ اپ ہے عمران نے کہا۔

” ڈنگوشیا آئی لینڈ کی بات کر رہے ہیں آپ دوسری طرف سے چونک پر پوچھا گیا۔

” ہاں عمران نے جواب دیا۔

” کس قسم کا سیٹ اپ۔ ذرا کھل کر بات کریں ہاک نے کہا۔

” وہاں ان دنوں ایک نیا سسٹم نصب کیا جا رہا ہے جسے لارج ویو سسٹم کہا جاتا ہے۔ یہ سسٹم دنیا کے تیز ترین رفتار کے سٹار میٹائل کا اینٹی سسٹم ہے عمران نے کہا۔

” آپ کی بات درست ہے۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ ایسا ہو رہا ہے لیکن آپ کیا چاہتے ہیں ہاک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

” مجھے ان تخصیصات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مجھے اس کا فارمولا چاہیے کیونکہ ہمارے ملک کے ایک سائنس دان نے اس فارمولے پر پاکیشیا میں کام شروع کیا تھا لیکن نارن کے سبب انہوں نے اسے جہاں پاکیشیا میں ہلاک کر دیا اور فارمولا جلا دیا ہے عمران نے

کہا۔

"اوہ۔ لیکن یہ فارمولا کیسے ٹریس ہو سکتا ہے۔ وہاں کام کرنے والوں کو اصل فارمولے کے متعلق تو معلوم نہیں ہو گا۔" ہاک نے کہا۔

"یہی بات تم نے معلوم کرنی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر تم چاہو تو آسانی سے ٹریس کر سکتے ہو۔ معاوضہ تمہیں جہاری مرضی کا مل سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"آپ چار پانچ روز تک پھر فون کریں۔ میں کوشش کرتا ہوں۔" ہاک نے کہا۔

"چار پانچ روز تک۔ دو تین گھنٹوں کی بات کرو ہاک۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

"اس صورت میں معاوضہ دوگنا ہو جائے گا کیونکہ فوری معلومات کے لئے ادائیگی ڈبل کرنا پڑتی ہے۔" ہاک نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ دوگنا معاوضہ مجھے منظور ہے لیکن کام جلد از جلد اور حتیٰ ہونا چاہئے۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کر لیں اور معاوضہ دس لاکھ ڈالر بھی بھجوا دیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر بتا دو۔" عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر بتا دیا گیا ہے بلیک زیرو نے لکھ لیا۔

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ معاوضہ فارن ایجنٹ سے کہہ کر اس اکاؤنٹ میں منتقل کر دینا۔" عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ ہاک کون ہے۔ پہلی بار آپ کی اس سے میرے سامنے بات ہوئی ہے لیکن لگتا ہے کہ جیسے یہ آپ کا بہت پرانا واقف کار ہو۔" بلیک زیرو نے حیرت بھرے تجھے میں کہا۔

"ہاک بلیک۔" جنسی کا ایجنٹ رہا ہے اس سے اس سے پرانی دوستی ہے۔ کئی بار ہم نے اکٹھے بھی کام کیا ہے۔ چار پانچ سال قبل ہاک ایک روڈ ایکسپریس میں ایک ٹانگ سے محروم ہو گیا تو اسے ریشائر کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے بظاہر تو فاسٹ فوڈ ریسٹورانٹ کھول لیا لیکن درپردہ اس کا کام معلومات فروخت کرنا ہے اور ہاک کے تعلقات چونکہ اکیرمیا کے ایسے شعبوں سے انتہائی گہرے رہے ہیں اور یہ شخص خرچ کرنے میں بے حد فیاض واقع ہوا ہے اس لئے یہ ایسی معلومات تک بھی پہنچ جاتا ہے جہاں تک دوسرے لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ چونکہ اس بار ہمیں انتہائی بڑے شعبے کے بارے میں معلومات چاہئیں تھیں اس لئے میں نے ہاک کا انتخاب کیا ہے۔" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ اکیرمیا میں مفادات کے خلاف کام کرے گا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اکیرمیا میں دولت کو سب سے بڑا مفاد سمجھا جاتا ہے۔ وہ لوگ

آوی ہیں کہ وہ اپنی گردن تو اپنے ہاتھوں سے کاٹ سکتے ہیں لیکن کوئی بات مرضی کے خلاف نہیں بتا سکتے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ تم نے یہ معلوم کرنا تھا کہ ڈیگوشیا میں لارج ویو سسٹم نصب ہو رہا ہے۔ اس کا اصل فارمولا کہاں ہے۔ وہ قاہرہ ہے اس سپیشل ایس وی سنور میں نہیں ہو سکتا کیونکہ سپیشل ایس وی سنور کے بارے میں مجھے بھی معلوم ہے کہ جہاں ایسے فارمولے رکھے جاتے ہیں جن کو دوبارہ باہر نکلنے کی ضرورت نہ ہو۔..... عمران نے کہا۔

"آپ سے کوئی بات چھپانا ناممکن ہے عمران صاحب۔ میں نے تو سوچا تھا کہ ایکریمیا کا کچھ بھرم رہ جائے گا۔ بہر حال ڈیگوشیا کے بارے میں بھی میل نے معلومات حاصل کی ہیں اور مجھے فوری طور پر جو اطلاعات مل سکی ہیں ان کے مطابق وہاں فارمولا موجود نہیں ہے۔ البتہ پراجیکٹ کے انچارج ڈاکٹر ولسن جب چاہیں اصل فارمولا ڈیگوشیا منگوا سکتے ہیں۔..... ہاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ڈاکٹر ولسن کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں؟..... عمران نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا کیونکہ یہ اطلاع اس کے لئے اہتائی اہم تھی کہ ڈاکٹر ولسن فارمولا منگوا سکتا ہے۔

"ڈاکٹر ولسن بنیادی طور پر سائنس دان ہے۔ اسے پراجیکٹ کا انچارج بنایا گیا ہے تاکہ وہ اس پورے پراجیکٹ کو اپنی نگرانی میں مکمل کرائے کیونکہ یہ پراجیکٹ اہتائی نازک ہے۔ معمولی سی کمی

اس قدر مادہ پسند ہو چکے ہیں کہ اب کسی قسم کی اخلاقیات کی ان کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رہی۔ ویسے بھی ایکریمیا میں جس کے پاس دولت نہیں ہے اس کی زندگی وہاں موت سے بھی بدتر ہوتی ہے اس لئے ہر شخص جائز و ناجائز دولت کمانے کے بچھے پاگل رہتا ہے۔..... عمران نے کہا تو بلیک فرمونے اشیات میں سر ملادیا۔ پھر تقریباً اڑھائی گھنٹے بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور ہاک سے رابطہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ہاک بول رہا ہوں۔..... ہاک کی آواز سنائی دی۔
 "علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے؟..... عمران نے کہا۔

"آپ نے رقم ابھی تک نہیں بھجوائی۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "بچ جانے گی۔ جہیں معلوم تو ہے کہ میں جو بات کرتا ہوں وہ فائنل ہوتی ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ جو معلومات ملی ہیں عمران صاحب وہ صرف اتنی ہیں کہ ایسے سائنسی فارمولے ایکریمیا کے سپیشل ایس وی سنور میں رکھے جاتے ہیں اور سپیشل ایس وی سنور ایکریمیا کا سب سے خفیہ سنور ہے۔ اس کے بارے میں کسی پچھنسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ البتہ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ایکریمیا کی وزارت سائنس کے چیف سیکرٹری سر تھا من اس بارے میں آگاہ ہیں لیکن وہ اس قدر با اصول

اس بارے میں سب جلتے ہیں۔..... ولس نے جواب دیا۔
 "یہ نیا پراجیکٹ بھی اس مشرقی حصے میں ہی تیار ہو رہا ہے۔"
 عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "اوکے۔ بے حد شکریہ۔ بے فکر ہو رقوم پہنچ جائے گی۔" عمران
 نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم اسے رقم بھجواؤ میں اس دوران لائبریری میں جا کر ڈیگوشیا کے
 بارے میں تفصیلات چیک کرتا ہوں۔..... عمران نے اٹھتے ہوئے
 کہا۔

"تو اب یہ بات طے ہے کہ آپ ڈیگوشیا جائیں گے۔..... بلیک
 زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس
 فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے۔..... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ اس پراجیکٹ کو بھی تباہ ہونا چاہئے جسے
 بچانے کے لئے انہوں نے پاکیشیائی سائنس دان کو ہلاک کیا ہے اور
 اس کی لیبارٹری کو تباہ کیا ہے۔..... بلیک زیرو نے انتہائی ٹھوس
 لہجے میں کہا۔

"اے بچانے کے لئے انہوں نے یہ کارروائی نہیں کی بلکہ اس
 پراجیکٹ کا براہ راست پاکیشیائے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ انہوں
 نے یہ کارروائی اس لئے کی ہے کہ پاکیشیا کا افغانستان کے سٹار میزائلوں

بشی پورے پراجیکٹ کو فیل کر سکتی ہے۔..... ہاک نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

"اس ڈاکٹر ولسن کے بارے میں ذاتی تفصیلات کیا ہیں۔" عمران
 نے کہا۔

"اس بارے میں معلومات نہیں ہیں کیونکہ ڈاکٹر ولسن مستقل
 طور پر پراجیکٹ کے اندر رہتا ہے اور وہاں اس قدر سخت پہرہ ہے کہ
 مکھی بھی اندر نہیں جا سکتی۔..... ہاک نے جواب دیا۔

"اس کا کوئی فون نمبر یا ٹرانسمیٹر فریکوئنسی۔..... عمران نے کہا۔
 "نہیں عمران صاحب۔ یہ معلومات بھی حاصل نہیں ہو سکیں۔"

ہاک نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "تم کبھی ڈیگوشیا گئے ہو۔..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کئی بار گیا ہوں۔ کیوں۔..... ہاک نے چونک کر پوچھا۔
 "یہ پراجیکٹ کہاں زیر تکمیل ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ پراجیکٹ کا محل وقوع معلوم کرنا چاہتے ہیں۔
 عمران صاحب ڈیگوشیا ویسے تو اوپن جزیئر ہے۔ وہاں ہر وقت اور ہر
 موسم میں سیاحوں کی بھرمار رہتی ہے لیکن آپ کو یقیناً علم ہو گا کہ
 ڈیگوشیا کا مغربی حصہ اوپن ہے جبکہ مشرقی حصہ حکومت اکیڑیسیا کے
 تصرف میں ہے اور وہ ہر لحاظ سے ممنوعہ علاقہ ہے حتیٰ کہ اس علاقے
 پر سے کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر بھی پرواز نہیں کر سکتا۔ اس طرح مشرقی
 طرف سمندر میں بھی بہت دور تک ممنوعہ علاقہ قرار دیا گیا ہے اور

سے یا اسرائیل اور کافرستان کے باہمی گٹھ جوڑ کے بعد ستار میزائلوں کے حملوں سے اپنا دفاع نہ کر سکے۔..... عمران نے جواب دیا۔
 "بات تو ایک ہی ہے کہ انہوں نے بہر حال پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف سازش کی ہے۔..... بلیک زرو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کے اٹھنے پر بلیک زرو بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ فارمولے کے حصول کے دوران یہ پراجیکٹ بھی تباہ ہو جائے لیکن براہ راست اس کی تباہی کا مشن بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اپنا مقصد حاصل کرنا ہے اور اسی پر توجہ رکھنے کی ضرورت ہے۔" عمران نے کہا اور پھر مڑ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راسن اور ڈیزی شادی کر چکے تھے اور اب ان کا ارادہ تھا کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے جریرہ ہوائی پلے جائیں لیکن راسن نے انہیں روکا ہوا تھا کہ جب تک عمران کے بارے میں کوئی حتمی بات معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک انہیں چھٹیاں نہیں مل سکتیں۔ اس وقت بھی وہ دونوں اپنے رہائشی فلیٹ میں بیٹھے شراب نوشی میں مصروف تھے۔
 "اس عمران کو باس نے خواہ مخواہ ایک مسند بنا لیا ہے۔" اچانک راسن نے کہا۔

"باس اس کے بارے میں بہر حال ہم سے زیادہ جانتا ہو گا اس لئے وہ پریشان ہے۔..... ڈیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اب اگر عمران دس سال تک کوئی فیصلہ نہ کرے تو ہم بھی دس سالوں تک یہاں پابند بیٹھے رہیں گے۔..... راسن نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ ڈیزی اس کی بات کا کوئی

موجود ہے۔ ان کی فلاح کے بارے میں جو تفصیلات ملی ہیں ان کے مطابق وہ آج رات آٹھ بجے ولنکٹن ایر پورٹ پر پہنچیں گے۔" نارسن نے کہا۔

"عمران ولنکٹن آ رہا ہے۔ کیوں؟" نارسن نے چونک کر پوچھا۔

"یہ تو جب وہ یہاں پہنچ کر حرکت میں آئے گا تو تب ہی معلوم ہو گا۔ بہر حال میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ اب تم چھٹیاں منانے جبرہ ہوائی جاسکتے ہو۔" نارسن نے کہا تو راسن اور ڈیزی دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا مطلب باس۔ جب عمران یہاں آ رہا ہے تو پھر ہمیں بھی یہاں رہنا چاہیے۔" نارسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ڈیزی کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اب تمہاری یہاں ضرورت نہیں رہی۔ اگر تو عمران تمہارے پیچھے آ رہا ہے تو تمہاں تمہارے ساتھ اس کانکر او نہیں ہونا چاہیے۔ میں نہیں چاہتا کہ بغیر کسی وجہ کے ایجنٹ ایک دوسرے سے لڑتے رہیں اور اگر وہ کسی اور مقصد کے لئے آ رہا ہے تو پھر اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔" نارسن نے اس بار اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ جب تک یہ بات کلیئر نہ ہو جائے کہ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آ رہا ہے ہم ہمیں رہیں۔" نارسن

جواب دیتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیں۔ راسن بول رہا ہوں۔" راسن نے کہا۔
"آفس پہنچ جاؤ۔ فوراً۔" دوسری طرف سے چیف نارسن کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راسن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ۔ شاید اب مسئلہ حل ہونے والا ہے۔" راسن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں جانا ہے۔" ڈیزی نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا۔
"چیف نے اپنے آفس میں کال کیا ہے۔ شاید چیف کو اس عمران کے بارے میں کوئی حتی اطلاع مل چکی ہے۔" راسن نے کہا تو ڈیزی نے اشتباہ میں سر ملادیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی نارسن کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"آؤ راسن اور ڈیزی۔ بیٹھو۔" ان دونوں کے نارسن کے آفس میں داخل ہوتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے نارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو کوئی حتی اطلاع مل چکی ہے عمران کے بارے میں۔" راسن نے کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت جن میں دو عورتیں بھی شامل ہیں ایئر میا آنے کے لئے ایر پورٹ پر

میں معلومات حاصل کرے گا تاکہ ہمارے ذریعے اصل بات تک پہنچ سکے۔ اس کے بعد ہی کوئی کارروائی کرے گا۔..... ڈیری نے کہا۔
 "اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم دونوں اس دوران جریرہ ہوائی پر چھٹیاں گزار لو تاکہ جہاز ٹکراؤ عمران سے نہ ہو سکے اور وہ جہاز کی طرف سے مایوس ہو کر کسی اور طرف کا رخ کرے"..... نارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے راسن۔ باس درست کہہ رہے ہیں۔ ہمیں خواہ مخواہ کسی سے الجھنے سے کیا ملے گا۔ ایجنٹ تو بہر حال اپنے کام کرتے ہی رہتے ہیں"..... ڈیری نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تو باس پھر ہمیں اجازت ہے جریرہ ہوائی جانے کی"..... راسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور اب جہاز یہ مبنی مون سرکاری طور پر منایا جائے گا کیونکہ اب میں تمہیں بھیج رہا ہوں اس لئے تمام اخراجات بھی تنظیم ہی ادا کرے گی"..... نارسن نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔ ان کے چہرے مسرت سے چمک اٹھے تھے اور پھر ان دونوں نے باس کا شکریہ ادا کیا اور آفس سے باہر آگئے۔

نے کہا۔
 "ڈیکھو راسن۔ یہ بات درست ہے کہ تم نے پاکیشیا میں مشن مکمل کیا ہے اور تم نے وہاں پاکیشیائی سائیس دان کو ہلاک کیا ہے اور اس کے فارمولے کو جلا کر اس کی لیبارٹری تباہ کی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت یہاں اس لئے آ رہا ہو کہ تم دونوں سے اس سائیس دان کی ہلاکت کا انتقام لے سکے۔ ایسی صورت میں اس کا ٹکراؤ تم سے ناگزیر ہے اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ عمران چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو تم دونوں یہاں اس کے لئے موت کا پھندہ بن سکتے ہو لیکن جہاں تک میں عمران کو جانتا ہوں وہ صرف اس مقصد کے لئے یہاں ٹیم لے کر نہیں آئے گا۔"
 نارسن نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ وہ کسی اور مشن پر یہاں آ رہا ہے"۔ راسن نے کہا۔

"ہاں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس فارمولے کو تم نے جلایا ہے وہ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے یہاں آ رہا ہو تو اس فارمولے سے ہمارا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے ہم اس کے رستے میں نہیں آئیں گے"..... نارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اگر عمران کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ اس سائیس دان کو ہم دونوں نے ہلاک کیا ہے تو وہ یہاں جیسے ہمارے بارے

چکا تھا اس لئے اس نے سارے رسالے اور اخبارات بند کر کے
سانسے والی سیٹ کے عقب میں بنے ہوئے مخصوص باکس میں ڈالے
اور عمران سے مخاطب ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ آخر آپ کو اتنی طویل نیند کیسے آ جاتی ہے۔"
صفر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے غلط الفاظ بولے ہیں۔ نیند تو نیند ہی ہوتی ہے۔ البتہ
موصہ طویل اور مختصر ہو سکتا ہے۔"..... عمران نے اسی طرح آنکھیں
بھونکے کئے کئے اس طرح جواب دیا جیسے وہ جاگ رہا ہو لیکن اس نے
صرف آنکھیں بند کی ہوئی ہوں۔

"تو آپ جاگ رہے ہیں لیکن پھر آپ آنکھیں بند کر کے کیا سوچتے
ہوتے ہیں۔"..... صفر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خواب دیکھتا رہتا ہوں جو قسمت نے میرے مقدر میں لکھ دیئے
ہیں۔"..... عمران نے جواب دیا۔

"خواب۔ لیکن خواب تو نیند میں ہی نظر آتے ہیں اور آپ کی آواز
بھی بتا رہا ہے کہ آپ سرے سے سوئے ہی نہیں۔"..... صفر نے

"نیند والے خوابوں کے علاوہ بھی دو قسم کے خواب ہوتے ہیں۔
ایک آنکھوں کے خواب اور بند آنکھوں کے خواب۔ جاگتی آنکھوں

کے خواب تو سب دیکھتے ہیں لیکن اصل لطف بند آنکھوں والے
خواب دیتے ہیں۔ جو چاہو خواب دیکھ لو۔ ہمارے بچپن میں گیوں

ہوائی جہاز کی کشادہ سیٹوں پر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

عمران کے ساتھ والی سیٹ پر صفر تھا جبکہ ان سے آگے جولیا اور
ساتھ دونوں اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں اور عقبی سیٹوں پر تنویر اور

کیپٹن شکیل موجود تھے۔ عمران اپنی عادت کے مطابق پشت پر سر رکھ
کر آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا اور جب سے پاکیشیا سے فلائٹ روانہ ہوئی

تھی عمران مسلسل اسی پوزیشن میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔ راستے میں دو
جگہ جہاز نے فیول لینے کے لئے لینڈ کیا لیکن چونکہ مسافر باہر نہیں

گئے تھے اس لئے عمران اور اس کے ساتھی بھی جہاز کے اندر ہی جا
موجود رہے تھے اور عمران مسلسل سوتا ہی رہا تھا جبکہ دوسرے

ساتھی آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے اور صفر چونکہ وہاں
بٹھ کر ان سے بات نہ کر سکتا تھا اس لئے وہ رسالے اور اخبارات

پڑھنے میں ہی مصروف رہا تھا لیکن اب وہ رسالے پڑھ کر تنگ
ہو چکا تھا اور اس نے وہ رسالے پڑھ کر تنگ ہو چکا تھا اور اس نے

سکتا۔ البتہ ہم نے پاکیشیا کے ڈیفنس کے لئے تاکہ کافرستان اور اسرائیل مل کر یا صرف کافرستان پاکیشیا پر سٹار میزائل فائر نہ کریں۔ لارج دیو کا فارمولا حاصل کرنا ہے اور یہ فارمولا پاکیشیا میں فاسل ہونے کے قریب تھا کہ اکیریمین ایجنٹوں نے اس سائنس دان کو بھی ہلاک کر دیا اور فارمولا بھی جلادیا اور لازماً یہ فارمولا اکیریمیا میں ہی ہو سکتا ہے۔ ڈیگوشیا میں نہیں..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے جب ہمارے ملک میں یہ اہم مشن مکمل کیا ہے تو لازماً وہ اب پوری طرح اور ہر طرف سے ہوشیار بھی ہوں گے۔“
صفر نے کہا۔

”ظاہر ہے انہیں ایسا ہونا بھی چاہئے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اس کے باوجود ہم اپنی اصل شکوک میں وہاں جا رہے ہیں۔“
صفر نے کہا۔

”اس لئے تاکہ انہیں ہماری اکیریمیا آمد کی پیشگی اطلاع مل جائے اور وہ ہمارا شایان شان استقبال کر سکیں۔ اب تم خود سوچو صفر کیا جنگ بہادر اور اس کے ساتھ ساتھ ممبران پاکیشیا سیکرٹ سروس اکیریمیا جا رہے ہوں اور ایریورٹ پران کا استقبال کرنے والا بھی ہوتی نہ ہو.....“ عمران نے کہا تو صفر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہمیں تو کوئی پہچانتا بھی نہیں ہوگا۔ اصل مسئلہ تو آپ کا ہے۔“

اور محلوں میں ایک بڑا سا ڈبہ اٹھائے لوگ پھرتے رہتے تھے جس کے ایک طرف گول سا شیشہ لگا ہوا ہوتا تھا اور وہ بچوں سے ایک آنے لے کر انہیں ایک شیشے سے آنکھ لگانے کی اجازت دیتے اور ساتھ ساتھ ایک ہینڈل سا بھی گھماتے رہتے تھے اور زبان سے کنٹری کرتے رہتے تھے کہ بارہ من کی دھوین دیکھو، تاج محل کا منظر دیکھو، ناگن کا ناچ دیکھو۔ وغیرہ وغیرہ اور اس میں نجانے کتنے آنے خرچ کر دیتے کہ بارہ من کی دھوین دیکھ سکوں لیکن وہاں ایک دہلی پتلی عورت ہی نظر آتی تھی جو کپڑے دھو رہی ہوتی اور میں سوچتا رہتا کہ آخر یہ دہلی پتلی عورت بارہ من کی کیسے ہو سکتی ہے۔ لیکن آج تک میری سمجھ میں ہی نہیں آسکا۔ اگر تمہیں معلوم ہو تو تم بتا دو.....“ عمران کی زبان رواں ہوئی تو پھر مسلسل رواں ہی رہی۔

”اوہ۔ اب سمجھا ہوں۔ آپ اس طرح اپنی زبان کو آرام دیتے ہیں ورنہ آپ کی زبان رک ہی نہیں سکتی.....“ صفر نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے کس کے سلسلے میں جو بریفنگ دی ہے اس کے مطابق لارج دیو پراجیکٹ ڈیگوشیا جریرے میں مکمل رہا ہے اور آپ ونگٹن جا رہے ہیں جبکہ ڈیگوشیا جریرہ تو یونان کے قریب سمندر میں ہے.....“ صفر نے کہا۔

”ہم نے پراجیکٹ کے خلاف کوئی مشن مکمل نہیں کرنا۔ کیونکہ پاکیشیا کا کوئی ارادہ اسرائیل پر سٹار میزائل فائر کرنے کا نہیں

صفر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھ غریب کو کون جانتا ہے۔ نہ تین میں نہ تیرہ میں۔" عمران نے جواب دیا تو صفر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تین تیرہ کی بات نہیں ہے عمران صاحب۔ مسئلہ وہاں کام کرنے کا ہے اور آپ کے بارے میں اگر انہیں اطلاع مل چکی ہوگی تو پھر ظاہر ہے وہ ہر قدم پر رکاوٹیں کھڑی کریں گے۔ ایکریمیا کے پاس بلا مبالغہ سینکڑوں چھوٹی بڑی سرکاری کمپنیاں ہوں گی۔ ہم کس کس کے ساتھ لڑیں گے۔" صفر نے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ہم وہاں جا کر اخبار میں اشتہار دیں کہ ہمیں فلاں فارمولا چاہئے۔ جو صاحب اس کی نشاندہی کرے گا اسے قصاص دیا جائے گا۔" عمران نے منہ جاتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے آنکھیں کھول لی تھیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تو آپ اس طرح انہیں سامنے لانا چاہتے ہیں۔" صفر نے کہا۔

"سامنے لانے کی ضرورت نہیں ہے صفر یار جنگ بہادر۔ کیونکہ اگر ہمارا اشتہار کوئی کرے گا تو وہ ایک ہی کمپنی کے ایجنٹ ہوں گے۔ ٹارسن کمپنی۔ جس کا چیف ٹارسن کلب کا مالک اور میزبان ہے اور جس کے ایجنٹوں راسن اور ڈبیزی نے پاکیشیا میں اپنے طور پر مشن مکمل کیا ہے اور ہمارے لحاظ سے واردات کی ہے۔ یہ بھی بتا دوں کہ ایک ایکریمین وہاں پاکیشیا میں ایئرپورٹ پر موجود تھا اور

وہ اس قدر بے چین واقع ہوا تھا کہ ابھی ہم وہیں موجود تھے کہ اس نے باقاعدہ انٹرنیشنل فون بوتھ سے ایکریمیا فون کر کے ٹارسن کو ہمارے بارے میں اطلاع دے دی تھی۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن وہاں تو آپ ہمارے ساتھ تھے۔ آپ کو کیسے اس بات کا علم ہو گیا۔" صفر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ "ہمارے ساتھ دو غیر شادی شدہ خواتین تھیں اور تم جانتے ہو کہ ایئرپورٹ پر ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں اس لئے ان کی حفاظت ضروری تھی اور اسی حفاظت کے لئے ٹائیگر سے زیادہ مناسب اور

کون ہو سکتا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔ "ٹائیگر وہاں ایئرپورٹ پر تھا۔ نہیں عمران صاحب۔ وہاں اگر وہ ہوتا چاہے میک اپ میں ہی کیوں نہ ہوتا مجھے معلوم ہو جاتا اور پھر اس نے آپ کو کب رپورٹ دی تھی۔" صفر نے کہا۔

"میں آج تک تمہیں نظر نہیں آیا۔ ٹائیگر تو پھر میرا شاگرد ہے۔ وہ کیسے نظر آ سکتا ہے۔ ویسے اگر تم اس سپرائزر کو غور سے دیکھتے جو ہماری ٹیمیل کے ارد گرد موجود تھا اور جس نے فلاح کی روانگی کا اعلان ہونے اور ہمارے اٹھنے پر ہمیں باقاعدہ سی آف کیا تھا۔ سی آف کا مطلب تھا کہ ہمارے بارے میں رپورٹ ایکریمیا پہنچ چکی ہے اور میں نے اس بات کا شکریہ ادا کیا تو اس نے کہا کہ جتنا ایکریمیا میں اگر ہم ٹارسن کلب میں جائیں تو وہ ممنوع ہو گا اور میں نے سر ہلایا تھا اور یہ ساری کہانی مکمل ہو گئی۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ تو وہ ٹانگیر تھا۔ لیکن وہ اس روپ میں کیوں تھا۔ کیا آپ کو خطرہ تھا کہ ہم پر حملہ ہو سکتا ہے۔" صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم بے چاروں پر کسی نے کیا حملہ کرنا ہے۔ مجھے اصل فکر جو یا اور صالح کی تھی..... عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو آپ نہیں بتانا چاہتے۔ ٹھیک ہے آپ کی مرضی۔" صفدر نے کہا۔

"کمال ہے۔ ابھی سے ہتھیار ڈالنے کی عادت ڈالنا شروع کر دی ہے..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"ہتھیار ڈالنے۔ کیا مطلب....." صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شادی کے بعد تو ظاہر ہے شوہر کو ہتھیار ڈالنے ہی پڑتے ہیں۔ لیکن تم نے ابھی سے ہی ریہرسل شروع کر دی ہے۔ بعد میں کیا ہو گا....." عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے ہتھیار نہیں ڈالے بلکہ اپنا خون جلائے سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ آپ سے اس معاملے پر اصرار کرنا صرف اپنا خون جلائے کے ہی مترادف ہے....." صفدر نے کہا تو اس بار عمران بے

اختیار ہنس پڑا۔

"تیل کی بجائے خون جلائے۔ واہ۔ کیا آئیڈیل پویش ہے۔ بہر حال جہاں خون جلا کر میں صالح کی بد دعائیں نہیں لینا چاہتا کہ بے خون کا آدمی اس کے حصے میں آگیا ہے۔ اس لئے بتا دیتا ہوں کہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایکریمین ایجنٹ ہماری نگرانی کر رہے ہیں اور ایک ایجنٹ نے ریستوران کے بیرے سے بات چیت کی ہے اور ظاہر ہے فلائٹ کے انتظار میں ہم نے ریستوران میں بیٹھنا تھا اس لئے مجھے شک پڑ گیا کہ ہو سکتا ہے کہ ویٹر کی مدد سے وہ ہماری کافی میں کوئی گڑ بڑ نہ کر دیں اس لئے میں نے ٹانگیر کو کہا تھا کہ وہ سر وائر کی جگہ لے لے تاکہ اس ویٹر پر نگاہ رکھی جاسکے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ شاید اس ایجنٹ نے ویٹر سے بات کی تھی کہ وہ ہماری میز پر کوئی ڈکنا فون نصب کر دے لیکن ویٹر کو ہمت نہیں پڑی ہو گی۔" عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ کیا نارسن کے پاس فارمولا ہو گا یا نارسن کو معلوم ہو گا کہ فارمولا کہاں ہے....." صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں اس بارے میں معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔" عمران نے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ انہیں فارمولے کے بارے میں علم ہو گا اور یہ فارمولا انہیں باقاعدہ سمجھایا بھی گیا ہو گا۔ تب ہی انہوں نے پاکیشیا کے سائنس دان کے فارمولے کو پہچان کر اسے جلایا تھا ورنہ

وہ آپ کی طرح سائنس دان تو نہیں تھے کہ از خود اس فارمولے کو سمجھ سکتے صفدر نے کہا۔

”فارمولے کی فائل پر لارنجیو فارمولا لکھا ہوا ہو گا۔ عام طور پر سائنس دانوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ فائل پر باقاعدہ اس فارمولے کا نام لکھتے ہیں۔ بہر حال جہاری بات درست ہو سکتی ہے لیکن اب تو یقیناً ان کے پاس فارمولا موجود نہیں ہو گا..... عمران نے کہا۔“
”تو پھر ان کے خلاف کیا کارروائی کریں گے۔ کیا صرف پاکیشیائی سائنس دان کی ہلاکت کا انتقام لیں گے.....“ صفدر نے کہا۔

”تمہیں معلوم تو ہے کہ میں صرف اپنے مشن پر نظر رکھتا ہوں۔ باقی رہا انتقام تو انہیں بہر حال اس ہلاکت کا خمیازہ تو بھگتنا ہی ہو گا لیکن ابھی نہیں۔ بعد میں یہی.....“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ کو اس ماسن کی تنظیم سے لکھ کر کیا فائدہ ہو گا جبکہ آپ پہلے سے جانتے ہیں کہ ماسن چیف ہے۔ وہ ماسن کلب کا میمبر ہے.....“ صفدر اب باقاعدہ جرح پر اتر آیا تھا۔

”ماسن کے رابطے یقیناً ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں گے جو اس فارمولے کے بارے میں جانتے ہوں گے کہ یہ فارمولا کہاں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تو آپ اس ذریعے سے فارمولے تک پہنچا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا ماسن آپ کے ساتھ تعاون کرے گا.....“ صفدر نے کہا۔

”وہ تو نہیں کرے گا کیونکہ وہ بھی بہر حال مجبوسی کا چیف ہے اور

چیف چاہے جہاز ایکسٹن ہو یا فورسٹارز کا چیف صدیقی ہو۔ سب ہی تعاون نہیں کرتے۔ ہزاروں بار کہا ہے کہ تعاون کرو اور موٹی رقم کا چیک دے دو۔ لیکن جہاز چیف سنٹا ہی نہیں اور صدیقی تو بس صرف صدیقی ہی ہے.....“ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید بات ہوتی جہاز کی اندرونی روشنیاں جل اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی جہاز کے ویٹیکن ایریورٹ پر لینڈ کرنے کا اعلان پائلٹ کی طرف سے ہونے لگا اور اعلان کے ساتھ ہی جہاز میں جیسے زندگی جاگ اٹھی۔ سب لوگ بینس وغیرہ باندھنے اور اپنے دستی بیگ وغیرہ سنبھالنے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ضروری چیزیں گن کے بعد پبلک لاؤنج میں داخل ہوئے تو عمران نے انہیں وہیں ٹھہرنے کے لئے کہا اور خود وہ ایک پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سائیڈ کاؤنٹر سے فون کارڈ خرید لیا اور پھر فون پیس کے مخصوص خانے میں کارڈ ڈال کر بشن دیا اور پھر مخصوص لائن آن ہونے پر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ مین دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور کارڈ کو مزید دبا کر اس نے لائن آن ہونے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ماسن کلب.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

کہا۔

"ڈیزی نے راسن سے شادی کر لی ہے اور وہ دونوں سنی منوں منانے آج ہی جہیزہ ہوائی روانہ ہوئے ہیں اس لئے ڈیزی کا فلیٹ تو بند ہو گا۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم ڈیزی سے کیا کام لینا چاہتے ہو۔ تم ہمارے مہمان ہو۔ مجھے تمہارا کام کر کے بے حد مسرت ہو گی۔" نارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کام تو کچھ نہیں تھا۔ میں تو صرف اس لئے اسے فون کر رہا تھا کہ ہم یہاں کچھ روز رہیں گے۔ وہ مجھے آکر مل لے کیونکہ اگر میں اسے نہ بتاتا تو اسے شکایت ہوتی۔" عمران نے جواب دیا۔

"کہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہے۔" نارسن نے پوچھا۔

"ہوٹل گرائنڈ میں کمرے بک رہے ہیں۔ دو سو آٹھ سے دو سو بارہ تک۔ میرا روم نمبر دو سو آٹھ ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میری طرف سے کھلی آفر ہے عمران۔ کسی قسم کی بھی کوئی ضرورت نہ ہو تو تم مجھے کال کر سکتے ہو۔ مجھے تمہارا کوئی بھی کام

کر کے بے حد خوشی ہو گی۔" دوسری طرف سے نارسن نے کہا۔

"شکریہ۔ آپ جیسے مہربانوں کے شہر میں بھلا ہمیں کیا مشکل پیش آسکتی ہے۔ گڈ بائی۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس

نے کارڈ نکالا اور پھر فون بوتھ سے باہر آگیا۔

"کسے فون کیا ہے۔ کیا چیف کو۔" جولیانے کہا۔

"کرنے لگا تھا ڈیزی کو تاکہ اسے اطلاع دے سکوں کہ ہم لوگ

"مسٹر نارسن سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"پاکیشیا کا علی عمران۔ کیا مطلب۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میرا نام آپ کے پاس اچھی طرح جانتے ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"ہولڈ کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں نارسن بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران تم۔ کیا پاکیشیا سے بول رہے ہو۔" دوسری

طرف سے چونک کر حیرت مجھے لپٹے میں کہا گیا۔

"نہیں۔ وٹنگٹن ایئر پورٹ سے بول رہا ہوں۔ ہم چند ساتھی

یہاں تفریح کے لئے آئے ہیں۔ میں نے ڈیزی کے فلیٹ پر فون کیا

لیکن وہاں پر کوئی رسیور ہی نہیں اٹھا رہا۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا

ہے کہ اس نے فلیٹ تبدیل کر لیا ہو اور آپ کو اس کا نیا نمبر معلوم

ہو کیونکہ ڈیزی اور راسن جب پاکیشیا آئے تھے تو ڈیزی نے مجھے بتایا

تھا کہ وہ رائزنگ سٹار کو چھوڑ کر اب آپ کی تنظیم میں باقاعدہ طور پر

شامل ہو چکی ہے۔" عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے

ہے اور ہمیں یہ معلوم نہیں کہ فارمولا کہاں موجود ہے اور نہ ہی کوئی بتانے والا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 "ایکریما تو سپر پاور ہے۔ یہاں تو لاکھوں کی تعداد میں فارمولے ہوں گے اور نجانے کتنے سنور ہوں گے اور کتنی تنظیمیں یہاں کسی ایک فارمولے کو تلاش کرنا ایسے ہے جیسے بھوسے کے ڈھیر سے سوئی تلاش کرنا۔..... اس بار صادق نے کہا۔

"جذبہ صادق ہو تو ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔..... جو یانے کہا۔

"آج تک تو ہوا نہیں۔..... عمران نے فوراً ہی کہا تو جو یانے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ تم تو کم از کم یہ بات نہ کہو۔..... جو یانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صفدر خطبہ نکاح یاد نہیں کر سکا۔ پھر کیسے ناممکن ممکن ہو سکتا ہے۔..... عمران نے اپنی بات کی وضاحت کی تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم پر پھر دورہ پڑنے لگا ہے۔..... جو یانے منہ بتاتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز میں خٹکی کا عنصر نمایاں تھا لیکن سب نے ہی محسوس کیا کہ خٹکی بہر حال مصنوعی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

یہاں پہنچ گئے ہیں لیکن اس کے نمبر پر رابطہ ہی نہ ہوا اس لئے میں نے اس کے چیف نارن کو فون کیا تو اس نے بتایا کہ ڈیزی نے راسن سے شادی کر لی ہے اور آج ہی وہ مہمانوں نے جہیزہ ہوائی گئے ہیں۔..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو آپ نے اس طرح نارن کو اپنے یہاں پہنچنے کی باقاعدہ اطلاع دی ہے۔..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو باقی ساتھی بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگے کیونکہ جہاز میں عمران اور صفدر کے درمیان جو بات چیت ہوئی تھی اس بارے میں دوسروں کو کوئی علم نہیں تھا اور ان کے اس طرح حیران ہونے پر صفدر نے مختصر طور پر انہیں بھی بتا دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسیوں کے ذریعے وہ سب ہوٹل گرانڈ پہنچ گئے۔ غسل کرنے اور نیچے ڈائننگ ہال میں کھانا کھانے کے بعد کافی پینے کے لئے وہ سب عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

"اب مشن کا کیا ہو گا۔..... جو یانے کہا۔
 "وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا۔..... عمران نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے برجستہ جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب مشن کے سلسلے میں خود ہی واضح نہیں ہیں۔..... خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے اچانک کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"جہاز کا خیال درست ہے۔ اس لئے کہ مشن فارمولے کا حصول

”میں نے ڈیفنس سیکرٹری آفس میں ایک آدمی سے بات کی ہے اور اسے ہماری رقم دینے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ وہاں کمیونٹر پرنٹال کر کے مجھے تفصیل بتائے گا تو میں آپ کو فون کر دوں گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”فوراً فون کرنا سہاں میرے ساتھی فارغ بیٹھ کر بے حد بور ہو رہے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں فوراً کال کر دوں گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”یہ صاحب کیا ٹارسن کے کلب میں کام کرتے ہیں۔“ صفدر نے فوراً ہی کہا۔

”نہیں۔ ان کا تعلق معلومات فروخت کرنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم سے ہے لیکن یہ اپنے طور پر بھی کام کرتے ہیں۔ میں نے پاکیشیا سے یہاں آنے سے پہلے انہیں باقاعدہ ہائر کیا تھا کیونکہ وہ ٹارسن ایک ایجنسی کا چیف ہے اور میں اسے جانتا ہوں وہ انتہائی تربیت یافتہ آدمی ہے اس لئے انھوں کی طرح اس پر چرمہ دوزنے سے کچھ معلوم نہ ہو سکتا تھا اور چونکہ اس کی ایجنسی نے اس فارمولے کے سلسلے میں پاکیشیا میں کام کیا ہے اس لئے لامحالہ اسے اس بارے میں بنیادی معلومات حاصل ہوں گی۔ اس سارے سیٹ آپ کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں نے البرٹ سے بات کی تو البرٹ نے وعدہ کر لیا کہ وہ ٹارسن کے ذاتی فون کو اس طرح چیک کرے گا

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”البرٹ بول رہا ہوں عمران صاحب۔“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ اتنی جلدی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ آپ نے ٹارسن کو کال کیا تو اس کے بعد ٹارسن نے ڈیفنس سیکرٹری کو کال کیا اور انہیں آپ کے بارے میں بتایا اور کہا کہ آپ یقیناً لارچ ویو فارمولے کے سلسلے میں ہی ایگری میا بنچے ہیں۔ اس سے ڈیفنس سیکرٹری صاحب سپیشل ایس وی سنور کو خصوصی ہدایات جاری کر دیں کہ وہ لارچ ویو فارمولے کی خصوصی حفاظت کریں۔ جس پر ڈیفنس سیکرٹری نے کہا کہ عمران کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فارمولا سپیشل ایس وی سنور میں ہو سکتا ہے تو ٹارسن نے انہیں بتایا کہ ایسی باتیں عمران کو کسی نامعلوم ذریعے سے خود بخود معلوم ہو جاتی ہیں جس پر ڈیفنس سیکرٹری نے کہا کہ وہ آرڈر کر دیں گے۔“ البرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”فری گڈ۔ تو میرا اندازہ درست ثابت ہوا کہ ٹارسن کو اس بارے میں یقیناً معلوم ہو گا لیکن یہ سپیشل ایس وی سنور ہے کہاں۔“ عمران نے کہا۔

"اس مارشل ایریے کا انچارج کون ہے..... عمران نے پوچھا۔
 "اس کا انچارج جنرل فرینک ہے اور جنرل فرینک انتہائی سخت
 سچ آدمی ہے"..... البرٹ نے جواب دیا۔
 "اس سنور سے اگر فارمولا نکالنا ہو تو کون اسے نکلوا سکتا ہے۔"
 "میں نے کہا۔

"یہ تو تجھے نہیں معلوم عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے کہ ڈیفنس
 سیکرٹری صاحب نکال سکتے ہوں یا کوئی اور بھی نکلوا سکتا ہے۔ حتیٰ
 پرچہ کچھ نہیں کہہ سکتا"..... البرٹ نے جواب دیا۔
 "کیا تم یہ پوائنٹ معلوم کر سکتے ہو۔ یہ میرے لئے انتہائی اہم
 نکتہ ہے"..... عمران نے کہا۔
 "معاوضہ ذیل دینا ہو گا آپ کو"..... البرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بے فکر رہو۔ ذیل مل جائے گا"..... عمران نے
 "اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر ایک گھنٹہ مزید انتظار کریں۔ میں
 کر دوں گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور
 دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری تمام چھاؤنیوں کا انچارج ہو
 سٹارن نے بھی اسے ہی کہا ہے کہ فارمولے کی حفاظت کی جائے
 پھر ڈیفنس سیکرٹری کے آرڈر سے ہی وہ نکل سکتا ہو گا"..... صفدر
 کہا۔

کہ سٹارن کو معلوم ہی نہ ہو سکے گا کیونکہ لامحالہ سٹارن نے بطور
 ایجنسی چیف اپنے فون کی حفاظت کا خصوصی انتظام کر رکھا ہو گا
 لیکن اب تم نے دیکھا کہ وہ بہر حال سٹارن کے بارے میں کامیاب
 رہا ہے"..... عمران نے کہا۔

"تو آپ نے پہلے اس لئے جان بوجھ کر سٹارن کو کال کیا تھا لیکن
 کیا یہ ضروری تھا کہ وہ ڈیفنس سیکرٹری کو کال کرتا"..... صفدر نے
 کہا۔

"ہماری فیلڈ میں کوئی بات ضروری نہیں ہوتی۔ تمام کام
 امکانات پر کئے جاتے ہیں"..... عمران نے جواب دیا اور سب نے
 اثبات میں سر ہلادئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد فون کی گھنٹی
 ایک بار بچھڑی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 "علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔"
 عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"البرٹ بول رہا ہوں عمران صاحب"..... ڈیفنس سیکرٹری
 صاحب کے آفس سے رپورٹ ملی گئی ہے۔ یہ سپیشل ایس وی سنور
 ولنگٹن میں ہی ہے۔ ولنگٹن کے شمال مغرب میں ایک علاقہ ہے جسے
 راسٹر فیلڈ کہا جاتا ہے اور راسٹر فیلڈ میں ایک بڑی فوجی چھاؤنی ہے
 جسے مارشل ایریا کہا جاتا ہے۔ سپیشل ایس وی سنور اسی مارشل
 ایریے میں چھاؤنی کے اندر ہے اور اسے انتہائی محفوظ ترین سنور سمجھا
 جاتا ہے"..... البرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیکھو۔ ویسے میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ فارمولے کی اگر ڈیگوشیا میں کام کرنے والے سائنس دانوں کو ضرورت ہو تو پتھراج کون ہے جو سنور کھول کر فارمولے نکال کر دیتا ہو گا۔ ان کا تو کوئی تعلق ڈیفنس سیکرٹری سے نہیں ہو سکتا۔ ڈیفنس عمران نے کہا۔

سیکرٹری شاید صرف اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہو گا کیونکہ یہ سنور بہر حال فوجی چھاؤنی میں موجود ہے۔ عمران نے کہا اور سب نے فرینک ذاتی طور پر کمیونٹر کے خصوصی کوڈ جانتا ہے جن کی مدد سے اثبات میں سر ملادیتے کیونکہ عمران کی بات کچھ میں آگئی تھی اور پتھراج سنور سے فارمولا باہر آتا ہے اور واپس جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک گھنٹے بعد جب فون کی گھنٹی بجی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔ کسی کو معلوم نہیں۔ لیکن عمران صاحب یہ بتا دوں کہ خود جنرل دوسری طرف البرٹ ہی تھا۔

”عمران صاحب۔ سپیشل ایس وی سنور سے فارمولا صرف پتھراج کے خصوصی دستخطوں والا کارڈ ڈالا جاتا ہے تو جنرل فرینک سنور کے خصوصی اجازت نامے سے ہی نکالا جا سکتا ہے۔ ڈیفنس کے کوڈ کام کرتے ہیں اور اگر صرف کارڈ ڈالا جائے اور جنرل فرینک سیکرٹری صاحب صرف اس سنور کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ سنور استعمال نہ کریں تب بھی کچھ نہیں ہوتا۔“ البرٹ نے جواب کے اندر موجود فارمولوں سے اس کا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔

”..... البرٹ نے کہا۔

”لیکن اگر کسی کو کوئی فارمولا چاہئے ہو تو پھر وہ کیا پرائم سنور؟“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا نتیجہ نکلا ہے؟“ جولیانے کہا۔

”نائیں نائیں فش“ عمران نے جواب دیا۔

”کیا مطلب؟“ جولیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”فارمولا فوجی چھاؤنی کے اندر سنور میں ہے اور کارڈ کے بغیر اسے واپس جمع بھی کرا دیتے ہیں۔“ البرٹ نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ وہاں مارشل ایریے میں اس سنور کے ساتھ اس کا مطلب ہے کہ پرائم سنور اور جنرل فرینک دونوں جب نہ چاہیں سنور سے فارمولا باہر نہیں آ سکتا۔ اب آخری صورت

یہی ہے کہ ہم اس چھاؤنی میں جا کر اس سنور کو کسی ہم سے اڑا دو اور پھر سنور کھول کر اس میں سے اپنے مطلب کا فارمولا لے آئیں۔ لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے کیونکہ ایسے سنور اس انداز میں تعمیر کئے جاتے ہیں کہ ان پر ایسٹیم بم بھی اثر نہیں کرتے۔ اس لارج فارمولے کو باہر نکلنے کے لئے ہمیں پہلے ڈنگوشیا جانا ہو گا۔ وہ جس سائٹس دان کے پاس اس کا خصوصی کارڈ ہو گا اسے ساتھ کر ہم مارشل ایریے میں پہنچیں اور پھر وہ سائٹس دان کا ڈیڑھ فرینٹک کو دے اور جنرل فرینٹک اس کارڈ کی مدد سے سنور کھولے گا۔ اس میں سے فارمولا نکال کر اس سائٹس دان کو دے اور پھر سائٹس دان یہ فارمولا ہمارے حوالے کرے۔ تب جا کر مشن مکمل ہو گا۔ عمران نے کہا تو سب نے بے اختیار منہ بنالئے کیونکہ سب سمجھ گئے تھے کہ جو کچھ عمران کہہ رہا ہے وہ درست ہے اور انداز میں فارمولا بہر حال انہیں نہیں مل سکتا۔

”تو پھر اب کیا کرنا ہے“..... جو یانے کہا۔

”میری بات مانیں تو ہم اس مارشل ایریے پر ریڈ کر دیتے ہیں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا“..... اچانک تنویر نے کہا۔ وہ اب خاموش بیٹھا رہا تھا اچانک بول پڑا۔

”پوری چھاؤنی اڑا دو گے لیکن پھر بھی سنور نہیں کھلے گا“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر ایسا ہے کہ پہلے ڈنگوشیا چلیں۔ وہاں سے اس سائٹس

کو کارڈ سمیت اغوا کر کے یہاں لے آئیں اور جنرل فرینٹک کو مجبور کر کے فارمولا حاصل کریں“..... صالحہ نے کہا تو اس کی بات سن کر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ایک اور آسان حل بھی ہے“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

”کون سا“..... جو یانے کہا۔

”کہ ہم فارمولے پر لعنت بھیجیں اور سید و تفریح کے بعد واپس چلے جائیں اور چیف کو کہہ دیں کہ سٹار میزائل تو ہم بنا ہی رہے ہیں۔ اگر کافرستان نے ہم پر سٹار میزائل فائر کئے تو ہم بھی کر دیں گے۔ حساب برابر“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”پھر آپ کو چیک کیسے ملے گا“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم سب مل کر میری مدد کر دینا۔ میں شہر یہ کے ساتھ قبول کر لوں گا“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو تم اب اس حد تک گر چکے ہو کہ دوسروں سے مالی مدد مانگتے پھرتے ہو“..... جو یانے سخت کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”مجبوری میں حرام بھی حلال ہو جاتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ زیادتی ہے کہ آپ ہماری تنخواہوں کو حرام کہہ رہے ہیں“..... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا۔ کیا کہہ رہا ہے عمران“..... جو یانے حیران ہو کر کہا۔

شاید صفدر نے عمران کے بولے ہوئے محاورے کا جو پہلو نکالا تھا وہ جو یا کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

”عمران صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کا حرام مال ان کے لئے حلال ہے.....“ صفدر نے کہا۔

”کیا واقعی۔ کیا تم نے یہی کیا ہے.....“ جو یا نے عمران پر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”حرام حلال کا فیصلہ تو تم خود کر سکتے ہو۔ میں نے صرف ایک بات کی ہے کہ مجبوری میں حرام بھی حلال ہو جاتا ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اتندہ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو.....“ جو یا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران نے رسیور اٹھایا۔ فون کے نیچے لگے ہوئے بین کو پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”میکزنی سنور.....“ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
”وکی سے بات کراؤ۔ میں پرنس بول رہا ہوں.....“ عمران نے اکیڑے میں لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو۔ وکی بول رہا ہوں.....“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”گراؤڈ ہو مل۔ روم نمبر دو سو آٹھ سے پرنس بول رہا ہوں۔ کیا تم یہاں آ سکتے ہو.....“ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں.....“ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ ذات شریف کون ہیں.....“ جو یا نے حیران ہو کر کہا۔
”جہارے چیف کے فارن ایجنٹ کا سب فارن ایجنٹ.....“ عمران نے کہا۔

”اس سے آپ نے کیا کہنا ہے عمران صاحب.....“ صفدر نے کہا۔

”جب وہ آئے گا تو جہارے سلمنے ہی بات ہوگی.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک خوش شکل نوجوان وہاں پہنچ گیا۔ وہ وکی تھا۔ میکزنی سنور کا اسسٹنٹ منیجر۔
”جہیں ہمارے بارے میں اطلاع تو مل چکی ہوگی.....“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ آپ ونگٹن پہنچ رہے ہیں اور آپ ہم سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں اس لئے ہم الرٹ تھے.....“ وکی نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے جواب دیا۔

”وکی۔ ایک اہم مسئلہ درپیش ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ فوج سے جہارے کافی تعلقات ہیں اور ہمارا مسئلہ بھی فوج سے متعلق ہے۔“ عمران نے کہا۔

ہے..... عمران نے کہا۔

”اتنا بھی موٹا نہیں ہے لیکن بہر حال سمارٹ بھی نہیں ہے اور
تھامے بھاری جسم کا آدمی ہے“..... وکی نے کہا۔

”اس کی فیملی کہاں رہتی ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”اس کی فیملی بھی وہیں چھاؤنی میں ہی رہتی ہوگی۔ مجھے معلوم
نہیں ہے کیونکہ نہ ہی کبھی وہ فیملی کے ساتھ سٹور پر آیا ہے اور نہ ہم
اس سے اس بارے میں کچھ پوچھ سکتے تھے“..... وکی نے جواب دیا۔

”کوئی ایسی ٹپ کہ جنرل فرینک کو چھاؤنی سے باہر کسی جگہ
ٹھہرا جائے“..... عمران نے کہا تو وکی بے اختیار چونک پڑا۔

”سر کلب میں جنرل فرینک روزانہ آتا ہے۔ اس کا معمول ہے۔
وہ کئی گھنٹے سر کلب میں رہتا ہے اور پھر واپس چلا جاتا ہے“..... وکی
نے کہا۔

”کیا یہ کلب اوپن ہے یا صرف ممبرز تک ہی محدود ہے۔“ عمران
نے کہا۔

”نہیں۔ یہ اوپن کلب ہے۔ آپ بھی وہاں جا سکتے ہیں“..... وکی
نے جواب دیا۔

”اس جنرل کا حلیہ بتاؤ اور وقت بھی جب وہ سر کلب میں جاتا
ہے“..... عمران نے کہا تو وکی حلیہ اور وقت بتا دیا۔

”اوکے شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو“..... عمران نے کہا تو وکی نے
مقام کیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”کیا مسئلہ ہے۔ پہلے مجھے بتائیں“..... وکی نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

”رائسٹر فیلڈ میں ایک فوجی چھاؤنی ہے مارشل ایریا۔ اس کے
انچارج جنرل فرینک کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی ہیں۔“

عمران نے کہا تو وکی بے اختیار چونک پڑا۔
”کس قسم کی تفصیلات“..... وکی نے کہا۔

”کیا تم جنرل فرینک کو جانتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ بہت اچھی طرح۔ وہ ہمارے سٹور کا کلائنٹ ہے۔ جب
بھی وہ ونگٹن آتا ہے تو ہمارے سٹور پر بھی آتا ہے۔ ویسے وہ مشہور

آدمی ہے۔ آدھے سے زیادہ ونگٹن اسے جانتا ہو گا کیونکہ وہ اپنے دور
میں فٹ بال کا بہترین کھلاڑی رہ چکا ہے اور یہاں کے لوگ فٹ

بال کے اچھے کھلاڑیوں کو قومی ہیروز کا درجہ دیتے ہیں“..... وکی
نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہم میں سے کس کا اس سے قد و قامت ملتا ہے“..... عمران نے
کہا تو وکی بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ نہیں۔ وہ تو چھوٹے قد اور بھاری جسم کا آدمی ہے۔ وہ جب
فٹ بال کھیلتا تھا تو بے حد سمارٹ تھا لیکن فٹ بال سے ریٹائر

ہونے کے بعد اس کا وزن کافی زیادہ بڑھ گیا ہے۔ وہ موٹا ہو چکا
ہے“..... وکی نے جواب دیا۔

”لیکن ایسے موٹے آدمی کو فوج میں کیسے برداشت کیا جا سکتا

"اب آپ لوگ آرام کریں۔ رات کو سہ کلب جائیں گے اور وہاں ہم جنرل فرینک سے ملاقات کریں گے۔" عمران نے کہا۔
 "لیکن تم اس جنرل کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو۔ کیا اسے اغوا کر دو گے؟" جوہان نے کہا۔

"میں اس جنرل سے اس سٹور اور اس کے اندر لگے ہوئے کمیونٹر کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"کیا وہ بتا دے گا؟" جوہان نے حیران ہو کر کہا۔
 "کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے؟" عمران نے کہا تو سب نے اشیات میں سر ہلادینے اور پھر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اپنے اپنے کمروں میں آرام کر سکیں۔

سنائی دی۔
 "یس۔ کیا رپورٹ ہے؟" نارسن نے کہا۔

"باس۔ آپ کے فون کو ٹیپ کیا گیا ہے اور آپ نے ڈیفنس سیکرٹری سے جو بات کی ہے اس کی تفصیل کسی البرٹ نے عمران کو دی ہے۔ پھر عمران نے اس سے پوچھا کہ وہ یہ معلوم کرے کہ سٹور کہاں ہے تو البرٹ نے دوبارہ فون کر کے اسے بتایا ہے کہ سٹور راسٹر فیلڈ میں واقع مارشل ایسیٹ میں ہے اور عمران کی فرمائش پر اس البرٹ نے تیسری بار فون کر کے اسے بتایا ہے کہ سائیس دان اور

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جنرل فرینک بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد یہ ہماری سی آواز سنائی دی۔

”جنرل فرینک آج رات سپر کلب میں تم سے پاکیشیائی ایجنٹ ملاقات کریں گے۔ وہ تم سے سپیشل ایس وی سنور کی ساخت، حفاظتی انتظامات اور اس کمپیوٹر کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں گے جو اس میں نصب ہے اور تم نے انہیں سب کچھ درست بتا دینا ہے“..... نارسن نے کہا۔

”اوہ۔ تو آپ نے اپنی پلاننگ کے مطابق کام شروع کر دیا ہے۔“ جنرل فرینک نے کہا۔

”ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اس سنور سے لارج ویو فارمولہ حاصل کر کے واپس چلے جائیں“..... نارسن نے کہا۔

”لیکن اس سائنس دان کے کارڈ کا کیا ہو گا..... جنرل فرینک نے کہا۔

”کارڈ تم تک پہنچ نہیں گیا“..... نارسن نے چونک کر کہا۔

”پہنچ گیا ہے۔ لیکن کیا انہیں معلوم ہے کہ کارڈ پہنچ گیا ہے۔“ جنرل فرینک نے کہا۔

”ہاں۔ تم نے اپنے آپ کو دولت کا بجاری ظاہر کرنا ہے اور انہیں اس فارمولے کی کاپی دینے پر رضامندی ظاہر کر دینا۔ کہانی تم خود بنالینا لیکن کہانی ایسی ہونی چاہئے کہ انہیں یقین آ جائے۔“

جنرل فرینک مل کر سنور سے فارمولا نکال سکتے ہیں۔ اس کے بعد عمران نے میکنزی سنور کے اسسٹنٹ مینیجر کی کو فون کیا اور اسے اپنے کمرے میں بلایا۔ وہی نے عمران کو بتایا ہے کہ جنرل فرینک سپر کلب میں رات کو روزانہ جاتا ہے۔ اس نے جنرل فرینک کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بھی بتائی اور اب عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہے کہ وہ رات کو سپر کلب جا کر جنرل فرینک سے معلوم کریں گے کہ سنور کی کیا تفصیلات ہیں اور اس میں کس قسم کا کمپیوٹر نصب ہے“..... جنم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو نارسن کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رہنے لگی۔

”ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام جاری رکھو“..... نارسن نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دیا اور پھر نوٹ آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ البتہ اس سے پہلے اس نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک نمبر پریس کر دیا تھا۔ اس نمبر کو پریس کرنے کے بعد اس فون پر ہونے والی گھنٹو کسی صورت سوائے اس نمبر کے جہاں ڈائل کیا گیا ہو کسی اور جگہ سنائی نہ دے سکتی تھی اور ایسا نارسن نے اس لئے کیا تھا کہ کہیں وہ البرٹ اس کال پر ہونے والی گھنٹو سن کر عمران تک نہ پہنچا دے۔

”مارشل ایریا“..... ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”نارسن بول رہا ہوں۔ جنرل فرینک سے بات کرو“..... نارسن نے تھکمانہ لہجے میں کہا۔

نارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک کر لوں گا"..... جنرل فرینک نے کہا۔

"اوکے۔ جب کافی انہیں دے دی جائے تو مجھے کال کر کے رپورٹ دے دینا"..... نارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو نارسن نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"عمران کو اس بار پتہ چلے گا کہ عیاری کے کہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا عیاری سمجھتا ہے"..... نارسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مجھے خود اس شب میں جان چاہئے تاکہ میں چیک کر سکوں کہ جنرل فرینک کس طرح اداکاری کرتا ہے"..... نارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سپر کلب"..... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"نارسن بول رہا ہوں گلف"..... نارسن نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر"..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میں والٹر کے روپ میں سپر کلب آ رہا ہوں۔ ایک انتہائی

ضروری کام ہے"..... نارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو نارسن نے

رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے آفس کی عینچی دیوار میں موجود دروازے کے ہینڈل کو گھمایا تو دروازہ کھل گیا اور وہ دوسری طرف موجود کمرے میں پہنچ گیا۔ پھر جب وہ ایک گھنٹے بعد واپس آفس میں آیا تو اس کی شخصیت مکمل طور پر تبدیل ہو چکی تھی۔ اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے سپر کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سپر کلب کی پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترا تو پارکنگ بوائے دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا اور اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

"کار کا خیال رکھنا"..... نارسن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور بغیر ٹوکن لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس وقت وہ کلب کے مالک کے روپ میں تھا کیونکہ کلب کا مالک والٹر تھا جو نارسن کا بہنوئی تھا اور وہ بہت کم کلب جایا کرتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد نارسن میجر گلف کے کمرے میں موجود تھا۔

"جنرل فرینک جس میز پر بیٹھے ہیں اس کے ساتھ والی میز میرے لئے ریزرو کر دینا"..... نارسن نے کہا۔

"وہ میز نمبر بارہ پر ہی بیٹھے ہیں اس لئے گیارہ نمبر ریزرو کر دیتا ہوں"..... میجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ۔ کیا تمہارے پاس ٹریم ون ہے"..... نارسن نے چونک کر کہا۔

"یس سر ہے"..... میجر نے جواب دیا۔

"تم اسے بارہ نمبر میز کے نیچے لگا دو۔ میں یہاں بیٹھ کر گفتگو سن لوں گا۔ یہ زیادہ محفوظ رہے گا"..... نارسن نے کہا تو میجر گف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور کسی کو میز نمبر بارہ کے نیچے ٹریم ون لگانے کے احکامات دے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب جنرل فرینک کے لئے روم نمبر فور ریڈر وکر دو اور جنرل فرینک کو بھی اطلاع دے دینا اور روم نمبر فور کی سپیشل مشینری آن کر دینا"..... نارسن نے کہا۔

"یس سر۔ پھر تو آپ کو سپیشل روم میں بیٹھنا ہو گا کیونکہ سپیشل مشینری کو آپ وہیں بیٹھ کر چیک کر سکیں گے"..... میجر گف نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ ٹریم ون کا رسیور بھی وہی پہنچا دینا"۔ نارسن نے کہا تو میجر گف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب نارسن پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا کہ جنرل فرینک جو بات کرے گا وہ اس تک پہنچ بھی جائے گی اور سپیشل روم میں موجود جدید ترین مشینری کی مدد سے وہ ان کو سنرین پر بھی دیکھ سکے گا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی صورت بھی کسی قسم کا شک بھی نہ پڑ سکے گا۔ اس نے اصل میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ڈانج دینے کے لئے خصوصی پلاننگ کی تھی۔ اس پلاننگ کے تحت اس نے لارج ویو

فارمولے میں متعلقہ سائنس دان کے ذریعے ایسی جمیعی کرادی تھی کہ بظاہر یہ فارمولا ہر لحاظ سے درست لگتا تھا لیکن جب اس پر فاسل تجربات کئے جاتے تو پھر معاملات اور ہو جاتے جبکہ اصل فارمولا ڈیگیشیا پہنچا دیا گیا تھا۔ جب نارسن کو عمران نے خود فون کیا تھا تو نارسن سمجھ گیا کہ اس نے یہ بات اس لئے کی ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ فارمولے تک پہنچ سکے۔ چنانچہ اس نے پوری پلاننگ ترتیب دے لی۔ وہ سپیشل ایس وی سٹور پہنچ گیا اور جنرل فرینک سے ساری بات طے کر لی گئی اور پھر معاملات بالکل ایسے ہی ہوتے چلے گئے جیسے نارسن نے سوچے تھے اور اسے یقین تھا کہ سب معاملات ایسے ہی ہوں گے جیسے کہ اس نے سوچے ہیں اور جنرل فرینک فارمولے کی کاپی لا کر عمران کو دے دے گا اور عمران مطمئن ہو کر واپس چلا جائے گا۔ پھر اس فارمولے پر طویل عرصے بعد فاسل تجربات کئے جاتے۔ تب وہاں کے سائنس دانوں کو اس کے غلط ہونے کا علم ہو سکتا تھا اور اس طرح فارمولے سے کسی صورت پاکیشیا فائدہ حاصل نہ کر سکے گا اور اسرائیل کا مقصد حل ہو جائے گا کیونکہ اسرائیل کا پلان یہی تھا کہ جب لارج ویو پراجیکٹ ڈیگیشیا پھر سے پر مکمل ہو جائے گا تو وہ کافرستان سے مل کر اس کے ذریعے ستار میزائل سے پاکیشیا پر حملہ کر دے گا اور اس طرح پاکیشیا ستار میزائلوں کی زد میں آکر مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے گا اور اپنے تباہی کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے گا۔

کو اس قدر اہم بات بتائے گا۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔
صفر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ظاہر ہے اب صالطہ ساتھ ہے اس لئے اب تمہاری سمجھ کا کنٹرول
تو اس کے پاس ہی ہوگا“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس
پڑے۔

”صفر صاحب کو آپ کی بات اس لئے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ
نے کھل کر بات ہی نہیں کی جبکہ ہم نے جس حد تک غور کیا ہے
آپ اس جنرل فرینک سے دوستی کر کے اس سے اس انداز میں
معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کہ وہ کچھ نہ کچھ بتا
دے۔“ صالطہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ماشاء اللہ۔ چشم بدور۔ وہ کیا کہتے ہیں ہونہار بدوا کے چلنے چلنے
بات۔ صفر کی عمر گزر گئی اس دشت کی سیاحتی میں لیکن وہ تو سمجھ
نہیں سکا اور تم ہو جو ابھی جمہو جمعہ آج دن ہوئے سیرکٹ ایجنٹ
بنے ہوئے تم ساری بات سمجھ بھی گئیں۔“..... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ نے یہ بات میری تعریف میں کہی ہے
تو میری طرف سے شکریہ قبول کریں اور اگر آپ نے طنز کیا ہے تو پھر
اس کے جواب میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ آپ نے میرے بارے میں
غلط اندازہ لگایا ہے۔“..... صالطہ نے کہا۔

”ارے طنز نہیں۔ تم نے درست بات کی ہے۔“..... عمران نے

”عمران صاحب۔ آخر آپ نے یہ کیسے سوچ لیا ہے کہ جنرل
فرینک آپ کو تمام تفصیلات بتا دے گا۔“..... صفر نے عمران سے
مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب اس وقت سہرے کے وسیع و عریض ہال
میں ایک میز کے گرد موجود تھے۔ انہوں نے کاؤنٹر سے معلوم کر لیا تھا
کہ ابھی جنرل فرینک نہیں آیا اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ
جنرل فرینک کے لئے میز نمبر بارہ ریڈروہتی ہے اور وہ اسی میز پر
بیٹھا ہے اس لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت ساتھ والی میز پر بیٹھ
گیا تھا جو ریڈروہتی نہیں تھی۔

”میں نے یہ تو نہیں کہا کہ وہ بتا دے گا۔ میں نے تو کہا تھا کہ
میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔“..... عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

”لیکن آپ اور ہم اصل شکوک میں ہیں۔ وہ کیسے ایشیائی لوگوں

ایسے انداز میں کہا کہ سب کے ساتھ اس بار صلہ بھی بے اختیار ہنس پڑی لیکن اسی لمحے ایک درمیانے قد اور بھاری جسم کا آدمی بارہ نمبر میز پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ چہرے پر سفاکی اور سختی کا تاثر نمایاں تھا۔ وہی نے جو حلیہ بتایا تھا اس کے مطابق یہی جنرل فرینک تھا۔ مارشل ایریا اور اس میں موجود سنور کا انچارج۔ اس کے بیٹھتے ہی ویٹر نے شراب کی بوتل اور گلاس لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ عمران اٹھا اور اس کی میز کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟" عمران نے کہا تو جنرل فرینک نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"بٹھیں۔ آپ ایشیائی ہیں شاید۔" جنرل فرینک نے کہا۔

"جی ہاں۔ میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔" عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جنرل فرینک ہے اور میں ملٹری مارشل ایریہ کا انچارج ہوں۔ آپ ایشیا کے کس ملک کے رہنے والے ہیں؟" جنرل فرینک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا ہے۔" عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں نے نام تو سنا ہوا ہے۔ آپ کیا پتیا پسند کریں گے؟" جنرل فرینک نے کہا۔

"میرے لئے لائم جوس منگوائیں۔ میں شراب نہیں پیا کرتا۔" عمران نے کہا تو جنرل فرینک نے ویٹر کو عمران اور اس کے

ساتھیوں کے لئے لائم جوس لانے کا آرڈر دے دیا۔

"فوجی چھاؤنیوں میں ان دنوں سائسی سنورز بنانے کا بڑا رواج ہو گیا ہے۔" عمران نے کہا تو جنرل فرینک بے اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں۔ آپ کی بات درست ہے۔ ہماری چھاؤنی میں بھی ایک سائسی سنور موجود ہے جو ہمارے لئے درد سر بنا ہوا ہے۔" جنرل فرینک نے جواب دیا۔

"درد سر کیوں؟" عمران نے چونک کر کہا۔

"بس بار بار اسے کھولنا اور بند کرنا پڑتا ہے اور پھر یہ کام مجھے خود کرنا پڑتا ہے اس لئے میں سخت بور ہوتا ہوں۔" جنرل فرینک نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ایک سنور کھولنے میں کیا مشکل ہو سکتی ہے جنرل صاحب۔" عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو جنرل فرینک بڑے طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

"یہ کوئی عام سنور نہیں جناب۔ یہ ایکریٹیا ہے۔ کوئی پسماندہ چینیائی ملک نہیں ہے۔ یہاں تو سارا کام کمیونرائزڈ ہوتا ہے۔ اس سنور کا کوئی دروازہ نہیں ہے۔ کمیونر کے ذریعے ہی فائل نکالی جاتی ہے اور کمیونر کے ذریعے ہی فائل سنور میں جمع ہوتی ہے لیکن آپ یوں اس بات میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے؟" جنرل فرینک نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارا کسی سائسی سنور سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ مجھے

تو بس ویسے ہی خیال آگیا تھا..... عمران نے کہا۔

"آپ نے خصوصی طور پر میری میز پر آنے کی تکلیف گوارہ کی ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا ہے..... جنرل فرینک نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جنرل فرینک بے حد ذہین آدمی ہے۔

"میں دراصل آپ کو قریب سے دیکھنا چاہتا تھا..... عمران نے کہا تو جنرل فرینک بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیوں۔ وجہ..... جنرل فرینک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے کہ آپ کو دیکھ کر مجھے ایک فٹبالر یاد آتا ہے۔ اس کا نام بھی فرینک ہی تھا۔ وہ میرا پسندیدہ فٹبالر تھا۔ جب آپ اس میز پر بیٹھے تو اسی مجلس میں اٹھ کر میں یہاں آگیا..... عمران نے کہا۔

"آپ فٹ بال میچ دیکھتے ہیں۔ کیا وہاں پاکیشیا میں یہ کھیل شوق سے دیکھا جاتا ہے..... جنرل فرینک نے کہا۔

"ہمارے پاکیشیا میں فٹ بال کی بجائے کرکٹ اور ہاکی کو زیادہ پسند کیا جاتا ہے لیکن مجھے ذاتی طور پر فٹ بال زیادہ پسند ہے اس لیے میں نہ صرف اس کے خاص میچ دیکھتا ہوں بلکہ ان کی ویڈیو فلمیں بھی دیکھتا رہتا ہوں..... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ نے مجھے پہچانا نہیں..... جنرل فرینک نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس لگتا تو ایسے ہے کہ جیسے آپ ہی معروف فٹبالر فرینک ہیں لیکن یقین سے نہیں کہہ سکتا..... عمران نے کہا۔

"تو پھر سن لو کہ میں ہی وہی فٹبالر ہوں۔ اب میں فٹ بال سے ریٹائر ہو چکا ہوں..... جنرل فرینک نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر لکھت اہتائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اودہ۔ اودہ۔ تو یہ بات ہے۔ ویری گڈ۔ یہ تو میرے لئے اہتائی لگی ڈے ہے کہ میں اپنے پسندیدہ فٹبالر کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں۔" عمران نے اہتائی جذباتی لہجے میں کہا تو جنرل فرینک بے اختیار مسکرا دیا۔

"مجھے بھی آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اتنی دور بھی میرے کھیل کو پسند کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ ویسے آپ کام کیا کرتے ہیں..... جنرل فرینک نے کہا۔

"اب آپ سے کیا چھپانا۔ آپ تو میرے پسندیدہ فٹبالر ہیں۔ میرا اور میرے ساتھیوں کا تعلق پاکیشیا کی ایک مہجمنی سے ہے اور ہم یہاں ایک خاص فارمولے کی کالی کے حصول کے لئے آئے ہوئے ہیں لیکن ابھی ہم یہاں سیر و تفریح کرتے پھر رہے ہیں..... عمران نے لائٹ جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"تو آپ سیکرٹ ایجنٹ ہیں..... جنرل فرینک نے حیرت

"ایک فارمولا ہے جس کا کوڈ نام لارج ویو ہے۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ فارمولا تو مارشل ایریا کے خصوصی سنور میں موجود ہے۔ میری نظروں سے گزر چکا ہے۔" جنرل فرینک نے چونک کر کہا تو عمران بھی مصنوعی طور پر چونک پڑا۔

"اوہ اچھا۔ پھر تو آپ سے بھی بات ہو سکتی ہے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن یہاں نہیں۔ ہمیں سپیشل روم میں جانا ہو گا۔ یہ اوپن جگہ ہے۔" جنرل فرینک نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" عمران نے کہا تو جنرل فرینک اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئیے میرے ساتھ۔" جنرل فرینک نے کہا تو عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں ابھی آرہا ہوں۔" عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر جنرل فرینک کے پیچھے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جنرل فرینک نے کاؤنٹر سے کسی سپیشل روم کی چابی طلب کی تو روم نمبر چار کی چابی اسے دے دی گئی اور جنرل فرینک عمران کو ساتھ لے کر سپیشل روم نمبر چار میں آگیا۔ یہ ساؤنڈ پروف کمرہ تھا۔

"دیکھیں عمران صاحب۔ مجھے دولت کا لالچ نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میری آبائی جائیداد ایک لارڈ کے پاس رہن ہے اور

بھرے لچے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہجنسی سے تعلق کا یہ مطلب نہیں ہوتا جو آپ نے لیا ہے۔

ہجنسی ایک نیم سرکاری ادارہ ہوتی ہے جو مختلف شعبوں میں کام کرتی ہے۔ ہمارا تعلق اس کے ایسے شعبے سے ہے جس میں رقم وغیرہ دے کر مال حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر سودا ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر سیکرٹ ہجنسوں کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔ ویسے میں نے دیکھا ہے کہ تنانوے فیصد ہم کامیاب رہتے ہیں کیونکہ موجودہ دور میں سب سے زیادہ اہمیت دولت کی ہوتی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی یہ ایک نئی بات ہے۔ ویسے بھی جب دولت سے کام ہو جاتا ہو تو پھر خزانے کس بات کی۔ ویسے آپ کتنی دولت دیا کرتے ہیں۔" جنرل فرینک نے کہا۔

"یہ تو حالات پر منحصر ہوتا ہے جنرل صاحب۔ عام طور پر ایک دو لاکھ ڈالرز میں کام ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس سے زیادہ بھی دیتے پڑتے ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"آپ کو فارمولے کی ضرورت ہے یا اس کی کاپی کی؟" جنرل فرینک نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کا تیر نشانے پر لگا ہے۔ جنرل فرینک کے دل میں لالچ پیدا ہو گیا تھا اور اس کی اس کو پہلے سے توقع تھی کیونکہ جنرل فرینک کی ٹھوڑی کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ لالچی اور دولت پرست آدمی ہے۔

آپ ہاں کریں یا ناں اور یہ بھی بتا دوں کہ فارمولا تو بہر حال سیکرٹ ایجنٹ حاصل کر لیں گے لیکن آپ ایک اچھا موقع ضائع کر بیٹھیں گے..... عمران نے کہا۔

"ہے تو کم۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ دیں دو لاکھ ڈالر..... جنرل فرینک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس انداز میں کہا جیسے وہ عبوراً اتنی کم رقم میں سودا کر رہا ہو۔

"یہ رقم کم نہیں ہے جنرل فرینک۔ میں نے اپنے رسک پر یہ سودا کیا ہے۔ اب مجھے مزید رقم کے لئے اپنے چیف سے طویل بحث کرنا پڑے گی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جو ہو گیا سو گیا۔ دیں رقم..... جنرل فرینک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آدھی رقم پہلے اور آدھی بعد میں۔ یہی ساری دنیا کا اصول ہے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چیک بک نکالی اور اس کا ایک چیک علیحدہ کر کے اس نے جنرل فرینک کی طرف بڑھادیا۔

"یہ بغیر نام کا گارنٹیڈ چیک ہے..... عمران نے کہا تو جنرل فرینک نے چونک کر چیک لیا اور اسے غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے۔ کل آپ کو یہیں فارمولے کی کاپی مل جائے گی..... جنرل فرینک نے کہا۔

میری تنخواہ میں سے اتنی رقم نہیں بچتی کہ میں اس جائیداد کو حاصل کر سکوں جبکہ یہ میرا خواب ہے۔ فارمولے تو سینکڑوں ہزاروں ہوتے ہیں اور نئے سے نئے بنتے رہتے ہیں اور پھر فارمولے کی کاپی ہی تو دینی ہے۔ اصل فارمولا تو پھر بھی سنور میں ہی موجود رہے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اس فارمولے کی کاپی دے کر آپ سے رقم لے کر اپنی آبائی جائیداد واپس حاصل کر لوں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کسی کو اس بارے میں نہیں بتائیں گے..... جنرل فرینک نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں۔ رازداری ہماری پہلی اور بنیادی شرط ہے..... عمران نے کہا۔

تو پھر بتائیں۔ اگر میں اس فارمولے کی کاپی آپ کو دوں تو آپ مجھے کتنی رقم دیں گے..... جنرل فرینک نے کہا۔

"دیکھو جنرل فرینک۔ اس فارمولے کے لئے ہمیں حکومت کی طرف سے جو زیادہ سے زیادہ رقم دینے کی اجازت ہے وہ ایک لاکھ ڈالر ہے اور میں آپ سے کوئی سودے بازی نہیں کرنا چاہتا اس لئے میں آپ کو ایک لاکھ ڈالر دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ فارمولا اور بیٹیل ہو۔ کوئی دھوکے بازی قابل برداشت نہیں ہوگی اور اس کا نقصان بھی آپ کو ہوگا..... عمران نے کہا۔

"دس لاکھ ڈالر..... جنرل فرینک نے جواب دیا۔

"نہیں۔ آخری بات کر رہا ہوں۔ دو لاکھ ڈالر دوں گا اور بس۔

عمران ہونٹل گرانڈ کے کمرے میں موجود تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی جہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب سر کلب سے ابھی واپس آئے تھے۔ عمران نے انہیں رستے میں جنرل فرینک سے ہونے والی تمام بات چیت بتا دی تھی اور ان سب کے چہرے بے اختیار چمک اٹھے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ مشن بغیر ہاتھ پیر ملائے مکمل ہو گیا۔ ویری گلد۔ یہ تو شاید ہماری زندگی کا سب سے آسان مشن ثابت ہوا ہے۔“ جو یانے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ اس سودے پر لٹے ہوئے ہیں۔“ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چمک پڑے۔

”تمہارا خیال درست ہے۔ دراصل جس انداز میں یہ سب کچھ

”ایک منٹ۔ یہ بتائیں کہ کیا آپ بغیر کسی سائیس دان کی رضامندی کے یہ فارمولا سنور سے نکال سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا تو جنرل فرینک بے اختیار چونک پڑا۔

”نہیں۔ سنور کو کھولنے کے لئے پرائم منسٹر صاحب کے دستخطوں سے جاری خصوصی کارڈ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کارڈ اس سائیس دان کو جاری کیا جاتا ہے جس نے اس فارمولے پر کام کرنا ہوتا ہے اور حسن اتفاق سے ڈیگوشیا میں کام کرنے والے سائیس دان ڈاکٹر ولیم کو اس لارج ویو فارمولے کا کارڈ ملا ہے اور اس نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ وہ کل صبح مارشل ایئرے میں پہنچ رہا ہے۔ اس نے فارمولے سے کچھ پوائنٹس دیکھنے ہیں اس لئے جب وہ پوائنٹس دیکھ کر فارمولا واپس کرے گا تو میں اس کی کاپی کر کر فارمولا واپس سنور کر دوں گا اور کارڈ اسے واپس دے دوں گا اور وہ مطمئن ہو کر چلا جائے گا۔ اصل فارمولا بھی سنور میں جمع ہو جائے گا اور اس کی کاپی بھی آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔“ جنرل فرینک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کل کس وقت؟“ عمران نے کہا۔

”کل اسی وقت۔“ جنرل فرینک نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں دروازہ کھول کر سپیشل روم سے باہر آگئے۔ دونوں کے چہروں پر اطمینان کے گہرے تاثرات نمایاں تھے۔

"نارسن نے مارشل ایبریا کے جنرل فرینک سے دوپہر بات کی ہے یا نہیں"..... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہی پہلے جو بات ہوئی تھی کہ وہ الٹ رہے۔ پھر تو کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی نارسن نے اسے کال کیا ہے۔" میری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ بہر حال ابھی چیکنگ جاری رکھنا"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میری الجھن بے فائدہ ہے۔ جنرل فرینک واقعی لالچی آدمی ہے"..... عمران نے کہا اور پھر اچانک ہی وہ ایک بات سوچ کر چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے دوبارہ رسیور اٹھا کر چیری سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ فون ڈائریکٹ کرنے والا بین پہلے سے ہی پریسڈ تھا اس لئے اسے دوبارہ اسے پریس کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

"البرٹ بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی البرٹ کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ میں نے اس لئے دوبارہ کال کی ہے کہ تم سے جنرل فرینک کا فون نمبر پوچھ سکوں"..... عمران نے کہا۔ "کیا آپ اسے فون کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن کس حیثیت سے کریں گے"..... البرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ ویسے کسی بھی وقت کام آسکتا ہے"..... عمران

ہوا ہے اس پر مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا۔ میں نے بس ویسے ہی علم قیانہ کی رو سے اس جنرل فرینک کی نموڑی کی بناوٹ دیکھ کر اندھیرے میں تیر پھینکا تھا کہ وہ فطری طور پر لالچی آدمی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ لالچ میں آجائے اور میرا تیر اس قدر ٹھیک نشانے پر لگا کہ اب میں خود لٹھ گیا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"اس میں الجھنے کی کیا بات ہے۔ تم خود سائٹس وان ہو اس فارمولے کو اچھی طرح چیک کر لینا۔ ویسے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کو خود اس پر یقین نہیں آتا کہ یہ سب اس نے کیا ہے"..... جو یا نے کہا اور پھر باری باری سب نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا تو عمران نے فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"البرٹ بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے البرٹ کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں البرٹ۔ کیا نارسن کی چیکنگ جاری ہے یا نہیں"..... عمران نے کہا۔

"جاری ہے جناب اور جب تک آپ روکنے کا حکم نہیں دیں گے یہ جاری رہے گی"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی خاص بات"..... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ آپ کے مطلب کی کوئی بات نہیں ہوئی"..... البرٹ نے جواب دیا۔

آپ فکر مت کریں۔ میں نے یہاں ریڈ الرٹ کر رکھا ہے۔ چو ہو گا..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوکے۔ بہر حال آپ ہر طرح سے محتاط رہیں۔ گڈ بائی۔ عمران کہا اور رسیور رکھ کر اس نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

لوکس نیچے پر پہنچے ہیں آپ..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

معاملات درست ہیں۔ میں نے چیکنگ کی تھی لیکن جنرل نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ کل فارمولے کی کاپی مل جائے گی اور ہمارا مشن مکمل ہو جائے۔ عمران نے کہا تو سب نے اطمینان بھرا سانس لیا اور پھر در تیک گپ شپ کرنے کے بعد وہ سب اٹھ کر اپنے اپنے کی طرف بڑھ گئے۔

نے کہا تو البرٹ نے فون نمبر بتا دیا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ٹیک وہ خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ اس کے ساتھی بھی خاموش بیٹھے تھے کیونکہ وہ سب عمران کے مزاج شناس تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ عمران جب کسی گہری سوچ میں ہو تو اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہئے۔ پھر عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور البرٹ کے بتائے ہوئے نمبر پر کال کر دی۔

”ہی۔۔۔۔۔ ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔“
”جنرل فرینک سے بات کر انہیں میں نارسن بول رہا ہوں۔“
عمران نے نارسن کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
”ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔“
”ہیلو۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد جنرل فرینک کی آواز سنائی دی۔“
”نارسن بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔“

”اوہ آپ۔ فرمائیے۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔“
”مجھے اطلاع ملی ہے کہ کل کوئی سائنس دان مارشل ایریا میں آ رہا ہے اور آپ نے سنور کھولا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔“
”جی ہاں۔ آپ کو درست اطلاع ملی ہے۔ کل ڈاکٹر ولیم ڈیگوشیا سے آ رہے ہیں۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے جواب دیا۔“

”لیکن پاکیشیائی ایجنٹ بھی تو یہاں موجود ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ عین موقع پر آن نکلیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔“

نہ پڑ سکا..... نارسن نے کہا تو جنرل فرینک بے اختیار ہنس

”میرے لئے یہ واقعی انتہائی دلچسپ تجربہ تھا۔ ویسے یہ شخص واقعی
بے حد عیار ذہن کا مالک ہے۔ اس نے تمام پہلوؤں پر تسلی کرنے کی
کوشش کی اور اگر ہم اس کے لئے تیار نہ ہوتے تو وہ یقیناً اصل بات
تہہ تک آسانی سے پہنچ جاتا۔ آپ وہ فارمولا لے آئے ہیں۔“ جنرل
فرینک نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ یہ لہجے۔۔۔ یہ اصل فارمولا ہے اور یہ ڈاکٹر ولیم کا کارڈ۔ اسے
آپ سنور میں رکھ دیں۔“ نارسن نے ایک سائڈ پر رکھے
موجودہ نارسن نیچے اتر آیا۔ جنرل فرینک بذات خود اس کے استقبال کے
بریف کیس کو اٹھا کر کھولتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک فائل
کے لئے موجود تھا اور پھر وہ دونوں جنرل فرینک کے آفس میں آکر اس نے جنرل فرینک کو دے دی۔ ساتھ ہی ایک سرخ
پتھر کا کارڈ تھا۔

”آپ نے واقعی کمال کی اداکاری کی ہے جنرل فرینک۔“ نارسن نے
کہا تو جنرل فرینک بے اختیار ہنس پڑا۔
”آپ نے میری اداکاری کیسے دیکھ لی۔“ جنرل فرینک
جسٹے ہوئے کہا۔

”اس میں سب سے بڑی باتیں ہوتیں وہ بھی میں نے سنی ہیں اور سب
روم نمبر فور میں نہ صرف میں آپ کی باتیں سن رہا تھا بلکہ آپ
سکرین پر بھی دیکھ رہا تھا۔ آپ نے واقعی کمال کر دیا۔“ عمران
شاہر آدمی کو آپ نے ایسے شیشے میں اتارا کہ آخری لمحے تک

”اب یہ لہجے فارمولے کی وہ کاپی جس میں تبدیلیاں کی جا چکی ہیں
یہ کاپی آپ نے عمران کو دینی ہے۔“ نارسن نے ایک اور

بیلی کا پڑ مارشل ایریے کے مخصوص ہیلی پڈ پر اترتا تو اس
موجودہ نارسن نیچے اتر آیا۔ جنرل فرینک بذات خود اس کے استقبال کے
بریف کیس کو اٹھا کر کھولتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک فائل
کے لئے موجود تھا اور پھر وہ دونوں جنرل فرینک کے آفس میں آکر اس نے جنرل فرینک کو دے دی۔ ساتھ ہی ایک سرخ
پتھر کا کارڈ تھا۔

”آپ نے واقعی کمال کی اداکاری کی ہے جنرل فرینک۔“ نارسن نے
کہا تو جنرل فرینک بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے میری اداکاری کیسے دیکھ لی۔“ جنرل فرینک
جسٹے ہوئے کہا۔

”اس میں سب سے بڑی باتیں ہوتیں وہ بھی میں نے سنی ہیں اور سب
روم نمبر فور میں نہ صرف میں آپ کی باتیں سن رہا تھا بلکہ آپ
سکرین پر بھی دیکھ رہا تھا۔ آپ نے واقعی کمال کر دیا۔“ عمران
شاہر آدمی کو آپ نے ایسے شیشے میں اتارا کہ آخری لمحے تک

”اب یہ لہجے فارمولے کی وہ کاپی جس میں تبدیلیاں کی جا چکی ہیں
یہ کاپی آپ نے عمران کو دینی ہے۔“ نارسن نے ایک اور

فائل اٹھا کر جنرل فرینک کو دیتے ہوئے کہا۔
 "فھیک ہے۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے کہا اور فائل لے کر"

نے میری کمراز میں رکھی اور دراز کو لاک کر دیا۔
 "اب یہ بتائیں جناب کہ جو رقم مجھے دی جا رہی ہے اس کا کیا
 جائے۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے کہا۔

"کسی فلاحی ادارے میں جمع کرادیں۔۔۔۔۔ ٹارسن نے کہا۔
 جنرل فرینک نے اثبات میں سر ملادیا۔
 "تو اب معاملہ طے ہو گیا۔ کل یہ فائل عمران تک پہنچ جائے گی۔"

اور ہمارا منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے اطمینان
 بھرے سہجے میں کہا۔
 "آپ ابھی مطمئن نہ ہوں۔ عمران بے حد ہوشیار اور وہی

ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جس طرح آسانی سے یہ ذیل ہوئی ہے اس
 وہ شک میں پڑ گیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی
 میں تصدیق کرے۔۔۔۔۔ ٹارسن نے کہا۔

"کس قسم کی تصدیق۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے چونک کر پوچھا۔
 "اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ دوسروں کے لہجے اور
 کی ہو۔ جو نقص کر لیتا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ میری آواز میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

کسی دوسرے کی آواز میں آپ سے بات کرے۔ دوسری بات یہ کہ
 ہو سکتی ہے کہ وہ کل فارمولا وصول کر کے کسی بھی ذریعے سے
 معلوم کرانے کی کوشش کرے کہ واقعی ڈاکٹر ولیم یہاں آیا ہے۔" ہیلو۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے کہا۔

فھیں۔۔۔۔۔ ٹارسن نے کہا۔

"اوہ واقعی۔۔۔۔۔ یہ خیال تو مجھے بھی نہیں آیا جبکہ ڈاکٹر ولیم تو جہاں
 نہیں آ رہا ہے۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ کل باقاعدہ ڈاکٹر ولیم ہیلی کا پٹر یہاں آئے
 گا اور تقریباً ایک گھنٹہ یہاں گزار کر واپس جائے گا۔۔۔۔۔ ٹارسن نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے حیرت بھرے لہجے میں
 کہا۔

"واقعی نہیں۔ نقلی ڈاکٹر ولیم۔ یہ میری پہچنسی کا آدمی ہو گا ڈاکٹر
 ولیم کے میک اپ میں۔۔۔۔۔ ٹارسن نے کہا تو جنرل فرینک نے بے

اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات
 ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جنرل فرینک نے رسیور اٹھا لیا۔
 "ہیس۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"جناب ٹارسن آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف
 سے جنرل فرینک کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔ کراؤ بات۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے چونک کر کہا اور ساتھ
 ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"بات کریں جناب۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد سیکرٹری کی آواز سنائی
 دی۔

"ہیلو۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے کہا۔

ہے۔..... نارسن نے کہا تو جنرل فرینک نے اہلبات میں سر ملادیا اور پھر وہ دونوں ہیلی پینڈ پر پہنچے اور نارسن اس سے مصافحہ کر کے جب ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا تو جنرل فرینک واپس اپنے آفس میں آ گیا۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ وہ مفت میں دو لاکھ ڈالر کا مالک بن گیا ہے کیونکہ دولت بہر حال اس کی کمزوری تھی۔

"نارسن بول رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو جنرل فرینک کے ساتھ وہاں موجود نارسن بھی بے اختیار چونک پڑا۔ "اوہ آپ۔ فرمائیے۔..... جنرل فرینک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر کچھ دیر تک ان دونوں کے درمیان بات چیت ہوتی رہی اور جب کال ختم ہوئی تو جنرل فرینک نے رسیور رکھ دیا۔

"حیرت ہے۔ اس قدر کامیاب نقل۔ اگر آپ میرے سامنے بیٹھے ہوتے اور آپ نے مجھے پہلے سے نہ بتایا ہوتا تو شاید میں زندگی بھر اس بات پر یقین نہ کرتا۔..... جنرل فرینک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں خود اپنی آواز سن کر حیران رہ گیا ہوں۔ واقعی یہ شخص ماورائی صلاحیتوں کا مالک ہے۔..... نارسن نے کہا۔

"لیکن آپ بھی اس سے کم نہیں ہیں۔ آپ نے جس انداز میں اسے جکڑ دینے کی منصوبہ بندی کی ہے وہ بھی لاجواب ہے۔" جنرل فرینک نے کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ اب مجھے اجازت دیں۔ کل ڈاکٹر دلیپ جائیں گے اور پھر شام کو آپ نے فائل اسے دینی ہے۔..... نارسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ آدمی واقعی بے حد ہوشیار ثابت ہوا ہے۔..... جنرل فرینک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر مت کریں۔ میں نے بھی ہر پہلو پر سوچ سمجھ کر کام

کٹھن مشن مکمل ہو گیا ہو..... صفدر نے استہائی حیرت جو ہے مجھ میں کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ سب صفدر کی تائید کر رہے ہوں۔

”تم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے کہ یہ واقعی اصل فارمولا ہے.....“ جو یانے نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے جیب میں سے تہہ شدہ فائل نکالی اور اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ باقی سب کے چہروں پر امید کے تاثرات بنائیاں طور پر نظر آ رہے تھے۔ وہ سب عمران کے چہرے کو اس انداز میں دیکھ رہے تھے جیسے عمران کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات سے ہی وہ فیصلہ کر لیں گے کہ کیا واقعی مشن کامیاب رہا ہے یا نہیں۔ گو فائل میں زیادہ صفحے نہیں تھے لیکن عمران نے انہیں پڑھتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ لگا دیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے فائل بند کر کے سامنے میز پر رکھ دی۔

”کیا ہوا.....“ جو یانے چونک کر پوچھا۔

”وکٹری.....“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ ان کے سنے ہوئے چہرے عمران کی بات سن کر بے اختیار کھل اٹھے تھے۔

”نہ صرف فارمولا اصل ہے بلکہ مکمل بھی ہے.....“ عمران نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب ہم نے واپس جانا ہے اور بس.....“ جو یانے

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہوٹل گرانڈ کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے سہ کلب سے واپس آئے تھے جہاں عمران نے مارشل ایریا کے جنرل فرینک سے دوبارہ ملاقات کی تھی اور جنرل فرینک نے اسے سپیشل روم نمبر فور میں بیٹھ کر لارج ویو فارمولا کی کاپی دے دی تو عمران نے اسے سرسری طور پر دیکھ کر تسلی کر لی تھی کہ یہ واقعی فارمولا کی ہی کاپی ہے اور مکمل ہے تو اس نے ایک لاکھ ڈالر کا گارینٹڈ چیک جنرل فرینک کے حوالے کر دیا۔ جنرل فرینک نے اسے رازداری رکھنے کی ایک بار پھر درخواست کی اور عمران نے اسے تسلی دی اور پھر سپیشل روم سے نکل کر وہ دوبارہ ہال میں آکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت سہ کلب سے واپس گرانڈ ہوٹل پہنچ گیا جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔

”کمال ہے۔ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ اس آسانی سے اس تو

اس انداز میں بات کی جائے کہ اصل بات سنے آجائے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا آپ کو اس کا نمبر معلوم ہے؟" صفر نے کہا۔
 "نمبر میں نے جنرل فرینک سے معلوم کر لیا ہے۔ جیلے تو اس نے صاف انکار کر دیا لیکن پھر میرے اصرار پر کہ میں صرف یہ جملنے کے لئے کہ کیا واقعی وہ یہاں مارشل ایسیٹ میں آ رہا ہے تو پوچھ رہا ہوں۔ اگر وہ آ رہا تھا تو لامحالہ جنرل فرینک کو نمبر معلوم ہو گا ورنہ نہیں۔ میری اس بات پر اس نے نمبر بتا دیا اور ساتھ ہی یہ بات بھی کہی کہ اس سے بات نہ کی جائے کیونکہ اس طرح یہ راز کھل بھی سکتا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور پھر انکو آڑی کے نمبر پریس کر دیئے۔

"ہیں۔ انکو آڑی پلیر۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
 "ڈیگوشیا جبرے کا یہاں سے رابطہ نمبر دے دیں۔" عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر نون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
 "ہیں۔ لارج ویو پراجیکٹ۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 "ڈاکٹر ولیم سے بات کرائیں۔ میں جنرل فرینک بول رہا ہوں

نے کہا۔
 "ہاں۔ لیکن۔" عمران نے کہا تو اس کے منہ سے لیکن کا لفظ سن کر وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"لیکن کیا۔" ان سب نے ہی بے اختیار ہو کر پوچھا۔
 "میرا خیال ہے کہ آفری چینگنگ بھی کر لی جائے۔ دراصل جس طرح تمہیں یقین نہیں آ رہا کہ اتنی آسانی سے یہ انتہائی مشکل مشن مکمل ہو گیا ہے اسی طرح مجھے بھی یقین نہیں آ رہا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر قسم کے خدشات دور کر کے جائیں۔" عمران نے کہا۔
 "کیا مطلب۔" جو یانے کہا۔

"اب آخری صورت۔ یہی رو گئی ہے کہ ڈیگوشیا جبرے پر ڈاکٹر ولیم سے بات کی جائے کہ کیا وہ مارشل ایریا میں آیا ہے یا نہیں اور ہر مونس نے سنور سے نکال بھی ہے یا نہیں۔" عمران نے کہا۔
 "لیکن آپ کس حیثیت سے اس سے بات کریں گے۔" صفر نے کہا۔

"جنرل فرینک کے حوالے سے۔" عمران نے کہا۔
 "لیکن جنرل فرینک سے تو وہ مل کر گیا ہے۔ پھر جنرل فرینک کو کیوں بتائے گا کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا۔" اس بار جو یانے کہا۔
 "اس کے علاوہ تو اور کوئی ایسا آدمی میرے ذہن میں نہیں ہے جو اس سے بات کر سکے اور میں نے جنرل فرینک کی آواز بھی سنی ہوئی ہے۔ نارمن کا کوئی تعلق اس سے نہیں ہو گا اس لئے ہو سکتا ہے کہ

”ڈاکٹر ولیم۔ آپ کو جو فارمولا دیا گیا ہے کیا آپ نے اسے اچھی طرح پڑھا ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ کیوں؟“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔
 ”اس لئے کہ اس فارمولے کی کاپی کرنے والی مشین کے بارے میں ابھی معلوم ہوا ہے کہ اس میں نقص تھا۔ میں نے سوچا کہ کہیں کاپی میں کوئی نقص نہ پڑ گیا ہو اور آپ تو سائنس دان ہیں اس لئے زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ معمولی سے نقص سے الفاظ بدل جاتے ہیں اور اس طرح گڑبڑ ہو سکتی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ میں نے اسے پڑھا ہے۔ یہ ہر لحاظ سے صحیح اور درست ہے۔ آپ کی تشویش کا شکریہ۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”اوکے۔ تھینک یو۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

”اب شک کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ اس لئے اب ہماری واپسی ہو گی اور بس۔ مشن مکمل ہو چکا ہے۔“..... عمران نے کہا تو سب نے بے اختیار لبے اور اطمینان بھرے سانس لئے۔

”آپ اس فارمولے کو کسی کو میرے سرورس سے بھجوا دیں۔“..... صفدر نے کہا۔

”ارے نہیں۔ اس کی ضرورت ہی نہیں۔ کسی کو یہاں علم ہی نہیں ہے کہ ہم نے فارمولے کی کاپی حاصل کر لی ہے اس لئے کوئی ہمارے پیچھے نہیں آئے گا۔“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات

مارشل ایریا ایکریمیا سے..... عمران نے جنرل فرینک کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو۔ ڈاکٹر ولیم بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”جنرل فرینک بول رہا ہوں ڈاکٹر ولیم۔ کیا آپ بخیریت پہنچ گئے ہیں؟“..... عمران نے کہا۔

”میں نے آپ کو اپنے بخیریت پہنچنے کی تو باقاعدہ اطلاع دے دی ہے۔ پھر آپ کیوں دوبارہ پوچھ رہے ہیں؟“..... دوسری طرف سے اجنبی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اس لئے کہ مجھے اطمینان ہی ہے کہ راستے میں آپ کا جہاز غراب ہو گیا تھا۔“..... عمران نے کہا۔

”جہاز۔ کیا مطلب۔ میں تو ہیلی کاپٹر پر آیا تھا۔ یہ جہاز کا کیا مطلب ہوا؟“..... دوسری طرف سے مزید حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ آپ ہیلی کاپٹر چھوڑ کر جہاز پر ڈنگو شیا گئے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ آپ کو غلط اطلاعات مل گئیں۔ میں ٹھیک ہوں اور بخیریت پہنچ گیا ہوں۔“..... دوسری طرف سے اس بار قدرے ناراض سے لہجے میں کہا گیا۔

واپس چلے جائیں گے۔ راسن کے پوچھنے پر کہ یہ سب کیسے ہوا ہے۔ چلے تو نارسن نے تفصیل بتانے سے انکار کر کر دیا لیکن پھر راسن کے بے حد اصرار پر نارسن نے صرف اتنا کہا کہ عمران کو فارمولا مہیا کر دیا گیا ہے اس لئے اس کا مشن مکمل ہو گیا ہے اور اب وہ مطمئن ہو کر واپس چلا جائے گا۔ البتہ اس امر کا علم تو بہت بعد میں عمران ہو گا کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ اس سے زیادہ بات نہیں کی اور یہ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا کہ جب وہ اکیڑیسا واپس آئے گا تو پھر تفصیل سے بات ہو گی۔ یہ گفتگو سن کر میں نے اپ کو کال کیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ مشن ختم کر دیا گیا ہے اس لئے میں نے پوچھا تھا کہ مشن ختم ہوا ہے یا مکمل ہو چکا ہے؟..... البرٹ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے یہ گفتگو ٹیپ کی ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں..... البرٹ نے جواب دیا۔

”کیا تم فون پر مجھے یہ ٹیپ سنوا سکتے ہو؟..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ کیونکہ اب آپ کے کمرے کا فون چیک نہیں ہو رہا حالانکہ نارسن کے اجنٹ اسے چیک کر رہے تھے لیکن اب مجھے رپورٹ ملی ہے کہ وہ لوگ چینگ جھوڑ کر جا چکے ہیں۔“ البرٹ نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی البرٹ کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

”اوہ۔ کیسے معلوم ہوا جنہیں کہ ہمارا فون چیک ہو رہا ہے۔

میں سر ہلا دینے اور پھر اس کے بعد واپسی کا پروگرام بننے لگا۔ کچھ فوری طور پر جانے کے حق میں تھے جبکہ کچھ کل شام کی فلاٹ سے واپس جانا چاہتے تھے تاکہ اس دوران سہارا اطمینان بھرے انداز میں سیر و تفریح کر سکیں کہ اچانک پاس پرے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہی۔ علی عمران بول رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا۔

”البرٹ بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ البرٹ۔ میں تمہیں فون کرنے ہی والا تھا کہ اب نارسن کی نگرانی اور چیکنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ ہم ویسے بھی واپس جا رہے ہیں کیونکہ ہمارے چیف نے مشن ختم کر دیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”مشن ختم ہو گیا ہے یا مشن مکمل ہو گیا ہے؟..... دوسری

طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو۔“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ نارسن نے اپنے آفس کی بجائے آفیسر ز کلب کے فون سے راسن کو جریرہ ہوائی میں کال کیا ہے۔ چونکہ ہم اس کی نگرانی کر رہے تھے اور ہمارے پاس لانگ ریج جیکر موجود تھا اس لئے نارسن اور راسن کے درمیان ہونے والی گفتگو ہم نے مانیٹر کر لی ہے۔ اس گفتگو کے لحاظ سے نارسن نے راسن کو بتایا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا مشن مکمل ہو گیا ہے اور وہ اب مطمئن ہو کر

اور کس طرح چپک ہو رہا تھا۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جب وہ چھوڑ کر گئے ہیں تب معلوم ہوا ہے۔ میرے آدمی آپ کی نگرانی کر رہے تھے لیکن وہ ان نارسن کے آدمیوں کو چپک نہ کر سکے کیونکہ انہوں نے آپ کے کمرے کے ساتھ والا کمرہ لیا ہوا تھا اور وہاں انہوں نے باقاعدہ ایسی مشینیں ڈیوائس نصب کی ہوئی تھی کہ آپ کے کمرے میں ہونے والی تمام بات چیت اور فون پر ہونے والی تمام گفتگو وہ نیپ کرتے رہے تھے جبکہ ہم صرف ون لائن چپک کرتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد کمرہ خالی ہوا تو اس کی اصول کے مطابق صفائی ہوئی تو وہاں سے ایسے خالی سپورٹس جو ایسی مشینیں میں استعمال ہوتے ہیں۔ ہمارے آدمیوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان سپورٹس کو چپک کرنے کے بعد کمرہ چپک کیا تو یہ بات حتمی طور پر سامنے آگئی کہ ایسا ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ کرنے والے نارسن کے آدمی تھے کیونکہ وہاں سے نارسن کلب کے پیڈ کا ایک صفحہ بھی مزے ترے انداز میں ملا ہے۔“ البرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ۔ ٹھیک ہے۔ بہر حال وہ نیپ سٹواؤ۔“ عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے نارسن کی آواز سنائی دی۔

”پھر راسن کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد ان دونوں کے درمیان بات چیت ہونے لگی۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریسڈ تھا اس لئے عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی ان دونوں کے درمیان ہونے لگتی تھی۔“

”سن رہے تھے۔“

”آپ نے سن لی نیپ نیپ ختم ہونے کے بعد البرٹ نے

”ہاں۔ اور اب یہ بتا دو کہ یہ نارسن کس کلب میں بیٹھتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”آفسیرز کلب میں۔ وہ اس وقت بھی وہاں موجود ہے۔“ البرٹ نے جواب دیا۔

”جہاں سے آدمی بھی وہاں موجود ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ اس کی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”نارسن کتنا وقت مزید وہاں گزارے گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”ابھی دو تین گھنٹے وہ وہیں رہے گا۔ یہ اس کا روزانہ کا معمول ہے۔“ البرٹ نے جواب دیا۔

”یہ آفسیرز کلب کہاں ہے اور کیا یہ اوپن کلب ہے یا جہاں جانے والے خاصہ کسی کارڈ کی ضرورت پڑتی ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ممبرز اور مہمانوں کے علاوہ اور کوئی وہاں نہیں جاسکتا۔ اگر آپ وہاں جانا چاہیں تو اس کا انتظام ہو سکتا ہے۔“ البرٹ نے

”وہ کیسے۔“ عمران نے پوچھا۔

”میرے آدمی وہاں موجود ہیں۔ وہ مہمانوں کے کارڈز رقم دے کر

حاصل کر لیں گے اور آپ کو کلب کے باہر پہنچا دیں گے۔ ان کا بیڑہ صاف دیکھ جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر البرٹ کا شعر یہ: "اگر
کی مدد سے آپ آسانی سے کلب میں جاسکتے ہیں۔" البرٹ نے اس کے رسیور رکھ دیا۔

جواب دیا۔ "یہ کیا ہوا عمران صاحب۔۔۔۔۔ صغدر نے کہا۔

"ہونا کیا ہے۔ ہم مکمل طور پر احمق بنائے گئے ہیں۔" عمران

نارسن کی رہائش گاہ کہاں ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"اس کی رہائش گاہ سپیشل آفیسرز کالونی میں ہے جو ٹراڈ روڈ پر ہے۔ لیکن وہاں چیک پوسٹ ہے۔ کوئی نمبر ایک سو ایک بی بلاک۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ فارمولا درست نہیں ہے۔" صغدر

نے جواب دیا۔ "اب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ اس فارمولے میں باقاعدہ

"وہاں جانے کا کوئی ایسا طریقہ کہ نارسن کو اس کی اطلاع نہ ہو سکی گزیر کی گئی ہے کہ آخر میں وہ نتیجہ نہ نکل سکے جو نکلنا چاہیے اور یہ
سکے۔" عمران نے کہا۔

"اس کالونی کے عقب میں ویسٹرن مارکیٹ ہے۔ اس مارکیٹ میں کھیل کھیلا ہے اور ہم حقیقتاً احمق بن گئے ہیں۔ اگر البرٹ یہ کال نہ
کے اندر سے ایک چھوٹا سا راستہ کالونی میں جاتا ہے جس پر کوئی رکتا اور میرے منہ سے لفظ ختم نہ نکلتا تو واقعی انتہائی شرمناک
جینٹل نہیں کی جاتی۔ یہ راستہ ٹاپ سٹار موٹرز کے شوروم سے ملتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن کھیل کیا کھیلا گیا ہے۔ نارسن تو کسی سٹیج پر سلسلے نہیں
ایک سٹریٹ میں ہے۔" البرٹ نے جواب دیا۔

"جہاں آدمی وہاں بھی نگرانی کرتے ہیں۔" عمران نے کہا۔

کہا۔ "نہیں جناب۔ وہاں نگرانی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔" البرٹ نے کہا۔

نے جواب دیا۔ "یقیناً نارسن نے اس کھیل کو ڈائریکٹ کیا ہے اور ویسے بھی وہ

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بے حد شکریہ۔ بہر حال اب نگرانی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مشن واقعی مکمل ہو چکا ہے۔ تمہیں جہاں آج عملی طور پر اس کا مظاہرہ بھی ہو گیا ہے۔ جنرل فرینک

"میرا خیال ہے کہ نارسن نے وہاں سے کھڑو مشکو یہ ہو گا اور اسے ویسے ہی بریف کر دیا گیا ہو گا تاکہ وہ ہمیں ڈاج دے سکے۔ اور اگر اصل فارمولے کی کاپی وہاں رکھی جاتی تو یہ کام پہلے بھی ہو سکتا تھا۔ ویسے بھی اب ڈاکٹر ولیم سے ہونے والی گفتگو مشکوک ہو گئی ہے۔ شک تو مجھے پہلے بھی پڑ رہا تھا کہ یہاں سے ڈیگوشیا جریرے کا طویل فاصلہ ہیلی کاپٹر پر کیوں طے کیا گیا لیکن پھر میں خاموش ہو گیا تھا کہ شاید کسی خاص سیکورٹی کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"تو پھر اس سنور کو تباہ کر دیا جائے اور پھر وہاں سے فارمولا حاصل کیا جائے۔" صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اس سے وہ فائل بھی ساتھ ہی تباہ ہو جائے گی۔" عمران نے جواب دیا۔

"پھر ایسا ہے کہ پہلے ڈیگوشیا پہنچا جائے۔ وہاں سے کارڈ حاصل کیا جائے اور پھر یہاں واپس آکر فارمولا حاصل کیا جائے۔ اس کے علاوہ اور تو کوئی صورت نہیں ہے۔" صفدر نے کہا۔

"اس طرح صالحہ کی تجویز بھی پیش نظر رہے گی کہ بظاہر ہم یہاں سے مطمئن ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔ لیکن ہم ڈیگوشیا سے کارڈ حاصل کر کے واپس آجائیں گے اور پھر یہاں سے فارمولا حاصل کر لیں گے۔" جولیانے کہا۔

"اگر نارسن نے پہلے کارڈ منگو کر کھیل کھیلا ہے تو وہ دوبارہ بھی

اور ڈاکٹر ولیم دونوں اس کھیل کے اداکار تھے اور یقیناً اس نارسن نے ہر پہلو کا خیال رکھا ہے۔ بہر حال اب تفصیل بھی نارسن خود بتائے گا۔" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب آپ نارسن سے کیا پوچھنے جا رہے ہیں۔" اچانک صالحہ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اس فارمولے کے بارے میں اور کیا پوچھنا ہے۔" عمران نے چونک کر جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ فارمولا مارشل ایریا میں موجود ہے۔ وہ لوگ مطمئن ہو چکے ہیں کہ ہر اہم مقام پر اس نے اب نارسن کو چھپانے کی بجائے کیوں نہ ہم بظاہر یہاں سے واپس پاکیشیا چلے جائیں تاکہ یہ لوگ پوری طرح مطمئن ہو جائیں اور پھر راستے میں ڈراپ ہو کر نئے کاغذات اور نئے میک اپ میں یہاں پہنچیں اور جنرل فرینک کو قید میں کر کے اصل فارمولا حاصل کر لیں۔" صالحہ نے کہا۔

"گڈ شو۔ واقعی تم نے بہترین تجویز دی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ سنور کو اوپر نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ ڈاکٹر ولیم کا کارڈ نہ ہو۔ ڈاکٹر ولیم ڈیگوشیا میں ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"پھر تو بات سیدھی ہے کہ یہاں دھکے کھانے کی بجائے ڈیگوشیا پہنچ جائیں۔ وہ ڈاکٹر ولیم تو ظاہر ہے اصل فارمولا لے گیا ہو گا۔" جولیانے کہا۔

کارڈ منگوا سکتا ہے۔..... اچانک تنویر نے کہا۔

”وہاں سے کارڈ آنے میں کافی وقت لگے گا اور اتنے طویل عرصے تک نارسن کو پابند نہیں کیا جاسکتا۔ اُس نے یہی ہو سکتا ہے کہ ہم براہ راست مارشل ایریا میں ریڈ کریں یا دور پھر وہاں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کارڈ پر پرائم منسٹر کے صرف دستخط سے کمیونز اوپن نہیں ہوتا ہو گا بلکہ اس کارڈ پر کوئی خصوصی نمبر لائٹ کیا گیا ہو گا اور یہ سسٹم اس نمبر سے اوپن ہوتا ہو گا۔ البتہ یہ نمبر پرائم منسٹر کے دستخطوں سے جاری کردہ کارڈ پر ہوتے ہوں گے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

”دیری گنڈ کیپٹن شکیل۔ تم نے واقعی بہترین بات سوچی ہے۔ نجانے کیا بات ہے اس مشن میں واقعی میرا ذہن کام نہیں کر رہا ورنہ یہ بات مجھے سوچنی چاہئے تھی۔..... عمران نے کہا۔

”جہاں مارا ذہن صرف فتح کی طرف سوچتا ہے۔ اس بار چونکہ جہارے ذہن کو احساس ہوا ہے کہ صرف تم ہی ذہین نہیں ہے بلکہ تم سے بھی زیادہ ذہین لوگ موجود ہیں تو اس نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا۔..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے اور عمران بھی ان میں شامل تھا۔

نارسن اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے راسن اور ڈیزی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ابھی تھوڑی دیر پہلے جہیرہ ہوائی سے واپس آئے تھے اور ایر پورٹ سے سیدھے آفس پہنچے تھے۔ نارسن کا چہرہ فتح مندی اور کامیابی سے بھرپور مسکراہٹ سے جگمگا رہا تھا جبکہ راسن اور ڈیزی دونوں کے چہروں پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ کوئی دیومالائی کہانی سن رہے ہوں۔ ایسی کہانی جس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات عام دنیا میں وقوع پذیر نہ ہو سکتے ہوں۔

”عمران اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا گیا ہے یا نہیں۔“ نارسن کے خاموش ہوتے ہی راسن نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ واپس چلا گیا ہے۔ میرے آدمی انہیں باقاعدہ ایر پورٹ پر چیک کرتے رہے ہیں۔.....“ نارسن نے جواب دیا۔

”آپ نے کمال کر دیا باس۔ آپ نے اس زمانے کے سب سے

نے کہا۔
"اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے ڈیزی۔ آخر کوئی وجہ بھی تو ہو۔"

راسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈیزی کی بات درست ہے۔ عمران کے ساتھ واقعی ایسے ہی ہوتا ہے۔ مجھے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔ بہر حال ابھی معلوم ہو جائے گا۔" ٹارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راجر بول رہا ہوں" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ٹارسن بول رہا ہوں راجر" ٹارسن نے کہا۔

"لیس سر" دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکفیت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"ایئر پورٹ حکام سے معلوم کرو کہ عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا پہنچے ہیں یا راستے میں کہیں ڈراپ ہو گئے ہیں۔ انہیں کہو کہ وہ مکمل عمل انکوائری کر کے رپورٹ دیں اور رپورٹ جلد از جلد حاصل کرو۔" ٹارسن نے کہا۔

"لیس سر" دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹارسن نے رسیور رکھ دیا۔

"ابھی تھوڑی دیر میں معلوم ہو جائے گا کیونکہ مسافروں کے بارے میں رپورٹس ایئر پورٹ سے مل جاتی ہیں" ٹارسن نے

شاظر آدمی کو بھی ایسا چکر دیا ہے کہ جس کا شاید وہ کبھی تصور بھی نہ کر سکے۔ اور وہ سمجھ رہا ہو گا کہ اس نے چکر دے کر فارمولا حاصل کر لیا ہے۔" راسن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

باس۔ اصل گیم تو یہی تھی کہ اسے آخری لمحے تک یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اسے باقاعدہ ٹرپ کیا جا رہا ہے۔" ٹارسن نے کہا۔

"باس۔ کیا آپ نے معلوم کیا ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت واپس پاکیشیا پہنچ چکا ہے یا نہیں" اچانک ڈیزی نے کہا جو شروع سے اب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی بات سن کر ٹارسن اور راسن دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کیوں۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ ظاہر ہے اب فارمولا لے کر اس نے پاکیشیا ہی جانا ہے اور کہاں جانا ہے۔" ٹارسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

مجھے دراصل اب تک یقین نہیں آ رہا کہ عمران کو اس طرح ڈانچ بھی دیا جاسکتا ہے لیکن بظاہر حالات یہی نظر آتے ہیں کہ وہ مکمل طور پر ڈانچ کھا گیا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ خوش قسمتی بھی عمران کے ساتھ ساتھ چلتی ہے اس لئے بعض اوقات ایسے امکانات ہو جاتے ہیں کہ اسے ان باتوں کا بھی علم ہو جاتا ہے جن کے بارے میں شاید پہلے اسے کبھی بھی علم نہ ہو سکے اس لئے اگر وہ راستے میں ڈراپ ہو گیا ہے تو یہ سمجھ لیں کہ اس کی یہاں سے روانگی صرف آپ کو ڈانچ دینے کے لئے تھی اور اسے اصل بات کا علم ہو چکا ہے۔" ڈیزی

کہا تو راسن اور ڈیزی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیے۔ پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نارسن نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھایا۔

"نارسن بول رہا ہوں..... نارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ ڈیزی اور راسن دونوں راجر کی طرف سے دی گئی رپورٹ سن سکیں۔

راجر بول رہا ہوں باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہاں سے پاکیشیا کے لئے سیٹیں بک کرانی تھیں لیکن وہ پہلے سٹاپ آسڈوم میں بی ڈراپ ہو گئے ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا تو نارسن کے ساتھ ساتھ راسن بھی بے اختیار اچھل پڑا جبکہ ڈیزی کے چہرے پر بھی سی مسکرتہ ہنسنے لگی تھی۔

"آسڈوم میں۔ کیوں..... نارسن نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔
"باس۔ میں نے آسڈوم میں ہماری پہنچی کے لئے کام کرنے والے آدمی کے ذریعے معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کے مطابق یہ لوگ جو ڈراپ ہوئے تھے ایر پورٹ سے ہونٹل ایمبیڈر پہنچنے اور پھر چند گھنٹوں بعد ہونٹل سے چلے گئے۔ البتہ یہ بات بھی حتی طور پر مسلمے آئی ہے کہ وہ لوگ آسڈوم سے باہر نہیں گئے کیونکہ ایر پورٹ سے ان کے نہیں جانے کا ریکارڈ نہیں مل سکا..... راجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وزیری بیٹا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ لازماً میک اپ

کر کے اور نئے کاغذات بنا کر کہیں گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس ایکری میا ہی آگئے ہوں۔ تم فوراً آسڈوم کے ایجنٹ سے کہو کہ وہ اس کی تفصیلی انکو آئری کرے۔ فوراً اور جلد از جلد..... نارسن نے کہا۔
"میس باس..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نارسن نے بھی سیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ڈیزی کی بات درست ثابت ہوئی ہے۔ عمران کو اصل بات کا علم ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ اب تک کی ہماری تباہ بحث ضائع چلی گئی۔" نارسن نے کہا۔

"باس۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ ایسا ہوا ہے تو پھر اب موجودہ پوزیشن میں عمران کیسے فارمولا حاصل کر سکتا ہے۔" راسن نے کہا تو نارسن بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ یہ بات واقعی سوچنے کی ہے۔ ہمارے سے چند پوائنٹس موجود ہیں جنہیں پیش نظر رکھ کر ہم اس معاملے پر غور کر سکتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اب عمران کو معلوم ہو چکا ہے کہ فارمولا مارشل ایریا کے خصوصی سنور میں ہے اور اس مارشل ایریا کا انچارج جنرل فرینک ہے۔ دوسری بات یہ بھی عمران کو معلوم ہو چکی ہے کہ جب تک ڈیگوشیا کے پراجیکٹ انچارج ڈاکٹر ولیم کا کارڈ مارشل ایریے میں نہیں پہنچے گا تب تک فارمولا سنور سے باہر نہیں آ سکتا۔ نارسن نے کہا۔

"اور اگر وہ سنور کو تباہ کر دیں تب"..... نارسن نے کہا۔

"نہیں۔ اول تو سنور تباہ ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ کہ اگر تباہ کر دیا جائے تب تو فارمولا بھی ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے عمران اسے تباہ کرنے کی بجائے باقاعدہ آپریٹ کر کے فارمولا باہر نکلنے کی کوشش کرے گا"..... نارسن نے کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ عمران جہاں سے گیا ہی اس لئے ہے کہ آپ مطمئن ہو جائیں اور وہ آسردم سے ڈیگوشیا پہنچے۔ وہاں سے کارڈ حاصل کرے اور پھر واپس یہاں آکر وہ سنور سے فارمولا حاصل کرے"..... ڈیزی نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور عمران اپنی صلاحیت بھی استعمال کر سکتا ہے کہ وہ پرائم سنسز کی آواز یا مری آواز کی نقل کر کے ڈاکٹر ولیم سے کارڈ حاصل کرے اس لئے ڈاکٹر ولیم کو اس بارے میں الرٹ کرنا ہو گا"..... نارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ لارج ویو پراجیکٹ..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"نارسن بول رہا ہوں ایکریمیا سے۔ ڈاکٹر ولیم سے بات کرائیں۔" نارسن نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر ولیم بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ڈاکٹر ولیم کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ولیم۔ آپ کو میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ ہم نے پاکیشیائی ہجبتوں کو ڈاج دینے کے لئے جو سکیم بنائی تھی وہ ناکام رہی ہے اور انہیں ہماری سکیم کے بارے میں علم ہو گیا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اب وہ مارشل ایریا سے لارج ویو کا فارمولا حاصل کرنے کے لئے دوبارہ کوشش کریں اور آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے کارڈ کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے اور اس بات کا علم انہیں بھی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ڈیگوشیا پہنچ کر پراجیکٹ پر ریڈ کریں یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ پرائم سنسز صاحب یا مری آواز میں آپ سے کہیں کہ آپ کارڈ ایکریمیا بھجوادیں یا اور بھی کوئی دوسری بات کریں تو آپ نے اس معاملے میں اب انتہائی الرٹ رہنا ہے"..... نارسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیسے علم ہو گیا انہیں حالانکہ انہوں نے پہلے بھی جنرل فریکٹ کی آواز میں مجھ سے بات کی تھی جس کے بارے میں میں نے آپ کو رپورٹ دی تھی اور آپ نے بتایا تھا کہ یہی وہ ہجبت ہے۔" ڈاکٹر ولیم نے کہا۔

"معلوم نہیں۔ اچانک اطلاع ملی ہے کہ وہ لوگ جو کنا ہو گئے ہیں۔ بہر حال آپ نے ہر طرح سے محتاط رہنا ہے کیونکہ آپ کے کارڈ کے بغیر وہ کسی صورت بھی فارمولا حاصل نہیں کر سکتے۔" نارسن

”پاکیشیائی مہجنوں کو اس فارمولے پر شک چو گیا ہے اس سے اطلاع ملی ہے کہ وہ اکیرمیا سے پاکیشیا جانے کی بجائے آسٹروم میں ڈراپ ہو گئے ہیں اور پھر وہاں سے غائب ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ کسی بھی وجہ سے مشکوک ہو گئے ہیں اور اب یقیناً انہوں نے خود فارمولا یا اس کی کاپی حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اب وہ براہ راست مارشل ایریا کے سنور پر حملہ کریں اس لئے آپ مارشل ایریے میں نہ صرف ریڈ الرٹ کرا دیں بلکہ آپ پلیر خود بھی مارشل ایریا سے باہر نہ جائیں جب تک معاملات فائل نہ ہو جائیں۔“ ٹارسن نے کہا۔

”لیکن وہ بغیر ڈاکٹر ولیم کے کارڈ کے فارمولا کسی صورت بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ پھر وہ کیا کریں گے۔“ جنرل فرینک نے کہا۔

”میں نے ڈاکٹر ولیم کو بھی الرٹ کر دیا ہے لیکن آپ پھر بھی محتاط رہیں۔ وہ لوگ حد درجہ شاطر ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی ترکیب سوچ لیں اور ہم اطمینان سے بیٹھے رہ جائیں۔“ ٹارسن نے کہا۔

”میں میں کب تک مارشل ایریا میں محدود ہو کر رہ جاؤں۔ آخر اس کی کوئی حد تو ہو۔“ جنرل فرینک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”صرف چند روز کی بات ہے۔“ ٹارسن نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ نہ صرف میں محتاط رہوں گا بلکہ اب میں پراجیکٹ بریڈ الرٹ کر دیتا ہوں تاکہ اگر وہاں انہیں تو سیکورٹی کے ہاتھوں ختم ہو جائیں۔“ ڈاکٹر ولیم نے جواب دیا۔

”اگر آپ کہیں تو میں اپنی مہجنی کے ماہر ایجنٹ حفاظت کے لئے بھجوا دوں۔“ ٹارسن نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں سیکورٹی کا کام ویسے بھی بلیک مہجنی کے سر ہے۔“ ڈاکٹر ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ گڈ بائی۔“ ٹارسن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تینٹی سے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”مارشل ایریا۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ٹارسن بول رہا ہوں۔ جنرل فرینک سے بات کر انہیں۔“ ٹارسن نے کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ کریں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیسو۔ جنرل فرینک بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد جنرل فرینک کی آواز سنائی دی۔

”ٹارسن بول رہا ہوں جنرل فرینک۔“ ٹارسن نے کہا۔

”اوہ آپ۔ فرمائیے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ پھر تم دونوں اپنے طور پر کام کرو اور ان کا خاتمہ کر دو۔
 میں تمہارے سیکشن کو آرڈر کر دیتا ہوں“..... ٹارسن نے کہا تو
 سن اور ڈیزی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”نہیں جناب۔ یہ چند روز کی بات کہیے ہو سکتی ہے۔ نہجانے وہ
 لوگ کب جہاں آئیں۔ آپ انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیں تاکہ یہ
 مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے“..... جنرل فرینک نے کہا۔
 ”میرے ایجنٹ ان کے خلاف کام کریں گے لیکن بہر حال انہیں
 ٹریس کرنے میں وقت لگے گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں اپنے ایجنٹ
 مارشل ایریا میں بھیجا دوں کیونکہ وہ جہاں بھی ہوں گے اور جس
 روپ میں بھی ہوں گے بہر حال پہنچیں گے وہ آپ کے پاس ہی۔“
 ٹارسن نے کہا۔

”نہیں۔ جہاں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں پہلے ہی ریڈ
 الرٹ ہے۔ آپ انہیں باہر ہی ٹریس کر اگر ختم کریں“..... جنرل
 فرینک نے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے۔ بہر حال آپ محتاط رہیں۔ گڈ بائی“۔ ٹارسن
 نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”باس۔ آپ ہمیں حکم دیں۔ ہم ان کو ٹریس کر کے ہلاک کر
 دیتے ہیں“..... ٹارسن نے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے ڈیزی“..... ٹارسن نے ڈیزی سے مخاطب
 ہو کر کہا۔

”باس۔ اب واقعی آخری صورت یہی رہ گئی ہے کہ ہم انہیں
 ٹریس کر کے ختم کر دیں ورنہ یہ لوگ تو مستقل سرورہ بنے رہیں
 گے۔“ ڈیزی نے کہا۔

میں پہنچ گئے۔ عمران نے آسٹروم میں موجود فادر نکیت کو اس کو نھی میں کال کر کے اسے اپنے نئے میک اپ کے لحاظ سے نئے کھدات بنوانے کے لئے کہا اور اب وہ سب اس کو نھی میں بیٹھے کھدات کا انتظار کر رہے تھے۔

”تو اب ہم دوبارہ ولنکن جائیں گے اور مارشل ایسٹے پر ریڈ کر کے وہاں سے فارمولا حاصل کریں گے“..... صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ پہلے ڈیگوشیا جانا چاہئے۔ وہاں سے کارڈ حاصل کریں یا پھر اگر وہاں فارمولا موجود ہو تو فارمولا وہیں سے حاصل کر کے واپس پاکستان چلے جائیں ورنہ مارشل ایسٹے پر ریڈ ہول جائے گا“..... صالحہ نے کہا۔

”جو کچھ مجھے جنرل فرینک نے بتایا ہے اس لحاظ سے تو براہ راست مارشل ایریا کے سنور پر حملے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن یہ بات بھی سن میں رکھیں کہ اگر ہم نے ڈیگوشیا سے کارڈ حاصل کیا تو اس کی اطلاع فوراً وہاں پہنچ جائے گی اور پھر شاید ائیر میا مارشل ایریا میں نئے ملک کی پوری فوج ہی ہتھیار دے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آخر تم نے کیا سوچا ہے“..... جولیا نے زچ ہو جانے والے لہجے میں کہا۔

”کیپٹن شکیل بتائے گا کہ میں نے کیا سوچا ہے“..... عمران نے سگراتے ہوئے کہا تو خاموش بیٹھا ہوا کیپٹن شکیل عمران کی بات

آسٹروم کی ایک رہائشی کالونی کی کو نھی میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ وہ سب ائیر میا میک اپ میں تھے۔ انہوں نے اپنے چان کے مطابق ائیر میا سے پاکستان کے لئے سینیں ریڈ کرانی تھیں اور پھر ایئر پورٹ پر ہی انہیں محظوم ہو گیا تھا کہ چند لوگ ان کی باقاعدہ چیکنگ کر رہے ہیں اور انہوں نے بکنگ کاؤنٹر سے معلومات بھی کی تھیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کہاں کے لئے بکنگ کرانی ہے اور پھر وہ آسٹروم میں ہی ڈراپ ہو گئے اور ایئر پورٹ سے پہلے ایک ہوٹل میں گئے لیکن پھر صفدر نے مارکیٹ جا کر

وہاں سے میک اپ کا سامان خریدا اور پھر ہوٹل میں ہی انہوں نے ائیر میا میک اپ کئے۔ عمران نے آسٹروم کی ایک پراپرٹی ڈیٹنگ کمپنی کے ذریعے ہوٹل سے ہی ایک کو نھی کی بکنگ کرانی اور پھر سب ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ ہوٹل سے نکلے اور اس کو نھی

من کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔
تیرنے لگی۔

”میری سوچ کے مطابق“ کیپٹن شکیل نے بونا شروع کیا۔
”تم اپنی نہیں میری سوچ کی بات کرو۔“ عمران نے اس کی بات کو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
بات کاٹتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ کی سوچ کے بارے میں صرف اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔“
میرے اندازے کے مطابق آپ نے یہ پلان بنایا ہے کہ پہلے مارشل ایریے کے سنور پر کام کیا جائے۔ اگر تو فارمولا وہاں سے نکل سکتا ہے تو ٹھیک ورنہ دوسری صورت میں سنور کو تباہ کر دیا جائے۔ اصل فارمولا تو مارشل ایریے میں ہی ہے اس لئے ہمیں پہلے پھر ایئر میڈیا سے ڈیٹو شیا پہنچا جائے اور وہاں لارج ویو پراجیکٹ کو تھکس میں کوشش کرنی چاہئے۔ بفرس محال اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر کر کے وہاں سے ان کا ورکنگ فارمولا حاصل کر لیا جائے۔ ورکنگ فارمولا تو مارشل ایریے تک اپنے آپ کو محدود کر لیں گے۔“ عمران فارمولے پر سانس دان کام کر کے اصل فارمولے تک پہنچنے کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔
عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھ سے سر پکڑ لیا۔
”کیا کیپٹن شکیل کی بات درست ہے۔“ جولیا نے حیرت بھری آنکھوں سے عمران کو دیکھا۔
”ہاں۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔“ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کال میل کر کے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ آسٹروم میں فارن

بھرے لہجے میں کہا۔
”میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ کہیں میرے سر کے اوپر کوئی سکریٹ جیکب بھی تھا۔ جیکب نے جیب سے کاغذات نکالے اور تو نصب نہیں ہو گئی کہ جو میں ذہن کی گہرائیوں میں سوچتا ہوں عمران کی طرف بڑھا دیئے۔“

”ہیٹھو“ عمران نے کاغذات لپیٹے ہوئے کہا تو جیکب سر ہلاتا
باہر نکل گیا اور کیپٹن شکیل اسے دیکھ کر بتا دیا۔
عمران نے کہا۔

اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرائے۔

”گڈ شو جیکب۔ تم نے واقعی کام کیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”شکریہ جناب۔ آپ کی یہ تعریف میرے لئے اعزاز ہے“۔ جیکب

نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب یہ بتاؤ کہ اکیڑیہ کے دارالحکومت ونگٹن میں ایک فوجی چھاؤنی ہے جسے مارشل ایریا کہا جاتا ہے۔ اس مارشل ایریا میں کسی آدمی کو تم جانتے ہو یا تمہارے ذہن میں اس بارے میں کوئی شبہ ہو“..... عمران نے کہا۔

”میرا براہ راست تو کوئی تعلق نہیں ہے مسٹر مائیکل۔ البتہ ونگٹن میں ایک کلب ہے جس کا نام تو بیکٹرم ہے لیکن اسے عرف عام میں فوجی کلب کہا جاتا ہے کیونکہ کرنل اور میجر رینک کے افسران کا یہ پسندیدہ کلب ہے۔ اس کا مالک اور جنرل ٹینجر ہو سکتا ہے میرا گہرا دوست ہے اور ہو سکتا ہے تعلقات فوج کے اعلیٰ ترین افسروں کے ساتھ انتہائی گہرے ہیں۔ وہ آپ کی مدد کر سکتا ہے۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ہو سکتا ہے اپنے دوستوں کے خلاف ہماری مدد کرے گا۔“

عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ اگر اسے ہماری معاونت دیا جائے تو ضرور کرے گا۔“

اس کا ماٹھی دولت کمانا ہے لیکن ایک بات ہے کہ وہ اگر کام کرے تو پر آمادہ ہو جائے تو پھر کسی قسم کی بے ایمانی نہیں کرتا۔ یہ اس کا

زندگی کا اصول ہے“..... جیکب نے جواب دیا۔

”کیا تم اس سے فون پر بات کر سکتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن آپ نے وہاں کرنا کیا ہے“..... جیکب نے کہا۔

”مارشل ایریا میں ایک اسپیشل سنور ہے جو مارشل ایریا کے

ہمچارج جنرل فرینک کی کسٹڈی میں ہے۔ وہی اسے آپرٹ کر سکتا

ہے اور جنرل فرینک کو کسی طرح بھی ہم اپنے کام کے لئے آمادہ نہیں

کر سکتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں خصوصی انتظامات کئے گئے

ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہاں اس طرح داخل ہو جائیں کہ جنرل

فرینک اور اس کے محلے کو یا وہاں کی سیکورٹی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔

حقیقی کام ہم خود کر لیں گے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام وہ

سنائی سے کر لے گا“..... جیکب نے کہا اور اس نے رسیور اٹھایا اور

تھری برس کرنے شروع کر دیے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بشن

سمجھ کر بولیا۔

”بیکٹرم کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”میں آسٹروم سے جیکب بول رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے بات کراؤ۔“

جیکب نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ ہو سکتا ہے بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

سکتا ہے اور نہ باہر آ سکتا ہے اور ریڈ پاس جنرل فرینک جاری کرتا ہے اور تم نہیں جانتے کہ جنرل فرینک کس قدر وہی آدمی ہے حتیٰ کہ جنرل فرینک نے اپنے آپ پر پابندی لگا رکھی ہے۔ وہ باقاعدگی سے سر کلب جاتا تھا لیکن کل سے وہ سر کلب بھی نہیں جا رہا اس لئے آج کل تو ایسا ممکن ہی نہیں رہا۔ ہاں جب حالات نارمل ہو جائیں گے تو پھر کام ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر جیکب کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"سکورٹی آفیسر اور اس کے آدمی مارشل ایریے سے باہر رہتے ہوں گے۔ ان پر تو یہ پابندی لاگو نہیں ہوتی ہوگی۔" عمران نے جیکب کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو جیکب کے پھرے پر اہتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموش رہا۔

"بھلے باہر رہتے تھے لیکن اب ریڈ الرٹ کے بعد یہ مارشل ایریا کے اندر چلے گئے ہیں۔ اب وہ بھی باہر نہیں جاسکتے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی صورت نکالو ہوسٹن۔ معاوضہ تمہارے مطلب کا مل سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"کتنے افراد کا گروپ ہے۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا

"چار مرد اور دو عورتیں۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ سوری جیکب۔ ایک آدمی کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

آواز سنائی دی۔

"ہوسٹن۔ میں آسٹروم سے جیکب بول رہا ہوں۔ کیا تمہارا فون محفوظ ہے۔" جیکب نے کہا۔

"محفوظ۔ اوہ کیا کوئی خاص بات ہے۔" دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہاں۔ میں چاہتا ہوں تمہیں ہماری دولت کمانے کا موقع مہیا کروں۔" جیکب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ تم واقعی اچھے دوست ہو۔ ایک منٹ۔ دوسری طرف سے اہتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ ہوسٹن کی زندگی کا مقصد ہی دولت کمانا ہے۔

"ہیلو۔ اب فون محفوظ ہے۔ کھل کر بات کرو۔" چند لمحوں

بعد ہوسٹن کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"میرے دوستوں کا ایک گروپ مارشل ایریا میں کام کرنا چاہتا ہے۔" جیکب نے کہا۔

"کیا کام ہے۔" دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"تم انہیں کسی بھی انداز میں مارشل ایریا میں ایڈجسٹ کراؤ۔ کسی بھی انداز میں۔ کام وہ خود کر لیں گے۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا۔" جیکب نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں جیکب۔ ایسا ان دنوں ممکن نہیں ہے کیونکہ وہاں ریڈ الرٹ ہو چکا ہے اور اب نہ وہاں کوئی ریڈ پاس کے بغیر داخل ہو

"وہی جو پہلے تھا۔ البتہ اب یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اب وہاں تنویر
ایکشن کرنا پڑے گا۔ تب ہی کام ہوگا۔" عمران نے کہا تو خاموش
بیٹھا ہوا تنویر بے اختیار چونک پڑا۔
"تم یہ مشن میرے ذمے لگا دو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔" تنویر
نے کہا۔

"پلاؤ کھائیں گے احباب والا نتیجہ نکلے گا اور کیا ہوگا۔" عمران
نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
"خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ تنویر ایکشن ہوگا اور خود ہی ایسی
فصول باتیں کر رہے ہو۔" جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے
ہوئے کہا تو تنویر کا بگڑا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔
"میں نے تنویر ایکشن کی بات کی ہے مجھ تنویر کی بات نہیں کی۔
مجھے اپنا رقیب ویسے بھی بے حد عزیز ہے۔" عمران نے کہا تو اس
بار سب کے ساتھ جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

ساتنے افراد کیسے جاسکتے ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوکے۔ شکریہ۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"جہارا شکریہ جیکب۔ اب ہم خود ہی کوئی راستہ نکال لیں
گے۔" عمران نے رسیور رکھتے ہوئے جیکب سے کہا۔
"اب مجھے اجازت۔" جیکب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

"ہاں۔ تم جاسکتے ہو۔" عمران نے کہا تو جیکب اٹھا اور سلام
کر کے واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ صفدر بھی اس
کے ساتھ ہی اٹھ گیا تاکہ بیرونی پچانگ بند کر سکے۔
"اس کا مطلب ہے کہ ٹار سن کو معلوم ہو چکا ہے کہ اس کی سکیم
ناکام رہی ہے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن کیسے اسے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس کے مطابق تو ہم
فارمولے کی کاپی لے کر واپس پاکیشیا جا چکے ہیں۔" جولیا نے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ اسے ہمارے یہاں آسٹروم میں ڈراپ ہونے
اور پھر ہوٹل سے غائب ہونے پر شک پڑا ہے۔ وہ پچھنسی کا چیف
ہے اس لئے وہ فوراً اس نتیجے پر پہنچ گیا ہوگا کہ ہمیں اس کی گیم کے
بارے میں شک پڑ گیا ہے اور اب یقیناً اس نے ڈیگوشیا میں بھی رہنے
الرت کرادیا ہوگا۔" عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے
دیسے۔ تموزی در بعد صفدر واپس آگیا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔" صفدر نے کہا۔

بچلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور راسن نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"آسٹروم سے ہارڈی کی کال ہے باس..... دوسری طرف سے
اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات..... راسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہارڈی بول رہا ہوں آسٹروم سے..... ایک مردانہ آواز سنائی
دی۔

"ہیں۔ راسن اینڈنگ ہو۔ کیا رپورٹ ہے..... راسن نے کہا
تو ڈیزنی چونک کر سیدھی ہو گئی۔

"ایشیائی ایجنٹ ایکریمیا روانہ ہو گئے ہیں..... ہارڈی نے کہا۔
"پوری تفصیل بتاؤ ہارڈی۔ یہ ضروری ہے۔ تم نے انہیں کیسے

ٹریس کیا۔ وہ کب گئے، کس طریقے سے گئے اور کس میک اپ میں
ہیں اور انہوں نے اپنے نئے نام کیا رکھے ہیں..... راسن نے کہا۔

"میں آپ کو تفصیلی رپورٹ فیکس کرنا چاہتا تھا اس لئے میں نے
صرف نتیجہ بتایا تھا۔ بہر حال اگر آپ فون پر ہی رپورٹ سننا چاہتے

ہیں تو میں بتا دیتا ہوں۔ ہم نے آسٹروم میں ان کی تلاش شروع کی تو
ہمیں اطلاع مل گئی کہ چار مردوں اور دو عورتوں کے گروپ نے جو

ایکریمین ہیں ایک رہائشی کالونی میں کوٹھی ایک مقامی پراپرٹی ڈیلر
سے حاصل کی ہے۔ چنانچہ ہم نے اس کوٹھی کی نگہانی کی اور ساکس

راسن اپنے آفس میں موجود تھا۔ ڈیزنی بھی اس کے ساتھ ہی
بیٹھی ہوئی تھی۔ شادی کے بعد وہ دونوں اکٹھے ہی کام کرتے تھے۔ وہ
دونوں عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بیٹھے بات چیت
کر رہے تھے۔

"کیا تمہیں یقین ہے راسن کہ ہارڈی گروپ عمران اور اس کے
ساتھیوں کو آسٹروم میں تلاش کر لے گا..... ڈیزنی نے کہا۔

"ہاں۔ ہارڈی گروپ ایسے کاموں کا ماہر ہے۔ تم بے فکر رہو۔"
راسن نے جواب دیا۔

"لیکن اگر وہ آسٹروم سے باہر جا چکے ہوں تو پھر..... ڈیزنی نے
کہا۔

"ایسی صورت میں یہ گروپ ہمیں اس کی پوری تفصیل مہیا کر
دے گا۔ اس کا کام ہی یہی ہے..... راسن نے کہا اور پھر اس سے

کی مدد سے کوٹھی میں ہونے والی بات چیت سنی تو اندر موجود افراد کسی ایسی زبان میں بات چیت کر رہے تھے۔ اس لئے ہم اس کی بات چیت تو نہ سمجھ سکے لیکن بہر حال یہ بات کنفرم ہو گئی کہ یہی ہمارا مطلوبہ گروپ ہے۔ پھر ان سے ملنے ایک مقامی آدمی بھی آیا۔ اس مقامی آدمی نے وہاں سے الیکریمیا میں بیکٹرم کلب کے مالک ہوسٹن کو کال کیا۔ چونکہ وہ مقامی زبان میں بات کر رہا تھا اس لئے یہ بات چیت ہم سمجھ گئے۔ اس بات چیت میں اس مقامی آدمی نے جس کا نام جیکب تھا ہوسٹن سے کہا کہ اس کے دوستوں کا ایک گروپ مارشل ایریا میں ایڈجسٹ ہونا چاہتا ہے لیکن ہوسٹن نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہاں ریڈ الرٹ ہو چکا ہے اس لئے وہ کسی صورت بھی ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد وہ مقامی آدمی واپس چلا گیا۔ ہم نگرانی کرتے رہے۔ پھر اس گروپ نے ایئر پورٹ سے ولنگٹن کے لئے بٹنگ کرائی اور ابھی دس منٹ قبل فلائٹ آسٹروم سے ولنگٹن کے لئے روانہ ہوئی ہے۔..... ہارڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ان کے حلیئے کیا ہیں؟..... راسن نے پوچھا تو دوسری طرف سے ہارڈی نے حلیوں کی تفصیل بتادی۔

”بٹنگ کن ناموں سے کرائی گئی ہے۔..... راسن نے پوچھا۔

”وہ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے روانہ ہوئے ہیں اور یہ طیارہ مائیکل کے نام سے بک کرایا گیا ہے۔..... ہارڈی نے جواب دیا۔

”طیارے کی کیا تفصیلات ہیں؟..... راسن نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتادی گئی۔

”اوکے۔ شکر یہ۔..... راسن نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

”دیکھا تم نے یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں؟..... راسن نے کہا تو ڈیزی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب جہاز کیا پروگرام ہے۔ کیا انہیں ایئر پورٹ پر نشانہ بنایا جائے؟..... ڈیزی نے کہا۔

”ارے نہیں۔ یہ شاطر لوگ ہیں۔ اگر انہیں احساس بھی ہو گیا کہ ہمیں ان کے بارے میں علم ہو چکا ہے تو یہ غائب ہو جائیں گے اور بہر حال ایئر پورٹ سے اترتے ہی سیدھے مارشل ایریئے تو نہیں پہنچ جائیں گے۔ پہلے کسی جگہ رہائش رکھیں گے۔ کاروں یا جیپوں اور اسلحے کا بندوبست کریں گے پھر مارشل ایریا میں جا کر اس کا جائزہ لیں گے اور اس کے بعد کارروائی کریں گے۔ چونکہ انہیں یہ احساس تک نہیں ہو گا کہ انہیں مارک کر لیا گیا ہے اس لئے یہ سب کام اطمینان سے کریں گے۔ ہمارے آدمی لائنگ فیلڈ ساکس سے ان کی نگرانی کرتے رہیں گے۔ جب یہ کسی رہائش گاہ پر پہنچیں گے تو وہاں بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس فائر کی جائے گی اور اس کے بعد انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔..... راسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا ایک بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر ریسور اٹھا کر اس نے تیزی

سے نمبر پر یس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ مارکر بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راسن بول رہا ہوں"..... راسن نے تھکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"چار مردوں اور دو عورتوں کا ایک گروپ آسٹروم سے چارٹرڈ

طیارے کے ذریعے ولنگٹن پہنچ رہا ہے۔ ان کے چلیئے اور فلائٹ کی

تفصیلات نوٹ کر لو"..... راسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے ہارڈی کے بتائے ہوئے چلیئے اور فلائٹ کی تفصیلات بتا دیں۔

"یس باس۔ میں نے تفصیلات نوٹ کر لی ہیں"..... مارکر نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور میک اپ میں ہیں۔ تم نے لانگ

فیلفڈ ساکس کی مدد سے ان کی نگرانی کرنی ہے تاکہ انہیں معمولی سا

شک بھی نہ پڑ سکے۔ جب یہ کسی رہائش گاہ پر پہنچ جائیں تو پھر تم نے

فوری طور پر کوٹھی کے اندر آراکس گیس فائر کرنی ہے اور اس کے

بعد تجھے اطلاع دینی ہے"..... راسن نے کہا۔

"لیکن باس اگر یہ کسی ہوٹل میں رہائش پذیر ہوئے تو"۔ مارکر

نے کہا۔

"جس کام کے لئے یہ آرہے ہیں اس کے لئے لازماً یہ کوئی رہائش

گاہ حاصل کریں گے لیکن خیال رکھنا تم نے آراکس گیس اس وقت

ختم کرنی ہے جب یہ گروپ اندر موجود ہو"..... راسن نے کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں تمہاری اطلاع کاشدت سے منتظر رہوں گا۔ ایک بار پھر کہہ

باہوں کہ پوری ہوشیاری سے کام لینا ہے۔ یہ لوگ انتہائی

خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ تمہاری معمولی سی غفلت بہت بھیانک

نتائج پیدا کر دے گی"..... راسن نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میں ہر لحاظ سے محتاط رہوں گا۔"

دوسری طرف سے کہا گیا تو راسن نے اوکے کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

"آسٹروم سے چارٹرڈ فلائٹ کس وقت ولنگٹن پہنچے گی"..... ڈیوی

نے کہا۔

"تقریباً دو گھنٹے بعد"..... راسن نے جواب دیا۔

"تم نے مارکر کو یہی کہہ دینا تھا کہ وہ انہیں بے ہوش کرنے کے

لئے اندر جا کر انہیں ہلاک کر دیتا"..... ڈیوی نے کہا۔

"نہیں۔ میں خود انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔"

گریڈٹ میں خود لینا چاہتا ہوں"..... راسن نے کہا۔

"لیکن یہ خیال رکھنا کہ تم نے انہیں ہوش میں نہیں لے آنا۔ یہ

بک جادو گر ہیں۔ ناممکن چو نیشن کو بھی تبدیل کر لیتے ہیں"۔ ڈیوی

نے کہا۔

"ڈیوی تم ابھی میری صلاحیتوں سے پوری طرح واقف نہیں ہو

اب تم نے یہ بات کر کے میری انا کو ٹھیس پہنچائی ہے اس لئے

"تھینک یو ڈیزی۔ بس یہ خیال رکھا کرو۔ میری انا کو ٹھیس نہ بچایا کرو۔ پھر بات میرے لئے ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔" راس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ خیال رکھوں گی۔" ڈیزی نے کہا اور پھر وہ دونوں شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔ شراب پینے کے ساتھ ساتھ وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اُٹھی تو راس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ہیں۔" راس نے کہا۔

"مارکر کی کال ہے جناب۔" دوسری طرف سے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات۔" راس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"ہیلو باس۔ میں مارکر بول رہا ہوں۔" مارکر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیں۔ کیا رپورٹ ہے۔" راس نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ یہ گروپ چارٹرڈ طیارے پر ولنکلن پہنچا۔ ہم پہلے سے ان کی نگرانی کے لئے تیار تھے۔ لاگ ریج ساکس کی مدد سے ہم نے ان کی نگرانی کی۔ یہ گروپ ایئر پورٹ سے ٹیکسیوں میں بیٹھ کر ہائر کالونی کی کوٹھی نمبر گیارہ میں

اب میں پہلے انہیں ہوش میں لاؤں گا اور انہیں آفر کروں گا کہ وہ اپنی صلاحیتیں استعمال کر کے دیکھ لیں اور جب یہ ناکام ہو جائیں گے تو پھر انہیں ہلاک کر دوں گا۔" راس نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی۔

"مجھے شادی کے بعد معلوم ہوا ہے کہ تم بے حد انا پرست واقع ہوئے ہو اور مجھے تمہاری صلاحیتوں کا بھی بخوبی علم ہے لیکن میں ایک بار پھر کہوں گی کہ تم انہیں ہوش میں لانے سے پہلے ہی ہلاک کر دینا۔ میں بیوہ نہیں ہونا چاہتی۔" ڈیزی نے کہا تو راس کا جھنجھٹاٹھ کی طرح سرخ ہو گیا۔

"اوکے۔ اب دیکھنا میں ان کا کیا حشر کرتا ہوں۔" راس نے اجنبی جگڑے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈیزی بے اختیار مسکرا دی۔

"ٹھیک ہے جو مناسب سمجھو کرو۔ میرا کام صرف تمہیں آگاہ کرنا تھا۔" ڈیزی نے کہا اور اٹھ کر ایک طرف موجود ریک کی طرف بڑھ گئی جس میں شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ اس نے شراب کی بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور انہیں لا کر میز پر رکھا اور دوبارہ کرسی بیٹھ گئی۔

"بس اب غصہ تھوک دو۔ میں نے تمہارے لئے خلوص سے ہمت کی تھی۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کوئی گوند پہنچے۔" ڈیزی نے گلاس میں شراب انڈیل کر راس کی طرف بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

ہیں۔ تم نے انہیں راڈز چیرز پر جکڑ دینا ہے اور پھر ان کے میک اپ واش کرنے ہیں لیکن خیال رکھنا انہیں ہوش میں نہیں آنا چاہیے جب میک اپ واش ہو جائیں تو مجھے اطلاع دینا۔۔۔۔۔ راسن نے کہا۔

”یس باس۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو راسن نے رسیور رکھ دیا۔

”میرا خیال ہے کہ چیف ٹارسن کو اطلاع دے دو۔۔۔۔۔ ڈیزی نے کہا۔

”ابھی نہیں۔ میں ان کی لاشیں اس کے سامنے لانا چاہتا ہوں ورنہ چیف ٹارسن خود انہیں ہلاک کرنے پر لبصد ہو جائے گا اور اس طرح ان کی ہلاکت کا کریڈٹ اسے مل جائے گا۔۔۔۔۔ راسن نے جواب دیا تو ڈیزی نے اشبات میں سر ملادیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد راڈز کی کال آگئی۔

”آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے باس۔۔۔۔۔ راڈز نے کہا۔ میک اپ صاف کئے ہیں ان کے۔۔۔۔۔ راسن نے پوچھا۔

”یس باس۔ ان میں سے ایک عورت سوس ٹیڈا ہے جبکہ باقی افراد ایشیائی ہیں۔۔۔۔۔ راڈز نے جواب دیا۔

”سوس ٹیڈا۔ وہ کہاں سے آگئی اس گروپ میں۔۔۔۔۔ راسن نے حیران ہو کر کہا۔

”کسی کی گرل فرینڈ ہو گی۔۔۔۔۔ ڈیزی نے کہا تو راسن نے

پہنچا۔ جیسے ہی ٹیکسیاں واپس گئیں ہم نے اندر آرا ایکس گیس فائر کر دی اور ہم نے اندر جا کر چپک کر لیا ہے اور یہ لوگ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ مار کرنے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”تم انہیں وہاں سے اٹھا کر سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دو۔ میں راڈز کو کہہ دیتا ہوں۔۔۔۔۔ راسن نے کہا۔

”یس باس۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو راسن نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھایا۔

”یس سر۔۔۔۔۔ پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”راڈز سے بات کراؤ۔۔۔۔۔ راسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ڈیزی خاموش یہ بھی شراب پینے میں مصروف تھی۔ اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راسن نے دوبارہ رسیور اٹھایا۔

”یس۔۔۔۔۔ راسن نے کہا۔

”راڈز لائن پر ہے جناب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

”کراؤ بات۔۔۔۔۔ راسن نے کہا۔

”ہیلو۔ راڈز بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”راڈز۔ مار کر چار مردوں اور دو عورتوں کے ایک گروپ کو سپیشل پوائنٹ پر لا رہا ہے۔ یہ لوگ آرا ایکس سے بے ہوش کئے گئے

اعبات میں سر ملادیا۔

"او کے راڈش۔ میں اور ڈیزی آرہے ہیں"..... راسن نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ ڈیزی۔ اب ان کی بے بسی اور موت کا متاثرہ دیکھیں۔" راسن نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈیزی نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ بھی اٹھ کر راسن کے پیچھے چل پڑی۔

عمران کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی میں روشنی کا ایک نقطہ نمودار ہوا اور پھر یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کا شعور جاگ اٹھا۔ اس کی آنکھیں کھلیں تو اس کے ساتھ ہی اسے اپنے پورے جسم میں درد کی انتہائی تیز لہریں سی دوڑتی محسوس ہوئیں۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس لاشعوری کوشش نے اس کے ذہن کو مزید الجھن دیا اور اب اسے اپنے آپ کا دور ماحول کا صحیح ادراک ہونے لگا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک کمرے میں دیوار کے ساتھ لگی ہوئی سفید رنگ کی فولادی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کے گرد راڈز بھی ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسی کی مدد سے بھی بندھا گیا ہے۔ دوسری کرسیوں پر اس کے ساتھی بھی اسی حالت میں بٹھو تھے اور ایک آدمی سب سے آخر میں موجود صالہ کے بازو میں

انجشن لگانے میں مصروف تھا۔ اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ ویسے وہ قوی، ہیکل، جسامت کا مالک تھا۔ اس نے جینز کی پینٹ اور سرخ رنگ کی ڈھیلی ڈھالی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اسی لمحے وہ آدمی مڑا تو عمران اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ اس آدمی کا ناک پچکا ہوا تھا اور چہرے پر مندل زخموں کے اتنے نشانات تھے کہ جیسے کسی نے اس کے چہرے پر تجریدی آرٹ کی مشق کی ہو۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ تنگ پیشانی اور آگے کو نکلی ہوئی ہتھوڑے منٹھوڑی اور بھاری جبڑوں کو دیکھ کر عمران کچھ گیا کہ یہ انسانوں کی اس قبیل سے تعلق رکھتا ہے جو رحم، مروت اور ہمدردی جیسی صفات سے بے عاری ہوتے ہیں اور جن کی فطرت میں سفاکی اور بے رحمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔

”جہار! نام بچر ہے“..... عمران نے کہا تو دروازے کی طرف جاتا ہوا وہ آدمی ٹیگٹ چونک کر عمران کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر سرخی کی تیز ہر کسی شیلے کی طرح بھڑکی لیکن دوسرے لمحے وہ نارمل ہو گیا۔

”میرا نام راؤش ہے لیکن جہارے لئے میں بچر ہی ثابت ہوں گا“..... اس آدمی نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہار! آقا کون ہے“..... عمران نے کہا تو راؤش ایک بار پھر چونک پڑا۔

”آقا۔ کیا مطلب“..... راؤش نے کہا۔

”تم شاید اسے باس کہتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”راسن باس ہے اور وہ ابھی آ رہا ہے“..... راؤش نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھیوں کو بھی ہوش آنا شروع ہو گیا۔ راسن کا نام سن کر عمران کو حیرت ہوئی تھی لیکن بہر حال اس نے سب سے پہلے تو اپنی انگلیوں کے ناخنوں میں موجود بلیڈوں کو مخصوص انداز میں باہر نکالا اور پھر ان کی مدد سے اس نے رسیوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے راؤش پر بھی توجہ دی اور پھر ایک ہی نظر میں اسے معلوم ہو گیا کہ کرسیوں کے یہ راؤز میکیزم کی مدد سے آپریٹ ہوتے ہیں کیونکہ سامنے دروازے کے ساتھ ہی سوچ بورڈ پر مخصوص ساخت کے اتنے بن ایک قطار میں موجود تھے جتنی تعداد میں کرسیاں تھیں۔ رسیاں کاٹنے کے ساتھ ساتھ عمران نے اپنے بوٹ کی نو سے کرسی کے دونوں پایوں کے ساتھ اس میکیزم کی تار کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر جیسے ہی رسیاں اس حد تک کٹ گئیں کہ اب صرف ایک جھکے سے وہ کھل کر نیچے گر سکتی تھیں تو عمران نے اب اپنی پوری توجہ میکیزم کی آپریشننگ تار کی طرف کر دی۔ اس کے ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آگئے تھے لیکن عمران ابھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوا تھا اور پھر چند لمحوں بعد جب اس کے بوٹ کی نو نے نہ صرف تار کو چیک کر لیا بلکہ اس نے اسے اس حد تک ایڈجسٹ بھی کر لیا کہ عمران جب

چاہے پیر کی ایک حرکت سے اس تار کو توڑ دے گا تو عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے۔

”یہ اس قدر بزدل کون ہے کہ رازد کے ساتھ ساتھ رسیاں بھی باندھ دی ہیں.....“ جو لیا نے کہا۔ وہ سب سے آخر میں بیٹھی صالحہ کے ساتھ والی کرسی پر موجود تھی۔

”راس کا نام بتایا گیا ہے۔ ویسے شکر کرو کہ اس نے بے ہوشی کے عالم میں ہمیں گولیوں سے نہیں اڑا دیا.....“ عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ ہماری باقاعدہ نگرانی ہو رہی تھی اور ہمیں جہاں پہنچنے ہی چھاپ لیا گیا.....“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ گستاخے انہوں نے آسٹور میں ہی چبک کر لیا تھا لیکن انہوں نے وہاں ہم پر ہاتھ نہیں ڈالا کہ شاید ہم واپس چلے جائیں لیکن جیسے ہی ہم نے اکیرمیا کا رخ کیا انہوں نے ہم پر ہاتھ ڈال دیا۔“

عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی

لکڑے کا دروازہ کھلا اور راس اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ڈیزی تھی اور سب سے آخر میں رازش تھا جس نے ہاتھ میں ایک خاردار کوڑا

پکڑا ہوا تھا۔ رازش دروازے کے قریب رک گیا جبکہ راس اور ڈیزی دونوں عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں پر

بیٹھ گئے۔

”واقعی چاند سورج کی جوڑی ہے۔ پاکیشیا کا چکر لگنے کا یہ فائدہ تو تمہیں ہو ہی گیا کہ تم دونوں نے شادی کر لی.....“ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے افسوس ہے عمران کہ تم نے اکیرمیا کے خلاف ایسا مشن

لے لیا جس میں ہم دونوں ملوث تھے اور جنہیں محظوم ہے کہ ہم اپنے ملک کے مقابلے میں کسی رشتے اور تعلقات کی پروا نہیں کرتے۔“

ڈیزی نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہی اصول میرا بھی ہے۔ ویسے بھی تم دونوں نے پاکیشیا کے ایک سائنس دان کو ہلاک کیا ہے اور اس کی لیبارٹری تباہ کی ہے

اس لئے تم دونوں پاکیشیا کے مجرم ہو اور پاکیشیائی اپنے مجرموں کو معاف کرنے کے قائل ہی نہیں ہیں۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ

میرا خیال تمہاری بجائے مشن کی طرف تھا ورنہ شاید میں اپنے ساتھیوں سمیت جریرہ ہوائی پہنچ جاتا اور اب تمہاری بد قسمتی ہے کہ

تم دونوں ازخود راستے میں آگئے ہو.....“ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہیں اس لئے ہوش دلایا ہے کہ تم اپنی پوری کوشش کر لو تاکہ تمہارے دل میں مرنے سے پہلے کوئی حسرت باقی

نہ رہے ورنہ تو میں تمہیں بے ہوشی کے دوران ہی ختم کر سکتا تھا۔ لیکن اب تم نے یہ بات کر کے اپنی موت پر خود ہی مہر لگا دی ہے

اس لئے اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ.....“ راس نے انتہائی مشتعل لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی

جیب سے مشین پستل باہر نکال لیا۔

کوشش سے بال بال بچا تھا جبکہ عمران کی قلابازی کھا کر دونوں ناگوں کی ضرب پوری فوت سے راڈش کے سینے پر پڑی اور راڈش جھٹکا ہوا ایک جھٹکے سے عقبی دیوار سے جا نکلایا۔ اس کے ساتھ ہی شراب کی تیز آواز کے ساتھ ہی ڈیزی جھنجھٹی ہوئی اچھل کر ایک طرف جا گری۔ وہ اپنی جیکٹ کی جیب سے مشین پستل نکال چکی تھی اور پھر کمرہ کوڑے کی شراب شراب کی تیز آوازوں اور راسن، ڈیزی اور راڈش تینوں کی جینوں سے گونج اٹھا۔ عمران انہیں ایک لمحے کے لئے بھی متنبھلنے کا موقع نہ دے رہا تھا اور چند ہی ضربوں کے بعد وہ تینوں بے ہوش ہو کر ساکت ہو چکے تھے۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی اور پمپرتی سے ہوا تھا کہ عمران کے ساتھ صرف پلکین ہی جھپکتے رہ گئے تھے۔ ان تینوں کے ساکت ہوتے ہی عمران نے کوڑا ایک طرف پھینکا اور تیزی سے سوچے بورڈ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے یکے بعد دیگرے بن بن پر پس کئے تو اس کے ساتھیوں کے جسموں کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے لیکن ابھی رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ عمران بن بن پر پس کر کے مڑا ہی تھی کہ پلھت جس طرح بند سرنگ کھلتا ہے اس طرح راڈش کا جسم حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے وہ کسی اڑنے والے سانپ کی طرح اچھل کر مڑتے ہوئے عمران سے نکلایا اور عمران کا جسم سر ایک زور دار جھٹکے سے عقبی دیوار سے نکلایا اور عمران کا جسم ریت کے خالی ہوتے ہوئے تھیلے کی طرح اکٹھا ہو کر نیچے فرش پر جا گرا۔ راڈش نے حملہ کرنے کے بعد ایک بار پھر اہتانی پمپرتی سے

”صرف ایک منٹ رک جاؤ اور میری بات سن لو“..... عمران نے کہا۔

”میں تمہاری کوئی بات نہیں سننا چاتا یہ بھی سن لو کہ میں پہلے تمہاری ساتھی عورتوں کو ہلاک کروں گا اور پھر تمہارے ساتھی مردوں کو اور آخر میں تمہارا منہ آنے کا تاکہ تم اپنے ساتھیوں کی موت کا متاثرہ اچھی طرح دیکھ سکو“..... راسن نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پستل کا رخ سب سے آخر میں بیٹھی ہوئی صالحہ کی طرف کیا ہی تھا کہ پلھت کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی عمران کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے۔ راسن کھٹاک کی آواز سن کر بجلی کی سی تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران کسی شکاری پرندے کی طرح اڑتا ہوا اس سے نکلایا اور راسن جھٹکا ہوا اچھل کر کرسی پر گرا اور پھر کرسی سمیت نیچے جا گرا تھا جبکہ عمران نے اس کے نیچے گرتے ہی اہتانی پمپرتی سے قلابازی کھائی اور اس کی لات ساتھ والی کرسی کے سلسلے حیرت سے بت بنی کھڑی ڈیزی کی ٹھوڑی پر پڑی اور وہ بھی بری طرح جھنجھٹی ہوئی کرسی پر گر کر اور پھر کرسی سمیت جھنجھٹی ہوئی ایک دھماکے سے نیچے جا گری جبکہ عمران قلابازی کھا کر سیدھا دروازے کے قریب کھڑے راڈش کے سلسلے جا کر سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے راڈش کے ہاتھ میں موجود کوڑا کھینچ کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے غوطہ لگایا۔ اس بار وہ راسن کی اپنی قلابازی کھا کر ضرب لگانے کی

نے یلکت ہڈیانی انداز میں جھپٹے ہوئے کہا۔

”ابھی تم بچے ہو رادش۔ تمہارے لئے یہ غنیمت ہے کہ تم مجھے کوڑے کی ضرب لگانے میں کامیاب ہو گئے ہو اس لئے کہ میرا سر دیوار سے ٹکرایا تھا اور دماغ پر بوجھ پڑ گیا تھا۔“ عمران نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا رادش نے یلکت عمران پر چھلانگ لگادی۔ اس نے انتہائی ماہرانہ انداز میں اپنے جسم کو دائیں ہاتھ سکیڑ کر چھلانگ لگائی تھی لیکن دوران چھلانگ اس کا جسم انتہائی ماہرانہ انداز میں بائیں طرف کو گھوم گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ عمران اس کے جسم کے زوایے کو دیکھ کر نفسیاتی طور پر بائیں طرف کو غوطہ مارے گا اس طرح وہ اسے بھرپور ضرب لگانے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن عمران غوطہ مارنے کی بجائے ساکت و جامد اپنی جگہ پر کھڑا رہا اور پھر جیسے ہی رادش کا جسم بائیں طرف کو گھوما عمران کا جسم کسی لٹو کی طرح گھوما اور رادش کا جسم ہوا میں رول ہوتا ہوا پوری قوت سے سائیڈ دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گرا۔ عمران نے دونوں ہاتھوں سے اس کے فضا میں اٹھے ہوئے جسم کو اس انداز میں ضرب لگائی تھی کہ رادش کا جسم گھومتا ہوا دیوار کے جا ٹکرایا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ رادش نیچے فرش پر گر کر اٹھتا عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر جھکا اور دوسرے لہجے رادش کا دیو ہیکل جسم ہوا میں اٹھتا ہوا اس طرح گھوما جیسے پتھر کو ٹھکرا کر سمندر میں پھینکا جاتا ہے اور اس بار کمرہ رادش کے حلق سے

گلابازی کھائی اور سیدھا ہوتے ہی وہ تیزی سے ایک طرف پڑے ہوئے پسینے اس خاردار کوڑے کی طرف مچھپا اور پھر کوڑا اٹھا کر وہ جیسے ہی مڑا عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ پسینے سر کو اس انداز میں جھٹک رہا تھا جیسے اس کے سر پر منوں کے حساب سے بوجھ پڑا ہوا ہو اور وہ اسے اتارنا چاہتا ہو۔ رادش نے کوڑا اٹھا کر مڑتے ہی پوری قوت سے کوڑا گھمایا اور کوڑا پوری قوت سے عمران کے جسم سے ٹکرایا اور عمران اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ خاردار کوڑے نے عمران کا لباس پھاڑ دیا تھا۔ رادش نے انتہائی پھرتی سے دوسری بار کوڑا ہرایا لیکن اس بار عمران کا جسم بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں اس طرح اچھلا جیسے کوئی کھلاڑی بالی جب کے لئے اچھلتا ہے اور شائیں کی آواز کے ساتھ ہی کوڑا اس کے جسم کے نیچے سے گزرتا چلا گیا لیکن دوسرے لمحے جیسے ہی عمران کے پیر زمین پر لگے وہ توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح پوری قوت سے رادش کے جسم سے ٹکرایا اور رادش سمیت اچھل کر نیچے فرش پر جا گرا۔ پھر رادش اور عمران دونوں ہی بیک وقت اٹھے لیکن اس خوفناک ٹکراؤ سے رادش کے ہاتھ سے کوڑا نکل کر ایک طرف جا گرا تھا اور اب وہ دونوں خالی ہاتھ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ رادش کے جسم پر کوڑوں کی ضربات کے دو نشانات موجود تھے جبکہ عمران کے جسم پر کوڑے کی ایک ضرب کا نشان موجود تھا۔

”میں تمہیں پیس کر رکھ دوں گا۔ میرا نام رادش ہے۔“ رادش

نکلنے والی انتہائی ہولناک چیخ سے گونج اٹھا۔ رادش کا جسم فضا میں گھومتا ہوا انتہائی خوفناک دھماکے سے اس دیوار سے جا ٹکرایا تھا جس میں سوچ بورڈ لگا ہوا تھا۔ عمران نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے ایک زوردار جھٹکنے سے فضا میں اٹھایا اور گھما کر چھوڑ دیا تھا۔ اس بار رادش جھٹکا ہوا جب نیچے گرا تو اس کے جسم نے معمولی سی حرکت کی لیکن پھر ساکت ہو گیا۔ اس کا سر دو ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا تھا اور سر سے خون نکل کر فرش پر پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ عمران کے اس اچانک وار کی وجہ سے رادش اپنے سر کو دیوار سے پوری قوت سے ٹکرائے سے نہ بچا سکا تھا اور پھر ٹکراؤ اس قدر زوردار اور خوفناک تھا کہ رادش کے گتے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ عمران جھد لے کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ گیا جو خاموش بیٹھے یہ خوفناک لڑائی دیکھ رہے تھے۔

”یہ واقعی انتہائی پھر تھلا اور ماہر لڑاکا تھا۔“ صفدر نے کہا۔

”میرا سر دیوار میں اس انداز میں ٹکرایا تھا کہ چوٹ کی وجہ سے میں سنبھل نہ سکا تھا ورنہ شاید یہ کام بہت جلد ہو چکا ہوتا جو اب ہوا ہے۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے صفدر کے عقب میں آکر اس نے مخصوص انداز میں بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کا سرا جھنجھک کر کھول دیا۔

”تم باقی ساتھیوں کو رہا کر دو اور پھر ان دونوں کو کرسیوں پر بکڑ دو۔ میں باہر جا کر پھیک کرتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے

گتے بڑھ کر اس نے فرش کے کونے میں پڑا ہوا راس کا مشین پسٹل اٹھایا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازے کو کھولا اور باہر آگیا۔ یہ ایک رہائشی کوٹھی تھی جس کے چار خانے ہیں یہ سب کچھ ہوا تھا اور یہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ بہت گہرا جگہ میں دو کلاں موجود تھیں۔ عمران نے پوری کوٹھی گھوم لی لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ کوٹھی کے ایک کمرے میں باقاعدہ اسلحہ سناک کیا گیا تھا اور دوسرے کمرے میں لاشوں کو لٹکے میں تبدیل کرنے والی برقی بھی موجود تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ راس کا کوئی خفیہ پوائنٹ ہے جہاں صرف رادش رہتا تھا۔ عمران ہمیں تہہ خانے میں پہنچا تو اس کے سارے ساتھی رسیوں سے آزاد چلے گئے اور اس اور ڈیزی دونوں کو کرسیوں میں جکڑا جا چکا تھا۔ یہاں اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ البتہ تم لوگ باہر کا خیال رکھو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اچانک آجائے۔ صرف صالحہ اور جولیا یہاں ہیں گی۔“ عمران نے کہا تو سوائے جولیا اور صالحہ کے باقی سب بے سے باہر چلے گئے۔

”ڈیزی کو ہوش میں لے آؤ جولیا۔“ عمران نے جولیا سے کہا تو ایسا سر بلاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر اس نے ڈیزی کا ناک اور منہ ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ڈیزی کے جسم میں گتے کے تاثرات ابھرنے لگے تو وہ جھجھکے ہٹ گئی۔ اس کے پیچھے ہٹتے عمران کھڑا ہو گیا اور اس نے راس کی ناک اور منہ دونوں

جو ہاکی اور فٹ بال کھیلنے کے قابل ہو وہ ریٹائر کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو واحد کھیل گالف ہے جس میں ریٹائرز آدمی اپنی حسرت پوری کر سکتا ہے..... عمران نے کہا اور اس بار صالح بے اختیار مس پڑی۔

”بوڑھے گھوڑے کو گولی مار دی جاتی ہے۔ کچھ۔ اس لئے آئندہ کسی بات منہ سے نہ نکالنا..... جولیا نے عزتے ہوئے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا کے ساتھ پیشی ہوئی صالح نے

”ارے شاید اسی لئے کہا جاتا ہے کہ مرد اور گھوڑا دونوں بوڑھے نہیں ہوتے۔ شاید گولی کھانے سے ڈرتے ہوں گے..... عمران نے بے ساختہ جواب دیا اور اس بار جولیا اور صالح دونوں بے اختیار مس پڑیں۔

”تم۔ تم کیسے راڈز اور رسیوں سے آزاد ہو گئے..... اسی لمحے اس کی حیرت جبری آواز سنائی دی اور وہ تینوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ڈیزی اور راسن دونوں ہوش میں آچکے تھے۔ ڈیزی کا چہرہ سفید سے بگڑا ہوا تھا جبکہ راسن کے چہرے پر حیرت تھی۔

”مجھے یقین ہے کہ ڈیزی نے تمہیں دکھایا ہو گا کہ ہمیں ہوش لانے کی غلطی نہ کرنا لیکن جس طبیعت اور فطرت کے تم مالک ہو تم نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنالیا ہو گا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہاری بات درست ہے لیکن آفریہ کیسے ممکن ہو گیا کہ میکیزم

ہاتھوں سے بند کر دیا۔ پھر جب راسن کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے دونوں ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جولیا اور صالح پہلے ہی کرسیوں پر بیٹھ چکی تھیں۔

”تمہیں زیادہ چوٹ تو نہیں آئی۔ ویسے آج سے پہلے تو جہاری نے حالت کبھی نہ ہوئی تھی..... جولیا نے انتہائی پریشان سے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا کے ساتھ پیشی ہوئی صالح نے اختیار مسکرا دی۔

”آج جو کچھ ہوا ہے اس سے مجھے احساس ہونے لگ گیا ہے کہ میں اب بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں اس لئے اب مجھے ریٹائر ہو کر صرف گالف کھیلنا چاہیے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ یہ گالف کھیلنے کی بات آپ نے خصوصی طور پر کیوں کی ہے..... جولیا کے بولنے سے پہلے صالح نے کہا۔

”یہ کہا جاتا ہے کہ چور چوری سے چلا جائے حب بھی میرا پھیر سے نہیں جاتا۔ ہماری ساری عمر دوسروں سے لڑنے اور انہیں چونکانے میں گزر گئی ہے تو ریٹائر منٹ کے بعد میرا پھیری کے طور پر گیند کو ضرب لگانے سے تو نہیں رہا جاسکتا۔ اس مقصد کے لئے مجھے جیسا کھیل ہی کام دے سکتا ہے..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن گالف ہی کیوں۔ ہاکی اور فٹ بال میں بھی تو یہ کام ہوتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ گیند کو ضرب لگانے کا..... صالح نے کہا۔

آف کے بغیر راڈز غائب ہو جائیں اور رسیاں بھی کھل جائیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں۔ کیا تم جادو جانتے ہو؟..... راسن نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے سوچ بورد پر موجود مخصوص بین دیکھ کر ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ان کرسیوں کے راڈز میکیزم سے آپرٹ ہوتے ہیں لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جہاں اس قسم کا میکیزم استعمال کیا جائے وہاں فرش سے نکل کر میکیزم کو آپرٹ کرنے والی تار کرسی کے کسی پائے کے اندر لے جانی جاتی ہے۔ سہانچہ ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے میں نے اس تار کو ٹریس کیا اور پھر اپنے بوٹ کی نو اس انداز میں رکھی کہ ایک جھٹکے سے یہ تار توڑی جاسکے اور میکیزم کے خاتمے کا ساتھ ہی راڈز خود بخود غائب ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک رسیوں کا تعلق ہے تو میرے ناخنوں میں فولادی پلیٹ موجود ہیں۔ ان کی مدد سے رسیاں اس حد تک کاٹ دی گئی تھیں کہ ایک زور دار جھٹکے سے ٹوٹ جائیں اور اس کام کی مہلت جہارے راڈز نے ہمیں ہوش میں لانے اور جہاری آمد کے درمیان وقفے سے مجھے آسانی سے مل گئی تھی۔“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو راسن نے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم واقعی انتہائی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔ آج تک میں نے جہارے بارے میں صرف سنا تھا لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میں اسے صرف پراپیگنڈہ ہی سمجھتا تھا لیکن آج مجھے احساس ہوا ہے

تم واقعی ویسے ہی ہو جیسا کہ جہارے بارے میں بتایا جاتا ہے۔“ راسن نے کہا۔

”اس تعریف کا شکریہ راسن۔ لیکن میں نے تمہیں اس لئے نہیں کرسی کے راڈز میں جکڑا اور ہوش میں لے آیا کہ مجھے جہاری طرف سے تعریف کی ضرورت تھی۔ میں چاہتا تو راڈز کی طرح تم دونوں کا بھی خاتمہ کر دیتا۔“..... عمران نے کہا تو راسن اور ڈیری دونوں اس انداز میں چونک پڑے جیسے انہیں پہلی بار راڈز کی موت کا علم ہوا ہو۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا راڈز ہلاک ہو چکا ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔“..... راسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”راڈز بے حد پھرتیلا، تیز اور طاقتور لڑاکا تھا لیکن پھرتی، تیزی اور طاقت اور چیز ہوتی ہے اور مارشل آرٹ میں مہارت اور چیز ہوتی ہے اس لئے یہ اپنا سر دو ٹکڑوں میں تقسیم کر بیٹھا۔ بہر حال اب تم دونوں مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے ہمارا سراخ کیسے لگایا اور ہم یہاں تک کیسے پہنچے تاکہ مذاکرات کو کسی حتمی نتیجے پر پہنچایا جاسکے۔“..... عمران نے کہا۔

”عمران۔ پلیز ہمیں معاف کر دو۔ ہم جہاری منت کرتے ہیں۔“ ڈیری نے یقیناً انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس بات کا فیصلہ بعد میں ہو گا۔ ویسے تمہیں معلوم تو ہے کہ مجھے خواہ مخواہ کی قتل و غارت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ راڈز کو

بھی شاید میں ہلاک نہ کرتا لیکن اس نے خود ہی مجھ پر حملہ کرنے کی حماقت کر ڈالی۔ اگر تم لوگ مکمل تعاون کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ جہارے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے ورنہ دوسری صورت میں تم جانتے ہو کہ تم نے بہر حال ہمارے ملک کے سائیس دان کو ہلاک کیا ہے۔" عمران نے انتہائی خشک اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جہاں تک سائیس دان کی ہلاکت کا تعلق ہے تو یہ کام ہم نے مشن کے دوران کیا ہے اور مشن کے دوران ہونے والے کام کی ذمہ داری مشن مکمل کرنے والوں پر نہیں ہوتی۔ تم نے بھی یقیناً اب تک لاکھوں نہیں تو سینکڑوں سائیس دانوں کو ہلاک کیا ہو گا۔ اگر اس انداز میں انتقام لیا جائے لگے تو شاید دنیا کا کوئی ایکبٹ زندہ نہ بچے۔" راسن نے کہا۔

"جہاری بات درست ہے کہ تم نے مشن کے سلسلے میں کام کیا لیکن یہ ذہن میں رکھنا کہ ہم بھی اس وقت مشن پر کام کر رہے ہیں کسی ذاتی انتقام کے سلسلے میں نہیں۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ ہم تم سے ہر ممکن تعاون کریں گے۔ پلیز۔" ڈیڑی نے ایک بار پھر انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے میرے سوال کا جواب دو۔" عمران نے کہا تو راسن نے اسے ہارڈی گروپ کی آسٹروم میں خدمات حاصل کرنے سے لے کر ان کے جہاں پہنچنے اور پھر اس کے ایکشن گروپ کے

انچارج مارکر کی طرف سے رپورٹ سے لے کر ان کی بہش مکمل تک لانگ فیلڈ ساکس سے ان کی مسلسل نگرانی اور پھر ٹرانس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر کے جہاں سپیشل پوائنٹ تک لے آئے کی پوری رویت اور تفصیل سے بتا دی۔

"تم نے ٹرانس کو ہمارے بارے میں کیا بتایا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"میں نے باس کو کچھ نہیں بتایا اور نہ ہی باس کو اس ساری تفصیل کا علم ہے۔ میرا خیال تھا کہ جہاری ہلاکت کے بعد میں انہیں کال کروں گا۔" راسن نے جواب دیا۔

"مارکر کے کہنے ساتھی ہیں اور ان کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔" عمران نے کہا۔

"وہ میرے سیکشن کا مین گروپ ہے۔ ویسے ہم اسے ایکشن گروپ کہتے ہیں۔ سوزی لینڈ نامی کالونی میں اس کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اٹھارہ آدمی اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔" راسن نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر کیا ہے۔" عمران نے پوچھا تو راسن نے فون نمبر بتا دیا۔

"تم جا کر اوپر سے فون پیس لے آؤ۔ جہاں فون کا کنکشن موجود ہے۔" عمران نے جو لیا سے کہا۔

"میں لے آتی ہوں۔" صالحہ نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر پوری دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"مارشل ایریا کے انچارج جنرل فرینک سے تمہارے تعلقات کیسے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"جنرل فرینک۔ وہ کون ہے۔ میں تو اسے نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے کبھی فوج کے ساتھ کوئی تعلق رکھا ہے"..... راسن نے چونک کر کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"تمہارے چیف ٹارسن کے تو ہوں گے"..... عمران نے کہا۔
"ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بہر حال چیف ہے"..... راسن نے جواب دیا۔ اسی لمحے صالحہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس موجود تھا۔

"یہ وسیع ریج میں کام کرنے والا فون ہے اس لئے مین فون پیس یہاں لانے کی ضرورت نہیں ہے"..... صالحہ نے کارڈلیس فون پیس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور فون پیس لے کر اس نے ساتھ والی چٹائی پر رکھ دیا۔

"ٹارسن کا براہ راست فون نمبر کیا ہے"..... عمران نے راسن سے پوچھا۔

"سوری۔ یہ میں نہیں بتا سکتا"..... راسن نے کہا تو عمران سمیت جو لیا اور صالحہ بھی بے اختیار چونک پڑیں حتیٰ کہ ڈیزی کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔
"کیوں"..... عمران نے کہا۔

"اس لئے کہ یہ پہنچی سے غداری ہے اور میں غداری نہیں کر سکتا"..... راسن نے جواب دیا۔

"صفدر کو بلاؤ"..... عمران نے صالحہ سے کہا تو صالحہ ایک بار پھر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
"تم ٹارسن کو کیا کہنا چاہتے ہو"..... ڈیزی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"میں اسے یہاں بلانا چاہتا ہوں"..... عمران نے کہا۔
"اوہ نہیں۔ وہ انتہائی دبی آدمی ہے۔ وہ کسی صورت بھی یہاں نہیں آئے گا"..... ڈیزی نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے راسن۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ تم میکینزم کی جس تار کو اب تک انتہائی بے چینی سے تلاش کر رہے ہو وہ تمہیں نہیں مل سکے گی اس لئے کہ تم نے کبھی اس میکینزم اور اس سسٹم پر غور ہی نہیں کیا ہو گا جبکہ ہمیں چونکہ ہر مشن میں ایسی کرسیوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اس لئے ہم نے نہ صرف اس سسٹم بلکہ ایسے بے شمار سسٹمز پر باقاعدہ ریسرچ کی ہوئی ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو کچھ نہیں کیا"..... راسن نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا دایاں پیر مسلسل کرسی کے پایوں کے ساتھ حرکت کر رہا ہے۔ چونکہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ میں

لجے میں کہا۔

”کیس۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو تم نے اس وقت کل کیا ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیس باس۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگایا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ کیسے۔ تفصیل بتاؤ۔“ نارسن نے چونک کر کہا۔

”میں نے آسٹروم میں ہارڈی گروپ کو ہار کیا ہے۔ انہوں نے اس کا سراغ لگایا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”وہ کیسے۔ اتنے بڑے شہر میں انہوں نے کیسے سراغ لگایا۔“ نارسن نے کہا تو عمران نے راسن کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

”دیری گڈ۔ پھر۔“ نارسن نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

”اس نے اطلاع دی ہے کہ یہ لوگ چارٹرڈ طیارے سے ولنگٹن پہنچ چکے ہیں جس پر میں نے مارکر کے ڈسے لگایا کہ وہ ان کو تلاش کرے کیونکہ وہ جن حلیوں میں یہاں پہنچے ہیں اس کی تفصیل ہارڈی نے بتا دی تھی اور مارکر نے رپورٹ دی ہے کہ یہ گروپ مارشل ایریے کے قریب واقع ایک ہوٹل میں موجود ہے اور سب سے حریت انگیز بات جو بتائی گئی ہے وہ یہ کہ مارشل ایریے کا چیف جنرل فرینک ان سے ملنے آیا ہے اور وہ کافی دیر ان کے کمرے میں رہا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جنرل فرینک۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ اس کا مطلب

نے کس طرح تار توڑ کر میکینزم کو آف کیا تھا اس لئے تم بھی کوشش کر رہے ہو۔ ویسے کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن میں نے تمہیں اس لئے بتایا ہے کہ تم اسے کسی صورت بھی تلاش نہ کر سکو گے۔“ عمران نے کہا۔ اسی لمحے صالحہ واپس آئی تو اس کے پیچھے صفدر بھی اندر آگیا۔

”صفدر تم راسن کی کرسی کے عقب میں کھڑے ہو جاؤ اور اس کا منہ بند کر دو اور جو یا تم بھی کام ڈیزی کے ساتھ کرو۔“ عمران نے صفدر اور جو یا سے کہا تو جو یا سر ہلاتی ہوئی کرسی سے اٹھی اور ڈیزی کی کرسی کی طرف بڑھی جبکہ صفدر راسن کی طرف بڑھ گیا۔

”مگر۔ مگر کیوں۔ کیا مطلب۔“ ڈیزی اور راسن دونوں نے ہی انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”گھبراؤ مت۔ تمہارے منہ ہمیشہ کے لئے بند نہیں کئے جا رہے۔“ عمران نے کہا اور اسی لمحے صفدر اور جو یا نے عمران کی ہدایات پر عمل کر دیا تو عمران نے فون پیس اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر سیور اٹھالیا گیا۔

”نارسن بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے نارسن کی آواز سنائی دی۔

”راسن بول رہا ہوں باس۔“ عمران نے راسن کی آواز اور

کہا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی ایسا ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”ہاں۔ اب مجھے ڈیفنس سیکرٹری سے بات کرنا ہو گی لیکن ظاہر ہے جنرل فرینک نے انکار کر دینا ہے اس لئے تم مارکر سے کہو کہ وہ اس بارے میں کوئی حتمی ثبوت حاصل کرے لیکن فوراً۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جنرل فرینک اصل فارمولے کی کوئی کاپی عمران کو دے دے“..... نارسن نے کہا۔

”باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کیوں نہ ہلاک کر دیا جائے“..... عمران نے کہا۔

”ایسا تو ان کی واپسی کے وقت بھی ہو سکتا ہے لیکن اگر جنرل فرینک کے دل میں کھوٹ آچکا ہے تو پھر اس کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ اب ظاہر ہے عمران اور اس کے ساتھی اچانک ہو امیں تو غائب نہ ہو جائیں گے“..... نارسن نے کہا۔

”فھیک ہے باس۔ میں مارکر کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ ایسا حتمی ثبوت مہیا کرے جس کو ڈیفنس سیکرٹری صاحب بھی تسلیم کر لینے پر مجبور ہو جائیں“..... عمران نے کہا۔

”یہ کام جلد از جلد ہو جانا چاہئے“..... نارسن نے کہا۔

”یس باس“..... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے رسیور دکھے جانے پر عمران نے بھی بٹن آف کر دیا لیکن پھر اس نے فون آن کیا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے

ہے کہ جنرل فرینک لالچ میں آگیا ہے۔ پہلے بھی اس نے میرے پلان کے تحت بھاری رقم اس عمران سے وصول کی تھی اور جس کے بارے میں طے ہوا تھا کہ وہ اسے کسی فلاحی ادارہ کو دے گا لیکن مجھے حتمی اطلاع ملی ہے کہ اس نے یہ رقم خود رکھ لی اور اب بھی یقیناً وہ اس سے ساز باز کر رہا ہو گا۔ ویری ہیڈ۔ مجھے اس کی تصدیق کر کے ڈیفنس سیکرٹری سے بات کرنا پڑے گی“..... نارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیکن باس جنرل فرینک کیا کر سکتا ہے۔ وہ خود تو سنور سے فارمولا نہیں نکال سکتا جب تک کہ پرائم منسٹر صاحب کا دستخط شدہ کارڈ موجود نہ ہو اور وہ اس کے پاس موجود نہیں ہے۔ پھر وہ کیا کرے گا“..... عمران نے راسن کے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تمہیں اس کے بارے میں کیسے علم ہو گیا“..... نارسن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے خود ہی تو بتایا تھا باس“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ مجھے یاد نہیں رہا ہو گا۔ بہر حال بظاہر تو تمہاری بات فھیک ہے لیکن اگر جنرل فرینک چاہے تو بغیر ڈاکٹر ولیم سے کارڈ منگوائے بغیر بھی فارمولا سنور سے نکال سکتا ہے کیونکہ ایمرجنسی کی صورت میں ایسا انتظام کیا گیا ہے۔ اس کے لئے اسے صرف ڈیفنس سیکرٹری کی طرف سے اجازت کی ضرورت ہو گی اور ڈیفنس سیکرٹری سے وہ کسی بھی انداز میں اجازت حاصل کر سکتا ہے“..... نارسن نے

"ایک فون نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہ فون نمبر کس جگہ اور کس نام سے نصب ہے اور یہ سن لو کہ اسٹازڈیفنس سیکرٹ۔ اس لئے صرف اس بارے میں چھاری زبان خاموش رہنی چاہئے بلکہ تم نے پوری توجہ سے معلومات مہیا کرنی ہیں۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ییس سر۔ فون نمبر بتائیں سر۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران نے مارکر کا فون نمبر بتا دیا۔
 "ہولڈ کریں سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں سر۔" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ییس۔ کیا رپورٹ ہے۔" عمران نے کہا۔
 "سر۔ یہ نمبر سوڈی لینڈ کا لونگی کی کوٹھی نمبر پندرہ میں نصب ہے اور مارکر کرپٹی کے نام سے ہے۔" آپریشنر نے جواب دیا۔
 "کیا تم نے پوری تسلی کر لی ہے۔" عمران نے کہا۔
 "ییس سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"دوبارہ یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اسٹازڈیفنس سیکرٹ۔" عمران نے کہا۔

"نو سر۔ میں سمجھتی ہوں سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اس کے کہہ کر فون آف کیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی

ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا کیونکہ پہلے فون آف کرنے سے وہ پھر پہلی پوزیشن میں آ گیا تھا۔

"مارکر بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راسن بول رہا ہوں۔" عمران نے راسن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"ییس باس۔" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
 "جہار اپورا اگر روپ جہارے ہیڈ کو آرٹریس موجود ہے یا نہیں۔" عمران نے راسن کے لہجے میں کہا۔

"ییس باس۔ تمام گروپ موجود ہے۔ حکم فرمائیں۔" مارکر نے کہا۔

"تم دیس رہو۔ میں خود آ رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے اسے دوبارہ آن کر دیا اور پھر اس نے انکو آری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"ییس انکو آری پلیز۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس آفس سے بول رہا ہوں۔ پی اے نو ڈیفنس سیکرٹری۔" عمران نے لہجے کو تھکما دینا چاہتے ہوئے کہا۔

"ییس سر۔ حکم سر۔" دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

اور میگزین بھی موجود ہیں۔ تم نے سوزی لینڈ کالونی کی کوٹھی میں بندہ میں جانا ہے۔ وہاں راسن کالیکشن گروپ موجود ہے۔ باہر سے چلے اندر گیس فائر کرنا اور پھر اندر جا کر ان سب کا خاتمہ کر دو۔ عمران نے صفدر سے کہا۔

دی۔

”یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے؟“ عمران نے راسن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”مارکر بول رہا ہوں“ دوسری طرف سے مارکر کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے؟“ عمران نے راسن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ آپ نے پہلے تو کبھی ایسا آرڈر نہیں دیا تھا“ دوسری طرف سے مارکر نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ میں نے کیا آرڈر دیا ہے۔ سمجھے۔ تفصیلی بات دہیں ہوگی“ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

”یس۔ نصیب ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رابطہ ختم کر کے فون پیس سائیڈ پیانی پر رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ مارکر نے صرف کنفرمیشن کے لئے ایسا کیا ہے اور اب چونکہ کنفرمیشن ہو گئی ہے اس لئے اب وہ مطمئن رہے گا۔

”ہاتھ ہٹا دو“ عمران نے کہا تو صفدر اور جولیا دونوں نے راسن اور ڈیزی کے منہ سے ہاتھ ہٹائے اور پھر کرسیوں کے پیچھے سے نکل کر وہ عمران کی طرف آگئے۔ راسن اور ڈیزی دونوں لمبے لمبے سانس لے رہے تھے۔

صفدر تم دو ساتھیوں سمیت کار لے کر جاؤ یہاں ایک کمرے میں اسلحہ بھی موجود ہے اور بے ہوش کر دینے والی گیس کے پستے

”جو فیصلہ تم بنے ہمارے بارے میں کیا تھا۔ ویسے میں تمہیں سن منٹ دے رہا ہوں تاکہ تم اگر چاہو تو دس منٹ کے اندر خود ان کرسیوں سے نجات حاصل کر لو ورنہ دس منٹ بعد تم دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا“ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”پلیز عمران۔ پلیز“ ڈیزی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”سوری ڈیزی۔ اب تم راسن کی بیوی ہو اس لئے اب میرے

پاس جہاز لے لئے کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ اس سے پہلے تم اپنے مرحوم شوہر کے ساتھ وابستہ تھیں جس کے ساتھ میرے گہرے تعلقات تھے لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اس کے باوجود میں تمہیں دس منٹ دے رہا ہوں۔ آؤ جو لیا اور صالحہ..... عمران نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”یہ دس منٹ کس خوشی میں تم نے دیئے ہیں۔ یہ لوگ تو ہمیں ایک لمحہ بھی دینے پر تیار نہیں تھے.....“ جو لیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا تو عمران نے کوئی جواب نہ دیا لیکن ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ جو لیا کے مشین پشیل کی سیٹ سیٹ کے ساتھ ہی راسن اور ڈینی کی چیخیں سنائی دیں اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لے لیکن وہ مڑا نہیں بلکہ دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

نارسن کو جب یہ معلوم ہوا کہ جنرل فرینک دولت کے لالچ میں غاری پر آمادہ ہے تو وہ انتہائی بے چین ہو رہا تھا۔ کئی بار اس کا دل ہکا کہ وہ جنرل فرینک سے بات کرے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ جنرل فرینک نے اس بات کو سرے سے تسلیم ہی نہیں دیا اور اگر وہ فارمولے کی کاپی خاموشی سے عمران کے حوالے کر دے تو کوئی بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ کئی بار اس نے سوچا کہ ڈیفنس سیکرٹری سے بات کرے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری نے بغیر کسی حتمی ثبوت کے اس کی بات پر اعتبار نہیں کرنا کیونکہ جنرل فرینک بہر حال فوج کا ایک اہم عہدار تھا اور پھر مارشل ایریے کا انچارج ہونے کی وجہ سے اس کی عیاشی حقیقت بھی تھی۔ گواہی معلوم تھا کہ راسن کا دست راست گروہ جے حد ہوشیار اور تیز آدمی ہے وہ لازماً ثبوت مہیا کر دے گا لیکن

سے راسن کے پی اے کی موبائل آواز سنائی دی۔

”کہاں ہے.....“ نارسن نے چونک کر پوچھا۔

”وہ تین چار گھنٹے پہلے یہاں سے سپیشل پوائنٹ پر گئے تھے۔ مادام ڈیڑی ان کے ساتھ تھیں۔ اس کے بعد ان کی کال نہیں آئی۔“

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”سپیشل پوائنٹ کا فون نمبر کیا ہے.....“ راسن نے کہا تو

دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

”اور مارکر کے ہیڈ کوارٹر کا نمبر کیا ہے.....“ نارسن نے پوچھا تو

پی اے نے وہ نمبر بھی بتا دیا تو نارسن نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون

آنے پر اس نے سپیشل پوائنٹ کا نمبر پریس کیا لیکن دوسری طرف

گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے فون اٹھ نہ کیا تو نارسن کے چہرے پر

حیرت کے تاثرات ابھرائے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سپیشل پوائنٹ

پر راسن کا خاص آدمی رڈش موجود رہتا ہے۔ کافی دیر تک جب گھنٹی

بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو نارسن کے ذہن میں کھٹک سی

پیدا ہوئی۔ اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے مارکر

کے ہیڈ کوارٹر کے نمبر پریس کر دیئے لیکن یہاں بھی وہی صورت حال

تھی۔ کوئی فون ہی اٹھ نہ کر رہا تھا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے.....“ نارسن نے اتہائاتی حیرت بھرے انداز

میں جڑبڑاتے ہوئے کہا اور کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار

پھر اس نے راسن کے ہیڈ کوارٹر کا نمبر پریس کر دیا۔

جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا نارسن کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا

رہا تھا۔ اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ سے کوئی چٹ

نفلتی جا رہی ہو۔ دو تین گھنٹے تو اس نے کسی نہ کسی طرح نکالے

لیکن جب معاملات اس کی برداشت سے باہر ہو گئے تو اس نے راسن

سے حتمی بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ خود

اس ہوٹل میں جائے جہاں عمران اور اس کے ساتھی ٹھہرے ہوئے

تھے اور اپنے سامنے مارکر اور اس کے آدمیوں کے ذریعے ان کا خاتمہ

کرائے۔ اس نے راسن کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کی

کوشش سے اس لئے منع کر دیا تھا کہ اس کے خیال کے مطابق

عمران جو اب صرف فارمولے کے حصول کے لئے کوشش کر رہا ہے

پھر نارسن کے خلاف بھی کام شروع کر دے گا۔ اس طرح معاملات

بگڑ بھی سکتے ہیں لیکن اب اس نے خود اپنی نگرانی میں اس کام

نمٹانے کا فیصلہ کیا تھا اور اسے یقین تھا کہ اس کی نگرانی اور احکامات

کے تحت جب مارکر اور اس کے ساتھی کام کریں گے تو پھر عمران

اس کے ساتھیوں کے بچ نکلنے کا کوئی سکوپ باقی نہ رہے گا اس نے

اس نے رسیور اٹھایا اور ڈیڑی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”نارسن بول رہا ہوں۔ راسن سے بات کراؤ.....“ نارسن نے

تھکمانہ لہجے میں کہا۔

”باس ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں ہیں سر.....“ دوسری طرف

رہا تھا۔

”یس۔ ٹارسن بول رہا ہوں۔“ ٹارسن نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”ہمزی بول رہا ہوں چیف۔“ دوسری طرف سے ہمزی کی
 انتہائی متوحش آواز سنائی دی تو ٹارسن اس کا لہجہ سن کر ہی بے
 اختیار اچھل پڑا۔

”کیا ہوا ہے۔“ ٹارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”چیف۔ سپیشل پوائنٹ پر باس راسن، مادم ڈیزی اور رادش
 تینوں کی لاشیں پڑی ہوئی ملی ہیں۔“ ہمزی نے اسی طرح متوحش
 لہجے میں جواب دیا۔

”لاشیں۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ ٹارسن نے حلق
 کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ میں نے وہاں بھی اپنا آدمی بھیجا تھا۔ اس نے
 رپورٹ دی ہے کہ مارچنگ روم میں فرش پر رادش کی لاش پڑی
 ہوئی ہے۔ اس کا سر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہے۔ گتا ہے کہ اس کے سر
 کو دیوار کے ساتھ مار کر پھوڑا گیا ہے جبکہ باس راسن اور مادم ڈیزی
 رادش والی کرسیوں میں جکڑے ہوئے موجود ہیں اور ان کو گولیوں
 سے چھنی کر دیا گیا ہے اور اس مارچنگ روم میں فون کا کارڈ لیس
 سیٹ بھی پڑا ہوا ملا ہے۔“ ہمزی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ مارکر کے ہیڈ کو مارکر کے بارے میں کیا
 رپورٹ ہے۔“ ٹارسن نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”یس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی راسن کے پی اے کی آواز سنائی
 دی۔

”ٹارسن بول رہا ہوں۔ تمہارے علاوہ یہاں اور کون موجود
 ہے۔“ ٹارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہیڈ کو مارٹر انچارج ہمزی موجود ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا
 گیا۔

”اس سے بات کراؤ۔“ ٹارسن نے کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں سر۔“ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے
 میں کہا گیا۔

”ہیلو چیف۔ میں ہمزی بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک
 اور مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہمزی تم فوراً سپیشل پوائنٹ پر پہنچو۔ وہاں سے کال انڈ نہیں
 کی جا رہی جبکہ راسن اور ڈیزی وہاں موجود ہونے چاہئیں یا کم از کم
 رادش کی وہاں موجودگی تو لازمی ہوتی ہے لیکن وہاں کوئی کال انڈ
 نہیں کر رہا اور اپنے کسی آدمی کو مار کر کے ہیڈ کو مارٹر بھیجو۔ وہاں سے
 بھی کال انڈ نہیں ہو رہی اور پھر مجھے فوری رپورٹ دو کہ وہاں کیا
 پوزیشن ہے۔“ ٹارسن نے انتہائی حکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹارسن نے رسیور
 رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹارسن نے
 جھپٹ کر رسیور اٹھایا کیونکہ وہ کال کا انتہائی بے چینی سے انتظار کر

موجود ہیں۔ پھر راسن نے کہیے یہ بات کر دی تھی کہ مارشل ایسے میں وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کر رہے ہیں اور پھر اچانک جس طرح بجلی کو نڈتی ہے اس طرح نارسن کے ذہن میں خیال آیا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو وہ کال راسن کی نہیں تھی بلکہ راسن کی آواز میں عمران بات کر رہا تھا“..... نارسن نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا کیونکہ اسے خیال آگیا تھا کہ عمران میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ کسی بھی آدمی کی آواز اور لہجے کی ایسی نقل کر لیتا ہے کہ کوئی دوسرا پہچان ہی نہیں سکتا اور پھر جب یہ خیال اس کے ذہن میں آیا تو اس کے ذہن میں خود بخود ایک نقشہ سا ابھرتا چلا گیا۔ وہ اب ساری سچویشن سمجھ گیا تھا کہ راسن نے یقیناً ہارڈی گروپ کی طرف سے اطلاع ملنے پر عمران اور اس کے ساتھیوں پر ہاتھ ڈالا ہو گا اور انہیں بے ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ پر لے گیا ہو گا اور پھر اپنی انا کی تسکین کے لئے اس نے انہیں ہوش دلایا ہو گا اور یہ کام یقیناً مارکر اور اس کے ساتھیوں کے ذریعے کرایا گیا ہو گا اور ہوش میں آنے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں نے سچویشن تبدیل کر دی اور راڈن عمران یا اس کے کسی ساتھی سے مقابلہ کرتے ہوئے ہلاک ہو گیا اور راسن اور ڈیری کو انہوں نے راڈن میں جکڑ کر پوچھ گچھ کی ہو گی اور ان سے مارکر اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر کے عمران کے ساتھیوں نے وہاں قتل عام کر دیا ہو گا کیونکہ مارکر

ابھی وہاں سے رپورٹ تو نہیں آئی۔ ایک منٹ جتنا۔ میرے آدمی کی کال آرہی ہے۔ ہو لڈ کریں جناب“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو نارسن نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔ راسن اور ڈیری کی موت کی خبر سن کر اس کے ذہن میں دھماکے سے ہورہے تھے۔

”ہیلو چیف“..... چند لمحوں بعد ہمری کی آواز سنائی دی۔

”یس“..... نارسن نے کہا۔

”چیف۔ مارکر کے ہیڈ کوارٹر کی بھی پوزیشن ہے۔ وہاں قتل عام کیا گیا ہے۔ مارکر اور اس کا پورا گروپ ہلاک ہو چکا ہے۔ ان کی لاشیں جس انداز میں ملی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں پہلے بے ہوش کر دینے والی میس فائر کی گئی ہے اور پھر ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ مارکر اور اس کے اٹھارہ ساتھیوں کی لاشیں وہاں موجود ہیں“..... ہمری نے پہلے سے زیادہ متوحش لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ ویری ہیڈ۔ تم فوراً ان لاشوں کو اٹھوا کر برقی بھٹی میں ڈالو اور کیونکہ اتنی زیادہ لاشوں کے سلسلے آنے پر اس حکام چیف پڑیں گے اور ہو سکتا ہے کہ تنظیم کو ہی ختم کر دیا جائے اس سے ان سب لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دو۔ اب راسن نہ جگہ تم لوگ۔ میں احکامات جاری کر دوں گا“..... نارسن نے کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور نارسن نے رسیہ کر نیل پر پھینچ دیا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

”یہ سب کیا ہے۔ مارکر اور اس کے ساتھی تو اپنے ہیڈ کوارٹر میں

”اوہ یس۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اطلاعات ملی ہیں کہ وہ فارمولا حاصل کرنے کے لئے دوبارہ ولنکنن پہنچ چکے ہیں اور میرے آدمی انہیں ٹریس کر رہے ہیں لیکن بہر حال ان کا مقصد فارمولا حاصل کرنا ہے اس لئے لامحالہ وہ مارشل ایسیز پر ریڈ کریں گے اس لئے تم نے ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہے“..... نارسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے سہاں دیے بھی ریڈ الرٹ ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ریڈ الرٹ کی صورت میں سہاں کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔“

جنرل فرینک نے جواب دیا۔

”عمران اور اس کے ساتھی انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں جنرل فرینک۔ تم نے دیکھا کہ حالانکہ ہم نے ہر لحاظ سے کامیاب پلاننگ کی تھی کہ انہیں مطمئن کر کے واپس بھیج دیا جائے لیکن اس کے باوجود انہیں اصل بات کا علم ہو گیا اور وہ دوبارہ واپس آگئے ہیں اس لئے مجھے بار بار کہنا پڑ رہا ہے کہ تم صرف ریڈ الرٹ کے بحورے پر نہ مہ جانا بلکہ ہر سطح پر محتاط رہنا“..... نارسن نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں اس لئے میں نے خود بھی ریڈ الرٹ کی پابندی اپنے آپ پر لاگو کر رکھی ہے۔ میں خود بھی اب مارشل ایسیز میں پابند ہو کر بیٹھا ہوں اس سے زیادہ اور کیا احتیاط کر سکتا ہوں۔“

جنرل فرینک نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

اور اس کے ساتھیوں نے انہیں اس کے موجودہ حلیوں میں ٹریس کیا تھا اس لئے عمران نے ان کا خاتمہ ضروری سمجھا اور عمران نے یقیناً اس سے بات اس لئے کی کہ وہ جنرل فرینک کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو گا اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اپنی کی ہوئی بات آگئی کہ اس نے عمران کو راس سمجھتے ہوئے بتایا تھا کہ جنرل فرینک اگر چاہے تو بغیر ڈاکٹر ولیم کو جاری کئے گئے پرائم منسٹر صاحب کے دستخطوں والے کارڈ کے فارمولا ایمرجنسی کی صورت میں سنور سے نکال سکتا ہے۔ یہ بات یاد آتے ہی اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”پی اے نو ڈیفنس سیکرٹری“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”نارسن بول رہا ہوں۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ۔“ نارسن نے کہا۔

”باس تو گریٹ لینڈ کے ایک ہفتے کے دورے پر ہیں جناب۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ اچھا“..... نارسن نے کہا اور کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”جنرل فرینک بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جنرل فرینک کی آواز سنائی دی۔

”نارسن بول رہا ہوں“..... نارسن نے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں“..... نارسن نے کہا اور پھر اس نے شروع سے لے کر اب تک کے تمام واقعات مختصر طور پر ماسٹر کو بتا دیئے۔

”اوہ۔ اوہ باس۔ آپ نے مجھے کال کر لینا تھا۔ ڈیزی کے مرحوم شوہر کے تو عمران سے بے حد گہرے تعلقات تھے اور یقیناً عمران نے انہی تعلقات کو استعمال کرتے ہوئے ڈیزی کو دھوکے میں رکھ کر یہ ساری کارروائی کی ہوگی۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ اپنے مفاد کے لئے وہ کسی کو بھی کسی بھی انداز میں استعمال کرتا ہے“..... ماسٹر نے جواب دیا۔

”نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ بہر حال جو پھڑ ہوا ہے اس کا نتیجہ اب اس عمران کو ہر حالت میں بھگتنا ہوگا۔ اب میرے احکامات غور سے سنو۔ عمران اور اس کے ساتھی لامحالہ مارشل ایریا پر ریڈ کریں گے جبکہ وہاں جنرل فرینک نے ریڈ الرٹ کر رکھا ہے اس لئے وہ اندر تو داخل نہیں ہو سکتے لیکن اب ان کا خاتمہ تمہارے ہاتھوں ہی ہونا ہے اس لئے تم اپنے پورے سیکشن سمیت مارشل ایریے کو باہر سے گھیر لو اور ان کو وہاں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دو۔ فی الحال ان کے بارے میں تمہیں یہی بتایا جا سکتا ہے کہ یہ گروپ چار مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل ہے“..... نارسن نے کہا۔

”کیا وہ اپنے اصل حلیوں میں ہیں باس“..... ماسٹر نے کہا۔
”یہ کیسے ممکن ہے ماسٹر۔ وہ یقیناً ایکریمین میک اپ میں ہوں

”ٹھیک ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہم انہیں جلد ہی ٹریس کر کے ختم کر دیں گے“..... نارسن نے کہا اور کریڈل دیا کہ اس نے رابطہ ختم کر دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر بریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ماسٹر بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”نارسن بول رہا ہوں ماسٹر“..... نارسن نے تیز اور تھکمانے لہجے میں کہا کیونکہ ماسٹر بھی راسن کی طرح اس کا دوسرا ماتحت تھا۔ اس کا سیکشن علیحدہ تھا اور وہ بھی راسن کی طرح تیز ایجنٹ تھا۔ اس نارسن بجنسی میں آنے سے پہلے وہ طویل عرصے تک ایکریمیا کی ریڈ بجنسی میں کام کر چکا تھا۔

”ماسٹر۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ عمران کو تو جانتے ہو گے“۔ نارسن نے کہا۔

”یس باس۔ اچھی طرح جانتا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت نہ صرف ولنگٹن میں موجود ہے بلکہ اس کے ہاتھوں راسن، ڈیزی، مارکر اور اس کا پورا گروپ ہلاک ہو چکا ہے“..... نارسن نے کہا۔

”کیا۔ کیا باس۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا مطلب“..... ماسٹر نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو نارسن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب جب تک عمران اور اس کے ساتھی ختم نہیں ہو جاتے وہ ہیڈ کوارٹر کی بجائے سپروائٹ پر رہے گا تاکہ عمران یہاں اس پر ریڈ نہ کر سکے۔

گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ مارشل ایسیے میں داخل ہونے کے لئے فوجی یونیفارمز اور گاڑیاں کہیں سے حاصل کر لیں اس لئے تم نے ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہے"..... نارسن نے تیز لہجے میں کہا۔
 "ٹھیک ہے باس۔ میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ جس خطیے میں بھی ہوں گے میں انہیں ٹریس کر لوں گا۔ میں نے ریڈ مینجمنٹ میں کام کے دوران کئی بار اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام کیا ہے اس لئے میں انہیں قہر و قامت سے ہی پہچان لوں گا"..... ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "مجھے ہر صورت میں کامیابی کی رپورٹ چاہئے"..... نارسن نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں"..... ماسٹر نے اہتائی اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اور سنو۔ انہیں بے ہوش کرنے اور پھر ہوش میں لانے کے چکر میں نہ پڑنا۔ بغیر کسی توقف کے انہیں ہلاک کر دینا"..... نارسن نے تھکنا لہجے میں کہا۔
 "آپ بے فکر رہیں باس۔ میں یہ بات اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ عمران کو معمولی سا موقع دینا بھی اپنے آپ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔" ماسٹر نے جواب دیا۔

"ساتھ ساتھ مجھے آگاہ رکھنا اور میں اب مستقل طور پر سپروائٹ پر موجود رہوں گا"..... نارسن نے کہا۔

بھی دنیا کے معروف رسالوں میں شائع ہوتے رہتے تھے اور اس موضوع پر اسے اتھارٹی سمجھا جاتا تھا۔ اس کا آفس سٹارہ پلازہ کی انھوں منزل پر تھا۔ اس کمپنی کا انتظامی آفس تو ساتویں منزل پر تھا لیکن ڈیزائننگ شیعہ کا مکمل آفس انھوں منزل پر ہی تھا اور اس آفس کا انچارج ڈاکٹر اسالڈو تھا اور عمران اس وقت ڈاکٹر اسالڈو سے ہی ملنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے ڈیفنس سیکرٹریٹ سے معلوم کر لیا تھا کہ مارشل ایئر بیس کی فوجی چھاؤنی اور سنور کی تعمیر اسار کو کمپنی نے کی ہے اور اس کا نقشہ اور ڈیزائن ڈاکٹر اسالڈو کا تیار کردہ ہے۔ عمران ڈاکٹر اسالڈو کے مضامین پڑھتا رہتا تھا اس لئے جیسے ہی اسے اسالڈو کے بارے میں علم ہوا وہ اس سے ملنے کے لئے حیار ہو گیا اور پھر جو بیا ڈیزائننگ شیعہ کو ساتھ لے کر وہ ٹیکسی میں سوار ہو کر سٹار پلازہ پہنچے تھے۔ عمران نے جب ڈاکٹر اسالڈو سے ملنے کے لئے تنویر کو ساتھ چلنے کے لئے کہا تو صالڈ، کیپٹن شکیل اور صفدر کے ساتھ ساتھ جو بیا بھی حیران ہوئی تھی۔ کیونکہ تنویر اپنے مخصوص انداز میں پوچھ گچھ کرنے کا عادی تھا اور ظاہر ہے کہ ایسی پوچھ گچھ کسی مجرم، غنڈے یا معاش سے تو کی جاسکتی تھی لیکن کسی اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی سے اس انداز میں پوچھ گچھ نہ ہو سکتی تھی اس لئے سب نے جب حیرت کا اظہار کیا تو عمران نے انہیں صرف یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ تنویر کی صرف ایک غزاہٹ بھری آواز ہی ڈاکٹر اسالڈو کو زبان کھولنے پر مجبور کر دے گی۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں انھوں منزل پر ڈاکٹر اسالڈو

عمران، جو بیا اور تنویر تینوں ٹیکسی سے اترے۔ تنویر نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ تینوں سٹار پلازہ کے مین گیٹ میں داخل ہو گئے۔ یہ ونگٹن کا سب سے معروف کاروباری پلازہ تھا اور اس میں ایسی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے دفاتر تھے جن کا تعلق ڈیفنس سے تھا۔ ان میں ایک معروف تعمیراتی کمپنی اسار کو بھی تھی۔ اسار کو فوجی چھاؤنیوں کی تعمیر کے لئے نہ صرف اکیریسیا بلکہ پورے یورپ میں معروف تھی اور بے شمار ملکوں میں اس کمپنی نے بڑی اور چھوٹی بے شمار فوجی چھاؤنیاں نہ صرف ڈیزائن کی تھیں بلکہ ان کی تعمیر بھی مکمل کی تھی۔ اس کا چیف ڈیزائنر ڈاکٹر اسالڈو تھا۔ اسالڈو نے اکیریسیا کی معروف نیشنل یونیورسٹی سے ڈیفنس تعمیرات میں ڈاکٹریت کی ہوئی تھی اور فوجی چھاؤنیوں کی ڈیزائننگ اور طرز تعمیر کے سلسلے میں اس نے ریفرج ہی نہیں کی تھی بلکہ اس کے مقالے

اعزاز ہے کہ ہم خود چل کر اس سے ملنے کے لئے آئے ہیں ورنہ اگر ہم اسے فون کر دیتے تو وہ خود چل کر ہم سے ملنے کے لئے آنا اپنے لئے اعزاز سمجھتے۔..... عمران نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا سر۔ آئی ایم سوری۔ میں بات کرتی ہوں سر۔" لڑکی عمران کے اس انداز میں تعارف پر بری طرح گھبرا گئی۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"روکی بول رہی ہوں کاؤنٹر سے سر۔ کارمن سے ڈاکٹر اولف آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بھی آپ کی طرح ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ میں نام رکھتے ہیں۔..... سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔..... دوسری طرف کی بات سن کر اس لڑکی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھی اور کاؤنٹر کی ایک سائیڈ کا ایک تختہ ہٹا کر وہ کاؤنٹر سے باہر آ گئی۔

"آئیے سر۔ میں آپ کو سپیشل سٹنگ روم میں لے چلتی ہوں۔" کٹر صاحب وہیں آ رہے ہیں۔..... لڑکی نے کہا اور پھر وہ ایک ٹیبل پر موجود دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا اور داخل ہو گئی۔ یہ کمرہ واقعی خوبصورت انداز میں سجایا ہوا تھا۔ اس ایک دیوار پر ڈاکٹر اسالڈو کا ایک بڑا پورٹریٹ موجود تھا۔

"تشریف رکھیں جناب۔ آپ کیا پتہ پسند فرمائیں گے۔" سیکرٹری انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ ہمارے پینے پلانے کے مخصوص اوقات ہیں۔ آپ کا

کے شاندار آفس میں موجود تھے۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال بنا کر تھا جس میں صوفے رکھے ہوئے تھے۔ ایک طرف اندھے شیشے کا دروازہ تھا جس کے باہر ایک بیضوی شکل کا کاؤنٹر موجود تھا جس پر سرخ رنگ کا فون رکھا ہوا تھا اور کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان ایکریٹین لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ صوفوں پر اس وقت چار مرد اور تین عورتیں موجود تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی کارمن میک اپ میں تھے۔ انہوں نے مارکر اور اس کے گروپ، راسن اور ڈیزی کے خاتمہ کے بعد واپس اپنی رہائش گاہ پر جا کر میک اپ تبدیل کر لئے تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"یس سر۔..... کاؤنٹر کے پیچھے موجود لڑکی نے چونک کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر اسالڈو سے کہو کہ کارمن سے ڈاکٹر اولف اپنے سیکرٹری اور اسسٹنٹ کے ساتھ ملنے آیا ہے۔..... عمران نے کارمن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کی اپائنٹمنٹ ہے کیونکہ ڈاکٹر صاحب بے حد مصروف ہیں۔..... اس لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم شاید ڈاکٹر اسالڈو کی سیکرٹری ہو۔..... عمران نے کہا۔

"یس سر۔..... لڑکی نے جواب دیا۔

"تو تمہیں خود معلوم ہونا چاہیے کہ کارمن کا ڈاکٹر اولف ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ میں ڈاکٹر اسالڈو کا ہم پلہ ہے اور یہ ڈاکٹر اسالڈو کے سے

اسالڈو ہے۔..... آنے والے نے عمران اور تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 "آپ کو کسی اچھے ڈاکٹر سے اپنی آئی سائیز چیک کرانا چاہئے
 ڈاکٹر اسالڈو۔ کارمن میں ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں آپ
 کے ساتھ والی سیٹ پر ہیں۔ ٹھٹھا اور ہم دونوں چار گھنٹوں تک
 بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے اور اب آپ پوچھ رہے ہیں کہ ڈاکٹر
 اوف کون ہے؟..... عمران نے مسکراتے ہوئے کارمن لہجے میں
 کہا تو ڈاکٹر اسالڈو بے اختیار چونک پڑا۔ وہ موٹے شیشوں کی عینک
 سے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہجرے پر مٹھن کے
 تاثرات تھے۔

مم۔ مگر۔ مجھے تو آپ کا چہرہ یاد ہی نہیں آ رہا اور جہاں تک میری
 یادداشت کام کر رہی ہے میں ڈاکٹر اوف سے کبھی نہیں ملا۔ بس
 مجھے اتنا معلوم ہے کہ ڈاکٹر اوف کارمن کا سب سے ماہر ڈیفنس
 ڈیزائنر ہے۔..... ڈاکٹر اسالڈو نے حیرت بھرے اور اٹھتے ہوئے لہجے
 میں کہا

"تو پھر آپ مجھے کیسے پہچان سکتے ہیں ڈاکٹر اسالڈو۔ میں نے یہ
 بات اس لئے کی تھی تاکہ آپ کی یادداشت چیک کر سکوں کیونکہ
 میں جہاں آیا ہی اس لئے ہوں۔ مجھ سے ملو۔ میرا نام ڈاکٹر اوف ہے
 اور یہ میری سیکرٹری مارگریٹ اور یہ میرا اسسٹنٹ ہے جانسن۔"
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا
 دیا۔

شکریہ۔..... عمران نے کہا تو سیکرٹری سرملاتی ہوئی مڑی اور کمرے
 سے باہر چلی گئی۔ عمران کے ساتھ جولیا اور تنویر بھی صوفوں پر بیٹھ
 گئے۔

"کیا تمہیں ڈیفنس ڈیزائننگ کے بارے میں معلومات حاصل
 ہیں؟..... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے تو صرف اتنا معلوم ہے کہ جب تنویر جیسا رقیب ہو تو یہ
 ڈیفنس کیسے کیا جاسکتا ہے اور میرے خیال میں ایسا ڈیفنس تو ڈاکٹر
 اسالڈو کو بھی نہ آتا ہوگا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ڈیفنس اس وقت تک تمہارے کام آئے گا جب تم صرف
 سوچتے تک محدود رہو گے۔..... عمران کی بات ختم ہوتے ہی تنویر
 نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کے
 ہجرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید یہ اس کی نسوانی
 تھی جس نے اسے مسرت بخشی تھی کہ دو مرد اس کے لئے ایک
 دوسرے سے رقابت رکھتے تھے۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید
 بات ہوتی کرے کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی
 کے بال خشک اور کبھرے ہوئے تھے آنکھوں پر موٹے شیشوں
 عینک تھی اور جسم پر موجود سوٹ میں بے شمار سلوٹیں پڑی
 تھیں اندر داخل ہوا تو عمران بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے
 ہی جولیا اور تنویر بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ میں سے ڈاکٹر اوف صاحب کون ہیں۔ میرا نام

”میری یادداشت چیک کرنے کے لئے۔ کیوں وجہ.....“ ڈاکٹر اسالڈو نے مصافحہ کرتے ہوئے انتہائی اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”اس لئے کہ مجھے مارشل ایریے جیسی چھاونی ڈیزائن کرنے کا ٹاسک ملا ہے اور یہ چھاونی چونکہ آپ کی ڈیزائن کردہ ہے اور کافی پرانی ہے اس لئے میں نے سوچا کہ ہٹے آپ کی یادداشت چیک کر لوں پھر آگے بات ہوگی اور مجھے خوشی ہے کہ آپ کی یادداشت شاندار ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اسالڈو کے چہرے پر نیکیٹ مسرت کے تاثرات ابھرائے۔

”مارشل ایریا تو میرا ہی ڈیزائن کردہ ہے لیکن کیا ڈاکٹر اوف اب میرے ڈیزائن کو فالو کرے گا.....“ ڈاکٹر اسالڈو نے اس بار قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔ اسے شاید یہ سن کر بے حد تسکین پہنچی تھی کہ ڈاکٹر اوف جیسا ماہر اس کی پیروی کرے گا۔

”ڈاکٹر اسالڈو۔ مجھے اعتراف ہے کہ ڈاکٹر اوف چاہے کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو جائے بہر حال ڈاکٹر اسالڈو کے اعلیٰ ذہن تک نہیں پہنچ سکتا۔ دنیا چاہے کچھ بھی کیوں نہ کہے مجھے بہر حال اس کا اعتراف ہے کہ آپ اس وقت دنیا کے سب سے بڑے ڈیفنس ڈیزائننگ کے ماہر ہیں۔ ویسے میں نے اپنے دفتر میں آپ کا سپر سٹار ایریے کا ڈیزائن فرم کر کے لگوایا ہوا ہے۔ وہ ڈیزائن جس پر آپ کو ایکریمیا کا سب سے زیادہ ایوارڈ دیا گیا تھا.....“ عمران نے کہا تو ڈاکٹر اسالڈو کا چہرہ غرور مسرت سے گھٹا سا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرتی تھی۔

”اوہ۔ اوہ۔ شکریہ۔۔۔۔۔“ آپ کی مہربانی ہے ورنہ آپ خود کسی سے کم نہیں ہیں۔ بیٹھیں۔ بیٹھیں۔ مجھے آپ جیسے ماہر سے مل کر انتہائی مسرت ہو رہی ہے.....“ ڈاکٹر اسالڈو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ میری مسرت کا اندازہ نہیں لگا سکتے ڈاکٹر اسالڈو جو مجھے آپ سے مل کر ہو رہی ہے۔ یہ لمحات میری زندگی کے شاندار لمحے ہیں۔“ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ واقعی انتہائی خلوص بھرے انداز میں ڈاکٹر اسالڈو کو فراج تحسین پیش کر رہا ہو۔

”شکریہ شکریہ۔۔۔۔۔“ آپ کیا پتلا پسند کریں گے.....“ ڈاکٹر اسالڈو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ آپ کے پاس یقیناً مارشل ایریے کے نقشے کی کاپی موجود ہوگی۔ میں صرف ایک نظر اسے دیکھنا چاہتا ہوں اور بس۔ ویسے میرا چارٹرڈ طیارہ ایئر پورٹ پر پرواز کے لئے تیار کھڑا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کا وقت انتہائی قیمتی ہے.....“ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ آپ تشریف رکھیں میں کاپی لے آتا ہوں.....“ ڈاکٹر اسالڈو نے کہا اور اٹھ کر واپس اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔

”بڑی آسانی سے مان گیا ہے.....“ جو یانے کہا۔
 ”نہ مانتا تو تنویر منوالیتا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو

”میرے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہی تھا کہ ڈاکٹر اسالڈو، ڈاکٹر اولف کو پہچانتا بھی ہے یا نہیں کیونکہ میں نے ڈاکٹر اولف کو دیکھا نہیں ہے کہ میں اس کا میک اپ کر لیتا۔ ڈاکٹر اولف میرے زیر مطالعہ رہا ہے اس لئے مجھے یہ سارا کھیل کھیلنا پڑا۔ یہ تو شکر ہے کہ ڈاکٹر اسالڈو خوشامد پسند نکلا اس لئے بات بن گئی ورنہ پھر تنویر کا کام شروع ہو جاتا اور میں فارغ..... عمران نے کہا تو جو یا اور تنویر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”لیکن کیا اس سنور کا نقشہ بھی اس ڈاکٹر اسالڈو نے ہی تیار کیا ہو گا..... جو یا نے کہا۔

”دیکھو۔ اب نقشہ آنے کا تو پتہ چلے گا۔ ویسے میرا مقصد سنور کا نقشہ دیکھنا نہیں ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ مکمل طور پر کمیونٹرائزڈ فائلنگ سنور کس ٹائپ کے ہوتے ہیں۔ میں تو اس لئے یہ نقشہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ڈیڑی اور راسن کی موت کی اطلاع ٹارسن تک پہنچ چکی ہو گی اور یقیناً ٹارسن نے اب مارشل ایریا میں ہائی ریڈارٹ کرا دیا ہو گا اور ایسے حالات میں ہم کسی طرح بھی مارشل ایریا میں داخل نہیں ہو سکتے جبکہ مجھے ڈاکٹر اسالڈو کی سوچ کا اندازہ ہے۔ اس میں یہ عجیب سی خصوصیت ہے کہ یہ فوجی چھاؤنیوں کے نقشے اس انداز میں تیار کرتا ہے کہ اس میں ایسے خفیہ راستے رکھے جاتے ہیں جن کا علم صرف چھاؤنی کے انچارج کو ہی ہوتا ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اگر دشمن کسی فوجی چھاؤنی کو فتح کر لے تو فوجیوں کو ان

جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

”اچھا تو تم تنویر کو اس لئے ساتھ لے آئے ہو..... جو یا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم نے مجھے جلد سمجھ رکھا ہے۔ کیا تم خود اس سے نہیں منوا سکتے تھے..... تنویر نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ بہت پڑھا لکھا آدمی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ایک پڑھا لکھا آدمی دوسرے پڑھے لکھے آدمی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور میں جاہل ہوں۔ کیوں..... تنویر، عمران کا طنز سمجھ گیا تھا اس نے اس نے آنکھیں میکتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں جاہل کیسے کہہ سکتا ہوں۔ جہالت تو تاریکی کا دوسرا نام ہے اور تم تو تنویر ہو۔ مطلب ہے روشنی..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تم نے یہ بات کیوں کی تھی..... تنویر نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پڑھا لکھا ہونا اور بات ہے اور لکھا پڑھا ہونا اور بات ہے۔ عمران نے کہا تو جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

”ویسے تم نے ڈاکٹر اسالڈو کو چکر خوب دیا ہے۔ پہلے اس سے واقفیت ظاہر کرنے کی کوشش کی لیکن جب وہ تمہیں پہچان نہ سکا تو یادداشت کا چکر چلا دیا..... جو یا نے کہا۔

رہی تھیں کہ آج تک ان دونوں نے ان کا ایک لفظ بھی نہ سنا تھا اور پھر قہوڑی دیر بعد عمران ڈاکٹر اسالڈو سے کارمن آنے کا وعدہ لے کر اس کمرے سے باہر آگیا۔

"حیرت ہے۔ جہارے دماغ میں نجائے کیا بھرا ہوا ہے۔ مجھے تو لگتا تھا کہ تم نے ساری عمر کام ہی یہی کیا ہے"..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہں قسمت کا چکر ہے تنویر کہ میں جہارے چیف کے چنگل میں پھنس گیا ہوں۔ ورنہ ایک نقشہ بنا کر میں اتنا کما سکتا تھا کہ اس جیسے دس چیف خرید کر ہلاک کر دیتا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ خبردار اگر آئندہ ایسی کوئی بات منہ سے نکالی۔ یہ چیف کی مہربانی ہے کہ اس نے تمہیں اتنی اہمیت دے رکھی ہے ورنہ تم سوائے جو کری کے اور کیا کر سکتے ہو نائسنس"..... جولیا نے یکتا اہتائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے چیف کہا ہے ڈپٹی چیف نہیں کہا۔ ڈپٹی چیف تو بہر حال ڈپٹی چیف ہی ہوتا ہے یا ہوتی ہے"..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی رنگے سیار ہو۔ ایسا رنگ بدلتے ہو کہ حیرت ہوتی ہے"..... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رنگے سیار نہیں۔ ملٹی کلر سیار۔ ویسے سیار کہتے ہیں"۔ عمران

غصیے راستوں سے نکال کر فوج کو دشمن کے سامنے ہتھیار پھینکنے کی ذمت سے بچایا جاسکے اس لئے یقیناً اس مارشل ایریے میں بھی ایسے غصیے راستے موجود ہوں گے"..... عمران نے کہا تو تنویر اور جولیا نے شباب میں سر ہلا دیئے۔ قہوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر اسالڈو اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ موجود تھا۔

"یہ دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ میرا ڈیزائن کردہ یہ نقشہ کیسا ہے"۔ ڈاکٹر اسالڈو نے بڑے فخریہ انداز میں ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو عمران نے نقشہ اٹھا کر اسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ نقشہ کمپیوٹر میموری سے تیار کیا گیا تھا۔ عمران کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھرتے اور پھر اس نے اس نقشے کی ایسی تعریفیں کیں کہ ڈاکٹر اسالڈو بمحفل اپنے آپ کو اٹھ کر تلپٹنے سے باز رکھ سکا ورنہ اس کی کیفیت واقعی ایسی ہی تھی کہ وہ بے اختیار اٹھ کر تلپٹنا شروع کر دے۔ جولیا اور تنویر دونوں ڈاکٹر اسالڈو کی اس کیفیت سے پوری طرح محظوظ ہو رہے تھے۔ عمران نے اسے واقعی بانس پر اس قدر اونچا چڑھا دیا تھا کہ شاید اب وہ باقی ساری زندگی اس بانس سے نیچے اترنے کی کوشش ہی نہ کر سکے گا۔

پھر عمران اور ڈاکٹر اسالڈو کے درمیان باقاعدہ ڈیزائننگ کے بارے میں ایسی بحث شروع ہو گئی کہ جولیا اور تنویر دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھنکنے کے قریب ہو گئیں۔ عمران اس وقت واقعی ڈیفنس ڈیزائننگ کا بڑا ماہر لگ رہا تھا۔ ایسی ایسی اصطلاحات استعمال کی جا

ہے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس بار واقعی عمران بھی چکر کھا گیا تھا۔ بہر حال یہ شاید پہلا مشن ہے جسے ری مشن کہا جاسکتا ہے کہ ایک ہی مشن کو دوسری بار مکمل کرنا پڑ رہا ہے۔" جو یانے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

نے کہا تو تنویر بھی چونک پڑا۔

"سیار۔ اوہ۔ میں نے تو آج تک اس کے معنی پر غور ہی نہیں کیا۔ اچھا تم بتاؤ کسے کہتے ہیں۔" تنویر نے اپنی عادت کے مطابق صاف انداز میں اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"تنویر کو۔" عمران نے اسی طرح محصوم سے لہجے میں جواب دیا تو جو یانے اس کے اس انداز پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی اور تنویر نے بے اختیار ہراسا منا بنالیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے جہاں صالحہ، صفدر اور کیپٹن شکیل ان کا انتظار کر رہے تھے۔

"کوئی بات بن گئی ہے یا نہیں۔" صفدر نے پوچھا تو جو یانے نے عمران کے خوشامداندہ انداز اور فقروں کی اس طرح نقل کرنا شروع کر دی گئی۔ صفدر تو صفدر کیپٹن شکیل جیسا شخص بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تو کوئی راستہ نظر آیا آپ کو۔" صفدر نے ہنستے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک راستہ۔ وہاں آٹھ راستے ہیں۔ ویسے ان میں سے ایک راستہ ایسا ہے جو سیدھا جہاز فرینک کے آفس میں نکلتا ہے اور وہی راستہ ہم نے استعمال کرنا ہے۔ تم لوگ حیار ہو جاؤ۔ اب ہم نے مشن کو فائل کرنا ہے۔" عمران نے کہا۔

"فائل تو پہلے ہی ہو گیا تھا لیکن اب دوبارہ اسے فائل کرنا پڑ رہا

بلیو کلب میں موجود ہیں۔ یہ ساری باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ یہ لوگ ہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔..... ماسٹر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ لوگ آخر کس طرح مارشل ایریا میں داخل ہوں گے۔ وہاں کا جائزہ تم نے خود لیا ہے۔ وہاں تو اب ایک مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی۔..... لڑکی نے کہا۔

"مکھی داخل ہو سکے یا نہیں لیکن یہ عمران داخل ہو سکتا ہے۔ میں اس کو جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتی۔..... ماسٹر نے جواب دیا۔

"کیا وہ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے۔..... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے قدرے طنز یہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ لیکن اس کا ذہن مافوق الفطرت صلاحیتیں رکھتا ہے۔"

ماسٹر نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک موٹر کرکچر آگے ہی بڑھی ہوگی کہ ماسٹر نے اسے تیزی سے ایک سائیڈ روڈ پر موڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ کار ایک زرعی فارم کے انداز میں بنی ہوئی چھوٹی سی عمارت کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ ماسٹر نے دوبارہ مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کھل گیا اور ماسٹر کار اندر لے گیا۔ سامنے

برآمدے کے قریب ایک عارضی سائیڈ بنا ہوا تھا جس کے نیچے ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ ماسٹر نے بھی اس کار کے پیچھے لے

اپنی کار روک دی۔

"آؤ مارلین۔ جلدی آؤ۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں جونز انہیں تم نہ کر

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر درمیانے قد اور ورزشی جسم کا مالک ماسٹر بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی چھوچھو تھی جس نے سیاہ رنگ کی جینز اور سیاہ رنگ کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی جبکہ ماسٹر کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا۔

"تمہیں یقین ہے ماسٹر کہ جونز نے جنہیں ٹریس کیا ہے وہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔..... لڑکی نے ماسٹر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سو فیصد یقین ہے اس لئے کہ جونز نے جس اسلحے کے

بارے میں بتایا ہے یہ اسلحہ کسی سنور کو اڑانے کے کام آتا ہے۔ عام

استعمال میں نہیں آتا اور پھر جونز نے بتایا ہے کہ یہ گروپ چار

مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل ہے اور پھر وہ مارشل ایریا کے قریب

بیٹھے۔۔۔۔۔ ماسٹر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ لڑکی جس کا نام مارلین تھا کار سے اتری اور ماسٹر کے پیچھے دوڑتی ہوئی برآمدے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک تہہ خانے میں داخل ہو رہے تھے۔ تہہ خانے میں ایک مزے کے اوپر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس میں سے ایک گول پائپ سا اوپر چھت کے ایک سوراخ میں جا کر غائب ہو رہا تھا۔ میز کے سلسلے چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن میں سے ایک کرسی پر ایک لمبے قد اور دبلے پتلے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ماسٹر اور مارلین کو دیکھ کر بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مشین کے درمیان ایک چھوٹی سی سکرین تھی جس پر ایک ہال کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں عورتیں اور مرد بیٹھے کھانے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف نظر آ رہے تھے۔

”کہاں ہے وہ گروپ جو نر؟“ ماسٹر نے قریب جا کر بے چین سے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

”دائیں ہاتھ کے کونے پر آخری میز پر موجود ہیں یہ لوگ۔“ نوجوان نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ بالکل یہی ہے عمران۔ بالکل یہ گروپ سوٹ والا۔ یہی ہے۔ ویری گڈ۔ تم نے درست تلاش کیا ہے انہیں۔“ ماسٹر نے اچھلتے ہوئے کہا۔

”کون سا۔ کون سا۔۔۔۔۔ ساتھ کھڑی ہوئی مارلین نے کہا۔

”یہ دائیں طرف جو گروپ سوٹ پہنے ہوئے بیٹھا ہے۔ یہی ہے عمران۔“ ماسٹر نے کہا۔

”یہ بھولا بھالا اور معصوم سا آدمی۔ یہ ہے عمران۔“ مارلین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں یہی ہے۔ جو نر ہال میں ہمارا کوئی آدمی ہے۔“ ماسٹر نے پہلے مارلین کو جواب دیا اور پھر جو نر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”گیٹ کے ساتھ تیسری میز پر راسکر موجود ہے ہاں۔“ جو نر نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ باہر کتنے آدمی موجود ہیں۔“ ماسٹر نے کہا۔

”چار آدمی ہاں۔“ جو نر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔ تم راسکر کو ٹرانسمیٹر پر کہہ دو کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی صورت نظروں سے اوجھل نہ ہونے دے اور باہر موجود افراد کو کو بھی کہہ دو کہ اگر میرے وہاں پہنچنے تک یہ لوگ کلب سے باہر آجائیں تو وہ ان کا تعاقب کریں۔ میں ریڈیو فون پر ان سے رابطہ کر لوں گا۔“ ماسٹر نے کہا۔

”میں ہاں۔“ جو نر نے کہا۔

”آؤ مارلین۔ اب ان کا شکار کھیلیں۔“ ماسٹر نے مسرت لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک بار پھر سڑک پر تیزی سے دوڑتی ہوئی گئے دھبی چلی جا رہی تھی۔

کسی دوسرے کی خدمات کیوں ہائز کی گئی ہیں مائیکل..... صفدر نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم بہر حال اجنبی ہیں اور وہاں ہائی ریڈ الرٹ ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ آدمی ایسے کاموں کا ماہر ہے اور مقامی ہے اور تیسری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے..... عمران نے بھی ایکریمین زبان اور لہجے میں جواب دیا تو سب اس کی آخری بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

”نگرانی ہو رہی ہے۔ کون کر رہا ہے..... سب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو اس وقت پوچھا جائے گا جب ان سے ٹکراؤ ہوگا۔ فی الحال چونکہ نگرانی ہو رہی ہے اس لئے میں بھی خاموش ہوں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں مسٹر مائیکل گیٹ کے پاس تیسری ٹیبل برجو ملی موجود ہے وہی ہماری نگرانی کر رہا ہے..... کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ وہی ہے اور باہر بھی یقیناً اس کے ساتھی موجود ہوں گے۔ تم نے اسے کیسے پہچانا ہے.....“ عمران نے کہا۔

”مجھے اس کے انداز پر شک پڑا تھا لیکن میں نے اس خیال کو اس نے جھٹک دیا تھا کہ اب ہماری نگرانی کون کرے گا کیونکہ جتنوں نے ہمیں چیک کرنا تھا وہ تو ختم ہو چکے ہیں.....“ کیپٹن شکیل نے

عمران اپنے ساتھیوں سمیت مارشل ایریے کے قریب ایک کلب کے بال میں موجود تھا۔ انہوں نے اب ایکریمین میک اپ کیا ہوا تھا۔ وہ سب دائیں ہاتھ پر آخری میز پر موجود تھے۔ عمران نے انہیں بتایا تھا کہ اس نے ایک آدمی کو خصوصی طور پر ہائز کیا ہے جو مارشل ایریے کا ہی رہنے والا ہے اور وہ اس پوائنٹ کو چیک کر کے انہیں رپورٹ دے گا جہاں ڈاکٹر اسالڈو کے دیئے ہوئے نقشے کے مطابق اس خفیہ رستے کا دہانہ موجود ہے جو راستہ براہ راست جنرل فرینک کے خصوصی آفس میں جا نکلتا ہے اس لئے وہ سب اطمینان سے بیٹھے کافی پینے اور ایکریمین زبان اور لہجے میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ اپنے انداز سے وہ خوش باش نائپ کے سیاح لگتے تھے جو ہر حال اور ہر جگہ ایڈجسٹ ہو جایا کرتے تھے۔

”یہ جائزہ تو ہم میں سے کوئی بھی جا کر کر سکتا تھا پھر اس کے لئے

"پوزیشن اوکے ہے۔ اب ہم نے چلنا ہے۔" عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے لیکن اسی لمحے عمران جو ویٹر کے انتظار میں کاونٹر کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں ویٹر بل بنوانے میں مصروف تھا، بے اختیار چونک پڑا۔ ہال کے مین گیٹ سے ایک مرد اور ایک عورت اندر داخل ہوئے۔ مرد درمیانے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا اور اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا جبکہ عورت ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی تھی اور اس نے سیاہ رنگ کی جینز اور سیاہ رنگ کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ مرد اس آدمی کی طرف بڑھ گیا جس پر عمران اور کیپٹن شکیل دونوں کو نگرانی کرنے کا شک تھا جبکہ عورت نے اس انداز میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا کہ عمران اس کے دیکھنے کے انداز کی وجہ سے ہی چوکنے لگا ہو گیا۔ عورت نے جیکٹ کی ایک جیب میں ہاتھ ڈالا ہوا تھا اور جیکٹ کی اس جیب کا مخصوص ابھار بتا رہا تھا کہ اس میں مشین پستل موجود ہے جبکہ مرد نے بھی کوٹ کی ایک پھولی ہوئی جیب میں ہاتھ ڈالا ہوا تھا اور وہ اس آدمی سے بات کر رہا تھا۔ پھر اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا تو وہ مرد سیدھا چوکر پلٹا۔ اسی لمحے ویٹر بل پلیٹ میں رکھے ان کی میز کے قریب آیا اور اس کے ساتھ ہی خوفناک چھماکوں کے ساتھ ہی ویٹر چمچتا ہوا اچھل کر ان کی میز پر اس طرح آ کر اچھیے کسی نے ہوا میں اڑتے ہوئے غبارے کو ہاتھ سے دھکا دیا۔ اس کے ساتھ ہی جو لیا کی بیچ بھی سنائی دی اور وہ اچھل کر ساتھ

کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ایک ویٹر تیزی سے ان کے قریب آیا اور پھر اس نے ایک کارڈ لیس فون پیس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جناب۔ آپ کی ٹیبل کے لئے کال ہے۔" ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مڑ کر واپس چلا گیا۔ عمران نے فون پیس اٹھایا اور اسے آن کر کے کان سے لگا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "مارٹی بول رہا ہوں مسٹر مائیکل۔" دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے۔" عمران نے کہا۔ "وہ سائیڈ خالی ہے مسٹر مائیکل۔ آپ وہاں سے اطمینان سے جا سکتے ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مکمل انکوائری کر لی گئی ہے۔" عمران نے کہا۔ "یس مسٹر مائیکل۔ مکمل اور تفصیلی چیکنگ کے بعد رپورٹ دے رہا ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ۔" عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے میز پر رکھا اور پھر ویٹر کو اشارہ کیا تو ویٹر تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس نے فون پیس اٹھالیا۔

"بل لے آؤ۔" عمران نے کہا۔ "یس سر۔" ویٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ شکریہ۔ یہ آپ کی مہربانی ہے ورنہ آپ خود کسی سے کم نہیں ہیں۔ بیٹھیں۔ بیٹھیں۔“ مجھے آپ جیسے ماہر سے مل کر انتہائی مسرت ہو رہی ہے۔“ ڈاکٹر اسالڈو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ میری مسرت کا اندازہ نہیں لگا سکتے ڈاکٹر اسالڈو جو مجھے آپ سے مل کر ہو رہی ہے۔ یہ لمحات میری زندگی کے شاندار لمحے ہیں۔“ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ واقعی انتہائی خلوص بھرے انداز میں ڈاکٹر اسالڈو کو خراج تحسین پیش کر رہا ہو۔

”شکریہ شکریہ۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے۔“ ڈاکٹر اسالڈو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ آپ کے پاس یقیناً مارشل ایمرے کے نقشے کی کاپی موجود ہوگی۔ میں صرف ایک نظر اسے دیکھنا چاہتا ہوں اور بس۔ ویسے میرا چارٹرڈ طیارہ ایئر پورٹ پر پرواز کے لئے تیار کھڑا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کا وقت انتہائی قیمتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ آپ تشریف رکھیں میں کاپی لے آتا ہوں۔“ ڈاکٹر اسالڈو نے کہا اور اٹھ کر واپس اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔

”بڑی آسانی سے مان گیا ہے۔“ جو یانے کہا۔
”نہ مانتا تو تنویر منوالیتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو

بیٹھی ہوئی صاف پر گری اور پھر وہ دونوں ہی کرسیوں سمیت نیچے جا گریں۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا تھا کہ گولیوں کی دوسری بار پڑی اور اس بار گولیاں عمران اور صفدر دونوں کے بازوؤں میں جیوست ہو گئیں اور وہ دونوں اچھل کر سائیڈ پر گرے ہی تھے کہ عمران والی میز کی سائیڈ سے فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی بال میں انسانی بیچوں کی گونج سنائی دی۔ دوسرے لمحے دونوں اطراف سے بیک وقت فائرنگ شروع ہوئی اور ایک بار پھر انسانی بیچوں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی بال میں پیچ و پکار کے ساتھ ساتھ جھگڑا مچ گئی لیکن فائرنگ مسلسل جاری تھی اور انسانی بیچوں سے بال گونج رہا تھا۔ اچانک عمران والی سائیڈ سے فائرنگ بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی تنویر کی طرف سے کرسی اڑاتی ہوئی اس طرف کو گئی جہاں سے فائرنگ ہو رہی تھی اور دوسری طرف سے بھی اب فائرنگ بند ہو گئی۔ دوسرے لمحے تنویر یکھت اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے ایک لمبا بچ لگایا اور ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور تنویر اچھل کر ایک دھماکے سے ایک طرف جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اس کے بائیں بازو سے خون بہہ رہا تھا لیکن وہ بے تحاشا دوڑتا ہوا بال کے مین گیٹ کی بجائے اس طرف کو بڑھ رہا تھا جس طرف کاؤنٹر تھا کہ اچانک کاؤنٹر کی سائیڈ سے اس پر فائرنگ ہوئی لیکن عمران نے یکھت غوطہ کھایا اور دوسرے لمحے وہ گھومتا ہوا پوری قوت سے کاؤنٹر سے جانکر آیا۔ اس

بار اس کے دوسرے بازو پر گولی لگی تھی جس کی وجہ سے وہ گھوم کر پوری قوت سے کاؤنٹر سے جا نکلایا تھا۔ کاؤنٹر سے نکل کر وہ نیچے گرا ہی تھا کہ کاؤنٹر کی سائیڈ سے ایک آدمی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر آگے کی طرف ہوا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا کہ عمران کا جسم پارے کی طرح تپا اور دوسرے لمحے عمران کی دونوں جہری ہوئی ٹانگیں کسی نیزے کی طرح پوری قوت سے اس آدمی کے سینے پر پڑیں اور اس کے ساتھ ہی عمران اپنے دونوں زخمی بازوؤں کے بل پر ہی ہوا میں قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ وہ آدمی سینے پر ضرب کھا کر خوفناک انداز میں جھکتا ہوا کاؤنٹر کی سائیڈ سے عقبی دیوار سے نکلایا اور جس لمحے عمران قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا تھا اس لمحے وہ ایک دیوار سے نکل کر ایک دھماکے سے منہ کے بل سانسے فرش پر آگرا کہ اچانک عمران ایک لمحے کے لئے جھکا اور دوسرے لمحے اس آدمی کا جسم ہوا میں اڑتا ہوا سائیڈ دیوار سے ایک خوفناک دھماکے سے جا نکلایا لیکن اس بار اس آدمی نے اپنے دونوں ہاتھ سلسلے کر کے اپنے آپ کو دیوار سے بچا کر پوری رفتار سے واپس آگیا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا جسم عمران سے ٹکراتا، عمران کی دونوں ٹانگوں نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور وہ آدمی اس طرح ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا جیسے فٹ بال کو لگ لگتے سے وہ آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا جاتا ہے لیکن اس آدمی نے ایک بار پھر انتہائی حیرت انگیز انداز میں اپنے جسم کو ہوا میں موڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ قلابازی کھا کر سائیڈ پر

پینھی ہوئی صاف پر گری اور پھر وہ دونوں ہی کرسیوں سمیت نیچے جا گریں۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا تھا کہ گولیوں کی دوسری باز پڑی اور اس بار گولیاں عمران اور صفدر دونوں کے بازوؤں میں جھوٹ ہو گئیں اور وہ دونوں اچھل کر سائیڈ پر گرے ہی تھے کہ عمران والی مہر کی سائیڈ سے فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی بال میں انسانی جینٹوں کی گونج سنائی دی۔ دوسرے لمحے دونوں اطراف سے بیک وقت فائرنگ شروع ہوئی اور ایک بار پھر انسانی جینٹوں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی بال میں جج و پکار کے ساتھ ساتھ جھگڑا مچ گئی لیکن فائرنگ مسلسل جاری تھی اور انسانی جینٹوں سے بال گونج رہا تھا۔ اچانک عمران والی سائیڈ سے فائرنگ بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی تھوڑی کی طرف سے کرسی اڑتی ہوئی اس طرف کو گئی جہاں سے فائرنگ ہو رہی تھی اور دوسری طرف سے بھی اب فائرنگ بند ہو گئی۔ دوسرے لمحے تھوڑی ٹیخت اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے ایک لمبا چمپ لگایا اور ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور تھوڑی اچھل کر ایک دھماکے سے ایک طرف جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اس کے بائیں بازو سے خون بہہ رہا تھا لیکن وہ بے تحاشا دوڑتا ہوا بال کے مین گیٹ کی بجائے اس طرف کو بڑھ رہا تھا جس طرف کاؤنٹر تھا کہ اچانک کاؤنٹر کی سائیڈ سے اس پر فائرنگ ہوئی لیکن عمران نے ٹیخت غوطہ کھایا اور دوسرے لمحے وہ گھومتا ہوا پوری قوت سے کاؤنٹر سے جا نکلایا۔

دونوں زخمی تھیں اور ابھی وہ فرش پر پڑے ہوئے تنویر اور کیپٹن تشکیل تک پہنچی ہی نہ تھیں کہ ہال کے ایک کونے سے ان پر فائرنگ ہوئی اور وہ دونوں اچھل کر نیچے گریں اور چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ہال پر ایک بار پھر بھیانک خاموشی طاری ہو گئی۔

کرنے ہی لگا تھا کہ یلکھت تیز فائرنگ کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک کرشناک چیخ نکلی اور وہ ایک زور دار دھماکے سے کسی مری ہوئی چھپکلی کی طرح ایک میز پر گر ا اور پھر میز سمیت وہ گھومتا ہوا نیچے فرش پر گر گیا۔ ابھی اس کا جسم فرش سے ٹکرایا ہی تھا کہ ایک بار پھر تیز فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں اس کے جسم سے ٹکرائیں اور وہ ایک لمحے کے لئے زور دار انداز میں ترپ کر ساکت ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک میز کی اوٹ سے کیپٹن تشکیل نکل کر تیزی سے عمران کی طرف دوڑا جو اب ایک سائیڈ پر تقریباً بیٹھ سا گیا تھا۔ اس کے دونوں بازوؤں سے خون نکل رہا تھا لیکن ابھی کیپٹن تشکیل نے چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ اچانک ایک اور میز کی اوٹ سے مشین پش کی فائرنگ ہوئی اور کیپٹن تشکیل جھجھتا ہوا فضا میں گھومتا ہوا ایک خوفناک دھماکے سے فرش پر جا گر لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور سائیڈ سے فائرنگ ہوئی اور میز کی اوٹ میں موجود ایک عورت بھیانک انداز میں پیچھتی ہوئی نیچے گری۔ کیپٹن تشکیل پر گولیاں اس عورت نے چلائی تھیں۔ چند لمحے ترپنے کے بعد وہ عورت ساکت ہو گئی تو کچھ دیر تک ہال میں اتہائی بھیانک سی خاموشی طاری رہی۔ پھر یلکھت جو لیا اور سالہ دونوں انھیں اور دوڑتی ہوئی اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگیں۔ اسی لمحے فرش پر بیٹھے ہوئے عمران نے یلکھت اپنے سر کو جھٹکا اور پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ ہراتا ہوا نیچے گر ا اور ساکت ہو گیا۔ جو لیا اور صابہ

نہیں۔ بلیو کلب میں بے پناہ قتل و غارت ہوئی ہے۔ بے شمار

”اوہ۔ اوہ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ اوہ۔ یہ سب انتہائی خوفناک ہے۔ انتہائی خوفناک“ جو نزنے کی نکتہ حلق کے بل چیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے دوڑتا ہوا تہہ خانے کے بیہونی دروازے کی طرف بھاگ پڑا لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ اس انداز میں ٹھٹھک کر رک گیا جیسے چابی بھرے کھلونے کی

میں باتیں کرنے میں مصروف تھے لیکن چونکہ اس آلے سے نکلنے والی ریز صرف تصویر ٹرانسمٹ کر سکتی تھیں اس لئے آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ البتہ ان کے ہونٹوں کی مسلسل حرکت اور ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سب کسی معاملہ پر آپس میں بحث کرنے میں مصروف ہیں۔ تھوڑی دیر بعد آلے کا رخ تبدیل ہو گیا اور اب ہال کا مین گیٹ نظر آنے لگا جس میں سے ماسٹر اور مارلین داخل ہوتے دکھائی دیئے۔ راسکر نے چونکہ رخ بدل لیا تھا اس لئے اب پاکیشیائی ایجنٹ نظر نہ آ رہے تھے۔ البتہ مارلین جس طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر جو تاثرات موجود تھے انہیں دیکھ کر ہی جو نز سمجھ گیا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہی دیکھ رہی ہے۔ اسی لمحے ماسٹر جو راسکر کے ساتھ تھک کر بات کر رہا تھا سیدھا ہوا اور پھر اس کے ساتھ ہی پاکیشیائی ایجنٹ سکرین پر نظر آنے لگے۔ ماسٹر نے اچانک جیب سے مشین پشٹ نکالا اور دوسرے لمحے مشین پشٹ سے نکلنے والے شعلوں کی قطار دیکھ کر جو نز سمجھ گیا کہ ماسٹر نے پاکیشیائی ایجنٹوں پر فائر کھول دیا ہے لیکن اسی لمحے ایک ویزر پاکیشیائی ایجنٹوں کی میز کے سامنے آگیا اور پھر گویاں کھا کر وہ اچھل کر میز پر گرا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس آدمی کے بازو میں گولی سے زخم ہوتے دیکھا جسے ماسٹر نے عمران کہا تھا اور ایک لڑکی بھی زخمی ہو کر دوسری لڑکی پر گر گئی۔ اسی لمحے دوسری طرف سے بھی شعلے ابھرے اور پھر جو نز یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ ماسٹر کی ساتھی لڑکی مارلین نے بھی فائر کھول دیا

افراد زخمی بھی ہیں اور ہلاک بھی ہوئے ہیں اس لئے پورے علاقے میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی ہے تاکہ زخمیوں کو فوراً ہسپتال پہنچایا جاسکے۔ پولیس آفیسر نے جواب دیا۔

"لیکن ہوا کیا ہے؟" جو نز نے کہا۔

"ابھی کچھ معلوم نہیں ہے۔ انکوائری کے بعد ہی پتہ چلے گا۔"

پولیس آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"زخمیوں کو کون سے ہسپتال پہنچایا جا رہا ہے؟" جو نز نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ موقع پر موجود افسران کو معلوم ہو گا۔ آپ فی الحال واپس جائیں۔" اس بار پولیس آفیسر نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو جو نز نے گاڑی موڑی اور واپس اسی پوائنٹ پر آ گیا جہاں وہ پہلے موجود تھا۔ کافی دیر تک وہ مشین کے سامنے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر مشین کو آن کیا اور جس حد تک اس میں سین نظر آئے تھے وہی ریورس کر کے انہیں دوبارہ دیکھنا شروع کر دیا۔ چونکہ اس مشین میں نظر آنے والے سین بلیو کلب کے ہال میں موجود راسکر کے کوٹ کی اوپر والی جیب میں لگے ہوئے مخصوص آلے سے نکلنے والی ریز سے دیکھے جا رہے تھے اس لئے راسکر ان میں نظر نہ آ رہا تھا صرف ہال کا منظر سکرین پر نظر آ رہا تھا۔ البتہ راسکر جس رخ پر بیٹھا ہوا تھا اس رخ کی وجہ سے ہال میں موجود پاکیشیائی ایجنٹ عمران اور اس کے ساتھی سکرین پر بخوبی نظر آ رہے تھے۔ وہ سب آپس

چاروں ساتھی بھی ماسٹر اور مارلین کے ساتھ حملے میں شریک ہو گئے تھے لیکن انجام کیا ہوا۔ زخمی اور ہلاک کون کون ہوئے اس کی تفصیل اسے معلوم نہ ہو سکی تھی اور اسی لئے وہ انتہائی بے چین ہو رہا تھا کہ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ چیف مارسن کو اس کی اطلاع دے دے۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ چیف مارسن اب سپر وائٹ پر ہو گا اس لئے اس نے سپر وائٹ کے مخصوص نمبر پریس کئے تھے۔

”یس۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی لیکن جونز پہچان گیا کہ جواب چیف مارسن نے ہی دیا ہے۔

”جونز بول رہا ہو چیف۔ تھرنی ون پوائنٹ سے۔۔۔۔۔ جونز نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ تم۔ ماسٹر کہاں ہے۔ چیف مارسن نے کہا تو جونز نے اسے شروع سے لے کر اب تک کی تمام تفصیل بتادی۔

”وری بیڈ۔ تو ماسٹر کا اچانک حمد بھی ناکام رہا۔ وری بیڈ۔ مارسن نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیانی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں اور باس ماسٹر اور اس کے ساتھی شاید زخمی ہوں۔ آپ پولیس کے اعلیٰ افسران سے معلوم کر لیجئے۔ آپ کو بتا دیا جائے گا کہ زخمی کہاں ہیں۔۔۔۔۔ جونز نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے پھر تمہیں کال کرتا ہوں۔

تھا اور پھر تو جیسے سکرین پر شعلوں کی جنگ شروع ہو گئی۔ راسکر بھی فائرنگ میں شریک ہو چکا تھا لیکن چند لمحوں بعد سکرین اچانک تاریک ہو گئی تو جونز بے اختیار اچھل پڑا۔ بہر حال اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی گولی سیدھی اس آگے پر پڑی ہے اور آگ تباہ ہو گیا ہے لیکن ظاہر ہے آگ راسکر کے سینے پر موجود تھا اس لئے راسکر کے ساتھ کیا ہوا ہو گا یہ بات آسانی سے اسے سمجھ میں آ سکتی تھی۔ جونز نے یہ سارے سین و بارہ اس لئے دیکھے تھے کہ وہ ایک بار پھر غور سے دیکھنا چاہتا تھا کہ پاکیشیانی ایجنٹوں کے ساتھ کیا ہوا ہے لیکن اس نے صرف ایک مرد اور ایک عورت کے بازو میں گولی لگتے دیکھی تھی۔ جس انداز میں وہاں فائرنگ شروع ہوئی تھی اس نے جونز کو انتہائی بے چین کر دیا تھا کیونکہ ماسٹر کا یہ خیال کہ وہ اچانک عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کھول کر انہیں آسانی سے ہلاک کر دے گا پورا نہ ہو سکا تھا اور بلیو کلب کے ہال میں باقاعدہ فائرنگ کا تبادلہ شروع ہو گیا تھا اور اسی بات کا انجام دیکھنے کے لئے وہ کلب گیا تھا لیکن پولیس کی وجہ سے اسے واپس آنا پڑا تھا۔ اس نے کلب جانے سے پہلے ٹرانسمیٹر ماسٹر کو کال کیا تھا لیکن ماسٹر نے کال انڈ نہ کی تو اس نے مارلین کی فریکوئنسی پر کال کی لیکن وہاں سے بھی جواب نہ آیا تو اس نے کلب سے باہر موجود اپنے گروپ کے چار ساتھیوں میں سے ایک ساتھی کی فریکوئنسی پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہاں سے بھی جواب نہ آیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ باہر موب۔۔۔۔۔

ڈالے گئے تھے۔ ان میں عورتوں کی لاشیں بھی تھیں اور مردوں کی بھی۔ جوڑ کے کہنے پر ایک پولیس آفیسر نے تمام لاشوں پر سے کپڑے ہٹائے تو جوڑ پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی کیونکہ ان لاشوں میں ماسٹر، مارلین، راسکر اور ماسٹر کے ان چاروں ساتھیوں کی بھی لاشیں موجود تھیں جبکہ دوسری لاشیں شاید بلیو کلب میں موجود افراد کی تھیں۔ البتہ ان میں پاکیشیائی ایجنٹوں میں کسی ایک کی بھی لاش موجود نہیں تھی اور جوڑ سمجھ گیا کہ معاملہ اس کے اور چیف نارسن کے خیال سے الٹا ثابت ہوا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو ہلاک نہیں ہوئے بلکہ اس کے برعکس ماسٹر اور اس کے سارے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں سے سیدھا ہسپتال پہنچا۔ وہاں کلب سے بے شمار زخمی پہنچائے گئے تھے جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ ایک بڑا ہال ان کے لئے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ ہسپتال کے دو مین آپریشن تھیٹر تھے اور دونوں آپریشن تھیٹروں میں ان زخمیوں کے تیزی سے آپریشن کئے جا رہے تھے جن کے جسموں میں گولیاں موجود تھیں جبکہ باقی زخمیوں کی بیڈنگ ہال میں ہی کی جا رہی تھی۔ جوڑ ایک پولیس آفیسر کے ساتھ ہال میں داخل ہوا اور پھر اس نے ایک ایک کر کے تمام زخمیوں کو چیک کیا۔ چھ کے چھ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں موجود تھے۔ وہ سب کے سب شدید زخمی تھے۔ ان میں سے دو کے آپریشن ہو چکے تھے جبکہ باقیوں کو بھی آپریشن کے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔ وہ سب بے ہوش تھے اور ان کے جسموں میں گولیاں موجود

دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوڑ نے بھی رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھالیا۔

”جوڑ بول رہا ہوں“..... جوڑ نے کہا۔

”نارسن بول رہا ہوں جوڑ۔ پولیس کے افسران کو کسی کے بارے میں کوئی تفصیل معلوم نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان کی لاشیں ابھی تک بلیو کلب کے ہال میں موجود ہیں کیونکہ ان لاشوں کے سلسلے میں ضابطے کی طویل کارروائی جاری ہے۔ البتہ زخمیوں کو مارشل ایریا کے سپیشل ہسپتال میں بھجوا دیا گیا ہے۔ میں نے وہاں موجود چیف پولیس آفیسر جانسن سے بات کر لی ہے۔ تم فوراً وہاں پہنچو۔ اپنا نام بتا دینا تمہیں ہال تک لے جایا جائے گا۔ تم خود چیک کرو کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں۔ پھر ہسپتال جا کر ماسٹر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کر کے مجھے تفصیل بتانا“..... نارسن نے کہا۔

”میں چیف..... جوڑ نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ایک بار پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دوبارہ مارشل ایریا میں داخل ہوئی۔ وہاں امیر جنسی تو ابھی تک نافذ تھی لیکن جوڑ نے خصوصی طور پر بلیو کلب لے جایا گیا اور پھر جب جوڑ ہال کے حصے میں پہنچا جہاں لاشیں رکھی ہوئی تھیں اور ان پر سفید کپڑے

”وہ چھ کے چھ شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ چکے ہیں۔ ان میں سے دو کے آپریشن ہو چکے ہیں۔ باقی چار کے آپریشن ہونے والے ہیں لیکن ان سب کی حالت ایسی ہے کہ ان کے بچ جانے کا کوئی سکوپ نظر نہیں آتا..... جو زنے کہا۔

”مطلب ہے کہ ابھی وہ سب زندہ ہیں اس عمران سمیت۔ نارسن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ دانت پیستے ہوئے بات کر رہا ہو۔

”میں چیف..... جو زنے جواب دیا۔

”انہیں جا کر گویوں سے اڑا دو۔ ابھی اور اسی وقت۔“ نارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”چیف۔ فوری طور پر ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ چیف سیکرٹری سے لے کر تمام اعلیٰ حکام وہاں پہنچ رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ

بلیو کلب میں سرنے اور زخمی ہونے والوں میں سے بہت سے لوگ حکومت کے اعلیٰ عہدوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلیو کلب حکام میں بے

حد مقبول ہے۔ وہاں اعلیٰ حکام اور ان کے دوستوں کی کافی تعداد آتی جاتی رہتی ہے اس لئے وہاں بے تحاشہ فائرنگ اور ہلاکتوں اور

زخموں کی وجہ سے حکام میں کھلبلی سی مچ گئی ہے۔ وہاں امیر جنسی نافذ کر دی گئی ہے اور خاص طور پر ہسپتال میں بے شمار لوگ بھی

معلومات کے لئے آ رہے ہیں۔ ٹی وی کے کیرہ مین بھی خاصی تعداد میں وہاں موجود ہیں اور ٹی وی اور اخبارات کے نمائندوں کی کثیر

تھیں لیکن ان کی حالت دیکھ کر جو زبجھ گیا تھا کہ ان کے بچ جانے کا سکوپ بے حد کم ہے۔ چونکہ پولیس آفیسر ساتھ تھا اس لئے اس نے کسی سے کچھ نہیں کہا تھا اور راولڈنگا کو وہ ہسپتال سے باہر آ گیا۔ وہ کسی پبلک فون بوٹھ سے نارسن کو فون کرنا چاہتا تھا۔ ہسپتال کے باہر ایک فون بوٹھ موجود تھا۔ اس نے جیب سے کارڈ نکال کر فون پتیس میں ڈالا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”میں..... دوسری طرف سے چیف نارسن کی آواز سنائی دی۔

”جو زبول رہا ہوں چیف..... جو زنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا رپورٹ ہے۔ جلدی بتاؤ۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں۔ ماسٹر اور اس کے ساتھیوں کی کیا پوزیشن ہے۔“

نارسن نے بے چین سے سچے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ ماسٹر، مارلین، راسکر اور اس کے دیگر چاروں ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان کی لاشیں بلیو کلب میں موجود ہیں۔“ جو ز نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا کہہ رہو تم..... دوسری طرف سے نارسن نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ میں اپنی آنکھوں سے ان سب کی لاشیں دیکھ کر آیا ہوں..... جو ز نے جواب دیا۔

”اوہ۔ وری بیڈ۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیا ہوا..... نارسن نے اس بار اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

حالات میں اگر میں نے فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دیا تو معاملات کو آپ بھی کنٹرول نہ کر سکیں گے۔ ویسے آپ جو حکم دیں میں تعمیل کروں گا۔ جو نرنے تفصیل بتا دینے کے بعد آخری فقرہ بھی کہہ ڈالا۔

”ہونہر۔ تم واقعی غیر جذباتی اور حالات کا بہتر تجزیہ کرنے والے آدمی ہو۔ ٹھیک ہے انہیں کسی بھی وقت ختم کیا جاسکتا ہے۔ میں تمہیں ماسٹر کی جگہ دے رہا ہوں۔ اب ماسٹر کے مکمل سیکشن کو تو سنبھالو گے۔ میں آرڈر کر دیتا ہوں۔ لیکن تم نے ابھی ہسپتال میں رہنا ہے۔ میں جنرل فرینک سے بات کرتا ہوں اور اسے کہتا ہوں کہ دو پاکیشیائی ہتھیاروں کو فوج کی تحویل میں لے لے اور انہیں مارشل ایریے میں کورٹ مارشل کے سنے لے جائے۔ وہیں ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور کسی کو اس پر اعتراض بھی نہ ہوگا۔ تم نے جنرل فرینک کو ان پاکیشیائی ہتھیاروں کی نشاندہی کرنی ہے۔“ نارسن نے کہا۔

”ییس چیف۔۔۔۔۔ جو نرنے جواب دیا۔

”تم مین ایر جنسی ہال میں موجود رہنا۔ جنرل فرینک وہاں تمہیں خود ہی چیک کر لے گا۔ ویسے بھی میں اسے تمہارا حلیہ بتا دوں گا۔“ نارسن نے جواب دیا۔

”ییس چیف۔۔۔۔۔ جو نرنے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور جو نرنے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کرئیل پر رکھا اور پھر فون پیس کے مخصوص خانے سے کارڈ نکال کر اس نے جیب میں رکھا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

درد کی ایک تیز بھر نے عمران کے سوتے ہوئے ذہن کو جھپٹا دیا۔ جھنجھوڑ کر ہوشیار کر دیا تو اس کے تاریک ذہن میں تیزی سے روشنی پھیلنے لگی اور تھوڑی دیر بعد جب اس کی آنکھیں کھلیں اور اسے پوری طرح ماحول کا ادراک ہوا تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ وہ ایک بستر پر پڑا ہوا ہے اور ایک فوجی یونیفارم پہنے ہوئے نرس اس کے بازو میں انجکشن لگا رہی تھی۔ یہ درد کی تیز بھر شاید اس انجکشن کی وجہ سے محسوس ہوئی تھی جس کی وجہ سے اسے ہوش آگیا تھا۔ اس نے بے اختیار ٹھٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے جسم نے پوری طرح حرکت نہ کی۔

”تمہیں ہوش آگیا ہے مسٹر۔ حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہارے دونوں بازو اور ٹانگیں بیڈ کے ساتھ کلپ کر دی گئی ہیں۔“ نرس نے بڑے سنجیدگی سے کہا اور پھر آگے بڑھ

گئی۔ عمران نے گردن گھمائی تو اس نے ایک ایک کر کے اپنے تمام ساتھیوں کو وہاں اپنی طرف بیٹھ کر بے حس و حرکت پڑے ہوئے دیکھا۔ ان کے جسموں پر بیٹھنے پر موجود تھیں اور وہی نرس عمران کے ساتھ والے بیڈ پر موجود جو لیا کے بازو میں انجکشن لگانے کی تیاری کر رہی تھی۔

اتنا بتا دو کہ ہم کہاں ہیں..... عمران نے نرس سے مخاطب ہو کر کہا۔

تم مارشل ایریا میں ہو اور ابھی ہوش میں آنے کے بعد جہاں کورٹ مارشل ہو گا اور پھر تمہیں انہی بیڈز پر ہی فائرنگ سے لگائی گئیوں سے اڑا دے گا۔ نرس نے مزے بغیر ہی پہلے کی طرف ترش اور سخت سچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا یہ ہسپتال ہے..... عمران نے کہا۔

ہاں۔ یہ مارشل ایریے کا ہسپتال ہے..... نرس نے جواب دیا تو عمران نے اب اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو موڑ کر کلائیوں کے گرد موجود کلپوں کو چمک کر ناشروع کر دیا کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اگر وہ اسی طرح بندھے ہوئے پڑے رہے تو یہ لوگ صرف رسمی کارروائی کر کے واقعی انہیں گولیوں سے اڑا دیں گے اور جلد و جہد کئے بے بسی کی موت مرنے کا عمران قائل ہی نہ تھا۔ اس کی انگلیاں تیزی سے کڑوں کے بن چمک کر رہی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد اس نے بن تلاش کر لئے۔ اب مسئلہ تھا پیروں میں موجود کلپوں

کا۔ اس کے لئے اسے پہلے ہاتھوں کے کڑے کھول کر اٹھنا پڑتا اور پھر پیروں کے گرد موجود کڑے کھولنے پڑتے اور ظاہر ہے ان میں کچھ وقت بھی گنتا تھی لیکن جب اس نے دیکھا کہ نرس نے ابھی اس کے مزید ہاتھوں کو انجکشن لگانے ہیں تو اس نے ہاتھوں کے گرد کڑوں کے بن پر پس کر دیئے اور ہلکی سی کھٹک کھٹک کے ساتھ ہی اس کی کلائیوں کے گرد موجود دونوں کڑے کھل گئے۔ نرس اپنے کام کی طرف متوجہ تھی اس لئے کھٹک کی آوازوں کے باوجود اس نے کوئی توجہ نہ دی حالانکہ کمرے میں چھائی ہوئی خاموشی میں کھٹک کی یہ آواز بھی کافی تیز محسوس ہوتی تھی لیکن شاید عمران کو یہ زیادہ تیز محسوس ہوتی تھی جبکہ نرس چونکہ کافی فاصلے پر تھی اس لئے شاید وہ اس آواز کو نہ سن سکی تھی۔ اس کی چونکہ عمران کی طرف پشت تھی اس لئے عمران نے دونوں کلائیوں کو کھلے ہوئے کڑوں سے نکالا اور پھر اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار کراہ سی نکل گئی کیونکہ پوری کوشش کے باوجود وہ اٹھ کر نہ بیٹھ سکا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے اگر معمولی سا جھٹکا بھی اپنے جسم کو دیا تو اس کا جسم دھماکے سے پھٹ جائے گا لیکن اس نے اپنی کوشش جاری رکھی لیکن چند لمحوں بعد اس نے اچانک اپنے جسم کو جھٹکا دے کر اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر سورج اتر آیا ہو۔ لیکن پھر ٹھٹھک گھپ اندھا رہا چھا

گیا۔ پھر نجانے کتنی دور کے بعد جس طرح اچانک اندھیرا چھایا تھا اسی طرح اچانک اندھیرا روشنی میں تبدیل ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھلیں اور ساتھ ہی اس کے جسم میں درد کی تیز بہریں سی اٹھنے لگیں۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ اس کے سارے ساتھی ہوش میں آچکے تھے۔ ان کے بیڈز درمیان سے مڑ کر اس طرح ہو گئے تھے جیسے وہ بیڈز کی بجائے آرام کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہوں۔ بیڈز کے سرہانے والا آدھا حصہ اوپر کی طرف کو اٹھ گیا تھا جبکہ دوسرا نچلا حصہ نیچے کو جھک گیا تھا اور تمام بیڈز دیوار کے ساتھ لگا دیئے گئے تھے۔ اس لئے اب وہ ایک لحاظ سے بیڈز کی بجائے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ ایک بار پھر کڑوں میں جکڑ دیئے گئے تھے۔ سامنے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹی سی میز تھی اور اس کے پیچھے تین کرسیاں رکھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”جہیں آج سب کے بعد ہوش کیوں آیا ہے عمران“۔ اچانک جویا کی آواز سنائی دی۔

”شکر کرو ہوش تو آگیا ہے۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ مجھے دوسری بار ہوش آیا ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب! ہم سب شدید زخمی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جکڑے ہوئے بھی ہیں۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے.....“ صفر نے کہا۔

”جب مجھے پہلے ہوش آیا تھا تو ایک نرس ہم سب کو انجکشن لگا رہی تھی۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ ہم مارشل ایریے میں ہیں اور ہمارا کورٹ مارشل ہو گا اور پھر ہمیں اس طرح بیڈز پر ہی فائرنگ اسکاؤ گولیوں سے چھلنی کر دے گا۔ میں نے اپنے بازوؤں کے کڑے کھول لئے لیکن میں اٹھ کر بیٹھ نہ سکتا۔ میرے پیٹ میں اس قدر شدید درد ہوا کہ میں دوبارہ بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے“۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہم سب نے کوششیں کی ہیں اور سوائے تنویر کے اور کوئی اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ تنویر کی حالت بھی اٹھ کر بیٹھنے کی وجہ سے خاصی درخراب رہی لیکن اس نے بہر حال اس پر قابو پالیا اور اپنے پیروں کی زنجیریں کھول کر انہیں دوبارہ اسی طرح ایڈجسٹ کیا ہے کہ بظاہر یہ نظر آنے کے وہ بندھا ہوا ہے لیکن جب چاہے ایک جھٹکے سے ان سے نجات حاصل کر لے“۔ صفر نے کہا۔

”تم نے مجھے روک دیا ہے ورنہ میں اب تک ان کو گردن سے پکڑ کر یہاں لے آتا.....“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے تمہیں عمران کے ہوش آنے تک روکا تھا کیونکہ اس طرح عمران کے لئے خطرات مزید بڑھ جاتے.....“ صفر نے کہا۔

”ہم سب انتہائی شدید زخمی ہیں اس لئے اب کیا کیا جائے“۔ جویا نے انتہائی متفکر سے لہجے میں کہا۔

”سب سے پہلی خوشی کی بات تو یہ ہے کہ ہائی الرٹ ہونے کے

”عمران۔ تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو۔ میں نے پوری کوشش کی کہ تم جنرل فرینک کے ذریعے اپنا فارمولا لے کر خاموشی سے واپس چلے جاؤ جو بعد میں تمہارے یا تمہارے ملک کے کسی کام نہ آتا۔ گو میں نے اپنے طور پر ایسی پلاننگ کی تھی کہ کوئی غلط نہیں چھوڑا تھا لیکن نجانے تمہیں کیسے اس بارے میں اطلاع مل گئی اور تم واپس آ گئے۔ بہر حال تمہیں بلیو کلب میں ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میری پہنچی کا سب سے تیز ایجنٹ ماسٹر اس کوشش میں نہ صرف ناکام رہا بلکہ تمہارے ہاتھوں خود بھی اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہو گیا۔ البتہ اس نے یہ کارنامہ ضرور سرانجام دیا کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو شدید زخمی کر دیا چونکہ تمہیں عام آدمی سمجھ کر ہسپتال پہنچایا گیا تھا اور بلیو کلب میں ہونے والے قتل عام میں چونکہ کافی تعداد میں ایسے لوگ ہلاک اور زخمی ہو گئے ہیں جنہیں اعلیٰ حکام کہا جاتا ہے اس لئے پولیس اور اعلیٰ ترین حکام ہسپتال پہنچ گئے اس لئے تمہیں وہاں ہلاک نہ کیا جاسکا ورنہ شاید تمہارا خاتمہ وہیں ہسپتال میں ہی کر دیا جاتا اور اس وجہ سے ہمیں جنرل فرینک کے ذریعے کورٹ مارشل کی کارروائی پر مجبور ہونا پڑا۔ تمہارا وہاں علاج ضرور ہوا لیکن تم میں سے بیشتر لوگ اس قدر زخمی ہیں کہ تم تیز حرکت نہیں کر سکتے۔ اگر کرنے کی کوشش کرو گے تو فوراً ہلاک ہو جاؤ گے اس کے باوجود تمہیں کلڈ کر دیا گیا ہے۔ اب جنرل فرینک کی سربراہی میں کورٹ مارشل کی کارروائی ہو گی اور

بادوجود ہم مارشل ایریا میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور دوسری بات یہ سمجھ لو کہ حالات چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہوں ہم نے فارمولا لے کر واپس جانا ہے اس لئے جو کچھ بھی ہو ہم سب نے بہر حال اس بات کو ذہن میں رکھنا ہے..... عمران نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک دروازہ کھلا اور تین فوجی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے اور دروازے کی سائیڈوں میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سب سے پہلے جنرل فرینک اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک کرنل اور ایک میجر تھا۔ ان کے پیچھے ایک آدمی اندر داخل ہوا تو عمران اسے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ ٹارسن ہے۔ ٹارسن کے ہجرے پر طنزیہ اور فخریہ ملی جلی مسکراہٹ تھی۔ جنرل فرینک درمیانی کرسی پر آکر بیٹھ گیا جبکہ اس کی ایک سائیڈ پر کرنل اور دوسری سائیڈ پر میجر بیٹھ گئے جبکہ چوتھی کرسی پر ٹارسن بیٹھ گیا۔ اس کی تیز نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔

”کارروائی کا آغاز کیا جائے..... جنرل فرینک نے بڑے گھمبیر سے لہجے میں کہا۔

”ایک منٹ جنرل۔ پہلے مجھے ان سے چند باتیں کر لینے دیں۔ پھر کورٹ مارشل کی کارروائی کرنا..... ٹارسن نے ہاتھ اٹھا کر کہا تو جنرل فرینک نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”سوائے تمہارے رہائی اور زندگی مانگنے کے اور کوئی خواہش ہو تو پوری کی جا سکتی ہے“..... نارسن نے بڑے نخت بھرے لہجے میں کہا۔

”زندگی جس کے ہاتھ میں ہے ہم تو اسی سے مانگتے ہیں۔ تم جیسے لوگوں کی تحویل میں جو کچھ ہو گا ہم وہی مانگیں گے۔ میری آخری خواہش یہ ہے کہ تم فارمولا سنور سے نکلا کر جنرل فرینک کے سامنے رکھ دو۔ پھر جو تمہاری مرضی آئے کر ڈالتا۔“ عمران نے کہا۔

”سوری۔ تمہاری یہ خواہش کسی صورت پوری نہیں ہو سکتی اور نہ ہی فارمولا سنور سے نکالا جا سکتا ہے اور نہ اسے یہاں لایا جا سکتا ہے۔ جنرل فرینک اب تم اپنی کارروائی شروع کر سکتے ہو۔ لیکن اسے مختصر رکھنا کیونکہ ان لوگوں کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے اہمیت کا حامل ہے“..... نارسن نے عمران کو جواب دینے کے ساتھ ہی مڑ کر جنرل فرینک سے کہا۔

”میجر۔ فرد جرم پڑھ کر سنائی جائے“..... جنرل فرینک نے ساتھ بیٹھے ہوئے میجر سے کہا تو میجر نے سامنے رکھی ہوئی فائل کھولی ہی تھی کہ اچانک چرچر اہٹ کی تیز آواز کمرے میں گونجی اور سب کے سر تیزی سے اس طرف کو گھوم گئے جدھر سے آواز سنائی دی تھی۔ یہ چرچر اہٹ تنویر کے بیڈ سے سنائی دی تھی اور پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں تنویر اچھل کر بیڈ سے نیچے اتر کر کھڑا ہو چکا تھا۔

”تم۔ تم۔“..... نارسن، جنرل فرینک اور اس کے ساتھیوں نے

اس کے بعد عقب میں موجود فائرنگ اسکاڈ کے تین افراد تمہیں اسی حالت میں ہلاک کر دیں گے“..... نارسن نے تفصیل سے اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا ہماری فلم تیار ہو رہی ہے“..... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ کیوں“..... نارسن نے چونک کر پوچھا۔

”تو پھر ہمیں ہوش میں لانے کا ٹھف کیوں کیا گیا ہے۔ جب ساری کارروائی رسمی ہوتی ہے تو یہ کارروائی ہماری بے ہوشی کے دوران بھی تو ہو سکتی تھی۔ جنرل فرینک ویسے بھی تمہارا دست راست ہے“..... عمران نے کہا۔

”جنرل فرینک پیشہ ور فوجی ہے۔ وہ میرا دست راست نہیں ہے بلکہ فوج کا اہم اور اعلیٰ عہدیدار ہے۔ البتہ ملک کے لئے وہ میرے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے اور اسی کی فرمائش پر تم لوگوں کو ہوش میں لایا گیا ہے تاکہ کورٹ مارشل درست طور پر ہو سکے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں تمہیں ہوش میں لانے کا قائل ہی نہیں تھا“۔ نارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہاری مہربانی کہ تم نے بہر حال جنرل فرینک کی بات مان لی۔ ہم تو ویسے بھی بے بس ہیں اور ہم نے بقول تمہارے ابھی موت کے گھاٹ اتر جانا ہے لیکن کیا تم انسانی ہمدردی کے تحت ہماری آخری خواہش بھی نہ پوچھو گے“..... عمران نے کہا۔

منہ سے نکلی تھی۔ البتہ اس کے اس طرح دوسرے سے نکلنے سے وہ دونوں لڑکھڑاے گئے۔ البتہ ان میں سے ایک کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر نیچے جا گری تھی۔ اسی لمحے کرنل نے تنویر پر چھلانگ لگا دی لیکن تنویر کے جسم میں تو بجلیاں بھری ہوئی تھیں۔ وہ مشین گن اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ کرنل نے اس پر چھلانگ لگائی تو تنویر مشین گن اٹھائے بغیر تیزی سے مڑ کر اٹھا اور دوسرے لمحے وہی کرنل اڑتا ہوا جنرل فرینک اور اس کے ساتھ کھڑے میجر سے جا نکل آیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین پشیل کی فائرنگ کی آواز سنائی دی لیکن مشین پشیل کی فائرنگ سے تنویر تو بروقت اچھل کر ایک سائیڈ پر ہو جانے سے بچ گیا البتہ وہ تیسرا فوجی جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی چھٹا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ تنویر کے بروقت اچھل کر ایک سائیڈ پر ہو جانے سے گولیاں اس فوجی کے سینے میں گھس گئی تھیں۔ نارسن نے تیزی سے تنویر کی طرف مشین پشیل کا رخ موڑا اور ایک بار پھر مشین پشیل کی فائرنگ سے کمرہ گونج اٹھا لیکن تنویر اپنی بے پناہ پھرتی سے ایک بار پھر بچ نکلا۔ وہ اچھل کر جنرل فرینک کے پہلو میں آگیا تھا اور دوسرے لمحے جنرل فرینک چھٹا ہوا اچھل کر نارسن سے جا نکل آیا۔ اسی لمحے تنویر نے ایک مشین گن جھپٹ لی اور پھر کمرہ مشین گن کی مدد سے اور انسانیاں جتوں سے گونج اٹھا۔ تنویر مشین گن چلاتے ہوئے ساتھ ہی تیزی سے گھوم گیا تھا جس کے نتیجے میں نہ صرف جنرل فرینک اور نارسن جو نیچے گر کر اٹھ رہے تھے

تنویر کو اس طرح اٹھ کر بیڑے سے نیچے اتر کر کھڑے ہوتے دیکھ کر بے اختیار کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ جس طرح بجلی کو نہتی ہے تنویر کا جسم اس طرح حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے تنویر بھوکے عقاب کی طرح میجر سے نکل آیا اور دوسرے لمحے میجر چھٹا ہوا کرسی سمیت الٹ کر نیچے گرا ہی تھا کہ تنویر نے جو اس کے اوپر گرا تھا انتہائی ماہرانہ انداز میں قلم بازی کھائی اور اس کے ساتھ ہی جنرل فرینک بھی چھٹا ہوا سائیڈ پر موجود کرنل سے نکل آیا جبکہ نارسن بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سائیڈ پر ہو گیا ورنہ کرنل کے دھکے سے وہ بھی گر سکتا تھا جبکہ تنویر قلم بازی کھا کر سیدھا ہوا تو اب وہ دیوار کے سامنے کھڑے ہوئے ان تینوں فوجیوں کے سامنے موجود تھا جو اپنے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے۔ بتوں کی طرح کھڑے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اسی لمحے نارسن کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پشیل موجود تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پشیل چلاتا تنویر نے انتہائی ماہرانہ انداز میں ایک مشین گن نہ صرف فوجی کے ہاتھ سے چھین لی تھی بلکہ اس نے یہ مشین گن گھما کر نارسن کے اس ہاتھ پر رادی جس ہاتھ میں اس نے مشین پشیل پکڑا ہوا تھا اور نارسن کے ہاتھ سے مشین پشیل نکل کر دور جا کر آجکے مشین گن بھی ساتھ ہی جا گری تھی۔ اسی لمحے کمرہ جج سے گونج اٹھا۔ تنویر نے مشین گن پھینک کر اس فوجی کو گردن سے پکڑ کر دوسرے پر ایک جھٹکے سے اچھال دیا تھا۔ یہ جج اسی فوجی کے

اس طرح گھسی چلی گئیں جیسے برف کے بلاک کو توڑنے والا سوا اس میں داخل ہوتا ہے۔ جنرل فرینک کا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ نارسن بھی ابھی تڑپ رہا تھا لیکن اس کے تڑپنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ مرنے ہی والا ہے جبکہ باقی افراد ساکت ہو چکے تھے۔ تنویر نے پیچھے ہٹتے ہی نارسن کے سینے پر مشین گن کی نال رکھ کر ایک بار پھر ٹرگر دبا دیا اور نارسن کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے جنرل فرینک کا ہو چکا تھا۔

”اب فارمولا کیسے حاصل ہوگا“..... اچانک صفدر کی آواز سنائی دی۔

”ہم زندہ رہ جائیں گے تو فارمولا بھی مل جائے گا“..... تنویر نے مڑ کر خست لہجے میں کہا۔

”فکر مت کرو صفدر۔ فارمولا ہماری زندگیوں سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ تنویر نے واقعی بروقت اور انتہائی جان توڑ جدوجہد کی ہے ورنہ مشین گنوں سے مسلح فوجیوں اور پھر نارسن جیسے تیز اور تربیت یافتہ انجنٹ کے مقابل خالی ہاتھ اس طرح کی کارکردگی صرف تنویر ہی دکھا سکتا ہے۔ ویل ڈن تنویر۔ آج تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”شکریہ۔ ویسے اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی ہے ورنہ شاید ایسا ممکن نہ ہو سکتا“..... تنویر نے کہا اور عمران کے بیڑ کی طرف بڑھنے لگا۔

گولیوں کی زد میں آگئے تھے بلکہ وہ دونوں فوجی بھی جو اس دوران اٹھ کر تنویر پر جھپٹنے ہی والے تھے گولیوں کی زد میں آکر جھپٹے ہوئے نیچے گرے۔ تنویر اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹا اور دوسرے لمحے مکہ میجر اور کرنل کے حلق سے نکلنے والی جیتوں سے گونج اٹھا۔ مکہ، میں چھ افراد ذبح ہونے والی بکریوں کی طرح پھوک رہے تھے جبکہ وہ فوجی جس کے سینے پر نارسن کے مشین پٹل سے نکلنے والی گولیاں لگی تھیں پہلے ہی ساکت ہو چکا تھا جبکہ تنویر ہاتھ میں مشین گن بکڑے اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے ان ساتوں افراد کے حصے کے سانس بھی اسے ہی لینے پڑ رہے ہوں۔

”ویل ڈن تنویر۔ ریلی ویل ڈن“..... سب سے پہلے عمران کی آواز مکہ میں گونجی اور تنویر کا سنا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”تم نے کمال کر دیا تنویر“..... جو لیانے کہا تو تنویر نے اس انداز میں سر ہلادیا جیسے وہ جو لیانے کے اس تحسین بھرے فقرے کو پسند کر رہا ہو لیکن اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کی نال جنرل فرینک کے سینے پر رکھ دی۔ گولیاں جنرل فرینک کے ہاتھوں میں لگی تھیں لیکن وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میرا علاج کراؤ۔ یہاں ہسپتال سے میرا علاج کراؤ“..... جنرل فرینک نے رک رک کر کہا لیکن تنویر نے ہونٹ بھیج کر ٹرگر دبا دیا اور جنرل فرینک کے سینے میں گولیاں

”میں اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتا اس لئے تم میرے پیر آزاد کر دو۔“
 عمران نے کہا۔ ہاتھوں کے گرد موجود کپ وہ پہلے ہی کھول چکا تھا۔
 تنویر نے نہ صرف اس کے بلکہ ایک ایک کر کے اپنے تمام ہاتھوں
 کو کپوں سے آزاد کر دیا لیکن نیچے اتر کر صرف صاف ہی کھڑی ہو سکی
 باقی ابھی کوشش میں ہی لگے ہوئے تھے۔

”آؤ صاف میرے ساتھ۔ ایک مشین گن لے لو۔“..... تنویر نے
 صاف نے کہا تو صاف سر ملاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

”کہاں جا رہے ہو۔ رک جاؤ۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ تم لوگوں کے لئے اسلحہ موجود ہے۔ آؤ صاف۔“ تنویر
 نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جبکہ
 صاف نے بھی ایک مشین گن جھپٹی اور تیزی سے تنویر کے پیچھے
 کمرے سے باہر چلی گئی۔ عمران بیڈ سے اتر کر کھڑا تو ہو گیا تھا لیکن
 اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے اسی طرح صفدر،
 کیپٹن شکیل اور جولیا بھی بیڈز سے نیچے اتر آنے میں کامیاب ہو گئے
 تھے لیکن ان سب کے چہروں پر شدید تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے

”تیز حرکت مت کرنا۔ ہمارے آپریشن کئے گئے ہیں اور ٹانگے گئے
 ہوئے ہیں۔“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیے۔
 وہ سب آہستہ آہستہ حرکت کرتے ہوئے اس طرف کو بڑھ رہے تھے
 جدھر اسلحہ فرش پر پڑا تھا۔

جوز جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا وہاں پہلے سے موجود ایک
 نوجوان اور خوبصورت لڑکی جس نے جینز اور جیکٹ پہن رکھی تھی
 اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”اوہ۔ روزی تم اور یہاں۔“..... جوز نے حیرت بھرے لہجے میں
 کہا۔

”ہاں۔ مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ تم اب سیکشن انچارج بن گئے
 ہو۔ میں نے سوچا تمہیں مبارک باد دے آؤں۔“..... لڑکی نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔“..... بیٹھو..... جوز نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ خود
 ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے
 شراب کی ایک بوتل اور دو جام نکالے اور پھر بوتل اور جام اٹھائے وہ
 اس میز کی طرف بڑھ آیا جس کے پیچھے صوفے پر روزی بیٹھی ہوئی

جوز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "جہیں معلوم تو ہے کہ میرے بڑے بھائی رقصین نے ساری
 زندگی سیکرٹ جنسیوں میں ہی کام کرتے ہوئے گزاری ہے اور
 عمران اس کا مقابل بھی رہا ہے اور حریف بھی۔ ان کے درمیان بے
 شمار لڑائیاں ہوئی ہیں، بے شمار مشنوں پر انہوں نے ایک دوسرے
 کے مقابل کام کیا ہے اور ایک مشن کے دوران جب میرا بھائی
 بلیک جنسی میں تھا تو میرے بھائی اور عمران کے درمیان مارشل
 آرٹ کی زبردست فائنٹ ہوئی جس میں فتح عمران نے حاصل کی اور
 میرا بھائی ہلاک ہو گیا"..... روزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن اب جہارے بھائی کی روح کو یقیناً
 سکون مل جائے گا کیونکہ عمران یا تو اب تک ہلاک ہو چکا ہو گا یا
 جائے گا"..... جوز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران اتنی آسانی سے ہلاک ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔
 جہارے چیف نے اپنی زندگی کی سب سے بھیانک غلطی کی ہے کہ
 اسے زندہ مارشل ایریا میں لے جایا گیا ہے اور وہ خود بھی وہاں چلا گیا
 ہے۔ یہ شخص عفریت ہے عفریت"..... روزی نے کہا۔

"ارے نہیں روزی۔ جب تک وہ صحت مند تھا تب تک تو
 واقعی خطرہ تھا لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ وہ شدید زخمی ہے حتیٰ کہ وہ
 تیز حرکت بھی نہیں کر سکتا اور چیف انہیں ہوش میں لے آنے کا بھی
 قائل نہیں ہے۔ یہ کارروائی تو اس نے اعلیٰ حکام کی وجہ سے کی ہے۔

تھی۔ اس نے بوتل اور جام میز پر رکھے اور خود بھی روزی کے ساتھ
 ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

"مجھے دو۔ میں ڈالتی ہوں"..... روزی نے کہا اور بوتل جوز کے
 ہاتھ سے لے کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور پھر جاموں میں شراب
 ڈال کر اس نے بوتل رکھی اور اس کا ڈھکن لگایا اور پھر ایک جام اٹھا
 کر اس نے جوز کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ"..... جوز نے کہا۔ روزی نے بھی جام اٹھایا اور پھر ان
 دونوں نے بڑے سناٹکش انداز میں دونوں جام ایک دوسرے سے
 نکرائے اور پھر دونوں نے ہی جام منہ سے لگائے۔

"اب بتاؤ کہ کیا ہوا ہے اور ماسٹر کیسے ہلاک ہوا ہے"۔ روزی
 نے شراب کا گھونٹ لے کر جام میز پر رکھتے ہوئے کہا تو جوز نے
 شروع سے لے کر آخر تک کی تمام تفصیل بتا دی۔ روزی خاموش
 بیٹھی سنتی رہی۔

"ان پاکیشیائی جہننوں میں عمران بھی شامل ہے ناں۔ یہی نام
 بتایا ہے تم نے"..... روزی نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا تم اسے جانتی ہو"..... جوز نے شراب کا
 دوسرا گھونٹ لے کر چوٹکتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام کون نہیں جانتا جوز۔ کیا تم نہیں جانتے"۔ روزی
 نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے تو یہ نام پہلی بار سنا ہے۔ تم کیسے جانتی ہو۔"

"کیوں۔ ہائی الرٹ کے باوجود وہ وہاں کیوں گئے ہیں۔ یہ تو اصول کے خلاف ہے۔"..... پرستل سیکرٹری نے کہا تو جونز نے جواب میں مختصر طور پر وجہ بتادی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو بلیو کلب میں یہ ساری کارروائی ان مہتمنوں نے کی ہے۔"..... پی اے نے چونک کر پوچھا۔

"ییس سر۔"..... جونز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم فون پر رہو۔ میں ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو رپورٹ دیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے براہ راست بات کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ییس سر۔"..... جونز نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور جونز نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"ییس۔ جونز بول رہا ہوں۔"..... جونز نے کہا۔

"ستارگ بول رہا ہوں جونز۔" دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور جونز چونک پڑا کیونکہ ستارگ اس مہتمن میں کام کرتا تھا جس مہتمن میں روزی کام کرتی تھی۔

"اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے۔"..... جونز نے کہا۔

"روزی تمہارے آفس میں ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ کیوں۔"..... جونز نے کہا۔

وہاں مارشل ایریے میں اس نے انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں سے اڑا دینا ہے بلکہ اڑا دیا ہوگا۔"..... جونز نے کہا۔

"جیسا تم کہہ رہے ہو کاش ایسا ہی ہو۔ لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اپنے حریف سے بات تو کرو۔" روزی نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ حریف اس وقت مارشل ایریے میں ہے۔ وہاں بات نہیں ہو سکتی۔ جب وہ واپس آئے گا تو مجھے خود ہی بتا دے گا۔" جونز نے کہا اور روزی نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ دونوں شراب پینے میں مصروف رہے لیکن ابھی جام خالی ہی ہوئے تھے کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جونز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ییس۔ جونز بول رہا ہوں۔"..... جونز نے قدرے تھکمانے لہجے میں کہا کیونکہ اب وہ بہر حال سیکشن چیف تھا۔

"پی اے ٹو ڈیفنس سیکرٹری بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے ڈیفنس سیکرٹری کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ییس سر۔ فرمائیے۔"..... جونز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"حیف نارسن کہاں ہے۔ ان کے آفس سے بتایا گیا ہے کہ وہ مارشل ایریے میں گئے ہیں لیکن مارشل ایریے میں ہائی الرٹ ہے۔ وہاں باہر کی کال ہی انڈ نہیں کی جا رہی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ مارشل ایریا میں ہی ہیں جناب۔"..... جونز نے کہا۔

"اسے فون دو۔ ایک ضروری بات کرنی ہے"..... ستارگ نے کہا تو جو نرنے رسیور روزی کی طرف بڑھا دیا۔
 "کون ہے"..... روزی نے چونک کر پوچھا کیونکہ لاؤڈر کا بٹن آن نہیں تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز اسے سنائی نہ دے رہی تھی۔

"ستارگ، ہے"..... جو نرنے جواب دیا۔

"ہیلو۔ روزی بول رہی ہوں"..... روزی نے کہا۔

"روزی فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ چیف نے ایمرجنسی میٹنگ کال کی ہے۔ جلدی آؤ"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ کیوں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"..... روزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے مارشل ایریے میں بے پناہ قتل و غارت کی ہے۔ نارسن ایجنسی کا چیف نارسن بھی ہلاک ہو چکا ہے اور مارشل ایریے کا جنرل فرینک بھی اور پاکیشیائی ایجنٹ ابھی تک وہاں موجود ہیں۔ جنرل فرینک کا اسسٹنٹ کرنل ڈیوڈ بھی شدید زخمی ہوا تھا۔ اس نے بڑی مشکل سے ٹرانسمیٹر پر چیف کو کال کر کے اطلاع دی ہے جس پر چیف نے ڈیفنس سیکرٹری کو اطلاع دی۔ ڈیفنس سیکرٹری نے چیف کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کیا جائے۔ چنانچہ چیف نے اپنے آدمی مارشل ایریے کے باہر بھجوا دیئے ہیں اور اب وہ اس بارے میں فوری لائحہ عمل

کرنا چاہتے ہیں۔ جلدی آؤ"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو روزی نے رسیور رکھ دیا۔
 "کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"..... جو نرنے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ میرا خدشہ درست ثابت ہوا ہے"..... روزی نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ستارگ کی بتائی ہوئی رپورٹ بتا دی تو جو نرنے کا چہرہ یکدم تاریک ہو گیا۔
 "اوہ۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ چیف مارا گیا۔ ویری ہیڈ..... جو نرنے کہا۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ عمران عفریت سے عفریت اور اب مجھے نظر آ رہا ہے کہ ہماری ایجنسی کی بھی باری آگئی ہے۔ بہر حال دیکھو کیا ہوتا ہے۔ میں جا رہی ہوں"..... روزی نے کہا اور اٹھ کر تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ جو نرنے کی طرح ساکت بیٹھے کا بیٹھا رہ گیا۔ نارسن کی موت کا سن کر اس کے ذہن میں واقعی دھماکے سے ہو رہے تھے۔

"کہاں لگایا ہے ہم..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تم پہلے اسے فائر کرو۔ بھربات ہوگی۔ جلدی کرو..... تنویر نے تیز لہجے میں کہا تو عمران نے ڈی چارجر کا بنن آن کیا تو زرد رنگ کا بل جل اٹھا۔ عمران نے دوسرا بنن پریس کیا تو سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور پھر بجھ گیا۔ تنویر جو ڈرائیونگ کرنے کے ساتھ ساتھ ڈی چارجر کو دیکھ رہا تھا، نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ اسی لمحے عقب میں کچھ فاصلے پر انتہائی خوفناک دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ دھماکے اس قدر خوفناک اور زور دار تھے کہ سڑک پر دوڑتی ہوئی ٹریفک بے اختیار ادھر ادھر دوڑنے لگی تھی لیکن ایبویلیس اسی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"چھاؤنی کا مین اسلحے کا ڈپو اڑ گیا ہے۔ اب وہاں ایک بھی فوجی نہیں بچے گا۔ ایک بھی نہیں..... تنویر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یہ بات کر کے بے حد لطف آ رہا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو..... عمران نے کہا۔

"خاموش رہو۔ ان لوگوں پر رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو یہ ہمیں کسی صورت بھی ملک سے باہر نہ جانے دیتے۔ میں نے وہ سنور تباہ کر دیا ہے جس میں فارمولا موجود تھا..... تنویر نے عمران کی بات کانتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

بڑی سی فوجی ایبویلیس سائرن بجاتی انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سائرن کی وجہ سے دور دور تک ٹریفک خود بخود سائیڈ پر ہوتی جا رہی تھی۔ اس بڑی سی فوجی ایبویلیس کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایبویلیس کے اندر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ البتہ صالحہ سڑنچر پر لیٹی ہوئی تھی اور جو لیا اس کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔ صالحہ خاصی زخمی تھی لیکن جو لیا نے زخموں پر ایبویلیس کے اندر موجود میڈیکل باکس سے بینزج نکال کر بینزج کر دی تھی۔ اس کام میں اس کی مدد کمپینن تشکیل دے کر تھی۔

"یہ لو ڈی چارجر اور تباہ کر دو مارشل ایریے کو۔ اب ہم کافی دور آ گئے ہیں..... اچانک تنویر نے جیب سے ایک ڈی چارجر نکال کر سائیڈ پر بیٹھے ہوئے عمران کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور تنویر اچھل کر دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ مشین گن اس نے ایک سائیڈ پر رکھی اور دروازہ بند کر کے اس نے ایمبولینس کو آگے بڑھا دیا۔ چند لمحوں بعد ایمبولینس اس عمارت کے کھلے ہوئے درے سے پھانک کے اندر جا کر ایک وسیع گیراج میں رک گئی۔

یہ لارڈ برٹن کا فارم ہے۔ میں نے یہاں موجود چاروں چوکیداروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ آؤ اب نیچے آ جاؤ۔ اب ہم وقتی طور پر محفوظ ہو چکے ہیں۔ تنویر نے کہا اور ایک بار پھر اچھل کر نیچے اتر گیا۔ پھر ایمبولینس کا عقبی دروازہ کھلا تو عمران اور اس کے ساتھی نیچے اترنے لگے۔ سب سے پہلے صالحہ کو اٹھا کر نیچے لے آیا گیا۔ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں تھی۔ عمران نیچے اتر کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوا جس میں فون بھی موجود تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر فون کا سہارا اٹھایا تو اس میں موجود فون سن کر اس کا ۔۔۔ ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ اس نے جلدی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”روجر کلب“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”روجر سے بات کر اؤ۔ میں مائیکل بول رہا ہوں۔ مائیکل بڑو۔ اس کا دوست“..... عمران نے اٹھ بیٹھ کر کہا۔

”ہولہ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ روجر بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی

”اب پھر تم کہاں جا رہے ہو“..... عمران نے کہا۔

”ہم دارالحکومت پہنچ کر ایمبولینس چھوڑ دیں گے۔ دارالحکومت آنے ہی والا ہے“..... تنویر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم نے آخر کیا کیا ہے۔ کچھ بتاؤ تو یہی“..... جو بیانے کہا۔ دھماکے البتہ مسلسل جاری تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کے عقب میں واقعی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

”اطمینان سے بتاؤں گا۔ بہر حال اتنا بتا دوں کہ مشن مکمل ہو گیا ہے۔ فارمولا ہمیں نہیں مل سکا تو اب ان کے بھی کسی کام نہیں آئے گا۔ تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایمبولینس کو سائیڈ پر سائمن بند کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایمبولینس کو سائیڈ پر جاتی ہوئی سڑک پر موڑ دیا اور ایمبولینس اب سائیڈ پر روڈ پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد یہ سڑک ایک کافی بڑی عمارت کے سامنے جا کر ختم ہو گئی تو تنویر نے ایمبولینس روک دی۔ دوسرے لمحے اس نے سیٹ کی سائیڈ پر رکھی ہوئی مشین گن اٹھائی اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

”تنویر پر خون سوار ہو گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہ جو کچھ کر رہا ہے اسے کرنے دو۔ اس وقت ہم ایک لحاظ سے چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔ جو بیانے کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ جھنجھلنے لگے۔ باقی ساتھی خاموش تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایمبولینس کا

انتظام کرنا کیونکہ ہماری تلاش وسیع پیمانے پر ہو گی۔..... عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں پرنس۔ روجر اپنا کردار بخوبی سمجھتا ہے۔ روجر نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے سارے ساتھی اس کمرے میں آچکے تھے جبکہ کیپٹن شکیل اور تنویر باہر رہ گئے تھے۔ صالحہ کو ایک صوفے پر لٹا دیا گیا تھا۔

”بے فکر رہو۔ اب ہم محفوظ ہیں۔..... عمران نے کہا تو جولیا اور صفدر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ سب کاروں میں سوار ہو کر اس فارم سے نکلے اور بجائے مین روڈ پر پہنچنے کے ایک اور سائیڈ روڈ سے ہوتے ہوئے عقبی طرف کو جا کر ایک اور سائیڈ سڑک پر پہنچ گئے اور پھر تین کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئی تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ایک وڈ فیکٹری کی سائیڈ سے ہو کر اس فیکٹری کے چھانکے کے سامنے جا کر رک گئیں۔ سب سے آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہماری ہنسم کے روجر نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو فیکٹری کا چھانک کھلا اور کاریں ایک بار پھر آگے بڑھ کر فیکٹری میں داخل ہو گئیں۔ فیکٹری اس وقت بند تھی اور سائیڈ روڈ سے نکل کر کاریں عقبی طرف پہنچ گئیں۔ یہاں ایک مسلح آدمی موجود تھا جس نے کاروں کے پہنچنے ہی ایک سائیڈ دیوار پر ہاتھ رکھ کر دیا تو عقبی طرف ایک کونے میں زمین کا ایک بڑا حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا

مردانہ آواز سنائی دی۔

”کیا فون محفوظ ہے روجر۔ میں پرنس مائیکل بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ ایک منٹ۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”یس پرنس۔ اب آپ کھل کر بات کیجئے۔..... چند لمحوں بعد روجر کی آواز سنائی دی۔

”روجر۔ میں اور میرے ساتھی اس وقت دارالحکومت سے مارشل ایریے کی طرف جانے والی مین روڈ کے چالیسویں سنگ میل کے قریب سائیڈ روڈ پر واقع لارڈ برٹن کے فارم میں چھپے ہوئے ہیں۔ ہم نے مارشل ایریے کی چھاؤنی کو تباہ کر دیا ہے اور ایک فوجی ایئربیس میں یہاں پہنچے ہیں۔ میں اور میرے ساتھی شدید زخمی ہیں۔ ابھی اس پورے ایریے کو فوج نے گھیر لینا ہے اس لئے تم فوری طور پر حرکت میں آجاؤ۔ ہمیں تم نے نہ صرف یہاں سے نکالنا ہے بلکہ کسی ایسے ہسپتال میں پہنچانا ہے جہاں ہم محفوظ بھی رہ سکیں اور ہمارا علاج بھی ہو سکے۔..... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ میں وہاں آ رہا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ تمام انتظامات ہو جائیں گے۔ میں وہاں تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لوں گا۔

بے فکر رہو۔..... روجر نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے کام کرو اور سنو۔ فول پروف

گیا۔ روہر نے کار آگے بڑھا دی اور پھر کار میں اس ڈھکن کے نیچے گہرائی میں جاتی ہوئی سڑک پر نیچے اترتی چلی گئیں۔ سڑک آگے جا کر ایک دیوار کے سامنے بند ہو گئی لیکن کاروں کے رکے ہی دیوار درمیان سے کھل گئی تھی۔

"آئیں پرنس۔ یہ سب سے محفوظ ہسپتال ہے۔..... روہر نے اس بار سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

بڑے سے ہال بنا کرے میں موجود مستطیل میز کے گرد اس وقت چار افراد بیٹھے ہوئے تھے جن میں سے ایک جو نز تھا۔ ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی اونچی پشت والی کرسی خالی تھی۔ وہ چاروں خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ ہال کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈیفنس سیکرٹری اندر داخل ہوئے تو وہ چاروں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھیں..... ادھیہ عمر ڈیفنس سیکرٹری نے کہا اور خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھے ہی جو نز سمیت چاروں افراد اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کیا رپورٹ ہے پاکیشیائی مہجنوں کے بارے میں؟" ڈیفنس سیکرٹری نے قدرے کرخٹ اور تلخ جیسے میں کہا۔

"وہ یقیناً نکل گئے ہیں حساب ورنہ اب تک ان کا کہیں نہ کہیں سے سراغ مل جاتا..... ایک ادھیہ عمر آدمی نے اٹھ کر جواب دیا۔

”بیٹھ کر جواب دیں۔ انھنے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر راشیم۔“
وہی آپ کو یہ بات کرنی نہیں چاہئے تھی۔ آپ ایک طاقتور مہجسی
کے چیف ہیں اور چھ زخمی افراد آپ سے ٹریس نہیں ہو سکے۔“ ڈیفنس
سیکرٹری نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”مجھے اطلاع بہت در سے ملی ہے جناب اور وہ لوگ سیکرٹ
ایجنٹ ہیں۔ یقیناً یہاں ان کے رابطے ہوں گے اور انہوں نے نکلنے کا
سارا پلان پہلے سے بنا رکھا ہو گا۔“ ادھیڑ عمر راشیم نے منہ بناتے
ہوئے جواب دیا۔

”آپ نے ہسپتال چیک کئے ہوں گے مسٹر رابنسن۔ آپ کی کیا
رپورٹ ہے۔“ ڈیفنس سیکرٹری نے ایک اور لمبے قد کے آدمی سے
مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ پورے ملک کے سرکاری، غیر سرکاری، سماجی تنظیموں
کے چھوٹے بڑے تمام ہسپتالوں کی انتہائی سختی سے چیکنگ کی گئی
ہے لیکن یہ لوگ کہیں دستیاب نہیں ہو سکے اور نہ یہ کسی ہسپتال
میں پہنچے ہیں۔“ رابنسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر ڈیوڈ۔ آپ کو تو فوری اطلاع دی گئی تھی اور آپ نے اپنی
مہجسی کے آدمی بھی فوری طور پر مارشل ایریے میں بھیجے تھے۔
پھر ڈیفنس سیکرٹری نے جو نز کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہماری جسم
کے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ اس مہجسی کا چیف تھا جس میں
روزی اور سٹارگ کام کرتے تھے۔“

”جناب۔ میری مہجسی کے آدمی جب وہاں پہنچے تو انہیں راستے
میں ایک فوجی ایمبولینس دارالحکومت کی طرف جاتی ہوئی ملی تھی
لیکن ایمبولینس کی وجہ سے اس کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ پھر جب ہم
بنے چھاؤنی میں داخل ہونے کی کوشش کی تو وہاں خوفناک دھماکے
شروع ہو گئے اور چھاؤنی مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔ ہمارے آٹھ آدمی
بھی اس تباہی کی زد میں آکر ہلاک ہو گئے۔ پھر ہم نے اس سارے
علاقے میں چیکنگ شروع کر دی۔ ہم نے خاص طور پر اس ایمبولینس
کو چیک کیا تو یہ جلا کہ یہ ایمبولینس کسی ہسپتال میں نہیں پہنچی
تھی جس پر ہمیں شک ہوا کہ دشمن ایجنٹ اس ایمبولینس کے ذریعے
فرار ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اپنی پوری توجہ اس ایمبولینس کی
تلاش پر مرکوز کر دی اور پھر یہ ایمبولینس ہمیں لارڈ برٹن کے فارم
میں کھڑی مل گئی۔ وہاں موجود چاروں چوکیداروں کو گولیاں مار کر
ہلاک کر دیا گیا تھا۔ ایمبولینس خالی تھی۔ ہم نے سی ایس ون کے
ذریعے چھان بین کی تو اس فارم میں اس ایمبولینس کے ٹائروں کے
نشانات کے اوپر تازہ ترین نشانات تین کاروں کے ٹائروں کے پائے
گئے۔ ہم نے سی ایس ون کے ذریعے کاروں کے ٹائروں کے نشانات
کو مانیٹر کرنا شروع کر دیا۔ مختصر یہ کہ یہ تینوں کاریں فارم سے نکل
کر ایک بند وڈ فیکری کے اندر عقبی طرف جا کر رکیں اور پھر وہیں
سے واپس مڑ گئیں اور پھر یہ تینوں کاریں سٹاربری روڈ کے قریب
دھنوں کے ایک گھنے جھنڈ میں خالی کھڑی ہوئی مل گئیں۔ جب

مزید چیکنگ کی گئی تو پتہ چلا کہ یہ تینوں کاریں مین مارکیٹ کی پارکنگ سے اکٹھی ہی اڑائی گئی ہیں اور پولیس انہیں تلاش کر رہی ہے۔ اس کے بعد نہ ان ہینجنوں کا اب تک کچھ پتہ چل سکا ہے اور نہ ہی ان کے بارے میں ہمارے پاس کوئی اطلاع ہے۔ محسوس ہی ہوتا ہے کہ یہ لوگ یہاں سے جا چکے ہیں..... ڈیوڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ آپ انہیں گنوا بیٹھے ہیں جبکہ انہوں نے مارشل ایریے کی پوری چھاؤنی تباہ کر دی ہے۔ اسلحہ کا بہت بڑا ڈپو پھنسنے سے وہاں ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ بے شمار فوجی اسلحہ تباہ ہوا ہے اور بے شمار فوجی سپاہی ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔ انتہائی ٹاپ سیکرٹ سائنسی فارمولوں اور ٹاپ سیکرٹ دوسرے کاغذات کا سنور مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے اور مجرم شدید زخمی بھی تھے لیکن اس کے باوجود آپ انہیں تلاش نہیں کر سکے۔ یہی آپ کی کارکردگی ہے..... ڈیفنس سیکرٹری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ بار بار مزید کہے مار رہے تھے۔ ان کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا لیکن سب خاموش اور سر جھکائے بیٹھے رہے۔

"مسٹر جونز۔ آپ اب نارسن ہینجنی کے چیف ہیں۔ آپ کی ہینجنی کا شروع سے ان لوگوں سے واسطہ رہا ہے لیکن آپ کی ہینجنی نے انتہائی ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ کی ہینجنی کے سیکشنوں کے سربراہ ان کے ہاتھوں ہلاک ہوتے رہے ہیں اور آخر

نارسن خود بھی ہلاک ہو گیا۔ فارمولا اور فوجی چھاؤنی بھی تباہ ہو گئی۔ یہ آپ کی کارکردگی ہے۔ کیوں نہ آپ کی ہینجنی مکمل طور پر ختم کر دی جائے اور آپ سب کا کورٹ مارشل کیا جائے..... ڈیفنس سیکرٹری اس بار جونز پر چڑھ دوڑا تھا۔ نارسن اور ماسٹر کی ہلاکت کے بعد اب جونز نارسن ہینجنی کا چیف بن گیا تھا اور اسی حیثیت سے وہ اس خصوصی میٹنگ میں شریک ہوا تھا۔

"سر آپ کی بات سو فیصد درست ہے۔ نارسن ہینجنی ان ہینجنوں کے مقابل مکمل طور پر ناکام رہی ہے لیکن اصل بات سربراہی کی ہے۔ پہلے جناب نارسن چیف تھے۔ ان کی پلاننگ اور احکامات پر کام ہوتا تھا۔ میں تو تیسرے نمبر پر تھا لیکن میں اب بھی مکمل اعتماد کے ساتھ چیلنج کرتا ہوں کہ آپ ہمیں فری ہینڈ دیں ہم ان ہینجنوں کو زمین کی ساتویں تہ سے بھی نکال لائیں گے چاہے یہ دنیا کے کسی کونے میں بھی کیوں نہ چھپ جائیں..... جونز نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ وری گڈ۔ مجھے ایسا ہی اعتماد چاہیے تھا۔ ٹھیک ہے۔ اب آپ کی ڈیوٹی لگائی جا رہی ہے۔ مجھے بہر حال کامیابی کی رپورٹ ملنی چاہیے اور آپ کو فری ہینڈ دیا جا رہا ہے..... ڈیفنس سیکرٹری نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ جناب۔ صرف ایک ڈیمانڈ پوری کر دیں کہ مسٹر ڈیوڈ کی ہینجنی میں میری منیگریٹ کام کرتی ہے جس کا نام روزی ہے۔ اسے

میری بہنسی میں ٹرانسفر کر دیں۔ وہ اور اس کا بھائی رقصین بڑے طویل عرصے تک پاکیشیائی بہنوں کے خلاف کرتے رہے ہیں اس لئے روزی کا تعاون میرے لئے انتہائی سودمند ثابت ہو گا۔ جوز نے کہا۔

”آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے مسٹر ڈیوڈ۔“ ڈیفنس سیکرٹری نے ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں جناب۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ان دشمن بہنوں کا خاتمہ ہو سکے۔“ ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”اوکے۔“ میننگ برخاست۔ روزی اب نارن بہنسی میں کام کرے گی اور اس کے علاوہ مسٹر جوز جس بہنسی سے بھی جس کو بھی اس مشن پر کام کرنے کے لئے کال کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہوگی۔“ ڈیفنس سیکرٹری نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”شکریہ جناب۔“ جوز نے جواب دیا۔

”مسٹر جوز۔ اب آپ کتنے دنوں میں کامیابی کی خبر سنائیں گے۔“ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

”جناب۔ صرف ایک ہفتہ۔“ جوز نے اسی طرح اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔“ ٹھیک ہے۔ میننگ برخاست کی جاتی ہے۔“ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی جوز سمیت چاروں افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ڈیفنس سیکرٹری کے جانے

کے بعد وہ چاروں بھی باہر آگئے اور پھر جوز سیکرٹری سے نکل کر سیدھا اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد روزی بھی وہاں پہنچ گئی۔

”یہ تم نے کیا کیا جوز کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف مشن لے لیا۔“ روزی نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ ہمارے لئے چیلنج ہے روزی۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر مجھے یقیناً اس سے بھی بڑا عہدہ مل جائے گا اور تم اپنے بھائی کا انتقام بھی لے سکو گی۔“ جوز نے کہا تو روزی بے اختیار مسکرا دی۔

”ہاں۔ میں واقعی اس عمران کے جسم کی ایک ایک بوٹی اپنے ہاتھوں سے علیحدہ کرنا چاہتی ہوں۔ کاش ایسا ہو سکے۔“ روزی نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔“ آرمیرے ساتھ۔ میں جہارے انتظار میں تھا۔“ جوز نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کہاں جانا ہے۔“ روزی نے چونک کر پوچھا۔

”ان لوگوں کا پتہ چلانا ہے جنہوں نے ان حالات میں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی مدد کی ہے۔ اگر وہ ہاتھ آجائیں تو پھر ان لوگوں کا کھوج آسانی سے نکالا جاسکتا ہے۔“ جوز نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیسے معلوم کرو گے۔“ روزی نے کہا۔

"ہاں"..... جوز نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے میز پر موجود فون کے رسیور کو جھک کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"اوہ۔ فون کو استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے رسیور پر اتنی گرو نہیں ہے جتنی فون پیس پر ہے۔ اس فون میں میموری بھی موجود ہے"..... جوز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کے مختلف نمبر اور دیگر اشاروں کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد فون کے اوپر والے حصے پر موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشنی ہو گئی اور اس پر ایک نمبر نظر آنے لگ گیا۔ جوز غور سے اس نمبر کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے انگوٹری کے نمبر پر پریس کر دیئے۔

"انگوٹری پلیز"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس سیکرٹسٹ سے بول رہا ہوں۔ سینٹر ڈائریکٹر"..... جوز نے بھاری آواز میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"..... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یقیناً مؤدبانہ ہو گیا۔

"ایک نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ کہ اس کا پتہ کیا ہے۔ درست طور پر چیک کرنا"..... جوز نے کہا۔

"یس سر۔ بتائیں سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور جوز نے فون کی میموری کا بتایا ہوا نمبر دوبارہ دیا۔

"ہمیں لارڈ برٹن کے فارم جانا ہو گا۔ یہ لوگ پہلے وہاں پہنچے ہیں۔ لازماً انہوں نے وہاں سے کسی سے رابطہ کیا ہو گا اور یقیناً اس کے لئے یا تو ٹرانسمیٹر کال کی گئی ہو گی یا فون استعمال کیا گیا ہو گا۔ بہر حال جو بھی ہے ہمیں وہاں سے بات آگے بڑھانی ہو گی"..... جوز نے کہا تو روزی نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد دو کاریں لارڈ برٹن کے فارم پر پہنچیں تو آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوز تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر روزی بیٹھی ہوئی تھی اور عقبی کار میں جوز کے چار مسلح آدمی تھے۔ جوز اور روزی کار سے نیچے اترے تو عقبی کار میں موجود چار افراد بھی نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے چھوٹا گیت کھلا اور ایک آدمی باہر آ گیا۔ اس نے جوز کو سلام کیا۔ یہ جوز کی پہچنسی ٹارسن کا بی آدمی تھا اور جوز نے اسے روزی کے آنے سے پہلے یہاں پہنچنے اور فارم کھلانے کا بندوبست کرنے کا حکم دے کر بھجوا دیا تھا۔

"کوئی اندر ہے جگہ"..... جوز نے پچانک سے باہر آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نوسر۔ طویل عرصے سے یہ فارم بند پڑا ہے"..... جگہ نے جواب دیا اور جوز سر ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ روزی اس کے پیچھے تھی۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے وہاں ایک ایک کمرے کو دیکھ ڈالا۔

"اس کمرے میں یقیناً یہ لوگ رہے ہیں۔ یہاں ایسے نشانات موجود ہیں جبکہ باقی کمروں میں گرد کی تہہ ہر چیز پر موجود ہے۔" روزی نے کہا۔

”روجر کلب“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”جو نزبول رہا ہوں۔ روجر سے بات ہو سکتی ہے۔“..... جو نز نے
 نرم لہجے میں کہا۔
 ”ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو۔ روجر بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز
 سنائی دی۔

”جو نزبول رہا ہوں روجر۔ میرے بارے میں تم شاید نہیں
 جانتے ہو گے۔ میں نے کناڈا سے یہاں آکر ایک چھوٹا سا کلب کھولا
 ہے۔ اس میں ایک ویٹر ہے جو پہلے جہازوں کے ہاں کام کرتا رہا ہے۔
 میں بھی وہی کام کرتا ہوں جو تم کرتے ہو۔ مجھے اس ویٹر نے تفصیل
 سے بتا دیا ہے۔ میں اس سلسلے میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ اگر تم
 ابھی وقت دے دو تو مہربانی ہوگی..... جو نز نے کہا۔
 ”کون سا کام مسٹر جو نز..... دوسری طرف سے حیرت بھرے
 لہجے میں کہا گیا۔

”مخبری کے نیٹ ورک کا کام۔ میں نے بھی یہاں یہی دھندہ
 شروع کیا ہے لیکن انتہائی محدود وسائل پر۔ میں چاہتا ہوں کہ اس
 سلسلے میں جہازی خدمات کا فائدہ اٹھاؤں۔ اس طرح تمہیں بھی
 ہماری معاونت پر کام ملتا رہے گا اور میرا دھندہ بھی چلتا رہے گا۔“ جو نز
 نے کہا۔

”کہاں ہے تمہارا کلب.....“ روجر نے پوچھا۔

”ایک منٹ ویجئے سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”احتیاط سے چیک کرنا۔ انتہائی اہم سٹیٹ ورک ہے۔“..... جو نز
 نے کہا۔
 ”ییس سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی
 طاری ہو گئی۔

”ہیلو سر..... چند لمحوں بعد آپریشن کی آواز سنائی دی۔
 ”ییس..... جو نز نے کہا۔
 ”یہ نمبر روجر کلب، فورٹین اے پرنس روڈ کا ہے جناب۔“
 دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”کیا تم نے اچھی طرح چیک کیا ہے..... جو نز نے کہا۔
 ”ییس سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”اوکے۔ اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اٹ از سٹیٹ
 سیکرٹ..... جو نز نے کہا۔

”نو سر۔ میں اپنی ذمہ داری سمجھتی ہوں سر..... دوسری طرف
 سے کہا گیا تو جو نز نے اوکے کہہ کر کریڈل دبا دیا۔
 ”روجر کے بارے میں اطلاعات موجود ہیں کہ وہ غیر ملکی ایجنٹوں
 کو ذیل کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں
 کو یہاں سے نکلنے کا کام اس روجر نے کیا ہے..... جو نز نے کہا اور
 اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل سے ہاتھ ہٹا کر روجر کلب کا نمبر
 پریس کرنا شروع کر دیا۔

استعمال کیا جاتا ہو لیکن انکو اتاری آپریٹری کنفرمیشن کے بعد اب کسی ڈائجنگ کی بات نہیں رہی..... جو نز نے کہا تو روزی نے اثبات میں سر ملادیا۔

"کیا روبر جہیں عمران کے بارے میں سب کچھ بتا دے گا۔ روزی نے کہا۔

"نہیں۔ لیکن میں اسے وہاں سے اغوا کر اؤں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ اس کے آفس میں خفیہ راستہ کہاں سے نکلتا ہے۔ جیگر اس راستے سے اندر آئے گا اور آفس میں ہم پہلے سے موجود ہوں گے اس نے کسی قسم کی مداخلت کا کوئی خدشہ نہیں رہے گا..... جو نز نے کہا۔

"دوبی گڈ۔ تم تو کسی طرح بھی اس عمران سے کم فین نہیں ہو..... روزی نے کہا تو جو نز بے اختیار مسکرا دیا۔ روبر کلب سے پہلے جو نز نے کار روکی تو اس کے عقب میں دوسری کار بھی رک گئی۔ جو نز کار سے اتر کر عقبی کار کی طرف بڑھا تو کیا میں موجود جیگر سمیت چاروں افراد بھی باہر نکل آئے۔ جو نز انہیں کافی دیر تک ہدایات دیتا رہا پھر مرکز اپنی کار کی طرف آگیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اور روزی دونوں روبر کے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ کاؤنٹر پر جو نز نے جیسے ہی اپنا نام بتایا اسے آفس پہنچا دیا گیا۔ شاید روبر نے پہلے ہی اس بارے میں ہدایات دے دی تھیں۔

"مسٹر جو نز۔ آپ کناڈین خُداد تو نہیں لگتے جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کناڈا سے یہاں آئے ہیں..... رسمی فقرات کی ادائیگی کے

"رابرٹ روڈر ڈیٹیکس کلب کے نام سے ابھی ایک سال پہلے کھولا ہے..... جو نز نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ کلب تو میں نے باہر سے دیکھا ہے۔ بہر حال آؤ میں منتظر ہوں جہاز..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ..... جو نز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا ضرورت تھی اس سے بات کرنے کی۔ وہ غیر ملکیوں کے لئے نام کرتا ہے تو وہ انتہائی ہوشیار اور محتاط آدمی ہو گا اور یقیناً اب ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ ڈیٹیکس کلب میں فون کر کے جہاز کے بارے میں کنفرم کرے گا..... روزی نے کہا۔

"یہی تو میں چاہتا ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں پہلے ہی نظامات کئے ہوئے ہیں۔ میں بغیر کسی گڑبڑ کے اس تک پہنچنا چاہتا ہوں..... جو نز نے کہا۔

"ٹھیک ہے..... روزی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد دو کاریں روبر کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔

"جہیں انکو اتاری فون کرنے کی ضرورت تو نہ تھی۔ اس نمبر پر فون کر لیتے تو پتہ چل جاتا..... روزی نے اچانک کہا تو جو نز بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم ابھی اس کام میں نئی ہو روزی سبھاں کام سیدھے انداز میں نہیں ہوا کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ روبر کلب کا نام ڈائجنگ کے لئے

سے واپس جیب میں ڈالا اور اٹھ کر روبر کے عقب میں واقع دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"بیرونی دروازہ بند کر دو روزی"..... جونز نے کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر دوسری طرف چلا گیا جیکہ روزی نے جلدی سے اٹھ کر آفس کا بیرونی دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ دوبارہ کھلا اور جونز واپس اندر آیا۔ اس کے پیچھے جیکہ اور اس کے دوست تھے۔

"چلو اسے اٹھا کر لے جاؤ پوائنٹ نو پر۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔" جونز نے کہا اور جیکہ اور اس کے ساتھیوں نے حکم کی تعمیل کر دی۔ "آؤ روزی"..... دس منٹ بعد جونز نے اٹھتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا لاک کھولا اور باہر آ گیا۔ روزی اس کے پیچھے تھی۔

"تمہارا باس کہہ رہا ہے کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے"..... جونز نے باہر موجود دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"..... دربان نے جواب دیا تو جونز اور روزی دونوں واپس ہال میں پہنچے اور پھر وہاں سے باہر نکل کر وہ پارکنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"اب اگر انہیں معلوم بھی ہو گیا تو وہ یہی سمجھیں گے کہ ہمارے جانے کے بعد روبر عقبی دروازے سے کہیں چلا گیا ہے"..... جونز نے کہا تو روزی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

بعد روبر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں انکریمین خداد ہوں لیکن طویل عرصے تک کناڈا میں رہا ہوں"..... جونز نے جواب دیا تو روبر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"ٹھیک ہے اب بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں"۔ روبر نے کہا۔ "اگر میں آپ کے نیٹ ورک کی خدمات حاصل کروں تو مجھے کیا دینا ہو گا اور کس طرح"..... جونز نے کہا تو روبر نے اسے تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔

"کیا آپ سب کے سامنے اس طرح بات کر لیتے ہیں حالانکہ میں تو اس کام کو انتہائی خفیہ رکھتا ہوں"..... جونز نے کہا تو روبر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کا فون ملنے کے بعد میں نے ڈیکس کلب سے آپ کے بارے میں کنفرمیشن کر لی ہے اس لئے مجھے معلوم ہے کہ آپ درست آدمی ہیں ورنہ تو آپ شاید مجھ تک پہنچ ہی نہ سکتے"..... روبر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بہت خوب۔ آپ واقعی بے حد ذہین آدمی ہیں"..... جونز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمحے کلنگ کی آواز کے ساتھ ہی سامنے بیٹھے ہوئے روبر کی ناک پر سفید رنگ کے دھوئیں کی بو جھاڑی پڑی اور اس کے ساتھ ہی روبر کا جسم یکٹ ڈھیل پڑتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ جونز نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چوٹی نال کے چھوٹے سے پشپل کو تیزی

ڈاکٹر رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا،

”ابھی ایک ہفتہ مزید لگ جائے گا“..... ڈاکٹر رچرڈ نے جواب

دیا۔

”ایک ہفتہ تو بہت ہے۔ ہمیں یہاں سے جلد از جلد واپس جانا

ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ ہمیں یہاں سے ایک دو روز بعد ہی چھٹی

مل جائے“..... عمران نے کہا۔

”ایک دو روز بعد آپ اس قابل تو ہو جائیں گے کہ آسانی سے

چل پھر سکیں لیکن ایک ہفتے بعد آپ پوری طرح ٹھیک اور فٹ ہو

جائیں گے“..... ڈاکٹر رچرڈ نے جواب دیا۔

”کیا میں یہاں سے فون کر سکتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ جی ہاں۔ یہ وائرلیس فون ہے اور ہر طرح سے محفوظ

ہے“..... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور روجر کلب

کے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیے۔

”روجر کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”روجر سے بات کراؤ میں پرنس مائیکل بول رہا ہوں“۔ عمران

نے کہا۔

”باس کہیں گئے ہوئے ہیں اور وہ کسی کو بتا کر بھی نہیں گئے۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کب گئے ہیں“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کے ذہن

عمران اپنے ساتھیوں سمیت وڈ فیکٹری کے نیچے انڈر گراؤنڈ
چھوئے سے ہسپتال میں موجود تھا۔ یہ ہسپتال صرف دو بڑے کمروں
اور ایک آپریشن تھیں۔ مشتمل تھا اور یہاں کا عملہ بھی مختصر تھا لیکن
اتہائی جاق و چوبند اور تجربہ کار تھا۔ روجر نے عمران کو بتایا تھا کہ یہ
ہسپتال ایک سینڈیکسٹ کے تحت ہے اور روجر نے اس سینڈیکسٹ
کے چیف کو بھاری معاوضہ ادا کر کے اس ہسپتال کی خدمات حاصل
کی ہیں۔ یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ عمران بھی یہاں کے حفاظتی
انتظامات دیکھ کر پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔ اس کا اور اس کے
ساتھیوں کا یہاں واقعی اتہائی اچھے پیمانے پر علاج ہو رہا تھا۔ اس
وقت عمران ڈاکٹر رچرڈ کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر رچرڈ یہاں کا
انچارج تھا۔

”ہمیں کتنے دنوں میں چھٹی مل سکتی ہے ڈاکٹر“..... عمران نے

میں نجانے کیوں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔

”ڈیٹکس کلب کا جو نواز اس کی ساتھی مس روزی ان سے ملنے آئے تھے۔ پھر وہ دونوں واپس چلے گئے تو باس سے رابطہ کیا گیا لیکن باس ان دونوں کے جانے کے بعد عقبی دروازے سے کسی کو بتائے بغیر کہیں چلے گئے ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”روجر کے نائب جیری سے بات کراؤ۔“ عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جیری بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”پرنس مائیکل بول رہا ہوں جیری۔“ روجر نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے ہمارے بارے میں تمہیں بریف کر دیا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں تم سے بات ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”یس پرنس مائیکل۔ حکم فرمائیں۔“ دوسری طرف سے جیری نے کہا۔

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم کہاں موجود ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”یس سر۔ آپ وڈ فیکٹری کے سیکرٹ ہسپتال میں ہیں لیکن اس کا علم صرف باس کو اور مجھے ہے اور کسی کو نہیں ہے۔“ جیری نے کہا۔

”کیا تمہارے پاس کوئی ایسی رہائش گاہ ہے جہاں ہم اس انداز

میں رہ سکیں کہ کسی کو علم نہ ہو سکے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں پرنس۔ میرا یہ کام نہیں ہے۔ یہ کام باس کا ہے وہ ابھی آ جائیں گے۔ آپ ان سے بات کر لینا۔“ جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا روجر پہلے بھی کسی کو بتائے بغیر عقبی راستے سے کہیں جاتا رہتا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ آج تک تو ایسا نہیں ہوا لیکن شاید کوئی ایسا ایر مینس کام پڑ گیا ہو کہ باس کو فوری جانا پڑ گیا ہو گا۔“ جیری نے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ جب تمہارے باس آجائیں تو اسے کہنا کہ مجھ سے بات کر لے۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب مجھے اجازت دیں ڈاکٹر۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے چند باتیں کرنی ہیں۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ اٹھا اور قدم بڑھاتا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران اس انداز میں چل رہا تھا جیسے وہ جان بوجھ کر تیز قدم نہیں اٹھانا چاہتا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔ وہ سب بیڈز کی بجائے ساتھ پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اب یہاں سے جانا چاہئے۔ میری چھٹی حس خطرے کا سائنر بجارہی ہے۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیوں۔ کیا ہوا ہے۔“ سب نے ہی تقریباً مل کر پوچھا تو عمران نے روجر کے بارے میں بتا دیا۔
”وہ آخر کام کرنے والا آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اپنے کسی کام گیا ہو۔“ لیانے کہا۔

”نہیں۔ عمران کے ذہن میں اگر خدشہ ابھرا ہے تو یہ خدشہ درست ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم جوہوں کی طرح بے بس ہو کر مارے جائیں۔“ تنویر نے فوراً ہی کہا۔

”لیکن یہاں اگر وہ لوگ داخل ہوں گے تو کیسے اور ہم یہاں سے نکلیں گے تو کیسے۔“ صفدر نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اچانک اس کا ذہن اس طرح گھومنے لگا جیسے اچانک جہن آں ہونے سے سیلنگ فین گھومنا شروع کر دیتا ہے۔ عمران کے کانوں میں اپنے ساتھیوں کی تیر آوازیں پڑیں اور اس نے اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی اور جب کچھ دیر بعد اس نے اپنے ذہن کو کنٹرول کر لیا تو اس نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ ہسپتال کے اس کمرے کی بجائے ایک اور بڑے ہال بنا کمرے میں راڈوں میں جکڑا ہوا ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس نے بے اختیار سر گھمایا تو اس کے سارے ساتھی بھی یہاں موجود تھے اور آخر میں روجر بھی ایسی ہی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کا پورا جسم کوڑوں کی ضربوں سے شدید زخمی اور خون

آلود ہو رہا تھا۔ اس کی گردن جس غیر فطری انداز میں ڈھکی ہوئی تھی اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے جبکہ عمران کے دوسرے ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آتے محسوس ہو رہے تھے۔ ایک قوی ہیکل آدمی ہاتھ میں ایک بوتل اٹھائے سب سے آخر میں موجود صاف کتے قریب کھڑا تھا۔ سلسلے کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

”ہم کس کی قید میں ہیں۔“ عمران نے اس قوی ہیکل آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا جواب مڑ رہا تھا۔

”باس جو نزکی قید میں۔“ اس قوی ہیکل نے سپاٹ لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی تھی۔ اس نوجوان کے ہاتھ میں مشین پشیل موجود تھا اور اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ نمایاں طور پر نظر آرہی تھی۔

”میرا نام جو نز ہے اور یہ میری منگیت روزی ہے۔ اس کا بھائی رقصین بلیک مہنسی میں رہا ہے اور اس کا تہارے ساتھ بے شمار بار نکر اڈ ہو چکا ہے حتیٰ کہ وہ خود تہارے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا اس لئے تہاری موت تو روزی کے ہاتھوں ہی ہو گی۔ البتہ تہارے ساتھیوں کی موت میرے ہاتھوں لکھ دی گئی ہے۔“ اس نوجوان نے کہا اور سلسلے موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ روزی بھی اس کے

ہی ہو گیا ہے۔..... جو زنے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے خود ہی لارڈ برٹن کے فارم کے فون کی میسوری سے روپر کلب کا نمبر معلوم کر کے روپر کو اس کے آفس کے عقبی دروازے سے اغوا کر کے یہاں لے آئے اور پھر روپر پر تشدد کر کے اس سے ہسپتال کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کرنے اور پھر ہسپتال میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے سے لے کر وہاں سے انہیں اٹھا کر یہاں لے آنے کی پوری تفصیل بتادی۔

”گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ذہین آدمی ہو۔ تمہیں واقعی ترقی کرنی چاہئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ تو ظاہر ہے اب ہو گی جب میں جہاری لاشیں ڈیفنس سیکرٹری کے سامنے رکھوں گا تو مجھے ترقی تو ملے گی ہی۔“ جو زنے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پشٹل ساتھ بٹھی ہوئی روزی کی طرف بڑھا دیا اور روزی مشین پشٹل لے کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر یکھٹ انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”ارے - ارے - اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ ایک منٹ رک جاؤ۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ آج بڑے عرصے بعد مجھے موقع ملا ہے تمہیں کی موت کا انتقام لینے کا۔۔۔۔۔ روزی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ایک منٹ روزی۔ پہلے مجھ سے بات کر لو۔“ اچانک صاف

ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی جبکہ وہ قوی ہیکل آدمی جس نے بوتل جیب میں ڈال لی تھی ان کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔

”مجھے یاد آ گیا ہے۔ ویسے بھی رحمتیں اور روزی دونوں میں مشابہت موجود ہے لیکن ریکارڈ درست رکھنے کے لئے بتا دوں کہ رحمتیں کو میں نے ہلاک نہیں کیا تھا۔ مجھ سے لڑتے ہوئے اس نے میرے داؤ کے جواب میں غلط داؤ لگا دیا تھا جس سے اس کی گردن خود بخود ٹوٹ گئی تھی۔“ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیا۔

”جو بھی ہے بہر حال اب جہاری موت روزی کے ہاتھوں ہو گی۔ ویسے مجھے معلوم ہے کہ تم اس قدر مطمئن کیوں ہو کیونکہ تم ایسی رازدار والی کرسیاں کھولنے کے ماہر ہو لیکن یہ کرسیاں وائرلیس آپرینڈ ہیں اور ان کو کھولنے اور بند کرنے کا آلہ میری جیب میں ہے اس لئے تم کسی طرح بھی انہیں نہ کھول سکو گے اور اسی لئے میں نے تمہیں اور جہارے ساتھیوں کو ہوش دلایا ہے ورنہ روزی کی تو صد تھی کہ جہیں وہیں ہسپتال میں ہی ہلاک کر دیا جائے۔“ جو زنے کہا۔

”جہارے تعلق کس - جنسی سے ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں مارسن - جنسی کا چیف ہوں۔ تم نے مارسن اور ماسٹر کو ہلاک کر دیا اس سے ان کے بعد اب میں چیف بن گیا ہوں اور میں نے ڈیفنس سیکرٹری سے وعدہ کیا ہے کہ میں ایک ہفتے میں جہاری لاشیں ان کے سامنے پیش کر دوں گا لیکن مجھے خوشی ہے کہ یہ کام آج

کی آواز سنائی دی اور روزی تیزی سے اس طرف کو مڑی جس طرف صالحہ بیٹھی ہوئی تھی کہ عمران کی ٹانگ ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھی اور واپس فرش پر آکر ٹک گئی۔

”رک جاؤ روزی۔ رک جاؤ“..... اچانک جو نے چیخ کر کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا ہوا“..... روزی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اس عمران نے ٹانگ اوپر اٹھا کر واپس رکھی ہے۔ ضرور کوئی چکر چل رہا ہے۔ ہمیں تصدیق کرنی چاہئے۔“ ٹوٹی تم جا کر اسے چیک کرو..... جو نے کہا تو اس کے عقب میں کھڑا ہوا قوی ہیکل آدمی تیزی سے عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ عمران کے سامنے کی طرف ہی جا رہا تھا۔ ظاہر ہے وہ عمران کی ٹانگ کو چیک کرنا چاہتا تھا لیکن جیسے ہی وہ عمران کے نزدیک پہنچا اچانک کھٹاک کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے ٹوٹی کا قوی ہیکل جسم فضا میں اڑتا ہوا عقب میں کھڑے ہوئے جو روزی سے نکل آیا اور وہ دونوں چیخے ہوئے کرسیوں پر گرے اور پھر کرسیوں سمیت پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرے جبکہ ٹوٹی نے قلابازی کھائی اور ان کے عقب میں جا کر سیدھا ہو کر اٹھنے لگا لیکن اسی لمحے عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے وہ مشین پشٹل اٹھالیا جو روزی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ ابھی وہ مشین پشٹل اٹھا کر سیدھا ہی ہوا تھا کہ ٹوٹی کسی عقاب کی طرح اڑتا ہوا اس سے

نکل آیا اور عمران اس اچانک ضرب سے اچھل کر دوبارہ پیچھے ہٹ کر اسی کرسی سے جا نکل آیا جس سے وہ اٹھا تھا جبکہ ٹوٹی اس کے اوپر گرا تھا لیکن عمران کے کرسی پر گر جانے کی وجہ سے ٹوٹی پلٹ کر سائیڈ پر جا گرا لیکن اسی لمحے عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پشٹل سے تیز فائرنگ ہوئی اور اٹھتا ہوا ٹوٹی جیتختا ہوا واپس گرا اور ساکت ہو گیا جبکہ اس دوران جو نے روزی دونوں تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ جیسے ہی عمران نے مڑ کر ٹوٹی پر فائر کیا جو نے نیچے اپنی پڑی ہوئی ایک کرسی اٹھا کر عمران کی طرف پھینکی لیکن عمران کا ہاتھ گھوما اور اس کے قریب آتی ہوئی کرسی ایک طرف جا گری اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر مشین پشٹل کی تڑتڑاہٹ سنائی دی اور جو نے جیتختا ہوا کسی لٹو کی طرح گھوم کر نیچے جا گرا جبکہ روزی بے اختیار مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بھاگ پڑی۔

”رک جاؤ روزی“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو روزی رک کر تیزی سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لئے۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا جبکہ جو نے بھی اس دوران اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ دوسرے بازو پر رکھا ہوا تھا کیونکہ عمران کی چلائی ہوئی گولیوں میں سے ایک گولی اس کے بازو پر لگی تھی باقی سائیڈ سے نکل گئی تھیں۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

”تم۔ تم۔ جادو گر ہو۔ میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔“ جو نے

نے رک رک کر کہا۔

”جادوگری تو تم نے دکھائی ہے جو نز کہ اتنی جلدی نہ صرف ہمیں
ٹریس کر لیا بلکہ ہمیں یہاں بھی لے آئے لیکن تم نے روجر کو ہلاک
کر کے ناقابل تلافی جرم کیا ہے اس لئے تمہاری سزا موت ہے۔“
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا اور جو نز تختہ
ہوا نیچے گرا اور بری طرح تھپنے لگ۔ جبکہ اس کے ساتھ ہی روزی بھی
اس طرح نیچے گر گئی جیسے ریت کا خالی ہوتا ہوا بورا گرتا ہے۔ وہ
شاید جو نز کو مرتے دیکھ کر خوف کی شدت سے بے ہوش ہو گئی
تھی۔ چند لمحوں بعد جب جو نز ساکت ہو گیا تو عمران آگے بڑھا اور اس
نے مردہ جو نز کی جیسوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ
ایک جیب میں سے ایک چھوٹا سا آلہ برآمد کر لینے میں کامیاب ہو
گیا۔ عمران آلہ لے کر مڑا اور اس نے باری باری اپنے سب
ساتھیوں کی کرسیوں کی طرف اس آلے کا رخ کر کے اس کا بٹن
پریس کیا تو کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کی کرسیوں
کے راڈز کھٹے چلے گئے۔

”تم اس روزی کا خیال رکھو میں باہر چینگ کر لوں۔“ عمران
نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی
کوٹھی تھی۔ اس کا ایک کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا جبکہ ایک
کمرے میں اسلحے کا سٹاک تھا۔ ویسے یہاں اور کوئی آدمی نہیں تھا۔
البتہ باہر گیراج میں ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ عمارت کسی

نو تعمیر کالونی کی لگتی تھی کیونکہ باقی عمارتیں کچھ فاصلے پر نظر آ رہی
تھیں۔ عمران آگے بڑھا اور پھر پھانک کھول کر وہ باہر نکل آیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ واپس اندر آیا تو وہ معلوم کر چکا تھا کہ یہ لارڈ جارج
نامی کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بی ہلاک ہے۔ پھر وہ تیز قدم اٹھاتا
اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے لیکن
جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے
روجر کو ہوش میں دیکھا تھا۔ اس کی کرسی کے راڈز بھی غائب ہو چکے
تھے اور وہ فرش پر لیٹا ہوا کراہ رہا تھا اور اس پر کیپٹن شکیل جھکا ہوا
تھا۔ پھر کیپٹن شکیل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میرا تو خیال تھا کہ یہ ہلاک ہو چکا ہے۔“ عمران نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے ویسے ہی اسے جیک کیا تھا۔ یہ زندہ تھا۔ میں نے اس
کے راڈز کھولے اسے فرش پر لٹایا اور پھر اس کے دل کی ماش کی تو یہ
ہوش میں آگیا۔“ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔

”چلو اچھا ہوا ورنہ مجھے اس کی موت پر ہمیشہ افسوس رہتا کیونکہ
اس کی موت کا سبب ہم لوگ ہی بنتے تھے۔“ عمران نے کہا۔

”اس روزی کا کیا کرنا ہے۔“ جو لیا نے تیز لہجے میں کہا۔
”ارے لڑکیوں کا معاملہ تم خود جانو۔ اماں بی کا حکم ہے کہ میں
لڑکیوں کے معاملات میں دلچسپی نہ لیا کروں ورنہ میرا یہ بھولا بھالا

سے تو نکل ہی آئے ہیں اب ہم فوری طور پر ملک سے نکلنا چاہتے ہیں تاکہ معاملات فاسل ہو جائیں۔..... عمران نے کہا۔

"یہاں فون ہوگا۔..... روجر نے کہا۔

"ہاں۔ صفر تم روجر کو ساتھ لے کر بیرونی کمرے میں جاؤ۔ وہاں فون موجود ہے۔..... عمران نے کہا تو صفر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر اس نے روجر کا بازو پکڑ کر اسے اٹھایا اور اسے ساتھ لے کر باہر نکل گیا۔

"اب تم بتاؤ کہ کیا تم واقعی جادوگر ہو؟..... صفر اور روجر کے باہر جاتے ہی جویانے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ ہوائی دشمنوں نے میرا مطلب ہے کہ تنویر نے اڑائی ہوگی کہ مجھے جادوگر قرار دے کر واجب القتل قرار دے دیا جائے۔..... عمران نے کہا۔

"تو پھر تم نے کیسے اچانک کرسی کے راڈ غائب کر دیئے جبکہ یہ وارنریس آپریشن تھے۔..... جویانے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ حماقت اسی جوڑ سے ہوئی کہ اس نے مجھے بتا دیا کہ یہ وارنریس آپریشن ہیں۔ میری کرسی چونکہ سب سے پہلے تھی اس لئے مجھے معلوم تھا کہ اس کرسی کی دبوڑ کا سرکٹ سامنے موجود لوہے کی کسی چیز کے ساتھ مل کر پورا ہوتا ہوگا۔ سامنے وہ کرسیاں تھیں۔ ان کے عقب میں دیوار پر فولادی بڑی سی پلیٹ اسی وجہ سے لگائی گئی ہوگی۔ ویسے میں نے ٹانگ اوپر اٹھا کر اس کا اندازہ بھی کر لیا تھا کیونکہ جیسے

خوبصورت اور معصوم چہرہ بگڑ جائے گا۔..... عمران نے کہا تو جویانہ سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اس نے تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اگر اچانک صالحہ نہ بول پڑتی تو یقیناً یہ فائر کھول دیتی اس لئے اس کی سزا موت ہے۔" جویانے نیچت تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پشل کا رخ روزی کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ روزی کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ روزی ختم ہو چکی تھی۔

"م۔ میں کہاں ہوں۔..... اسی لمحے روجر کی آواز سنائی دی۔

"اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھا دو اور باہر جا کر چیک کرو۔ یقیناً یہاں کہیں نہ کہیں میڈیکل باکس ہوگا۔..... عمران نے کہا تو صفر اور کیپٹن شکیل نے مل کر روجر کو اٹھایا اور اسے کرسی پر بٹھا دیا جبکہ تنویر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد نہ صرف روجر کے جسم کی بیڈیج ہو چکی تھی بلکہ عمران نے اسے ساری تفصیل بھی بتا دی تھی۔

"میں شرمندہ ہوں پرنس۔ اس جوڑ نے واقعی مجھے چکر دے دیا تھا حالانکہ میں نے کنفریشن بھی کی تھی لیکن شاید یہ معاملات کو پہلے ہی ایڈجسٹ کر چکا تھا۔..... روجر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ جہادی زندگی بچ گئی ہے ہمارے لئے یہ بہت ہے ورنہ مجھے ساری عمر قہاری موت پر افسوس رہتا۔ بہر حال اب ہم ہسپتال

کہا۔

”نہیں۔ اس کا بھی انتظام ہو چکا ہے۔ جبری آجائے تو ہم آپ کو یہاں سے ایک خفیہ رہائش گاہ پر شفٹ کر دیں گے۔ وہاں آپ نئے میک اپ بھی کر لیں گے، لباس بھی تبدیل کر لیں گے اور آپ کے کاغذات بھی رات تک نئے روپ میں تیار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کسی قسم کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہے گا“..... روجر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ان تینوں کی لاشیں بھی یہاں سے ساتھ لے جانا تاکہ فوری طور پر ان کی ہلاکت کے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکے اور ہم اطمینان سے یہاں سے نکل جائیں“..... عمران نے کہا تو روجر نے اشتباہ میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ سب ایک اور کالونی کی کوٹھی میں شفٹ ہو چکے تھے جہاں انہیں ہر قسم کا سامان مہیا کر دیا گیا تھا۔ روجر اور اس کے ساتھی انہیں وہاں پہنچا کر واپس جا چکے تھے اور اب عمران اور اس کے ساتھی وہاں اکیلے تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کس بات کا“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”دہی ڈیگوشیا جہیزے کے بارے میں۔ اس کا وجود بہر حال مسلم ممالک کے لئے نقصان دہ ہے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”مسلم ممالک کو تو علم ہی نہیں ہے کہ یہ اسرائیل کا پراجیکٹ

ہی نے پیرا اوپر اٹھایا میں نے راڈز میں ہلکی سی لرزش محسوس کر لی تھی لیکن ظاہر ہے صرف میری ٹانگ سے پورا سرکٹ تو بریک نہیں ہو سکتا تھا لیکن حماقت اس ٹوٹی سے ہوئی۔ وہ سیدھا میری طرف آیا اور اس کا جسم جیسے ہی میرے سامنے آیا۔ یہ سرکٹ بریک ہو گا۔ البتہ انہیں آپرٹ میں نے اس انداز میں کر لیا کہ دونوں بازوؤں کو اوپر کی طرف جھٹکا دیا تو راڈز کھل گئے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ہمارے راڈز کیوں نہیں کھلے“..... جولیانے کہا۔

”اس لئے کہ ٹوٹی کے پٹے ہی سرکٹ دوبارہ مکمل ہو گیا اور سرکٹ ٹوٹنے سے راڈز خود بخود آپرٹ نہیں ہو جاتے۔ انہیں بہر حال جھٹکے سے آپرٹ کرنا پڑتا ہے۔ پہلے یہ کام نہ تم نے کیا ہے اور نہ تمہیں معلوم تھا“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ فارمولا تو ہمیں مل سکا لیکن اسرائیل ڈیگوشیا جہیزے پر اس فارمولے پر کام کر رہا ہے تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے“..... کیپٹن شکیل نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا تو صفدر اور روجر دونوں اندر داخل ہوئے۔

”میں نے جیری سے بات کر لی ہے۔ آج رات آپ سب سمندر کے راستے یہاں سے بحفاظت نکل جائیں گے“..... روجر نے کہا۔

”لیکن رات تک کیا ہم یہیں رہیں گے“..... تنویر نے چونک کر

میں کی تھی کہ سب کچھ تباہ ہو جائے۔ تم واقعی میرے صحیح رقیب ہو۔ کیوں جو یوں..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر اور صالحہ نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے ورنہ تم سمیت ہم سب تو تیز حرکت کرنے سے بھی معذور ہو چکے تھے۔ یہ مشن ان دونوں کا ہے..... جو یوں نے تیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو چیک کے لئے تجھے یہ مشن واقعی کمس کرنا پڑے گا۔ فارمولے کی ایک کاپی ڈیگوشیا جزیرے پر ڈاکٹر ویس کے پاس موجود ہے اور ہمیں بہر حال کافغانستان کے سناڑ میڈیکوں کے تحلے سے دفاع کے لئے لارچ ویو سسٹم کا فارمولا چاہئے..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کے ساتھ ہی ہم اسرائیل کا لارچ ویو سسٹم بھی تباہ کر دیں گے۔ ویری گڈ۔ دونوں کام ہو جائیں گے..... جو یوں نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن چیک تو ایک ہی ملے گا جبکہ دو ملنے چاہئیں۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ایک چیک نہ ملنے سے تم مر نہیں جاؤ گے..... جو یوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تو جہارے بغیر نہیں مر سکتا۔ لیکن وہ آفا سلیمان پاشا۔ وہ ظالم سماج کا بالکل اسی طرح صحیح نمائندہ ہے جس طرح تنویر رقابت

ہے۔ وہ تو اسے ایکریمین پراجیکٹ ہی سمجھتے رہیں گے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"انہیں نہیں معلوم لیکن ہمیں تو معلوم ہے۔ جو یوں نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس بارے میں کرنل فریدی کو آگاہ کر دیا جائے۔ وہ خود ہی اس کے خلاف کام کرے گا..... تنویر نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم واقعی میرے صحیح رقیب ہو۔ ایک چھوٹا سا چیک ملنے کا سکوپ بھی ختم کرنا چاہتے ہو..... عمران نے چونک کر اور تیز لہجے میں کہا۔

"مطلب ہے کہ تم خود کام کر دو گے۔ ٹھیک ہے۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں..... جو یوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا انحصار جہارے چیف پر ہے۔ اگر چیف نے دوسرا چیک دینے کا اقرار کیا تو ٹھیک ورنہ مرشد کرنل فریدی جانے اور اس کی اسلامی سیکورٹی کو نسل..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم دوسرے کی بات کر رہے ہو جبکہ میرا خیال ہے کہ تمہیں پہلا چیک بھی نہیں ملے گا..... تنویر نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ پھر وہی رقابت..... عمران نے ایک بار پھر بو کھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ اصول کی بات ہے۔ یہ مشن کب فائیل ہوا ہے۔ فارمولا تو ملا ہی نہیں ہے چیک کس بات کا..... تنویر نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تو اسی لئے تم نے ساری کارروائی اس انداز

کا..... عمران نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

لارج ویو پراجیکٹ

مصنف مظہر کلیم اللہ

لارج ویو پراجیکٹ جس کی حفاظت کے لئے انکریٹیا اور اسرائیل نے مل کر اپنی پوری ذہانت استعمال کر دی تھی اور جسے برلن طے سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا گیا تھا۔
جزیرہ ڈیگوشیا جہاں لارج ویو پراجیکٹ کی تنصیب کی جا رہی تھی اور جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے قدم قدم پر موت کے پھندے لگا دیئے گئے تھے۔
جزیرہ ڈیگوشیا جہاں پہنچتے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہر طرف سے یقینی موت نے گھیر لیا۔ پھر.....؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے۔ یا دیک ایجنسی نے انہیں یقینی شکست سے دوچار کر دیا۔

انتہائی حیرت انگیز اور ناقابلِ شکست حفاظت اقدامات کیا پراجیکٹ کو بچا سکے۔ یا؟
انتہائی تیز رفتار ایکشن بے پناہ سپنس

اور موت کے جھوم میں لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات

انتہائی منفرد اور یادگار کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عزیز سیریز

لاریج دیو پرانجیکٹ

مفتاحہ کلیم
لیکھ



عمیق سیریز

لارنج ویو پراجیکٹ

منظہر کلیم ایم اے

پاک گیٹ
مُلٹاٹے

یوسف برادرز

چند باتیں

اس ناول کے تمام نام نہ کام کر دار واقعات اور پیش کردہ پوچھنا نقلی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزدی یا کالی مطابقت محض اتفاقہ ہو گی جس کے لئے جہازنا مصنف پر نثر نقلی ذمہ دار نہیں ہو گئے۔

یہ کتاب

ناشران ----- اشرف قریشی

----- یوسف قریشی

ترجمین ----- محمد بلال قریشی

طابع ----- پرنٹ یا رڈ پرنٹرز لاہور

قیمت ----- 55/- روپے



محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "لارج ویو پراجیکٹ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران جس فارمولے کے لئے نار سن مہجھنی سے نکرانے تھے وہ فارمولہ ابھی اس پراجیکٹ میں موجود تھا اور یہ پراجیکٹ جبہ بقاہر اکیڑین سین ظاہر کیا گیا تھا دراصل اسرائیلی پراجیکٹ تھا اور یہودیوں کا تو زندگی کا مقصد ہی مسلم دشمنی ہے اور پاکیشیا کو وہ ہمیشہ سے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس پراجیکٹ سے ان کا اولین مقصد پاکیشیا کی تباہی تھا اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس پراجیکٹ کا علم ہو گیا تو وہ دیوانہ وار اس کی تباہی کے لئے کام کرے گی۔ یہی وجہ تھی کہ اس پراجیکٹ کی نہ صرف حفاظت اکیڑین سین کی سب سے ناپ سیکرٹ سروس مہجھنی کو دی گئی بلکہ اس کے حفاظتی اقدامات اس انداز میں کئے گئے تھے کہ واقعی اسے ہر لحاظ سے ناقابل تغیر بنا دیا گیا تھا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ اس پراجیکٹ کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی پہلی بار احساس ہوا کہ نکرانہ کیا ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے اور ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب

بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔

لاہور سے عطار الرحمان مار تھ لکھتے ہیں۔ تقریباً دو سال قبل آپ کے ناول پڑھنا شروع کئے اور اب تک ناولوں کی ڈبل سنچری مکمل کر چکا ہوں۔ آپ کے ناولوں میں موجود معیاری مزاح اور مثبت جدوجہد نے آپ کے ناولوں کو بے حد دلچسپ بنا دیا ہے۔ مجھے ایک بار معلوم ہوا کہ آپ کے ناول دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اسی طرح شوق سے پڑھے جاتے ہیں تو یقیناً کیجئے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ آپ کی روحانی سیریز بھی بے حد شاندار جاری ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ آپ خیر و شریر مبنی ناول جلد جلد لکھا کریں کیونکہ ان کی تعداد کافی کم ہے۔ آپ کے ناولوں میں محاورے نہ صرف استعمال کئے جاتے ہیں بلکہ ان کی وضاحت بھی کر دی جاتی ہے لیکن ایک بات کی مجھے سمجھ نہیں آئی کہ آپ اکثر لکھتے ہیں کہ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں یا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی ہوئی کانوں تک پہنچ گئیں۔ کیا یہ صرف محاورہ ہے یا واقعی حیرت کی شدت سے آنکھیں کانوں تک پہنچ سکتی ہیں۔ ویسے میں نے اپنے طور پر کافی کوشش کی ہے لیکن میری آنکھوں کانوں تک تو کیا اپنی اصل حد میں بھی نہیں پھیل سکیں۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے۔

محترم عطار الرحمان مار تھ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے محاوروں کے سلسلے میں جس بات کی

وضاحت طلب کی ہے وہ واقعی دلچسپ ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے طور پر عملی کوشش تو کر کے دیکھ لی ہے لیکن چونکہ یہ کوشش آپ کی دانستہ تھی اس میں حیرت کا عنصر شامل نہ تھا اس لئے آپ کو ناکامی ہوئی کیونکہ آنکھوں کا پھیلنا حیرت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ویسے یہ ایک محاورہ بھی ہے اور حقیقت بھی۔ کیونکہ آنکھوں کا پھیلنا اور کانوں تک پہنچنا دونوں حیرت کی شدت ناپنے کا پیمانہ ہیں اور حقیقت میں حیرت کی وجہ سے آنکھیں پھیل جاتی ہیں۔ اس کا تجربہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ کسی کو حیرت کی کیفیت میں دیکھیں تو اس وقت غور کریں کہ کیا آنکھیں پھیلی ہیں یا نہیں اور اگر پھیلی ہیں تو کس حد تک۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

غچینگ موڑ ضلع قصور سے نواز انجم لکھتے ہیں۔ "کافی عرصہ سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ آپ کا انداز تحریر واقعی انتہائی خوبصورت اور دلکش ہوتا ہے۔ آپ کے ناول "ہائی وکٹری" کی ایک پوٹیشن میں پاکیشیائی زبان کو مشین میں فیڈ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس مشین میں پاکیشیائی قومی ترانہ فیڈ کر دیا جاتا ہے اور اس طرح اس مشین سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیا جاتا ہے لیکن محترم۔ ہمارا قومی ترانہ تو فارسی زبان میں ہے جبکہ عمران اور اس کے ساتھی تو اردو میں باتیں کر رہے تھے۔ پھر وہ کیسے ٹریس ہو گئے۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے۔"

محترم نواز انجم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے قومی ترانہ فارسی میں ہونے کے بارے میں جو بات لکھی ہے وہ واقعی انتہائی دلچسپ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ قومی ترانہ فارسی زبان میں ہے حالانکہ یہ فارسی زبان میں نہیں ہے بلکہ اردو میں ہی ہے البتہ الفاظ فارسی زبان کے استعمال ہوئے ہیں اور اتنی بات تو آپ بھی جانتے ہیں کہ اردو میں تمام زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ ان میں عربی اور فارسی کے الفاظ کی کثرت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہندی، گورکھی، انگریزی، اور مقامی زبانوں حتیٰ کہ ترکی زبان کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ لفظ اردو بذات خود ترکی زبان کا لفظ ہے اس لئے فارسی الفاظ کا استعمال تو اردو میں بے حد عام ہے اور شاعری میں تو یہ الفاظ زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ آپ قومی ترانہ کے ان الفاظ کو غور سے پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس میں موجود تمام الفاظ اردو زبان میں عام استعمال ہوتے ہیں۔ امید ہے اب آپ کی ہنسن تو دور ہو گئی ہوگی لیکن ایک بات البتہ جواب طلب رہ گئی ہے کہ آپ نے کیسے یہ فرض کر لیا کہ پاکیشیا کا قومی ترانہ وہی ہے جو پاکستان کا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ خط میں ضرور اس کی وضاحت کریں گے۔

سوپاؤہ ضلع جہلم سے رحیم اللہ لکھتے ہیں۔ "میں گذشتہ گیارہ سالوں سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ آپ کے ناول "ساگان مشن" میں ایک جگہ ایک آدمی کا حلیہ درج ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ اس

نے سریر ٹوپی پہنی ہوئی تھی اور وہ سر سے گنجا تھا۔ آپ وضاحت کریں کہ ٹوپی پہننے کے باوجود وہ گنجا کیسے نظر آ سکتا تھا۔"

محترم رحیم اللہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ اس سچو نیشن کو دوبارہ پڑھیں تو آپ کو خود ہی اس کی وضاحت سمجھ میں آجائے گی۔ ناول میں جو حلیہ لکھا گیا ہے اس میں درج ہے کہ اس نے سریر ٹوپی اس طرح پہنی ہوئی تھی جیسے گھڑے کے منہ پر اس کا ڈھنکار لکھا جاتا ہے اس سے آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس ٹوپی کے باوجود اس کا گنجا سر نظر آ رہا تھا۔ ویسے کوئی بھی ٹوپی ہو وہ بہر حال بالوں تک نہیں ہوتی۔ سریر ہی ہوتی ہے اور سائڈوں پر موجود بالوں کی پوزیشن دیکھ کر آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ٹوپی کے نیچے سر کی کیسا تپتے ہیں اور پھر یہ مخصوص ٹوپی تو سر کے اوپر والے حصے پر صرف لگی ہوئی تھی۔ یہ ساری باتیں ذہن میں رکھ کر جب آپ دوبارہ اس حلیے کو پڑھیں گے تو یقیناً آپ کی ہنسن خود بخود دور ہو جائے گی اور اس لئے ٹوپی کی خاص ماہیت کی تفصیل خصوصی طور پر لکھی گئی تھی ورنہ تو صرف یہ بھی لکھا جاسکتا تھا کہ اس کے سریر ٹوپی تھی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لیہ سے عاطف اقبال لکھتے ہیں۔ "ہم گذشتہ پانچ سالوں سے آپ کے ناولوں کے خاموش قاری ہیں اور ہر ناول پڑھنے سے پہلے ہمارا خیال ہوتا ہے کہ اس ناول میں عمران کی شادی ضرور ہو جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ آپ کے ناول "پرنس آف ڈھب" میں عمران کی

شادی کا سلسلہ آگے بڑھا تھا لیکن آخری لمحات میں دلہن اغوا کر لی گئی۔
اس کے بعد اب تک ایسا موقع نہیں آیا۔ اس لئے ہماری درخواست
ہے کہ اب آپ عمران کی شادی کروا ہی دیں۔ امید ہے آپ ضرور
جواب دیں گے۔

محترم عاطف اقبال صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے
حد شکر یہ۔ جہاں تک عمران کی شادی کا تعلق ہے تو آپ نے خود ہی
لکھا ہے ایک بار جب شادی ہونے لگی تو دلہن آخری لمحے میں اغوا ہو
گئی۔ اس کے باوجود آپ عمران سے توقع رکھ رہے ہیں کہ وہ شادی
کرے گا۔ کہا جاتا ہے کہ عقلمند کے لئے ایک ہی تجربہ کافی ہوتا ہے۔
امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔
اب اجازت دیجئے

والسلام
مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار جولیا کے فلیٹ کے نیچے پارکنگ میں روکی اور پھر
نیچے اتر کر وہ تیز قدم اٹھاتا سیدھوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس
کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ جولیا کا فلیٹ دوسری منزل پر
تھا اس لئے دوسری منزل پر پہنچتے ہی وہ سیدھا جولیا کے فلیٹ کے
دروازے پر پہنچ کر ہی رکا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

”کون ہے.....“ ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔
”علی عمران.....“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو چند
لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ جولیا دروازے پر موجود تھی۔ اس نے
ایک نظر عمران کو دیکھا اور پھر سائیڈ پر ہٹ گئی۔ عمران بغیر کچھ کہے
اندر داخل ہوا اور سیدھا سنٹنگ روم میں جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس
کے چہرے پر ہتھیلی سنجیدگی تھی۔

”کیا ہوا تمہیں۔ اس قدر سنجیدہ کیوں ہو.....“ جولیا نے دروازہ

اب بتاؤ ناں۔ جو لیا کے منہ سے انتہائی گھبراہٹ میں
فقرے نکلنے لگے۔

”وہ صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل، صالحہ۔ اب کیا بتاؤں۔ بس میری
تو ہمت ہی نہیں پڑی۔“ عمران نے کہا تو دوسرا بے اختیار اچھل
پڑی۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

”صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو کیا ہوا ہے۔“ جو لیا نے
ایک لحاظ سے چیتے ہوئے کہا۔

”اب کیا بتاؤ۔ صدیقی، نعمانی، چوہان اور خاور۔ کون کون سے
نام لوں۔ بس کچھ نہ پوچھو۔“ عمران نے کہا تو جو لیا بے اختیار
بذیائی انداز میں جھٹکنے لگی۔ اس کی حالت واقعی لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا
رہی تھی۔

”ارے۔ میں نے کہا انہیں فون کرو ورنہ میں کہاں ان کے
فلپوں پر مارا مارا پھرتا رہوں گا۔“ عمران نے جلدی سے کہا تو جو لیا
نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔ اس کا سرسوں کے
پھول سے زیادہ زرد پڑتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا تھا۔

”تم۔ تم۔ احمق۔ نافرمان۔ کس انداز میں بات کرتے ہو۔
میری روح فنا کر دی تھی تم نے۔“ جو لیا نے ٹھٹکت بھاڑ کھانے
والے لہجے میں کہا۔ اسے حقیقتاً عمران پر بے پناہ غصہ آ گیا تھا۔

”اب تمہیں کیسے سمجھاؤں۔ کیا بتاؤں۔“ عمران نے کہا۔
”آخر ہوا کیا ہے۔ منہ سے پھوٹو گے یا نہیں۔ جلدی بتاؤ ورنہ اب

بند کر کے واپس آتے ہوئے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”غضب ہو گیا جو لیا۔ بس کچھ نہ پوچھو۔ جی چاہتا ہے کہ۔ بس کیا
بتاؤں۔“ عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر
بات کرتے کرتے رک گیا۔

”کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے۔“ یا اللہ تو
مہربان ہے۔ جو لیا واقعی عمران کی سنجیدگی اور لہجے سے بے حد
پریشان ہو گئی تھی۔

”بس کچھ نہ پوچھو۔ میری ہمت ہی نہیں پڑی بات کرنے کی۔“
عمران کا ہجڑ مزید سنجیدہ ہو گیا تھا۔

”اوہ۔ کیا چیف کو تو کچھ نہیں ہو گیا۔ جلدی بتاؤ ورنہ میا دُل
دوب جائے گا۔“ جو لیا واقعی انتہائی بری طرح گھبرا گئی تھی۔

”چیف کو کیا ہونا ہے۔ وہ تو انسان ہی نہیں ہے۔“ عمران
نے کہا۔

”تو پھر کیا ہوا ہے۔ کیا اطلاع دینی ہے۔ پھر کیا ہوا ہے۔ بتاؤ
پلیز۔“ جو لیا نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”ایک منٹ۔ مجھے ہمت تو جمع کر لینے دو۔ میری واقعی ہمت
نہیں پڑی۔ بس یوں سمجھو جیسے اس کا تصور ذہن میں آتے ہی زبان
ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو جو لیا نے
بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپایا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہوا ہے۔ اوہ کیا ہوا ہے۔ جو بھی ہوا

”بس یوں ہی سمجھ لو..... عمران نے کہا تو جو یا بے اختیار اچھل پڑی۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے..... جو یا نے پھٹ پڑنے والے ججے میں کہا۔

”جیف کا حکم ہے کہ اور تم جانتی ہو کہ جیف کا حکم اہل ہوتا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر جیف نے واقعی ایسا کیا ہے تو پھر میں بھی استعفیٰ دے دوں گی۔ میں بھی سیکرٹ سرورس چھوڑ دوں گی۔ بات جیف مجھے گویا ہی کیوں نہ مار دے..... جو یا نے کہا۔

”جہارے بارے میں تو جیف نے ہم نہیں دیا۔ تم تو بہتر متو ساتھ رہو گی۔ میں صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ سے بات میں کہہ رہا ہوں.....“ عمران نے کہا۔

”تم ضرور کوئی ٹیکر چلا رہے ہو۔ تم شیطان اور کہتے ہو۔ جلدی بتاؤ کیا بات ہے۔ جلدی بتاؤ ورنہ..... جو یا نے یقیناً بھلائے ہوئے ججے میں کہا۔

”اچھا تو پھر سن لو۔ اب میں کیا کروں۔ تم خود ہی ضد کر رہی ہو۔ پھر مجھے نہ کہنا کہ ایسی خبر میں نے کیوں سنائی.....“ عمران بھلا کہنا آسانی سے قابو میں آنے والا تھا۔

”پھر وہی ٹیکر بازی۔ سیدھی طرح بتاؤ..... جو یا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

میں جہار اسر توڑ دوں گی..... جو یا نے پھٹ پڑنے والے ججے میں کہا۔

”جیف نے حکم دیا ہے۔ میں نے اپنے طور پر تو بے حد کوشش کی ہے لیکن جیف مانتا ہی نہیں۔ اب مجبوری ہے جو یا۔ اب میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اب جہاں ہی کچھ کرنا پڑے گا.....“ عمران نے کہا۔

”جیف نے حکم دیا ہے۔ کس بات کا حکم۔ کیا مطلب.....“ جو یا نے یقیناً چونک کر کہا۔

”اچھا سننے کا حوصلہ رکھتی ہو تو سن لو۔ لیکن خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ سن کر تم بھی جہاں ڈھیر ہو جاؤ۔ نہ جانے میں جہاں جہارے فلیٹ تک کیسے پہنچا ہوں۔ بس یہ میرا ہی دل گروہ ہے ورنہ شاید سڑک پر ہی ڈھیر ہو جاتا.....“ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تھی۔

”تم باز نہیں آؤ گے۔ اصل بات بتاؤ کیا ہوا ہے.....“ جو یا نے ایک بار پھر رندے ہوئے ججے میں کہا۔

”وہ۔ وہ۔ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ اب جہارے ساتھی نہیں رہے۔ مجبوری ہے۔ میں نے جیف کو بہت کھایا لیکن اب میں کیا کروں.....“ عمران نے رو دینے والے ججے میں کہا تو جو یا کی آنکھیں ایک بار پھر پھٹتی چلی گئیں۔

”ساتھی نہیں رہے۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ کیا جیف نے انہیں نکال دیا ہے۔ کیوں۔ آخر وجہ کیا ہوئی.....“ جو یا نے حیرت بھرے ججے میں کہا۔

شب چیف سے پوچھ لوں۔ عمران نے کہا۔

چیف نے یہ حکم آخر کسی خاص وجہ سے دیا ہو گا۔ میں خود پوچھتی ہوں چیف سے۔ جو میا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

ایکسٹنڈو۔ دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”جولیا بولی رہی ہوں باس۔ عمران ابھی میرے پاس آیا ہے اور اس نے بتایا ہے کہ آپ نارسن ہینسن والے مشن کی تکمیل کے لئے ڈیگوشیا جہز سے پر جو نیم بھیج رہے ہیں اس میں صفدر اور کیپٹن شتین کی بجائے فورسٹارڈ کو بھیج رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے۔“ جولیا نے ہونٹ چہاتے ہوئے کہا۔

نارسن ہینسن والا مشن چونکہ قہاری رپورٹ کے مطابق مکمل نہیں ہوا تھا اس لئے عمران کو اصول کے مطابق چیک نہیں مل سکتا جس پر عمران نے احتجاجاً ڈیگوشیا جہز سے کے مشن پر جانے اور نارسن ہینسن والے مشن کو مکمل کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کا انکار چونکہ پاکیشیا کے مفادات اور سلامتی کے خلاف تھا اس لئے میں نے حکم دیا ہے کہ کل تک اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لے ورنہ کل سے ریڈ وارننگ جاری کر دی جائے گی۔ اس پر عمران نے کہا کہ وہ اس شرط پر وہاں جانے کو تیار ہے کہ اگر ٹیم کے انتخاب کا حق اس

”تمہیں نارسن ہینسن والا مشن یاد ہے۔“ عمران نے کہا۔
”کیوں یاد نہیں ہے۔ ابھی چند روز پہلے تو ہم اس مشن سے واپس آئے ہیں۔“ جولیا نے کہا۔
”اور اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے ہم نے ڈیگوشیا جہز سے پر جانا تھا۔“ عمران نے کہا۔
”ہاں۔ پھر کیا ہوا۔“ جولیا نے کہا۔

”چیف نے حکم دیا ہے کہ اس مشن پر میرے اور جہاز سے ساتھ نعمانی، چوہان، صدیقی اور خاور جائیں گے۔ میں نے چیف کی بڑی باتیں کیں کہ جب پہلے صفدر اور ساتھی گئے تھے تو اب بھی اس کی تکمیل میں انہیں ہی جانا چاہئے لیکن چیف مانا ہی نہیں۔ اب تم بتاؤ کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔“ عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

”خدا تم سے کچھ۔ کیا تم سیدھی طرہ سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ میرا دھما خون خشک کر دیا ہے تم نے۔“ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ابھی اُدھا ہوا ہے۔ چوہا ہاں کچھ کسی نہ کسی روز ہو جائے گا۔“ عمران نے کہا تو جولیا کا ہاتھ بے اختیار گھوم گیا لیکن عمران پہلی کی سی تیزی سے ہٹ گیا اور جولیا کا ہاتھ کرسن کی پشت سے بنا نکرایا۔

”ارے۔ ارے۔ اس میں واقعی میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ بے

دے دیا جائے لیکن میں نے اس کی یہ شرط تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اب اس نے شاید تمہارے ذریعے مجھ پر دباؤ ڈالنے کے لئے یہ حربہ اختیار کیا ہے۔ لیکن کل اگر اس نے مشن پر جانے کی حامی نہ بھری تو اسے واقعی ریڈ وار تنگ دے دی جائے گی اور تم جانتی ہو کہ اس کی لاش کو شہر کے کسی کچر انگر میں کتے گھسیٹتے ہوئے نظر آئیں گے۔ دوسری طرف سے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا کے چہرے پر یقیناً شدید پریشانی کے تاثرات ابھرتے اور وہ رسیور رکھ کر عمران کی طرف بڑھ گئی۔

”کیا تم واقعی اس صورت میں مشن مکمل کرنا چاہتے ہو کہ ہم لوگوں کی بجائے فورسٹاز تمہارے ساتھ جانے“ جولیا نے کہا۔
 ”ایکسٹون نے مجھے چیک دینے سے انکار کر کے اپنے پیروں پر آپ کبھائی ماری ہے جولیا۔ میں نے سوچا کہ چلے فورسٹاز کو ساتھ لے جاؤں کیونکہ صدیقی بھی بہر حال چیف ہے۔ میں اس سے چیک حاصل کروں گا لیکن تم نے فون کر کے میرا یہ سکوپ بھی ختم کر دیا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اب تمہارا یہ انا پرست نقاب پوش مہرے بات ماننے سے بھی انکار کر دے گا کہ فورسٹاز کو بھیجا جائے۔ نتیجہ یہ کہ اب چیک ملنے کا سکوپ بھی ختم اور اس کے ساتھ ہی میرا اس مشن پر جانے کا سکوپ بھی ختم کچھو۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہیں چیک چاہئے۔ وہ جہیں مل جائے تب“ جولیا نے

ہوٹ چھاتے ہوئے کہا۔

”کون دے گا چیک“ عمران نے چونک کر پوچھا۔
 ”کوئی دے۔ تمہیں اس سے مطلب ہے“ جولیا نے جواب دیا۔
 ”نہیں۔ جھپٹے بتاؤ۔ پھر بات آگے بڑھے گی۔“ عمران نے کاروباری سوا کر کے والے تاجر کے انداز میں کہا۔
 ”اگر میں دیتی ہوں۔ پھر“ جولیا نے کہا۔

”سوری۔ مہرے مردانہ انا یہ چیک نہیں لے سکتی۔ ہم مردوں کی ان عورتوں کی رقم کھانے سے ہمیں روکتی ہے۔“ عمران نے منہ بندتے ہوئے کہا۔

”صفدر دے دے گا۔ تھویر دے دے گا۔ کیپٹن تنکیل سے لے دوں گی۔ تم بولو تو یہی“ جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”سوری۔“ مجھے خیرات میں کوئی رقم نہیں چاہئے۔“ عمران نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی تو تم صدیقی سے چیک لینے کی بات کر رہے تھے۔ پھر۔“ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”وہ چیف ہے چاہے فورسٹاز کا ہی ہی۔ چیف تو ہے اور چیف سے بھی چیک اس صورت میں درست ہو گا جب میں کام کر کے چیک لوں۔ اسی لئے تو میں کوشش کر رہا تھا کہ صفدر اور اس کے ساتھیوں کی بجائے فورسٹاز کو ساتھ لے جاؤں۔ تم نے چیف کو فون کر کے سارا مسئلہ ہی خراب کر دیا۔“ عمران نے کہا۔

ایسا کٹھور اور اگر اس نے ایسا کر دیا تو پھر مجبوراً مجھے اس کے خلاف ریڈ وارنٹک جاری کرنا پڑے گی۔۔۔۔۔ عمران کی زبان پوری روانی سے چل رہی تھی۔

”کیا مطلب۔ کیوں۔۔۔۔۔ جو لیا نے چونک کر کہا۔

”میں یہ کیسے برداشت کر سکتا ہوں کہ وہ تمہارے خلاف ریڈ وارنٹک جاری کرے۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو جو لیا کا پتہ نہ ملتا تھا اس نے سرسری سے گنگنا ہوا گیا۔

”یہ تم نے آخر کس چکر میں پھنسا دیا ہے۔ نہ یوں مانتے ہو نہ یوں۔۔۔۔۔ جو لیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”میں تو مانتا ہوں۔ اس لئے تمہارے فلیٹ پر آیا ہوں لیکن تم نے اب تک نہ چائے پلائی ہے اور نہ بس کر اور مسکرا کر بات کی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو جو لیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”پہلے میں صفر کو کال کر لوں۔ پھر چائے پلاؤں گی۔۔۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

”صفر کو کیوں۔ کیا میں تمہیں شریف آدمی نہیں لگتا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”شٹ اپ۔ گھٹیا باتیں مت کیا کرو۔ نانسنس۔۔۔۔۔ جو لیا نے سخت غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور صفر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”باقی ساتھیوں کو بھی کال کر لو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیکن چیف تمہارا پابند تو نہیں ہے کہ تم اسے کہو گے تو وہ فورسٹارڈ کو تمہارے ساتھ بھیج دے گا۔۔۔۔۔ جو لیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”اگر چیف ایسا نہیں کرے گا تو میں بھی مشن پر نہیں جاؤں گا۔ یہ میرا آخری اور حتمی فیصلہ ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تو پھر چیف نے اگر ریڈ وارنٹک جاری کر دی تو۔۔۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

”تو کر دے۔ کیا ہو گا۔ بس گولی مار دی جائے گی مجھے۔ مار دی جائے۔۔۔۔۔ مر اسوائے اماں کی ہے اور کون ہمدرد ہے یہاں۔ ڈیڑی ویسے ہی تجھے نکلا اور نکلتو سمجھتے ہیں۔ سلیمان ادھار اور تنخواہوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ناراض رہتا ہے۔ سو پر فیاض نے فیاض نہ بننے کی قسم کھائی ہے۔ سر سلطان ویسے ہی اپنی بیٹی کی شادی کر کے فارغ ہو چکے ہیں۔ اماں بی سے کوئی بات کر تو وہ مجھے دوسرے نوجوانوں کی طرح کوٹھی میں رہنے اور شادی کر کے بچے پالنے کا کہہ دیتی ہیں اس لئے ان سے بھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اب تم خود بتاؤ کہ میں کس کے آسرے پر زندہ رہوں۔ چیف مارنا چاہتا ہے تو مار دے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو جو لیا نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لائے۔

”میں چیف کو خود کہہ دیتی ہوں کہ ہم اس مشن پر نہیں جاتے۔۔۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

”تو پھر چیف تمہیں بھی ریڈ وارنٹک جاری کر دے گا۔ وہ ہے ہی

کہ جو یا اس کیفیت میں کہیں اپنے ساتھ کچھ نہ گزرے۔ اس پر عمران نے اسے تسلی دی تھی کہ وہ جو یا کو سمجھا دے گا اور اب جب صفدر کی اس سے ملاقات ہوگی تو یقیناً صفدر نمایاں فرق دیکھے گا اور اسی لئے وہ یہاں آیا تھا کیونکہ اس نے خود بھی محسوس کر لیا تھا کہ کچھ عرصے سے حالات واقعی اس بچ پر چل نکلے تھے کہ اس کے رویے کی وجہ سے جو یا کی افسردگی اور مایوسی بڑھتی چلی جا رہی تھی لیکن اب اسے یقین تھا کہ جب صفدر آئے گا تو اسے جو یا بھول کی طرح کھلی ہوئی نظر آئے گی۔ اس طرح کچھ عرصہ کے لئے ہی بہر حال صفدر کا یہ اندیشہ دور ہو جائے گا۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں موجود تھے۔ ان کے سامنے ایک اہم فائل کھلی ہوئی تھی اور وہ اس فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے بہت سے رنگوں کے فون میں سے سرخ رنگ کے فون کی سترنم گھنٹی بج اٹھی تو ان کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کے تاثرات ابھرائے لیکن ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیس..... انہوں نے سر دلچے میں کہا۔

"جناب۔ ایکریمیا سے مسٹر سیمنڈ کی ایس ایس کال ہے۔"

دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ بات کراؤ..... صدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ سیمنڈ بول رہا ہوں جناب..... چند لمحوں بعد ایک

بھاری سی آواز سنائی دی۔ سیمنڈ ایکریمیا میں اسرائیل کا سفیر تھا۔ اس

”جناب۔ تفصیل یہ ہے کہ پاکیشیا کا ایک سائنس دان اکیرمیا

کی لیبارٹری میں لارج ویو سسٹم فارمولے پر کام کرتا رہا ہے۔ جب فارمولا تکمیل کے قریب آیا تو وہ غائب ہو گیا۔ اسے تلاش کیا جاتا رہا لیکن وہ ٹریس نہ ہو سکا۔ پھر چانگ اکیرمین ہتھنوں نے ٹریس کر لیا کہ پاکیشیا میں یہ سائنس دان لارج ویو فارمولے کی تکمیل کے لئے خفیہ طور پر کام کر رہا ہے جس پر اکیرمین ہتھنسی نارنس نے وہاں کارروائی کی اور اس فارمولے کو بھی جلادیا اور اس سائنس دان کو بھی ہلاک کر دیا لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں اکیرمیا پہنچ گئی۔ انہوں نے نارنس ہتھنسی کے ان ہتھنوں کو ٹریس کر کے ہلاک کر دیا جنہوں نے پاکیشیا میں کارروائی کی تھی لیکن ساتھ ہی انہوں نے لارج ویو فارمولے کے حصول کے لئے بھی کام شروع کر دیا اور مختصر یہ کہ فارمولا تو انہیں نہیں مل سکا۔ البتہ انہوں نے مارشل ایریا میں اس کا پورا سٹور تباہ کر دیا اور واپس چلے گئے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ اب لازماً ڈیگوشیا جزیرے پر انیک کریں گے اور وہاں سے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے پراجیکٹ کو بھی ساتھ ہی تباہ کر دیں۔“ سیمینڈ نے کہا۔

”آپ کو کیسے یہ سب کچھ معلوم ہوا اور آپ نے کیسے یہ سب جتہ کیا۔“ صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ آپ میری پرسنل فائل دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو

کالچہ مؤدبانہ تھا۔

”یس سسٹم سیمینڈ۔“ فرمائیے۔“ صدر نے کہا۔

”جناب۔ ڈیگوشیا جزیرے پر لارج ویو سسٹم نصب ہو رہا ہے جو اب مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اس سلسلے میں اہم بات کرنی ہے۔“ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”لارج ویو سسٹم کے سلسلے میں۔“ لیکن وہاں تو اسے اکیرمین ہی ظاہر کیا جا رہا ہے۔ پھر..... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ ایسا ہی ہے۔ اس کا اصل فارمولا یہاں مارشل ایریا کے ایس ایس سنور میں رکھا گیا تھا اور مارشل ایریا کے اس ایس ایس سنور کو تباہ کر دیا گیا ہے۔“ سیمینڈ نے کہا۔

”یہ آپ کیا ہیلیاں بھجوا رہے ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ میرا وقت کتنا قیمتی ہے۔ آپ کھل کر بتائیں کیا بات ہے۔“ صدر نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا کیونکہ کوئی بات واقعی ان کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

”جناب۔ یہ کارروائی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہے اور اب یقیناً وہ ڈیگوشیا جزیرے پر ہمارے لارج ویو سسٹم کے خلاف بھی کارروائی کرے گی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر بے اختیار اچھل پڑے۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کارروائی کی ہے اور وہ ڈیگوشیا میں بھی کارروائی کرے گی۔ کیوں۔ وجہ.....“ صدر نے کہا۔

بن پریس کر دیا۔

"پریس سر"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 "قومی سلامتی کی کونسل کے کرنل پولٹر کو میرے آفس میں
 بھیجیو۔" صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر
 مودبانہ سی دستک سنائی دی تو صدر نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک
 بن پریس کر دیا۔ سامنے دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی
 جس پر ایک لمبا ترنگا آدمی جس کے جسم پر باقاعدہ فوجی وردی تھی،
 کھڑا نظر آیا۔ صدر نے وہ بن آف کر کے دوسرا بن پریس کر دیا تو
 دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ لمبا ترنگا اور ورزشی
 جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے فوجی انداز میں صدر کو سیلوٹ
 کیا۔

"تشریف رکھیں کرنل پولٹر"۔ صدر نے کہا تو کرنل پولٹر
 سامنے موجود صوفے پر بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔
 "کرنل پولٹر۔ آپ کو معلوم ہے کہ ڈیگوشیا جیڑے پر لارج ویو
 سسٹم کی تحسیب جاری ہے۔ یہ سسٹم اسرائیل کا ہے لیکن اسے
 اکیرمیسا سے ایک معاہدے کے تحت اکیرمیسا میں ظاہر کیا جا رہا ہے
 کیونکہ اس سسٹم سے اکیرمیسا بھی اپنے مخصوص مقاصد حاصل کر لے
 گا۔ اس کے تمام اغراض حکومت اسرائیل ادا کر رہی ہے"۔ صدر
 نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"پریس سر"۔ کرنل پولٹر نے مختصر سا جواب دیا۔

جانے گا کہ سفارت کاری سے پہلے میں نے کچھ عرصہ اکیرمیسا کی ایک
 کونسل میں کام کیا ہے۔ اس کے بعد ایک مشن کے دوران مجھے ایسی
 چوٹیں آئیں کہ مجھے یہ کام چھوڑنا پڑا اور پھر میں سفارت کاری میں آ گیا
 اس لئے اب بھی کونسلوں کے مخصوص آدمیوں سے میرے تعلقات
 ہیں۔ مارشل ایریا اور اس کے سٹور کی تباہی کی اطلاع نے تو مجھے
 ویسے ہی تجسس میں ڈال دیا اور میں نے کونسلوں میں مخصوص
 آدمیوں سے بات کی تو مجھے یہ ساری باتیں معلوم ہو گئیں اور وہیں
 سے مجھے معلوم ہوا کہ ڈیگوشیا جیڑے پر فارمولے کی ایک کاپی موجود
 ہے اور پاکیشیا سکرٹ سروس کو بھی اس کا علم ہے اور انہیں یہ بھی
 علم ہے کہ یہ لارج ویو سسٹم اصل میں اسرائیل کا ہے لیکن اسے
 ظاہر اکیرمیسا میں کیا جا رہا ہے اس لئے میں نے آپ سے بات کی ہے کہ
 یہ اہم بات آپ کے نوٹس میں رہے۔" سیمنڈ نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ یہ اہم بات میرے نوٹس
 میں لے آئے۔ آپ کا بے حد شکریہ۔" مجھے اس سلسلے میں فوری طور پر
 خصوصی انتظامات کرنے پڑیں گے۔ تھینک یو"۔ صدر نے کہا
 اور رسیور رکھ دیا۔ ان کے بچے پر انتہائی گہری پریشانی کے تاثرات
 نمایاں ہو گئے تھے۔ انہوں نے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر کے ایک
 طرف رکھ دی اور وہ بیٹھے کافی دیر تک سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے
 ایک طویل سانس لیا اور سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر ایک

"اوکے - اب آپ جا سکتے ہیں" صدر نے کہا تو کرنل پولٹر اٹھا، اس نے ایک بار پھر فوجی سیلٹ کیا اور پھر مز کرکے سے باہر چلا گیا تو صدر نے خاکی رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر" دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ ان کے لمبڑی سیکرٹری کرنل بروک کی آواز تھی۔
"کرنل بروک - ایکریما کے سپیشل سیکرٹری ڈیفنس لارڈ میکالے سے میری بات کرائیں" صدر نے کہا۔

"یس سر" دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ کے وقفے کے بعد خاکی رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے رسیور اٹھالیا۔
"یس" صدر نے کہا۔

"جناب - سپیشل سیکرٹری ڈیفنس لارڈ میکالے سے بات کیجئے۔"
دوسری طرف سے کرنل بروک کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو" صدر نے مخصوص لیے میں کہا۔
"یس سر - میں ایکریمین سپیشل سیکرٹری ڈیفنس میکالے بول رہا ہوں" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لیکن بوجہ مودبانہ تھا۔

"لارڈ میکالے - ڈیکو شیا جزیرے پر لارج ڈوبو سسٹم پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی سیکورٹی بلیک ہجھنی

"وہاں اس کی حفاظت کس کے ذمے ہے" صدر نے پوچھا۔
"ایکریما کے جناب اور ایکریما کی سب سے اہم بلیک ہجھنی اس کی سیکورٹی پر مامور ہے کیونکہ یہ سسٹم ایکریما کے لئے بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا اسرائیل کے لئے" کرنل پولٹر نے جواب دیا۔
"جس طرح اسرائیل کی طرف سے اس پراجیکٹ کے رابطہ آفیسر آپ ہیں اس طرح ایکریما کی طرف سے کون سی ہجھنی رابطے کا کام کر رہی ہے" صدر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اتنا سوال کر دیا۔

"ایکریمین ہجھنی ریڈوڈ ہے جناب۔ وہ بھی اس پراجیکٹ کو ذیل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے" کرنل پولٹر نے جواب دیا۔
"اس کا انچارج کون ہے" صدر نے پوچھا۔
"کرنل ڈاس جناب" کرنل پولٹر نے جواب دیا۔
"اس کا آفس کہاں ہے اور اس کا فون نمبر" صدر نے کہا تو کرنل پولٹر نے تفصیل بتا دی۔

"آپ کی اس سے بات ہوتی رہتی ہے" صدر نے کہا۔
"یس سر - تقریباً ہر ہفتے ہم ایک دوسرے سے رپورٹس کا تبادلہ کرتے ہیں" کرنل پولٹر نے جواب دیا۔
"اس ہجھنی کو کنٹرول کون کرتا ہے" صدر نے پوچھا۔

"سپیشل سیکرٹری ڈیفنس لارڈ میکالے جناب" کرنل پولٹر نے جواب دیا۔

نوش میں ہے۔..... صدر نے کہا۔

"ییس سر..... دوسری طرف سے مختصر سے الفاظ میں جواب دیا گیا۔

"کیا وہاں کی سیکورٹی بلیک پنجنسی کے ذمہ ہے..... صدر نے کہا۔

"ییس سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سر ڈان۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایکریمیا کی ایک پنجنسی جسے نارسن پنجنسی کہا جاتا ہے، نے پاکیشیا میں لارچ ویو سسٹم پر ہونے والی ریسرچ کو تباہ کر دیا ہے اور اس پاکیشیائی سائنس دان کو بھی ہلاک کر دیا ہے جو اس پر کام کر رہا تھا۔ اس کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس ایکریمیا پہنچی اور پھر انہوں نے مارشل ایریا کے خصوصی سنور سے لارچ ویو سسٹم کا فارمولا اڑانے کی کوشش کی لیکن وہ فارمولا تو نہ اڑا سکے البتہ انہوں نے مارشل ایریا اور اس کے سنور کو تباہ کر دیا..... صدر نے کہا۔

"ییس سر۔ مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی طرف سے رپورٹ ملی ہے۔ نارسن پنجنسی ان کے تحت ہے۔" چیف سیکرٹری نے کہا۔

"مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ اطلاع مل چکی ہے کہ ڈیگوشیا جیرے پر بھی اس فارمولے کی ایک کاپی موجود ہے۔ وہاں لارچ ویو سسٹم پراجیکٹ دراصل اسرائیل اور

کر رہی ہے۔ کیا یہ بلیک پنجنسی آپ کے تحت ہے..... صدر نے پوچھا۔

"نوسر۔ یہ براہ راست چیف سیکرٹری صاحب کے تحت ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ۔" صدر نے کہا اور کریڈل دبا کر انہوں نے ایک بار پھر بٹن پریس کر دیا۔

"ییس سر..... دوسری طرف سے کرنل بروک کی آواز سنائی دی۔

"ایکریمین چیف سیکرٹری سے بات کرائیں..... صدر نے کہا اور ایک بار پھر رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو انہوں نے رسیور اٹھالیا۔

"ییس..... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایکریمین چیف سیکرٹری سر ڈان سے بات کیجئے جتنا ہے۔" کرنل بروک کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو..... صدر نے کہا۔

"سر۔ میں ایکریمین چیف سیکرٹری ڈان بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا بوجہ

مؤدبانہ ہی تھا۔

"سر ڈان۔ ڈیگوشیا جیرے پر اسرائیل اور ایکریمیا کا انتہائی اہم پراجیکٹ لارچ ویو سسٹم کی تنصیب جاری ہے۔ کیا یہ آپ کے

"آپ انہیں فون کر کے میرے بارے میں بتادیں۔ میں خود ان سے بات کرنا چاہتا ہوں اور مجھے ان کا خصوصی فون نمبر بھی بتا دیں۔" صدر نے کہا۔

"یس سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا گیا۔

"شکریہ۔" صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کرنل ڈیوک کا نام سن کر ان کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ انہوں نے بھی کرنل ڈیوک کے بارے میں وقتاً فوقتاً کافی کچھ سن رکھا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد انہوں نے ملٹری سیکرٹری کرنل بروک کو ڈیگوشیا جہزے پر کرنل ڈیوک کا نمبر دے کر ان سے بات کرنے کا کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس۔۔۔۔۔ صدر نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"ڈیگوشیا جہزے پر کرنل ڈیوک سے بات کیجئے جناب۔" ملٹری سیکرٹری کرنل بروک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔" صدر نے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں کرنل ڈیوک بول رہا ہوں۔ چیف سیکورٹی آفیسر۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوک۔ مجھے حتیٰ اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی روز ڈیگوشیا جہزے پر ریڈ کر کے وہاں سے

ایکریمیا کا مشترکہ پراجیکٹ ہے اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں ایک کر کے وہ فارمولا حاصل کرنے اور اس پراجیکٹ کو سبھا کرنا چاہتی ہے۔" صدر نے کہا۔

"اوہ۔ سر مجھے تو بہر حال ایسی رپورٹ نہیں ملی۔ لیکن اگر ایسا ہے تو ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ اس پراجیکٹ کی سیکورٹی بلیک مینجمنٹ کی ذمہ داری ہے اور بلیک مینجمنٹ ایکریمیا کی سب سے اہم مینجمنٹ ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ اگر انہوں نے ایک بھی کیا تو وہ خود ختم ہو جائیں گے۔" چیف سیکرٹری نے کہا۔

"سر ڈان۔ آپ کو پاکیشیا سروس کے بارے میں تفصیلات کا علم ہے یا نہیں۔" صدر نے سرد لہجے میں کہا۔

"پوری طرح علم ہے جناب۔ لیکن اس کے باوجود آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ ڈیگوشیا جہزے ان کے لئے موت کا پھندہ ثابت ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں وہاں ریڈ الارٹ کے احکامات بھی دے دیتا ہوں۔" چیف سیکرٹری نے کہا۔

"وہاں بلیک مینجمنٹ کا انچارج کون ہے۔" صدر نے پوچھا۔

"کرنل ڈیوک ہیں جناب۔ وہ بلیک مینجمنٹ کے سب سے فعال

اور سب سے ذہین اجنٹ ہیں اور بلیک مینجمنٹ میں سب سے زیادہ طویل فہرست ان کے کارناموں کی ہے اس لئے انہیں خصوصی طور پر وہاں سیکورٹی چیف آفیسر بنایا گیا ہے۔" چیف سیکرٹری نے کہا۔

لارج ویو سسٹم کا فارمولا بھی حاصل کرنا چاہتی ہے اور لارج ویو سسٹم پر اجیکٹ کو بھی تباہ کرنا چاہتی ہے۔ ہم نے اکیڈمیا کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کرنے کی بجائے آپ سے براہ راست رابطہ اس لئے کیا ہے کہ آپ نے فیلڈ میں کام کرنا ہے۔..... صدر نے کہا۔

”جناب پریذیڈنٹ۔ ہمیں جیسے ہی اطلاع ملی کہ پاکیشیا سکیٹ سروس نے مارشل ایریا پر ریڈ کر کے وہاں کے سنور کو تباہ کر دیا ہے اسی روز ہم سمجھ گئے تھے کہ اب وہ ڈیگوشیا جزیرے کا رخ کریں گے اس لئے ہم نے یہاں اسی روز سے ریڈ الرٹ کر رکھا ہے اور ہم ہر لحاظ سے چوکنا ہیں۔ ویسے اس پراجیکٹ پر اور اس ایریے کے حفاظتی انتظامات بے حد سخت ہیں اس لئے وہ لوگ یہاں کسی صورت بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ بلیک ہینسی نے انہیں ڈیگوشیا جزیرے کے اوپن علاقے میں ختم کرنے کے لئے علیحدہ ٹیم کال کر لی ہے اور پاکیشیا میں بھی ایسے انتظامات کر لئے گئے ہیں کہ یہ لوگ جیسے ہی وہاں سے روانہ ہوں گے ہمیں اطلاع مل جائے گی اور پھر انہیں پراجیکٹ پر پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے گا۔ اس لئے آپ قطعی بے فکر رہیں۔..... کرنل ڈیوک نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈیوک۔ مجھے آپ کا جواب سن کر بے حد اطمینان ہوا ہے۔ لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ حد درجہ تیز اور فعال ہیں۔ انتہائی سخت سے سخت حفاظتی انتظامات کا شیرازہ بکھیر دینے میں

یہ لوگ بے پناہ شہرت رکھتے ہیں۔..... صدر نے کہا۔

”جناب آپ قطعی بے فکر رہیں سبہاں ان کا مقابلہ کسی مارسن ہینسی سے نہیں بلکہ بلیک ہینسی سے ہے اور اکیڈمیا کی بلیک ہینسی کا ہر ایک اجنٹ ہمیشہ ان سب پر بھاری ثابت ہوا ہے اور اس بار بھی ایسا ہی ہو گا۔ آپ بہت جلد خوشخبری سنیں گے۔“ کرنل ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ آپ کا بے حد شکریہ۔..... صدر نے انتہائی مطمئن ہونے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر انہوں نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور ایک طرف رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اسے سامنے رکھ لیا۔

ڈیگوشیا جزیرے پر پہنچنا تھا۔ اس طرح یقیناً بہت سا وقت بھی ضائع ہوتا اور انہیں سفر بھی طویل کرنا پڑتا۔ اس وقت جہاز اپنی پرواز مکمل کر کے مراکش کے دارالحکومت کاسا بلامکا کے بین الاقوامی ایئرپورٹ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ یہ طویل سفر عمران نے تو حسب عادت آنکھیں بند کئے اور بظاہر نیند کرنے میں گزارا تھا جبکہ جوینا جہاز میں مختلف رسالے اور اخبارات پڑھتی رہی۔ تنویر اور صفدر نے باتیں کرنے اور سوتے جاگتے میں وقت صرف کیا تھا جبکہ کیپٹن تشکیل مسلسل اپنی پسندیدہ کتاب پڑھنے میں مصروف رہا تھا۔ البتہ درمیان میں جب بھی مشروبات پیش کئے جاتے اور کھانا وغیرہ دیا جاتا تو عمران اس طرح ہوشیار ہو جاتا جیسے وہ زندگی بھر کبھی سویا ہی نہ ہو۔ جوینا کا کئی بار جی چاہا کہ وہ عمران سے بات چیت کرے لیکن ہر بار اس نے دانستہ اپنی اس خواہش کو دبا دیا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اگر عمران نے اپنی عادت کے مطابق کوئی ایسی سیدھی بات کر دی تو عمران کی طرف سے جو مسرت اس کے دل میں پیدا ہوئی ہے وہ ختم ہو جائے گی اور وہ دانستہ اس مسرت کو سنبھال کر رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن مسلسل رسالے اور اخبارات پڑھتے پڑھتے وہ اب مرجانے کی حد تک بور ہو چکی تھی۔ ایک بار اسے خیال آیا کہ وہ صفدر کو اپنی سیٹ پر بٹھا کر تنویر سے گپ شپ کرے لیکن پھر اسی لمحے اس نے اس خیال کو اس لئے جھٹک دیا کہ کہیں عمران ناراض نہ ہو جائے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھل کر تنویر کی حمایت بھی کرتی تھی۔ لیکن

جیت ہوئی جہاز کی کھلی اور انتہائی آرام دہ سیٹ پر عمران کے ساتھ جوینا بیٹھی ہوئی تھی۔ عقبی سیٹوں پر تنویر اور صفدر تھے جبکہ اس بار کیپٹن تشکیل نے ایک علیحدہ سیٹ منتخب کی تھی کیونکہ وہ یہ سفر اپنی پسندیدہ کتاب پڑھنے میں گزارنا چاہتا تھا۔ پاکیشیا سے ڈیگوشیا کا فاصلہ بے حد طویل تھا اور جہاز براہ راست پاکیشیا سے ڈیگوشیا نہیں جاتا تھا اس لئے پاکیشیا سے انہوں نے سیٹیں افریقی ملک مراکش کے لئے بک کرائی تھیں۔ ڈیگوشیا جزیرہ چونکہ شمالی بحر اوقیانوس میں واقع تھا اس لئے عمران نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مراکش سے ڈیگوشیا جانے والی سمندری مسافر لالچ جسے فری کہا جاتا تھا، کے ذریعے ڈیگوشیا پہنچیں گے۔ دوسری صورت میں انہیں پورا شمالی بحر اوقیانوس کر اس کر کے پہلے اکیرمییا کے دارالحکومت ولنگٹن پہنچنا پڑتا اور پھر ولنگٹن سے دوسری پرواز پر واپس شمالی بحر اوقیانوس میں واقع

اس کے اندر کوئی چیز کھنا کے سے ٹوٹ گئی ہو۔ وہ عمران کو کوئی جواب دینے کی بجائے ایک جھٹکے سے اٹھی اور تیز قدم اٹھاتی ٹوائلٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

”عمران صاحب۔ آپ نے مس جو لیا کو کیا کہہ دیا ہے۔“ اچانک صفدر نے آگے کی طرف جھٹکے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے بتایا ہے کہ ہم انتہائی اہم اور سخت مشن پر جا رہے ہیں۔ سیدہ دیکھنے نہیں جا رہے اس لئے ڈیگوشیا پہنچنے سے پہلے وہ ہر قسم کے ہچکناہہ جذبات کو جھٹک دے اور اس نے میری بات مان لی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن آپ کو ایسا کہنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔“ صفدر نے چونک کر پوچھا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ یقیناً جو لیا نے کوئی ایسی بات کی ہوگی جو عمران کو ناگوار گزری ہوگی ورنہ عمران عام طور پر اس قسم کے الفاظ نہیں کہا کرتا۔

”اس نے مجھے جگانے کے لئے یہ ادو بار نام اس انداز میں لیا ہے کہ میرا دل چاہنے لگا تھا کہ اٹھ کر قہارے پیر پکڑ لوں اور قہارے سامنے ہاتھ جوڑ کر منت کروں کہ تم خطبہ نماز یاد کر لو۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ اس خیال است محال و جنون۔ پتاناچہ مجبوراً مجھے اسے سمجھانا پڑا۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کسی کے جذبات اس سرد مزاجی سے مجروح نہ کیا کریں۔ یہ انسانیت کے خلاف ہے۔“ صفدر نے مسکراتے

نجانے کیا بات تھی کہ جس روز سے عمران نے فلیٹ پر آکر اس سے کھل کر خوشگوار باتیں کی تھیں اس روز سے اب وہ تنویر سے اس انداز میں کھل کر بات کرنے سے ذہنی طور پر کتراتے لگی تھی۔

”عمران۔ عمران۔“ اچانک جو لیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تنویر اچھا ساتھی ہے۔ بے شک اس سے بات چیت کر لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ عمران نے آنکھیں بند کئے کئے جواب دیا تو جو لیا بے اختیار اچھل پڑی۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کیا مجھے معلوم نہیں ہے کہ تنویر اچھا ساتھی ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔“ جو لیا نے اس انداز میں گھبرا کر بات کی جیسے اس کے دل کا چور پکڑا گیا ہو۔

”دیکھو جو لیا۔ وہاں فلیٹ پر دوسری بات تھی۔ اس وقت ہم ڈیوٹی پر ہیں اور تم اس وقت جو لیا نہیں بلکہ ڈپٹی چیف بھی ہو۔ لہذا مشن کے دوران کسی قسم کی جذباتیت کو قریب نہ پھٹکنے دینا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں بار بار مجھے جگانے کا ارادہ کرنے کے باوجود نہیں جگا رہی اور کیوں بار بار مڑ کر صفدر کو یہاں بلانے اور خود تنویر کے ساتھ گپ شپ کرنے سے دانستہ گریز کر رہی ہو۔ ہر جگہ یہ ہچکناہہ جذبات نقصان دیتے ہیں۔“ اچانک عمران نے سیدہ ہو کر بیٹھنے ہوئے انتہائی سخت، سرد اور غیر جذباتی لہجے میں کہا۔ اس نے جیسے ہی لفظ ہچکناہہ جذبات منہ سے نکالا جو لیا کیوں محسوس ہوا جیسے

جھٹکنے سے آگے بڑھ کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

”تم اس طرح اچانک اٹھ کر نہ جایا کرو۔ تمہاری خالی سیٹ دیکھ کر میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔“ عمران نے بڑے شیریں لہجے میں جولیاء سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تو کیا تمہیں تمہارا کر جایا کروں۔“ جولیاء نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ وہ ساری مسرت اور سارے خواب عمران کے دو لفظوں پر گناہ جن باتوں نے جسے فضا میں تحلیل کر دیئے تھے اور جولیاء سمجھ گئی تھی کہ عمران نے صرف وقتی طور پر اپنے کسی مفاد کی خاطر فلیٹ پر ایسی باتیں کی تھیں ورنہ وہ وہی جھپٹے جیسا پتھر دل اور کھنہور آدمی ہے۔

”تمہید نہیں۔ اس سے تمہارے نازک کوجوٹ بھی لگ سکتی ہے۔ بس تینٹی نظروں سے دیکھ کر چلی جایا کرو تاکہ تمہارے آنے تک میں سرور اور خمار میں ڈوبا رہوں۔“ عمران جیسا ڈھیٹ بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔ لیکن دوسرے لمبے پائلٹ نے جہاز کے اترنے اور بیلٹ وغیرہ باندھنے کا اعلان کرنا شروع کر دیا تو جہاز میں جیسے یلخت ہل سی چ گئی اور سب سیدھے ہو کر بیٹھنے اور بیلٹس باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ اس لئے جولیاء نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور پھر ایئر پورٹ سے وہ ٹیکسیوں میں بیٹھ کر کاسا بلانکا کے ایک ہوٹل میں پہنچ گئے۔ لیکن روایت کے مطابق اگر مار اپنے اپنے کمرے سے ہو کر باقی سب تو عمران کے کمرے دینے سے

ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیاء نے جذباتی انداز میں اور اٹھاتے ہوئے عمران کا نام لیا ہو گا اور عمران ایسے انداز سے ہمیشہ کوسوں دور بھاگتا تھا۔

”چیف نے شاید اس بار صاف کو اس لئے ساتھ نہیں بھیجا کہ تمہیں انسانیت کا بھولا ہوا سبق یاد آ جائے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم کیوں اس سے بات کرتے ہو۔ یہ شخص تو بات کرنے کے قابل ہی نہیں۔“ صفدر نے اچانک غصیلے لہجے میں کہا۔

”واہ۔ یہ ہے بات کرنے کا صحیح اور درست انداز اور میں یہی انداز جولیاء کو سکھانا چاہتا ہوں تو تم اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہو۔“ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ اسی لمحے جولیاء نوائلٹ سے واپس آئی اور اس نے صفدر کو اٹھ کر اپنے والی سیٹ پر جانے کا اشارہ کیا۔

”آپ عمران صاحب کے ساتھ بیٹھیں مس جولیاء۔ میں نے عمران صاحب کو سمجھا دیا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”کیا سمجھا دیا ہے۔“ جولیاء نے چونک کر کہا۔

”یہی کہ وہ آپ کے جذبات آئندہ مجروح نہیں کریں گے۔“ صفدر نے جواب دیا۔

”اس کی بھرت ہے ایسا کرنے کی۔ میں اسے کوئی نہ مار دوں گی۔“ جولیاء نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک

دونوں چونک پڑے۔

”اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ جویا ناراضگی کی وجہ سے نہیں آئے گی۔ اپنے کمرے میں رہے گی۔“ حصد نے کہا۔

”میں نے آنے کی بات کی ہے۔ کمرے میں رہنے کی وجہ کا اب مجھے کیا علم ہو سکتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پتھر میں بھی اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔“ تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بھٹلے کہا جاتا تھا خس کم جہاں پاک لیکن ظاہر ہے اب تنویر بھاری بھر کم آدمی ہے جس کیسے ہو سکتا ہے اس لئے اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ تنویر کم کرہ پاک۔“ عمران نے کہا۔

”شٹ اپ۔ بکو اس کی تو گولی مار دوں گا۔“ تنویر نے دروازے کے قریب مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا اور پھر دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گیا۔

”عمران صاحب۔ آپ نفیاتی طور پر تشدد پسند ہوتے جا رہے ہیں۔“ حصد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر میں ایسا ہو گیا تو کیا تم دونوں یہاں بیٹھے نظر آ سکتے تھے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ ڈیگوشیا جہیزے پر یقیناً یہ اطلاع پہنچ چکی ہو گی کہ ہم نے مارشل ایئر بیس کا سٹور تباہ کر دیا ہے اس لئے لامحالہ اب وہ لوگ ہمارے وہاں منتظر ہوں گے۔“ حصد کے جواب دینے سے

لیکن جویا نہ آئی۔

”ارے۔ کیا کروں کی سجاوٹ اچھی نہیں ہے حالانکہ یہ فانیو سٹار ہوٹل ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے عمران صاحب۔ اس قدر خوبصورت انداز میں کمرے سجاے گئے ہیں کہ ہم ایک دوسرے سے اس سجاوٹ کی تعریف کر رہے ہیں اور آپ ایسا کہہ رہے ہیں۔“ حصد نے کہا۔

”ایسی سجاوٹ کا کیا فائدہ جس میں رنگ ہی نہ ہوں۔ وہ ہمارے ایک قومی شاعر نے بڑے پتے کی بات کی ہے۔ اس نے ہمیں بتایا ہے کہ کائنات کی تصویر اس وقت تک بدرنگ رہتی ہے جب تک کہ اس میں نسوانی رنگ نہ ہوں۔“ عمران نے شعر کا مفہوم بتاتے ہوئے الفاظ اپنی مرضی سے تبدیل کر لئے تھے۔

”اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ جویا کے بغیر کمرے کی سجاوٹ میں رنگ غائب ہو گئے ہیں۔“ حصد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ یہ بات تم تو نہ کہو۔ یہ بات تنویر تو کہہ سکتا ہے۔ تم تو جویا کی بجائے صالحہ کا نام استعمال کرو۔ اس لئے جویا آ بھی جائے تب بھی تمہیں کمرہ بے رنگ ہی نظر آئے گا۔“ عمران نے کہا تو کمرہ بے اختیار فہمقوں سے گونج اٹھا۔

”میرا خیال ہے کہ مس جویا غسل کر کے اور لباس تبدیل کر کے ہی آئیں گی۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”جی۔ جویا یہ۔“ عمران نے آہستہ سے کہا تو حصد اور کیپٹن شکیل

پہلے کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کر دی تو صفدر بھی اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”ہاں۔ اور وہاں ایک اطلاع کے مطابق بلیک پنشنی کام کر رہی ہے اور چیف سیکورٹی آفیسر کرنل ڈیوک ہے جسے ان دنوں بلیک پنشنی کی ناک کہا جا رہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ جان بوجھ کر اصل شکل میں وہاں سے روانہ ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ خود چاہتے ہیں کہ آپ کی ڈیگوشیا جبر سے پرہیز کی پیشگی اطلاع پہنچ جائے۔ اس کی وجہ۔“ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن ہم نے ڈیگوشیا کی تو ٹیمیں ہی نہیں لیں۔ ہم تو یہاں مراکش کے مسافرین کر پہنچے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ظاہر ہے مراکش پہنچنے سے وہ سمجھ جائیں گے کہ آپ ڈیگوشیا آ رہے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے من بناتے ہوئے کہا۔

”ہم یہاں سے بھی تو میک اپ کر کے جا سکتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لازمی بات ہے کہ ہمیں پاکیشیا سے یہاں مراکش پہنچنے میں کافی وقت لگا ہے اور اس دوران بلیک پنشنی یہاں ہماری نگرانی پر کسی کو تعینات کر چکی ہوگی۔“ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں تو وکیل بننا چاہئے تھا۔ اصل بات اگلوآنے کے لئے جرح جیسے شاندار انداز میں کرتے ہو۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

پہلے کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کر دی تو صفدر بھی اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”ہاں۔ اور وہاں ایک اطلاع کے مطابق بلیک پنشنی کام کر رہی ہے اور چیف سیکورٹی آفیسر کرنل ڈیوک ہے جسے ان دنوں بلیک پنشنی کی ناک کہا جا رہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پھر تو عمران صاحب یقیناً پاکیشیا سے اور پھر ایئر پورٹ پر نگرانی کی جارہی ہوگی۔ پھر آپ بہر حال اپنے اصل حلیے میں ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

”مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ میری اصل شکل بے حد خوبصورت ہے اس لئے میں نے میک اپ کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ کس طرح معلوم ہوا ہے آپ کو۔“ صفدر نے کہا۔

”میں اصل شکل میں فلیٹ سے نکل رہا تھا کہ ساتھ والے فلیڈ کی کڑکی سے ایک محترمہ مجھے کن انکھوں سے دیکھ رہی تھیں۔“ فوراً واپس گیا اور میں نے میک اپ کیا لیکن پھر جب میں سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچا تو ساتھ والے فلیٹ کی کڑکی ہی بند ہو چکی تھی۔“

”تم خود بتاؤ۔ اب میں کیوں میک اپ کروں۔“ اندہ تعالیٰ کا شکر کہ نہ ادا کروں۔“ عمران نے کہا۔

”صفدر۔ تم اہم اور سنجیدہ بات کے دوران ایسی بات کر دینا۔“

”تو پھر آپ اصل شکل میں وہاں کیوں جا رہے ہیں۔ وجہ؟“
کیپٹن شکیل نے کہا تو جو لیا اور تنویر دونوں ہی کیپٹن شکیل کی بات
سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

”وجہ تو میں نے پہلے بتا دی ہے“..... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”آپ چاہتے ہیں کہ مس جو لیا کے سامنے وہ وجہ دوہرائی جائے۔
لیکن عمران صاحب۔ میری درخواست ہے کہ اس بار آپ بھی
جذبات سے ہٹ کر مشن مکمل کریں کیونکہ یہ مشن شاید ہماری
زندگیوں کا سب سے سخت اور کٹھن مشن ثابت ہو۔ بلکہ ایجنسی
کسی بھی صورت میں کارکردگی کے لحاظ سے ہم سے کم نہیں
ہے“..... کیپٹن شکیل نے اس بار اور زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے
کہا۔

”اسی لئے تو اصل شکل میں جا رہا ہوں کہ ایسی ایجنسی کے
مقابل میک اپ کر کے ہم کب تک چھپ سکتے ہیں۔ ویسے بھی
جب ہم نے مشرقی حصے میں داخل ہونے کی کوشش کی تو چاہے ہم
کسی بھی میک اپ میں ہوں ہمیں مشکوک ہی سمجھا جائے گا۔ لیکن
میں وجہ ایک اور بھی ہے جو میں جو لیا کے سامنے اس شرط پر بتا سکتا
ہوں کہ جو لیا جذباتی نہ ہو جائے“..... عمران نے کہا تو صفدر ایک
بھر مسکرا دیا۔

”تم میری فکر مت کرو۔ اب میں کسی بات پر جذباتی نہیں ہوں

”تو کیا واقعی کوئی اور بات ہے..... صفدر نے چونک کر کہا۔
”ہاں۔ ہے تو یہی لیکن پہلے کیپٹن شکیل بتائے گا“..... عمران
نے کہا۔

”خیال کیا ہے وہی گھسی پٹی بات ہی ذہن میں آسکتی ہے کہ اس
طرح وہ لوگ سامنے آجائیں گے اور ان کی مدد سے ہم آگے بڑھ سکیں
گے“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے
پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا تو جو لیا اور اس کے پیچھے تنویر
اندر داخل ہوا۔

”اوہ او۔ مجھے جہاز اہی انتظار تھا تاکہ ہاٹ کافی منگوائی جا
سکے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ
مزید کوئی بات ہوتی جو لیا نے رسیور اٹھا کر روم سروس کے نمبر پر بل
کئے اور کمرے میں پانچ کپ ہاٹ کافی بھجوانے کا کہہ کر اس نے رسیور
رکھ دیا۔ تنویر اور جو لیا کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے لیکن عمران کے ار
فقرے کے بعد ان دونوں کے چہرے بھی نارمل ہو گئے تھے۔

”کیپٹن شکیل۔ وہاں آگے بڑھنے کا ہیو اس انداز میں حاص
کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ڈیگوشیا جزیرہ
کا مشرقی حصہ جو گئے جنگلات پر مشتمل ہے حکومت اکیڈمیا کی تحویل
میں ہے اور یہ ہر لحاظ سے ممنوعہ علاقہ ہے۔ بظاہر وہاں اکیڈمیا
کوئی دفاعی مواصلاتی نظام نصب ہے لیکن دراصل وہاں لارن
براہیکٹ نصب کیا جا رہا ہے“..... عمران نے کہا۔

گی۔۔۔۔۔ جولیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بلیک مہنجی نے ہمارے شایان شان استقبال کے لئے ایک اور میم ایکریٹیا سے ڈیگوشیا جڑے پر بھیجی ہے تاکہ وہ ہمیں ڈیگوشیا کے مغربی علاقے میں اس قدر مصروف کرے کہ ہم مشرق کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا ہی بھول جائیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔۔ کیسی میم۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

"بلیک مہنجی میں لیڈز کا علیحدہ سیکشن ہے اور اس سیکشن میں ایک سپر سیکشن بھی ہے جسے بیونی سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس سیکشن میں ایکریٹیا کی ایسی لڑکیاں بھرتی کی جاتی ہیں جو اگر مقابلہ حسن میں شمولیت اختیار کریں تو یقیناً مقابلہ حسن کے جج صاحبان رعب حسن سے ہی بے ہوش ہو جائیں۔ بلیک مہنجی کو معلوم ہو گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ارکان کنوارے ہیں اس لئے انہوں نے بیونی سیکشن کو اس بار ڈیگوشیا کے مغربی حصے میں ہمارے استقبال کے لئے بھیجا ہے اس لئے تم خود بتاؤ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسا سیکشن ہمارے لئے بھیجا گیا ہے اور ہم میک اپ کر کے ان سے چھپتے پھریں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ویٹر ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے سلام کر کے ٹرائی پر موجود بات کافی کے برتن ان کے درمیان موجود میز پر رکھنے شروع کر دیے۔ پھر اس نے ٹرائی ایک طرف کر کے کھڑکی کی اور تیز قدم اٹھاتا دروازے سے

باہر چلا گیا۔

"تو تم نے اس لئے مجھ سے جہاز میں ایسی باتیں کی تھیں کیونکہ تمہیں معلوم ہو چکا تھا کہ ڈیگوشیا میں جہازوں کے لئے حسیناؤں کے جھگڑنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے۔۔۔۔۔ جولیانے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ آپ بھی کمال کرتی ہیں کہ عمران صاحب کی ہر بات کو سچ سمجھ لیتی ہیں حالانکہ آپ کو خود اچھی طرح معلوم ہے کہ کسی بھی سیکرٹ مہنجی میں اس قسم کے بیونی سیکشن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"کیوں نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس کا دماغ خراب ہو سکتا ہے تو کیا دوسرے لوگ پاگل نہیں ہو سکتے۔ تم مردوں کو اسی لئے تو ناقابل اعتبار کہا گیا ہے۔۔۔۔۔ جولیانے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا مطلب ہے کہ بلیک مہنجی کے ایجنٹ مغربی علاقے میں ہمارے انتظار میں ہوں گے اور ہم نے پہلے ان سے نمٹنا ہے اور پھر آگے بڑھنا ہے اور چونکہ آپ کی اصل شکل کی وجہ سے وہ فوراً آپ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کریں گے اس طرح وہ خود بخود سامنے آ جائیں گے۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی درمیان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے تو ہاتھ ڈالنے کی بات ایسے کی ہے جیسے گردن میں ہاتھ ڈال کر انہوں نے مجھے گھسیٹنا ہے حالانکہ ہاتھ ڈالنے کا یہ مطلب بھی

ہو سکتا ہے کہ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر سمندر کے کنارے اٹھیلیاں کی جائیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔

”عمران صاحب۔ کیا ہمیں اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے لئے خصوصی اسلحہ ڈیگوشیا سے مل جائے گا؟.....“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ ہر قسم کا اسلحہ وہاں سے مل سکتا ہے کیونکہ ڈیگوشیا جزیرے کا مغربی حصہ بڑی بڑی تنظیموں کا گڑھ بھی ہے۔ وہاں اسلحہ سناک بھی ہوتا ہے اور اکیرمیریا اور افریقہ دونوں اطراف میں اسمگل بھی کیا جاتا ہے.....“ عمران نے جواب دیا اور ہاتھ کافی کا کپ اٹھا لیا جو اس دوران صفدر نے سب کے لئے کافی کے کپ تیار کر لئے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سب بے اختیار اچھل پڑے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”ہاک بول رہا ہوں عمران صاحب۔ اکیرمیریا سے..... دوسری طرف سے ایک مسکراتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے.....“ عمران نے یکفخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ بلیک بجنسی نے پہلے وہاں اپنے دو ایجنٹ فریڈ

اور فاسٹ بھیجنے کا پلان بنایا تھا لیکن پھر اسرائیل کے صدر نے بذات خود جزیرے پر موجود کرنل ڈیوک جس کا تعلق بلیک بجنسی سے ہے اور جو چیف سیکورٹی آفیسر بھی ہے، سے رابطہ کیا اور آپ کے بارے میں اطلاع دی اور اطلاع ملنے کے بعد پہلے والا آئیڈیا ڈراپ کر کے بلیک بجنسی کے چیف نے بلیک بجنسی کی دو سپرنٹ ایجنٹس روسی اور گارنی کو بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ یہ دونوں سپر ایجنٹس اس وقت ڈیگوشیا پہنچ چکی ہیں اور میں نے ڈیگوشیا سے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق ان دونوں ایجنٹوں نے ڈیگوشیا کے سب سے خطرناک گروپ جسے آسٹر گروپ کہا جاتا ہے کو آپ کے خلاف ہائر کیا ہے اور اس وقت آسٹر گروپ کے خوفناک قاتل اور بد معاش پورے ڈیگوشیا میں آپ کے شدت سے منتظر ہیں اور انہیں نہ صرف آپ کی قعدہ کا علم ہے بلکہ آپ کی تصویریں بھی ان تک پہنچ چکی ہیں.....“ ہاک نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ذیری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ بڑے جوش و خروش، زور و دھوم دھڑکے سے استقبال کی تیاریاں کی جا رہی ہیں.....“ عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے ہاک بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی ہے کہ مراکش میں بھی آپ کی سائنسی انداز میں نگرانی ہو رہی ہے اور آپ جس ذریعے سے بھی ڈیگوشیا پہنچیں گے وہ لوگ اس سے آگاہ ہوں گے۔“ ہاک نے کہا۔

حسن کا پرستار ہوں اور بقول اماں بی سات بیٹیوں جیسا بنایا ہوں۔
عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر
ہنس پڑے۔ اس بار جو لیا بھی اس ہنسی میں شریک تھی۔

سات بیٹیوں جیسے بیٹے صاحب۔ تم ہمیں مراکش میں رہو۔
میں ان تینوں مردوں کے ساتھ جا کر پہلے ان کا خاتمہ کروں گی پھر
تمہیں وہاں کال کر لیا جائے گا اور تم باقی مشن مکمل کر لینا۔ جو لیا
نے ہنستے ہوئے کہا۔

ارے۔ ارے۔ تم نے تنویر کی توہین کر دی۔ دیکھو غور سے
اس کے ننھے کس تیزی سے پھول چمک رہے ہیں۔ عمران نے
کہا تو سب چونک کر تنویر کی طرف دیکھنے لگے۔

تم میرے بارے میں خواہ مخواہ بکواس نہ کیا کرو۔ تنویر
نے باقی ساتھیوں کے اس طرح اسے دیکھنے سے قدرے بوکھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔

کیا توہین ہوئی ہے تنویر کی۔ جو لیا نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

تم نے اسے مردوں میں شامل کر دیا ہے حالانکہ وہ آٹھ بیٹیوں
جیسا ایک بیٹا ہے۔ عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو کمرہ بے
اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

عمران صاحب۔ یہ بلیو سکاٹی وہی ہے جو پہلے بھی ایک کیس
میں ہمارے خلاف استعمال ہو چکی ہے۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

مجھے معلوم ہے کہ بلیو سکاٹی کے ذریعے ہماری نگرانی ہو رہی
ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ آسٹر گروپ کا چیف کون ہے اور وہ کہاں مل سکتا
ہے۔ عمران نے کہا۔

آسٹر کلب ڈیگوشیا کا سب سے بدنام اور مشہور کلب ہے۔ آسٹر
اس کا مالک ہے لیکن وہ خود کہاں ہوتا ہے اس کا کسی کو علم نہیں۔
البتہ تمام معاملات کلب کا مینجر ریمینڈ نمناتا ہے اور اسے انتہائی
خوفناک لڑاکا سمجھا جاتا ہے۔ ہاک نے کہا۔

ادکے۔ بے حد شکریہ۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے رسیور رکھ دیا۔

اب بولو۔ میں نے غلط تو نہیں کہا تھا۔ بلیک ہیجنسی کے بیوٹی
سیکشن کی دو ممبرز روسی اور گاگنی ہمارے استقبال کے لئے ڈیگوشیا
میں موجود ہیں۔ عمران نے کہا تو جو لیا اس بار صرف مسکرا دی
کیونکہ وہ خود سن چکی تھی کہ یہ دونوں بلیک ہیجنسی کی سپرنٹنڈنٹ
ایجنٹس ہیں اور وہ جانتی تھی کہ یہ ایجنٹس ڈیوٹی کے دوران جذباتی
معاملات میں ملوث نہیں ہوا کرتیں۔

عمران صاحب۔ ہاک نے ان دونوں کو سپرنٹنڈنٹ ایجنٹس بتایا
ہے لیکن ان سپرنٹنڈنٹس نے خود سامنے آنے کی بجائے
بد معاشوں اور غنڈوں کے اس گروپ کو ہار کر لیا ہے۔ اس کی
وجہ۔ صفدر نے کہا۔

وہ دو ہیں اور ہمارے مرد ہیں۔ سرا کیا ہے۔ میں تو ویسے بھی

"ہاں۔ اور اب ہم نے یہاں میک اپ کرنا ہے اور خاموشی سے یہاں سے غائب ہو جانا ہے۔ جب تک بلیو سکاٹی ہمیں تلاش کرے گی ہم شمالی بحر اوقیانوس میں سفر کر رہے ہوں گے لیکن اب سیری بات غور سے سن لو کیونکہ اب یہاں سے ایک لحاظ سے ہمارا اصل مشن شروع ہو رہا ہے۔ یہ مشن انتہائی سخت ہے اور اسے ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے مکمل کرنا ہے ورنہ ڈیگوشیا جیرہ واقعی ہمارا مدفن ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک تو بلیک پنجنسی انتہائی تربیت یافتہ پنجنسی ہے۔ دوسرے یہ لوگ بلیک تھنڈر کی طرح انتہائی جدید ترین آلات استعمال کرتے ہیں۔ تیسری بات یہ کہ یہ لوگ بے ہوش کر کے اور ہوش میں لا کر مذاکرات کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ یہ زبان چلانے کی بجائے رزیکر دبانے پر زیادہ یقین رکھتے ہیں اس لئے یہ سمجھ لو کہ ہمارے پاس فصاحت کرنے کے لئے کوئی چانس نہیں ہے ورنہ ہمارا اپنا چانس ختم ہو جائے گا۔ ڈیگوشیا پہنچ کر تم نے وہاں ایک ساؤتھ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں پہنچا ہے۔ وہاں ایک آدمی فلیپر موجود ہو گا۔ تم نے اسے پرس آف ڈھپ کہتا ہے۔ وہ تمہیں اندر لے جائے گا۔ یہ انتظامات چیف نے کئے ہیں۔ وہاں ہر قسم کا اسلحہ، کاریں، میک اپ کا سامان اور لباس وغیرہ سب کچھ موجود ہے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم کوٹھی میں جانے کی بجائے پہلے اس آسٹرکلب جائیں اور اس ریمنڈ کے ذریعے اس کے

آدمیوں کو واپس بلا لیں..... صفدر نے کہا۔

"یہ کام میں جو لیا اور صفدر کریں گے جبکہ باقی تم دونوں نے کوٹھی میں پہنچا ہے۔ آسٹرکروپ سے فارغ ہو کر ہم بھی وہاں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد روسی اور گارنی کو تلاش کریں گے۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلزز" دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ "یہاں ایک کمپنی ہے سفار فیری سروس۔ اس کے میجر رابرٹ کا نمبر دیں۔" عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں۔ میجر سفار فیری سروس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں پرس آف ڈھپ بول رہا ہوں۔ ایکریمیا کے فٹلے گروپ کے چیف فٹلے نے آپ کو میرے بارے میں فون کیا ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یس سر۔ اوہ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ آپ حکم فرمائیں۔" دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ "ایک خاتون اور چار مردوں کے لئے ایسے کاغذات تیار کرانے ہیں کہ جنہیں ایکریمیا میں اصل سمجھا جائے اور پھر ان کے لئے ڈیگوشیا

جزیرے کے لئے ٹکٹیں بھی چاہیں۔..... عمران نے کہا۔

”آپ تصاویر بھجوا دیں۔ آپ کا کام دو روز میں ہو جائے گا۔
کاغذات اکیڑیا سے ہی بن کر آئیں گے اور ہر لحاظ سے اصل ہوں
گے۔..... دوسری طرف سے رابرٹ نے کہا۔

”آپ اس وقت آفس میں موجود ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں اور میرے ساتھی علیحدہ علیحدہ آپ کے پاس پہنچیں گے۔
رابطہ کو ڈھنسنے ہو گا۔ تصاویر وغیرہ آپ نے خود تیار کروانی ہیں۔ آپ
نے ہماری رہائش کا بندوبست بھی اس انداز میں کرنا ہے کہ آپ کے
علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسے ہی ہو گا جناب۔..... دوسری طرف سے کہا
گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”چلو اب سپیشل میک اپ کر لیا جائے۔..... عمران نے کہا تو
سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران اپنے ساتھ لانے والے بیگ
میں سپیشل میک اپ کا سامان خصوصی طور پر لے آیا تھا۔

”عمران صاحب۔ کیا ہمیں لباس بھی تبدیل کرنے ہوں گے۔“
صفر نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو لباس اس بڑے بیگ میں خصوصی طور پر
رکھوائے گئے تھے۔ البتہ بیگ ہمیں چھوڑ دینا کیونکہ بیگ تبدیل نہیں
ہو سکتے۔..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ایک کمرے میں دونوں جوان اور خوبصورت لڑکیاں بیٹھی شراب
پینے میں مصروف تھیں۔ ان میں سے ایک لمبے قد اور قدرے بھرے
ہوئے جسم کی مالک تھی جبکہ دوسری درمیانے قد اور دبلے پتلے جسم کی
تمثیل۔ لمبے قد والی کے بال براؤن رنگ کے تھے اور مردوں کی طرح
کٹے ہوئے تھے جبکہ دوسری لڑکی کے بال سیاہ تھے اور وہ اس کے
کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے شوخ رنگ کے سکرٹ
اور اوپر جیکٹیں پہنی ہوئی تھیں۔

”کاسا بلانکا سے اوپن سکائی کی کوئی اطلاع نہیں آئی گارنی۔ کیا
ہوا ہے انہیں۔ کہیں خوف کے مارے دیں سے تو واپس نہیں چلے
گئے۔“ لمبے قد والی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا نام روسی تھا اور
وہ گارنی سے سینئر تھی اور پھر اس مشن کے چیف بھی وہی تھی۔
دوسری لڑکی اس مشن میں اس کی نمبر نو بنا کر بھیجی گئی تھی۔

ان کے کمرے چیک کئے تو پتہ چلا کہ وہ کمرے سے غائب ہیں۔ البتہ ان کے بیگ وہاں موجود تھے جن میں وہ لباس بھی موجود تھے جو انہوں نے پہنے ہوئے تھے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں اوپن سکائی کا علم ہو گیا ہے اور وہ میک اپ کر کے اور لباس تبدیل کر کے نکل گئے ہیں۔" روسٹی نے کہا۔

"میس مادام۔ اس لئے اب اس گروپ کی پورے کا سا بلانکا میں مجرور تلاش جاری ہے۔ جرم نے جواب دیا۔

"لیکن وہ فوری وہاں سے نکل بھی تو سکتے ہیں۔ روسٹی نے کہا۔

"ایئر پورٹس، نیوی سروس اور بس ٹرمینل کے ساتھ ساتھ کا سا بلانکا سے باہر جانے والے ہر راستے پر انہیں چیک کیا جا رہا ہے۔" جرم نے کہا۔

"اتنے زیادہ سپاٹس پر کیسے چیکنگ ہو سکتی ہے جرم۔" روسٹی نے کہا۔

"راجر نے وہاں کے پولیس کمانڈر کو ہماری دولت دے کر اس کام پر آمادہ کر لیا ہے اور پولیس انہیں ٹریس کر رہی ہے کہ وہ بین الاقوامی سطح کے مجرم ہیں۔ جرم نے جواب دیا۔

"اوہ۔ گڈ شو۔ پھر حال اب انہیں تلاش کرنا ضروری ہے۔" روسٹی نے کہا۔

"وہ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہیں روسٹی اس لئے واپسی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں کے بارے میں کسی اطلاع کے انتظار میں ہوں۔ دوسری لڑکی جس کا نام گارنی تھا، نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو روسٹی نے ہاتھ بڑھا کر رسپو اٹھالیا۔

"میس۔ روسٹی بول رہی ہوں۔ روسٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام میں جرم بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میس۔ کیا رپورٹ ہے۔ روسٹی نے کہا۔

"کا سا بلانکا سے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پورا گروپ اچانک غائب ہو گیا ہے اور اب انہیں تلاش کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو روسٹی کے ساتھ ساتھ گارنی بھی بے اختیار چونک پڑی کیونکہ لاؤڈر کی وجہ سے وہ بھی دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی سن رہی تھی۔

"لیکن ان کی نگرانی تو اوپن سکائی سے ہو رہی تھی۔ پھر وہ کیسے غائب ہو گئے۔ روسٹی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ہوٹل کے کمرے میں تھے اور ہوٹل میں ہمارے ایجنٹ موجود تھے۔ اوپن سکائی اس وقت کام کرتی ہے جب وہ کھلی فضا میں ہوتے لیکن جب کافی در تک وہ باہر نہ نکلے تو ہمارے ایجنٹوں نے

"یس مادام۔ وہ ٹریس ہو جائیں گے"..... جیرم نے کہا تو روسی نے اُسکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"وہ ان لوگوں کے بس کے نہیں ہیں روسی۔ وہ لازماً یہاں پہنچ جائیں گے اس لئے ہمیں خود اس بارے میں کام کرنا چاہئے"۔ گارڈ نے کہا۔

"ریمنڈ کو مجھے اطلاع دینی ہوگی ورنہ وہ تو ان کے فوٹو اٹھا ہوئے کھڑے رہ جائیں گے"..... روسی نے کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"آسٹر کلب"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنا دی۔

"ریمنڈ سے بات کراؤ۔ میں روسی بول رہی ہوں"..... روسی نے کہا۔

"ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ریمنڈ بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"روسی بول رہی ہوں ریمنڈ"..... روسی نے کہا۔

"یس مادام"..... دوسری طرف سے اس بار قدرے مودبانہ میں کہا گیا۔

"ہمارے مطلوبہ افراد کا سا بلانا میں آپ کے غائب گئے ہیں۔ وہ لوگ بہر حال یہاں پہنچیں گے۔ اس لئے تم۔

آدمیوں کو صرف ان کے قد و قامت اور گروپ کی تعداد کے بارے میں بریف کر دو۔ اب ان کی تصویریں چیک کرنے کا کوئی فائدہ نہیں رہا"..... روسی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی۔ ٹھیک ہے۔ میں سب کو ابھی کال کر کے احکامات دے دیتا ہوں"..... ریمنڈ نے کہا تو روسی نے اُسکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"مسئلہ واقعی ٹریڈا ہو گیا ہے۔ اب انہیں تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا۔ وہ گروپ کی بجائے علیحدہ علیحدہ بھی یہاں آ سکتے ہیں"۔ جیرمی نے کہا تو روسی نے اشتباہ میں سر ہلا دیا۔

"اب تو ایک ہی صورت ہے کہ ہم ڈیٹیکٹو جبرے کے مغربی حصے پر ایس ایس ریز پھیلا دیں اور ان کی مدد سے میک اپ چیک کئے جائیں اور پھر انہیں ہلاک کیا جائے"..... گارڈی نے کہا۔

"لیکن یہ انتہائی مہنگا پراجیکٹ ہے۔ اسے مسلسل تو آن نہیں کھا جاسکتا"..... روسی نے کہا۔

"اوہ۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ ڈیٹیکٹو جبرے پر ایئر پورٹ اور گھاٹ سے قس کر دیا جائے۔ صرف ان دو مقامات سے ہی کوئی ڈیٹیکٹو سے داخل ہو سکتا"..... گارڈی نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے"..... روسی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سنٹر"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

"یہ ہو سکتا ہے مادام کہ جیسے ہی کوئی مارک ہو اسے کمیونٹری فاؤنڈ بنا دیا جائے۔ اس طرح وہ مسلسل نگرانی میں رہے گا۔ اس طرح محدود بینانے پر پراجیکٹ کام کرے گا اور مہنگا بھی نہیں پڑے گا اور وہ آدمی ظاہر ہے کسی ہوٹل میں ہی رہے گا یا کسی پرائیویٹ جگہ پر اور اس طرح آسانی سے چیک ہو سکے گا۔۔۔۔۔ نیلسن نے کہا۔

"گڈ شو۔ ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرو اور ہمیں اطلاع دو تاکہ ان لوگوں کے خاتمے کے لئے ہم حرکت میں آسکیں۔۔۔۔۔" روسنی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے کہ مجھے ایس سنٹر میں رہنا چاہئے تاکہ میں آسٹر گروپ کے قاتلوں کو ساتھ ساتھ ان لوگوں کی نشاندہی کرتی رہوں جبکہ تم یہیں ہیڈ کوارٹر میں رہو تاکہ مجموعی ہدایات دے سکو۔" گارنی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے ساتھ ساتھ مجھے بھی اطلاع دیتی رہنا زیرو نو ٹرانسمیٹر پر تاکہ میں خود بھی ان لوگوں تک پہنچ سکوں۔۔۔۔۔" روسنی نے کہا تو گارنی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا شراب کا گلاس میز پر رکھا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دلی چٹلی ہونے کی وجہ سے اس کی چال میں تیزی نمایاں تھی۔

دی۔

"روسنی بول رہی ہوں۔۔۔۔۔" روسنی نے کہا۔

"ییس مادام۔ میں نیلسن بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف =

مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا رپورٹ ہے۔۔۔۔۔" روسنی نے کہا۔

"ہم ٹرانسمیٹر کا لڑ باقاعدگی سے چیک کر رہے ہیں مادام۔ لیکن ابھی تک کوئی مشکوک کال سامنے نہیں آئی۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنو۔ ایئر پورٹ کی حدود اور بحری گھاٹ کی حدود پر ایس ایئر ریڈ فکس کر دو اور جو بھی میک اپ میں نظر آئے اس کی نشاندہی کر کیونکہ اب یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ لوگ مراکش سے میک اپ کر کے نگرانی کرنے والوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" روسنی نے کہا۔

"ییس مادام۔ ابھی حکم کی تعمیل ہو گی۔ لیکن مادام دونوں جگہوں پر میک اپ میں اگر کوئی نظر آتا تو وہ چند لمحوں کے لئے ہی چھپ چکا۔ اس کے بعد وہ شہر میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اسے کیسے چھپ جائے گا۔۔۔۔۔ نیلسن نے کہا۔

"ہاں۔ تم بتاؤ کیا ہو سکتا ہے۔ پورے علاقے پر تو فٹنگ۔ حد پہنچی پڑے گی اور ان لوگوں کا پتہ نہیں کہ کب آئیں۔" روسنی نے کہا۔

سے چمک نہ کیا جاسکے گا۔ اس وقت وہ ہال کے تقریباً درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ حسب روایت اس کا نام مائیکل تھا۔ اس کے ساتھ سیٹ پر صفر موجود تھا جبکہ ہال کے دوسرے کنارے پر تنویر اور جو لیا اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے اور آخری حصے میں کیپٹن شکیل اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔

”مسٹر مائیکل۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ حالات اس بار کافی اچھے ہوئے ہیں۔“ اچانک صفر نے اکیپریمین سچے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

”وہ کیسے مسٹر رابرٹ۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”ہم اصل معاملے کی بجائے فروعی معاملات میں الجھتے جا رہے ہیں۔ موجودہ صورت میں آسٹر گروپ ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے کیونکہ وہ تو ہمیں پہچان ہی نہیں سکتا۔ پھر آپ کا اس کے خلاف حرکت میں آنا میری سمجھ میں نہیں آیا۔“ صفر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مسٹر رابرٹ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے سپیشل انداز اختیار کیا ہے لیکن ہمارے مقابلے میں جو کاروباری پارٹی ہے وہ جدید ترین ایجادات کو مارکیٹ میں لے آنے پر قادر ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ہمارا سپیشل انداز دھرے کا دھرا رہ جائے اور ہمیں بہر حال آسٹر گروپ سے کاروباری مقابلہ کرنا پڑ جائے اور جب تک یہ آسٹر گروپ درمیان سے ہٹ نہیں جائے گا اس وقت تک ہم اطمینان بھرے انداز میں ان کی مارکیٹ میں کام نہیں کر سکیں گے۔“ عمران نے

ستار فری لانچ کی بجائے ایک لحاظ سے مٹی جہاز لگتا تھا۔ اس وسیع و عریض ہال انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ کرسیاں انتہائی آرام دہ تھیں اور ہال اس وقت رنگا رنگ قومیت کے مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ کاسا بلانکا سے ڈیکو شیا جزیرے تک کا سہ چھ گھنٹوں کا تھا اور اس وقت جہاز تقریباً تین چوتھائی سفر طے کر چکا تھا۔ ہال میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ ان سب نے سپیشل میک اپ کر رکھے تھے۔ عمران نے خصوصی طور پر سپیشل میک اپ اس لئے تجویز کیا تھا کہ مقابلہ بلیک انجنسی سے تھا۔ اکیپریمیا کی سب سے ٹاپ انجنسی تھی اور انتہائی جدید ترین ایجادات مشن کے دوران استعمال کرتی تھی اس لئے عمران کو خطرہ تھا کہ کہیں ان کا میک اپ کسی جدید ترین ریز سے نہ چمک کر لیا جائے۔ لیکن سپیشل میک اپ کے بارے میں وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب خدشات ہیں۔“
 عمران نے جواب دیا اور پھر ایک ایک کر کے وہ فیری سے نکل کر
 مخصوص رستے سے ہوتے ہوئے چینگنگ روم میں پہنچے اور وہاں ان
 کے کاغذات کی چینگنگ کے بعد انہیں کلیئر کر دیا گیا تو وہ دوسرے
 دروازے سے باہر آ گئے۔ یہ ایک کھلا برآمدہ تھا جس کے بعد ٹیکسی
 اسٹینڈ تھا۔ وہاں بے پناہ رش تھا۔ عمران اور تنویر اب آگے آ گئے تھے
 جبکہ باقی ساتھی پیچھے تھے کہ اچانک عمران بری طرح چونک پڑا۔
 ”کیا ہوا“..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”ہمیں خصوصی ریزے سے چیک کیا جا رہا ہے۔ فضا میں ہلکی ہلکی
 سرخ لائیں موجود ہیں“..... عمران نے کہا تو تنویر نے نظرس
 انھائیں اور پھر اسے بھی احساس ہونا شروع ہو گیا کہ واقعی فضا میں
 ہوا کی لہروں میں ہلکی ہلکی سرخ لائیں موجود ہیں جو صرف بغور دیکھنے
 سے ہی نظر آتی ہیں۔ چنانچہ تنویر نے یکتھ قدم آہستہ کر لئے اور پیچھے
 آنے والے ساتھیوں تک یہ بات پہنچادی اور سب بے انسیار چونک
 پڑے۔ لیکن ابھی وہ ٹیکسی اسٹینڈ تک پہنچے ہی نہ تھے کہ اچانک چار
 مشین گنوں سے مسلح آدمی بڑے ماہرانہ انداز میں ان کے قریب پہنچ
 گئے۔

”خبردار۔ ساتھ اٹھا لو ورنہ گولی مار دیں گے“..... ان میں سے
 ایک آدمی نے چیخ کر کہا تو ان کے ساتھ آنے والے تمام مسافر بے
 اختیار اچھل پڑے۔

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن پھر آپ نے مارشل کو کیوں اپنے ساتھ رکھا
 ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے“..... صفدر نے کہا۔
 ”وہی جہاری بات کہ ہمیں اصل معاملے پر نظر رکھنی چاہئے اور
 مارشل راستے کی رکاوٹیں ہٹانے میں انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتا
 ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن اگر ہمارا سامان یہاں گھٹا پر ہی چیک ہو گیا تب“.....
 صفدر نے کہا۔

”تب ہمیں سے کاروباری مقابلے کا آغاز ہو جائے گا اور جو بھی ہو
 گا دیکھا جائے گا“..... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا
 دیا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد ڈیکو شیا جزیرے پر پہنچنے کے اعلان کے ساتھ ہی
 تمام مسافروں میں ہل سی مچ گئی۔ فیری اپنے مخصوص گھاٹ پر لگ
 گئی اور سب مسافر ایک ایک کر کے باہر نکلے گئے۔ اس دوران
 تنویر، جولیا اور کیپٹن شکیل بھی عمران اور صفدر کے قریب پہنچ گئے۔
 ”کیا حالات اور تجاویز وہی رہیں گی یا“..... جولیا نے آہستہ سے
 کہا۔

”گھاٹ سے نکلنے تک اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اگر کچھ نہ ہوا تو
 وہی فیصلہ اور اگر حمد ہو گیا تو پھر اس حملے سے نپٹنے کے بعد جو ہو“
 دیکھا جائے گا“..... عمران نے بھی آہستہ سے جواب دیا۔
 ”لیکن ہمارے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے“..... جولیا نے کہا۔

شوٹنگ ہو رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد کار گھومی اور پھر آگے بڑھ کر رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی کار کے عقبی دروازے کھل گئے اور انہیں باہر نکال لیا گیا۔ باقی دو کاریں بھی پہلی کار کے پیچھے رک گئی تھیں اور ان سب کو بھی باہر نکال لیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے بال بنا کرے میں پہنچ گئے۔ وہاں راڈز والی کرسیاں موجود تھیں اور انہیں اسی طرح بندھے ہوئے ہاتھوں سمیت ان کرسیوں پر بٹھا کر ان کے جسموں کو راڈز میں جکڑ دیا گیا۔ عمران نے دیکھ لیا تھا کہ راڈز کا سسٹم کرسی کے عقبی پائے میں تھا اور اس کی ٹانگ بڑی آسانی سے اس بٹن تک پہنچ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے کلب ہتھکڑی کو کھولنے کی کوشش شروع کر دی اور چند لمحوں بعد ہی ہتھکڑی اس کے ہاتھوں میں دبی ہوئی تھی۔ انہیں لے آنے والوں میں سے چار مشین گنوں سے مسلح افراد وہاں دروازے سے لگ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ان میں وہ آدمی بھی تھا جو ان سے مخاطب ہوتا رہا تھا۔

”کم از کم یہ تو بتا دو کہ تم لوگ کون ہو اور تم ہمیں کیوں اس طرح یہاں لے آئے ہو اور ہمیں کیوں اس انداز میں جکڑا گیا ہے۔“

عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”خاموش بیٹھے رہو۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔

”چلو اپنا نام تو بتا دو۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام جارج ہے۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب

”کن کو کہہ رہے ہو بھائی۔۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا تو اس آدمی نے باقاعدہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نشاندہی کر دی۔

”جیسے یہ کہہ رہے ہیں ویسے کرو۔ انہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اوپر کر لئے۔ ان پانچوں کے علاوہ باقی افراد تیزی سے ادھر ادھر بکھر گئے۔

”ادھر سیاہ رنگ کی کاروں میں چلو۔ اور سنو۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو ایک لمحوں میں گولیوں سے اڑا دیں گے۔۔۔۔۔۔ اس

آدمی نے کہا اور پھر چند منٹ بعد انہیں نہ صرف سیاہ کاروں میں سوار کرا دیا گیا بلکہ ان کے ہاتھ بھی عقب میں کر کے کلب ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔ عمران اور تنویر ایک کار میں تھے جبکہ جو لیا علیحدہ کار میں

اور صفدر اور کیپٹن شکیل تیسری کار میں۔ کاروں کے عقبی دروازے اس طرح لاک تھے کہ اندر سے کسی صورت نہ کھل سکتے تھے اور

سامنے والی سیٹ کے درمیان سیاہ سکرین تھی۔ اس طرح وہ بالکل ہی علیحدہ ہو گئے تھے۔ تنویر نے کچھ بولنے کی کوشش کی لیکن عمران

نے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہہ دیا تو تنویر ہونٹ بھیجنے کے

خاموش ہو گیا۔ عمران کو حیرت اس بات پر تھی کہ وہاں گھٹا پو

پولیس بھی موجود تھی لیکن اس کے باوجود پولیس والوں نے معمولی سی مداخلت بھی نہ کی تھی۔ وہ سب خاموش کمرے یہ سب کچھ ہوتا

اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کوئی جرم نہ ہو رہا ہو بلکہ فہم نہ

تھی اور اگر کی بھی تھی تو اسے اہمیت نہ دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور جارج اندر داخل ہوا۔

"باس نے حکم دیا ہے کہ انہیں ہلاک کر دیا جائے۔" جارج نے واپس آکر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پستل نکال لیا۔

"ایک منٹ۔ ایک منٹ۔ میری بات سن لو۔" عمران نے احتجاج پریشان سے لہجے میں کہا تو جارج نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"باس کون ہے اور یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کچھ بتاؤ تو ہی۔" عمران نے کہا تو جارج بے اختیار مسکرا دیا۔

"باس کا نام ریمنڈ ہے۔ ہمارا گروپ ڈیگوشیا میں سب سے بڑا گروپ ہے آسٹریلیا۔ حکومت اکیرمینا نے ہماری خدمات حاصل کیں کہ پانچ افراد پر مشتمل گروپ جس میں ایک عورت بھی شامل ہے جو پاکیشیا کے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں حکومت اکیرمینا کے خلاف کام کرنے ڈیگوشیا آرہے ہیں، انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ ان کی تصویریں بھی ہمیں مہیا کر دی گئیں۔ چنانچہ باس ریمنڈ نے ہماری ڈیوٹی لگا دی۔ ہماری ڈیوٹی گھٹا پر تھی اور میں اس گروپ کا انچارج ہوں۔ اسی طرح دوسرے گروپ کی ڈیوٹی ایرپورٹ پر لگائی گئی۔ پھر اطلاع ملی کہ حکومت اکیرمینا نے گھٹا اور ایرپورٹ پر کوئی خفیہ ریز چیکنگ کے لئے استعمال کرنا شروع کر دی ہے جو کسی میک اپ

دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک آدمی ایک باکس دونوں ہاتھوں میں اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس باکس کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ جدید ترین میک اپ واشٹر ہے لیکن عمران مطمئن تھا کہ ان کا میک اپ اس جدید ترین میک اپ واشٹر سے بھی واش نہ ہو سکے گا اور پھر واقعی اس جدید ترین میک اپ واشٹر کی مدد سے باری باری عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ واش کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ظاہر ہے انہیں ناکامی ہوئی۔ اب جارج اور اس کے ساتھیوں کے بچروں پر حیرت اور الجھن کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"میں باس کو اطلاع دیتا ہوں۔" جارج نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ میک اپ واشٹر والا پہلے ہی جا چکا تھا۔ اب وہاں تین افراد موجود تھے لیکن پہلے وہ جس قدر چونکا نظر آ رہے تھے اب میک اپ واشٹر کے استعمال کے بعد ایسا نہ تھا۔ انہوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں بھی نیچے کر لی تھیں۔

"یہ سب آخر کیا رہا ہے۔ کوئی کچھ بتاتا ہی نہیں۔" جولیہ نے سرموڑتے ہوئے کہا۔

"چیکنگ ہو رہی ہے۔ اور کیا ہو رہا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ گھومی اور عقبی بین پر ہم سی گئی۔ اس کے ٹانگ موڑنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بیٹھا بیٹھا تھک گیا ہو۔ ویسے وہاں کھڑے ہونے آدمیوں نے اس کی یہ حرکت نوٹ نہ کی

کے باوجود اس آدمی کی نشاندہی کر سکتی ہیں اور ہمیں بتایا گیا کہ یہ لوگ اب میک اپ میں آ رہے ہیں اس لئے ان کی نشاندہی ہوتے ہی انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ پھر سٹار فیری آئی چونکہ یہ افراد کا سا بلانکا سے آ رہے تھے اس لئے ہمیں خصوصی طور پر الرٹ رہنے کا کہا گیا۔ پھر تم لوگ نظر آئے۔ گو ہمیں خصوصی ریز والوں کی طرف سے کوئی اطلاع نہ تھی لیکن جب تم لوگ کاغذات کی چیکنگ کر رہے تھے تو ہمارے آدمیوں نے ہمیں مارک کر لیا۔ تم بھی پانچ افراد تھے۔ ایک عورت اور چار مرد اور بظاہر تم یہ تاثر دے رہے تھے کہ تم ایک گروپ نہیں ہو لیکن ویسے تمہارے درمیان رابطے نظر آ رہے تھے۔ اس پر میں مشکوک ہو گیا۔ میں نے فوری باس سے بات کی تو اس نے کہا کہ یہاں کارروائی نہ کی جائے کیونکہ اس طرح بے گناہ افراد بھی ہلاک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے چھپے تمہیں پکڑ کر سپیشل پوائنٹ پر لایا جائے اور اگر تم میک اپ میں ہو تو پھر اسے اطلاع دی جائے۔ چنانچہ تمہیں گھیر کر یہاں لایا گیا اور ان کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ پھر تمہارے میک اپ چیک کئے گئے لیکن تم میک اپ میں نہیں ہو اس لئے میں نے جا کر باس کو رپورٹ دی تو باس نے تمہیں ہلاک کرنے کا حکم دے دیا کیونکہ تم نے بہر حال ہمارا یہ سپیشل پوائنٹ دیکھ لیا ہے۔ جارج نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے باس ریمنڈ کا تعلق کیا ایکریمیا حکومت سے ہے۔"

عمران نے کہا۔

"نہیں۔ حکومت ایکریمیا نے ہمیں ہار کیا ہے سبھاں ڈنگوشیا میں باس ایک لحاظ سے حاکم ہے۔ ہمارا گروپ جو چاہے کرتا رہے۔" جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارے گروپ کا؟" عمران نے پوچھا۔

"آسٹرو گروپ" جارج نے جواب دیا۔

"لیکن جب ہم بے گناہ ہیں تو ہمیں ہلاک کیوں کیا جا رہا ہے۔ ہمیں بند کاروں میں یہاں لایا گیا ہے اور اسی طرح باہر لے جایا جا سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"سوری مسٹر۔ باس کا حکم فاسل ہوتا ہے اس لئے اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔" جارج نے یلخت سرد لہجے میں کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں تمہارے باس سے خود بات کر لوں۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔" جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف گردن موڑی ہی تھی کہ عمران نے پیر کو دبا دیا۔ بن دبتے ہی کلک کی آواز کے ساتھ ہی راڈز اس کے جسم سے علیحدہ ہو گئے اور یہ آواز سننے ہی جارج نے گردن موڑی ہی تھی کہ عمران کے بازو حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے جارج پیچھا ہوا پھل کر اپنے ساتھیوں پر جا کر۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے یلخت بھوکے عقاب کی طرح چھلانگ لگائی اور جارج کے ہاتھ سے نکل کر گرنے

والا مشین پستل اٹھالیا۔ دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جارج اور اس کے ساتھی گویاں کھا کر چیختے ہوئے واپس گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہتھکڑی پوری قوت سے جارج کے سینے پر اس انداز میں ماری تھی کہ جارج ضرب کھا کر مڑا اور اچھل کر سائیڈ پر موجود اپنے ساتھیوں سے جا ٹکرایا اور وہ تینوں ہی اس اچانک دھکے سے اچھل کر نیچے گرے اور عمران کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ جارج ان تینوں سے ٹکرایا تو وہ تینوں چونکہ اکٹھے کھڑے تھے اور ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس لئے وہ مار کھا گئے تھے۔ جارج اور اس کے ساتھیوں کے خاتے کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر اس نے ایک ایک کر کے اپنے تمام ساتھیوں کی کرسیوں کے عقب میں پیر مار کر انہیں راڈز سے آزاد کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ ہاتھوں میں موجود ہتھکڑیوں سے وہ خود آسانی سے نجات حاصل کر سکتے ہیں لیکن عمران کی کرسی سائیڈ پر تھی اس لئے وہ تو اپنے پیر موڑ کر کارروائی کر سکتا تھا لیکن باقی کرسیوں کے درمیان اتنا گیپ ہی نہ تھا کہ اس کے دوسرے ساتھی راڈز کی گرفت سے آزاد ہو سکتے اس لئے یہ کام عمران کو ہی کرنا پڑا تھا۔ سب سے آخر میں موجود جو یا کو راڈز سے آزاد کر کے وہ ان کی خالی کرسیوں کی طرف جانے کی بجائے تیزی سے واپس مڑا اور اپنے والی کرسی کی سائیڈ سے نکل کر سیدھا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ دوسری

طرف موجود ایک راہداری سے گزر کر ایک اور کمرے میں پہنچا اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس نے اس ساری عمارت کا راؤنڈ لگالیا۔ یہ کسی کالونی کی ایک سائیڈ پر بنی ہوئی چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ اس میں اور کوئی آدمی نہیں تھا۔ البتہ وہی سیاہ رنگ کی کاریں باہر موجود تھیں۔ اسی عمران واپس آیا تو اس کے ساتھی بھی اپنے ہاتھ آزاد کر چکے تھے۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھالیا۔

”جارج بول رہا ہوں“..... عمران کے منہ سے جارج کی آواز نکلی۔

”ریمینڈ بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ان لوگوں کا“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے باس“..... عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب واپس گھاٹ پر پہنچ جاؤ“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”سپیشل میک اپ کام آگیا ہے ورنہ ایس ایس ریز ہماری مکمل نشاندہی کر دیتیں۔ میں نے فضا میں سرخ لائٹیں دیکھ لی تھیں اور مجھے خطرہ تھا کہ ابھی کسی طرف سے گویاں چلیں گی اور ہمارے پاس اسلحہ بھی نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ ریز بھی ہمیں چیک نہ کر سکیں اور ان لوگوں نے اپنے طور پر ہمیں چیک کیا

ہے..... عمران نے کہا۔

"تو اب کیا کرنا ہے عمران صاحب....." صفدر نے کہا۔

"اب فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے میں اور تنویر

ٹیکسی میں بیٹھ کر آسٹر کلب جائیں گے۔ اس کو ٹھی سے اسلحہ ہمیں

مل جائے گا۔ تم لوگ مختلف ٹیکسیوں میں بیٹھ کر ساؤتھ کالونی کی

کوٹھی میں پہنچو ہم آسٹر گروپ کا خاتمہ کر کے ہی واپس آئیں گے۔ اس

کے بعد آئندہ کی پلاننگ کی جائے گی....." عمران نے کہا۔

"لیکن ہم وہاں کیوں بیٹھے رہیں۔ ہم اس روسی اور گارنی کا پتہ

کیوں نہ چلائیں....." جوہانے کہا۔

"ابھی نہیں۔ ابھی سب لوگ ہمارے انتظار میں چھپے ہوئے ہیں

اور فضا میں چینگ ریز بھی موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا

خاتمہ اس انداز میں کیا جائے کہ کرنل ڈیوک تک اس کی اطلاع اس

وقت تک نہ پہنچ سکے جب تک ہم وہاں نہ پہنچ جائیں....." عمران

نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تنویر دیر بعد وہ

ایک ایک کر کے اس کوٹھی سے باہر نکلے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔

البتہ عمران کے کہنے پر جارج اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس

کمرے سے اٹھا کر الماریوں کے پیچھے اس طرح رکھ دی گئی تھیں کہ

فوری طور پر چیک نہ ہو سکیں۔ عمران اور تنویر دونوں کی جیبوں میں

منشیمن پستل موجود تھے۔ تنویر دیر بعد وہ دونوں ٹیکسی میں سوار ہو

کر آسٹر کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"جناب آپ سیاح ہیں اس لئے آپ کو یہ بتانا میرا فرض ہے کہ

آپ آسٹر کلب میں محتاط رہیں۔ وہ لوگ قتل و غارت میں ہر طرح

ملوث رہتے ہیں..... ٹیکسی ڈرائیور نے اظہارِ ہمدردی بات کرتے

ہوئے کہا۔

"اچھا۔ محتاط رہیں گے....." عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب

دیا تو ڈرائیور ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ تنویر دیر بعد ٹیکسی

ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ عمارت پر آسٹر

کلب کا جہازی سائز کا نیون سائن موجود تھا۔ عمران نے کرایہ ادا کیا

اور وہ دونوں نیچے اتر آئے اور پھر ٹیکسی آگے بڑھ جانے کے بعد وہ

دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہال میں داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر چونک

پڑے کہ وہاں ہال میں موجود افراد تو اونچے طبقے کے افراد دکھائی دے

رہے تھے اور وہاں نہ کوئی مسلح آدمی نظر آ رہا تھا اور نہ ہی کوئی غنڈہ یا

بد معاش۔ ایک طرف کاؤنٹر پر بھی صرف تین لڑکیاں موجود تھیں۔

وہ دونوں مڑے اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"یس سر۔ فرمائیے..... ایک کونے میں موجود لڑکی نے بڑے

کاروباری لہجے میں کہا۔

"میجر ریمینڈ سے ملنا ہے۔ ہم ایکریما سے آئے ہیں حوالے کے لئے

دارنر برادرز....." عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو لڑکی نے

جنرل کچھ کہے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پر بس کر دیئے۔

کاؤنٹر سے میگی بول رہی ہوں۔ دو صاحبان آئے ہیں اور چیف

سرد لہجے میں کہا۔

”ایسی صورت میں ملاقات نہیں ہو سکے گی جناب کیونکہ جب تک وہ مطمئن نہ ہو جائیں وہ ملاقات کی اجازت ہی نہیں دیتے۔“ جیکب نے بڑے مہذبانہ لہجے میں کہا۔

”آپ ان سے فون پر تو ہماری بات کرا سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا تو جیکب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے چند نمبر پریس کر دیئے۔

”جیکب بول رہا ہوں باس۔ میرے پاس دو ایکریڈین موجود ہیں۔ وہ آپ سے کسی اہم کام کے لئے ملاقات کرنا چاہتے ہیں اور بتول ان کے ان کا تعلق ایکریڈیا کے وارنر براڈرز سے ہے۔“ جیکب نے کہا۔

”کیس سر۔ لیکن انہوں نے کہا ہے کہ کام آپ کو ہی بتایا جاسکتا ہے اور میرے انکار پر انہوں نے کہا کہ فون پر ان کی بات آپ سے گرا دی جائے۔“ جیکب نے کہا۔

”کیس سر۔“ جیکب نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”بات کیجئے۔“ جیکب نے کہا تو عمران نے آگے بڑھ کر رسیور لے لیا۔

”مائیکل بول رہا ہوں۔ وارنر براڈرز ونگٹن کامائیکل سچیف رسنی نے خصوصی طور پر حکم دیا ہے کہ آپ سے بات کی جائے۔ دس لاکھ

سے ملنا چاہتے ہیں۔ حوالے کے لئے ایکریڈیا اور وارنر براڈرز۔“ لڑکی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے یس سر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”سائیز راہداری کے آفر میں اسسٹنٹ مینجر جیکب کا آفس ہے۔“ آپ ان سے مل لیں۔“ لڑکی نے بڑے مہذب لہجے میں کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا مڑا اور سائیز راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں واقعی راہداری کے آفر ہیں ایک دروازہ تھا جس کے باہر باوردی دربان کھڑا نظر آ رہا تھا۔ عمران اور تنویر کے وہاں پہنچنے پر اس دربان نے باقاعدہ انہیں سلام کیا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ عمران اندر داخل ہوا۔ تنویر اس کے پیچھے تھا۔ کمرہ چھوٹا سا تھا اور بڑے سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ میز کے پیچھے ایک مسکراتا ہوا نوجوان موجود تھا۔

”تشریف لائیے۔“ میرا نام جیکب ہے۔“ اس نوجوان نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے مارشل۔ ہم نے مینجر ریمنڈ صاحب سے ملنا ہے۔ ہمارا تعلق ایکریڈین سینڈیکٹ وارنر براڈرز سے ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تشریف رکھیں۔“ جیکب نے کہا تو عمران اور تنویر دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”آپ تو مینجر صاحب سے کیا کام ہے۔“ جیکب نے کہا۔

”یہ کام انہیں ہی بتایا جاسکتا ہے مسٹر جیکب۔“ عمران نے

بٹھا دیا۔

تم لوگوں نے شاید وارنر برادرز کو عام سے لوگ سمجھ لیا ہے۔
بولو ورنہ تمہارا یہ کلب انجی میڈیٹوں سے اڑا دیا جائے گا۔ عمران
نے اس کی گردن پر ایک بار پھر انگوٹھا رکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے
میں کہا۔

”عقبی دروازے سے راستہ نیچے جاتا ہے۔ نیچے ایک بڑا ہال ہے
جہاں جوا بوتھا ہے۔ میزجر بھی وہاں بیٹھتا ہے۔“ جیکب نے بڑے
خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”دوسرا راستہ کس طرف سے ہے؟“ عمران نے اسی طرح
غراتے ہوئے پوچھا۔

”کلب کے عقبی طرف سے“ جیکب نے جواب دیا۔

”وہاں کیا کوڈ ہے؟“ عمران نے کہا۔

”کاڈنر سے ریڈ کارڈ حاصل کرنے پڑتے ہیں“ جیکب نے
جواب دیا تو عمران نے ہنسنے لگا۔

”اب بتاؤ تمہیں ہلاک کر دیا جائے یا چھوڑ دیا جائے؟“ عمران
نے جیب سے مشین پستل نکالتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے چھوڑ دو۔ پلزز۔ میرا نیچے کے کاموں سے کوئی تعلق
نہیں ہے۔“ جیکب نے دونوں ہاتھوں سے گلے کو مسلتے ہوئے
کہا۔

”لیکن تم نے ہمارے جاتے ہی ریڈنڈ کو اطلاع دے دینی ہے۔“

ڈالر کا سودا ہو سکتا ہے۔“ عمران نے خالصاً ایکریٹین لہجے میں
کہا۔

”سوری مسٹر مائیکل۔ جو کام بھی ہو وہ جیکب کو بتا دیں۔ میں
کسی سے نہیں ملتا۔ آپ کا کام ہو جائے گا۔“ دوسری طرف سے کہا
گیا۔

”فھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں۔ ہمارا کام تو بہر حال پیغام پہنچانا
تھا۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”سنو مسٹر جیکب۔ اب آپ بتائیں گے کہ ریڈنڈ کہاں بیٹھتا
ہے۔“ عمران نے رسیور رکھ کر جیکب سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس
کا بچہ بے حد سرد تھا اور اس کا یہ بچہ سنتے ہی ڈھیلے انداز میں بیٹھا ہوا
جیکب چونک کر سیہ جا ہو گیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔“ جیکب نے چونک کر کہا لیکن دوسرے
لہجے وہ بری طرح جھجھتا ہوا میز پر سے گھٹ کر ایک دھماکے سے
سامنے قالین پر آگرا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے پیراس کی گردن
پر رکھ کر اسے موڑ دیا۔

”بولو۔ کہاں ہے ریڈنڈ۔ بولو۔“ عمران نے غراتے ہوئے
کہا۔

”میں بتا۔ بتاتا ہوں۔ یہ عذاب ختم کرو۔ میں تمہیں ساتھ۔
جاتا ہوں۔“ جیکب نے بری طرح لرزتے ہوئے لہجے میں کہا
عمران نے پیر ہٹایا اور جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک کرسی

جا کر کہا۔

"ایک ہزار ڈالر فی کارڈ دے دیں۔۔۔ لڑکی نے چونک کر عمران اور تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"لیکن جیکب نے تو ایک سو ڈالر فی کارڈ بتایا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ دو سو ڈالر دے دیں۔۔۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے اور مطمئن لہجے میں کہا تو عمران نے دو نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے تو لڑکی نے کاؤنٹر کے نچلے خانے سے دو کارڈ نکالے۔ ان پر دستخط کئے اور کارڈز کی طرف بڑھا دیئے۔ عمران نے کارڈ لئے اور واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں کلب سے باہر آچکے تھے۔

"وہ لازماً ریمنڈ کو اطلاع دے دے گا۔ اس کا خاتمہ کر دینا تھا۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"اس کی لاش فوراً دستیاب ہو جاتی اور پھر یہاں اور نیچے ہر طرف کھنڈی چا جاتی۔۔۔ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ کلب کی عمارت کی سائینے سے ہو کر عقبی طرف پہنچ گئے۔ یہ ایک کافی چوڑی گلی تھی۔ وہاں ایک دروازہ موجود تھا جو بند تھا اور باہر مشین گنوں سے مسلح دو افراد موجود تھے۔

"کارڈ۔۔۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا تو عمران نے کلب سے دونوں کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیئے۔ اس نے ایک

عمران نے کہا۔

"میں حلف دیتا ہوں کہ میں کچھ نہیں بتاؤں گا بلکہ کہہ دوں گا کہ فون سننے کے بعد آپ دونوں واپس چلے گئے تھے۔۔۔ جیکب نے فوراً ہی ہاتھ اٹھا کر باقاعدہ حلف دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے اطلاع دی تو اپنی موت کا سامان خود کرو گے۔ یہ میرا احسان سمجھو کہ میں بغیر کچھ کہے تمہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اٹھو اور فون اٹھا کر کاؤنٹر پر کہہ دو کہ ہمیں دو کارڈ دیئے جائیں۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس کے لئے فون کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ ورنہ وہ کاؤنٹر گرنل مگی باس کو اطلاع دے دی گی۔ آپ جا کر ریڈ کارڈ دینے کا کہیں وہ ایک ہزار ڈالر فی کارڈ طلب کرے گی۔ آپ کہیں ریٹ تو سو ڈالر ہے پھر وہ آپ کو کارڈ دے دے گی ورنہ نہیں۔۔۔ جیکب نے کہا۔

"اوکے۔۔۔ عمران نے کہا اور مشین پشیل تیزی سے جیب پر ڈال کر وہ تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اس لئے اسے معلوم تھا کہ باہر موجود دربان کو اندر واقعات کا علم تک نہ ہوا ہو گا اس نے دروازہ کھولا اور باہر آگیا تنویر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے آگیا تھا۔ راہداری کر اس کر کے دوبارہ ہال میں پہنچ گئے۔

"دور ریڈ کارڈ دے دو۔۔۔ عمران نے اس کاؤنٹر گرنل کے قریب

اسسٹنٹ منیجر جنیکب نے ہمیں بھیجا ہے۔ فون پر منیجر صاحب نے ملاقات کی اجازت دی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسخ دربانوں کے قریب پہنچ کر کہا۔

”کیس سر۔۔۔۔۔“ انہوں نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک طرف کو ہٹ گئے تو عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ تنویر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے تھا۔ دروازے پر عمران نے دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ویسے دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ ساؤنڈ پروف ہے اور چونکہ یہاں کوئی غیر متعلقہ آدمی پہنچ ہی نہ سکتا تھا اس لئے ظاہر ہے اسے بند کرنے کا تلفظ ہی نہ کیا گیا تھا۔

عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو میز کی دوسری طرف ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر درشتی اور سفاکی جیسے مثبت نظر آرہی تھی۔ وہ رسیور کان سے لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے پیچھے تنویر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس نے جلدی سے کچھ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ تنویر نے اپنے عقب میں دروازہ بند کر دیا تھا اور ساتھ ہی اس نے اسے لاک بھی کر دیا۔

”تم لوگ کون ہو اور بغیر اجازت اندر کیسے آگئے ہو۔۔۔۔۔“ اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک مشین پستل نظر آنے لگ گیا تھا۔

”اطمینان سے بیٹھو ریمنڈ۔ ہم دوست ہیں دشمن نہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریمنڈ کے تنے ہوئے اعصاب جیسے ٹکٹ

نظر دونوں کارڈوں کو غور سے دیکھا اور کارڈ عمران کو واپس کر دیئے۔ ”ٹھیک ہے جائیں۔۔۔۔۔“ اس نے کارڈ عمران کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے کہا تو عمران کارڈ لے کر دروازے کی طرف بڑھ گیا اس کے دروازے کے قریب پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔ عمران نے دیکھ لیا تھا کہ دوسرے مسخ آدمی کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ساؤنڈ پروف موجود تھا۔ شاید وہ دروازہ باہر سے اس آلے سے ہی کھلتا تھا۔ بہر حال وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا اور اس دروازے کے پاس ایک اور مسخ آدمی موجود تھا۔ وہ دونوں اس کے قریب پہنچ گئے۔

”کارڈ مجھے دے دیں۔۔۔۔۔“ اس آدمی نے کہا تو عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کارڈ اس کی طرف بڑھا دیئے۔ اس آدمی نے دروازہ کھول دیا اور عمران دوسری طرف گیا تو وہ اب ایک بڑے ہال میں موجود تھا جہاں جوئے کی میزیں لگی ہوئی تھیں اور الیکٹرونک مشینیں بھی موجود تھیں۔ وہاں ہر طرح کے لوگ جوا کھیلنے، مصروف تھے۔ جن میں امیر بھی تھے اور متوسط طبقے کے بھی عورتیں بھی اور مرد بھی۔ چھ کے قریب مشین گنوں پر مسخ آدمی بھی موجود تھے۔ ایک طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے دو مسخ آدمی موجود تھے۔ راہداری کے آخر میں ایک بند دروازہ تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ دروازہ ریمنڈ کے آفس کا ہے۔ عمران راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

”اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھو اور اسے اٹھنے مت دینا۔“ عمران نے کہا اور مرکز و داس طرف کو بڑھ گیا جہاں ریمینڈ کے ہاتھ سے نکلا ہوا مشین پسٹل گر پڑا تھا۔

”کون ہو تم۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔“ ریمینڈ نے ہوش میں آتے ہی چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔

”بیٹھے رہو۔“ تنویر نے اس کے عقب سے غراتے ہوئے کہا اور اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ اس دوران عمران نے اس کا مشین پسٹل اٹھایا اور ایک کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے اتنے فاصلے پر بیٹھ گیا کہ ریمینڈ کی ٹانگ اس تک نہ پہنچ سکے۔

”سنو ریمینڈ۔ ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے صاف صاف چند باتیں ہو جائیں۔“ عمران نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ کون ہو تم۔“ ریمینڈ نے اس بار قدرے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔“ عمران نے کہا تو ریمینڈ اس بری طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے اچانک کوئی بم اگیا ہو۔

”پپ۔ پپ۔ پاکیشیا۔ تم۔ تم۔ تم۔ تم۔“ مگر..... ریمینڈ کی حالت اس اچانک انکشاف پر بیچت انتہائی غراب ہو گئی تھی۔ شاید اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس طرح اس کے

ڈھیلے پڑ گئے۔

”مگر تم ہو کون اور کیسے یہاں تک آ گئے۔“ ریمینڈ نے کہا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کرسی پر بیٹھے ہوئے ریمینڈ کے پتھرے پر اس قدر زور دار تھپڑ مارا کہ وہ کرسی سمیت گھوما اور پھر سائیکل دیوار سے ٹکرا کر تیزی سے واپس آیا ہی تھا کہ عمران کا بازو ایک بار پھر حرکت میں آیا اور دوسرا تھپڑ کھا کر کرسی ایک بار پھر پیٹنے کی طرح گھوم گئی۔

ریمینڈ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔ اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر میز پر گر چکا تھا اور اس بار پھر پیٹنے جیسا ہی رد عمل ہوا۔ تیسرا تھپڑ کھاتے ہی ریمینڈ کا جسم کرسی پر ہی ڈھیلے پڑ گیا تھا اور اس بار جیسے ہی کرسی دیوار سے ٹکرا کر واپس آئی عمران نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھایا اور میز پر سے گھسیٹ کر اسے سامنے پڑے ہوئے صوفے پر ڈال دیا۔

”اس کا کوٹ اس کے عقب میں نیچے کر دو۔“ عمران نے کہا تو تنویر بجلی کی سی تیزی سے صوفے کے عقب میں چلا گیا اور چند لمحوں بعد عمران کی ہدایت کے مطابق ریمینڈ کا کوٹ اس کے عقب میں نیچے کر دیا گیا تو عمران کا ہاتھ گھوما اور ریمینڈ کے دوسرے گال پر بھرپور تھپڑ پڑتے ہی وہ صوفے پر دوسرے پہلو کے بل جا گرا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسے گردن سے پکڑ کر سیدھا کیا اور ایک اور تھپڑ جڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ریمینڈ چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔

نے یہاں بہر حال کام کرنا ہے اور اگر تم نے ہمارے کاموں میں رکاوٹیں ڈالی ہیں تو ابھی بتا دو ورنہ بعد میں اگر جہادی طرف سے کوئی حرکت ہوئی تو پھر جہادی موت انتہائی عبرتناک ہو گی۔ عمران نے کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ اب ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی۔“ ریمینڈ نے جواب دیا۔

اس کے کوٹ کے کالر اوپر کر دو مارشل۔ عمران نے کہا تو تنویر نے اس کی ہدایت پر عمل کر دیا۔

”لو اب ہم نے اعتماد کر لیا ہے۔ اب تم بھی پہلی آزمائش سے گزر دو گے۔ اب بتاؤ کہ روسی اور گارنی کا بیڑا کونز کہاں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”مجھے صرف ایک فون نمبر دیا گیا ہے کہ اس پر میں اطلاعات دے سکتا ہوں۔“ ریمینڈ نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا نمبر ہے۔“ عمران نے کہا تو ریمینڈ نے نمبر بتا دیا۔

”اب تم خاموش رہو گے۔“ عمران نے ریمینڈ سے کہا اور سیور اٹھا کر اس نے انکو آئری کا نمبر پریس کر دیا۔

”انکو آئری پلیز۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

ریمینڈ بول رہا ہوں آسٹل کلب سے۔ عمران کے منہ سے ریمینڈ کی آواز نکلی تو ریمینڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے دھڑے پر

کی ایس ایس ریز بھی چٹیک نہیں کر سکیں اور تم نے ہمیں فون کر کے دھمکی دی ہے کہ ہم اگر راستے سے نہ جئے تو آسٹل کلب کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا۔ ریمینڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ فوری طور پر اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم صرف اپنے آدمیوں کو واپس بلاؤ اور خاموش ہو جاؤ۔“ عمران نے کہا۔

”فھیک ہے۔“ جیسے تم کہو۔ ریمینڈ نے کہا تو عمران مڑا اور اس نے فون اٹھا کر سائینڈ پر پڑی ہوئی تپائی پر رکھا اور پھر سیور اٹھا کر اس نے ریمینڈ کے کان سے لگا دیا۔ ریمینڈ نے گردن جھکا کر خود ہی اسے ایڈجسٹ کر لیا۔

”نمبر بتاؤ۔“ عمران نے کہا تو ریمینڈ نے نمبر بتا دیئے۔ عمران نے نمبر پریس کئے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”جیرگ بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”جیرگ اپنے آدمیوں کو واپس کال کر لو۔ ان پاکیشیائیوں کی نگرانی کی ضرورت نہیں ہے۔ چیف باس نے مشن واپس لے لیا ہے۔“ ریمینڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں باس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر سیور لے کر اس نے کریڈل پر رکھ دیا۔

اب بتاؤ ریمینڈ۔ تم پر اعتماد کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہم

”مم۔ مم۔ میں نہیں بتاؤں گی جناب۔“ لڑکی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

بڑا رعب و دہد ہے جہاں عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

حیرت سے۔ تم لوگ تو جادوگر ہو۔ ہمارا واقعی تم لوگوں سے کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس طرح بھی لوکیش معلوم کی جا سکتی ہے ریمینڈ نے انتہائی مرعوبانہ لہجے میں کہا۔

”تم لوگ اس انداز میں کام کر ہی نہیں سکتے ریمینڈ۔ اس لئے جہاڑی بہتری اسی میں ہے کہ تم لوگ سائیڈ پر ہو جاؤ۔ بلیک مینجی ہماری طرح تربیت یافتہ ہے اس لئے وہ لوگ ہمارے مقابلے پر آ سکتے ہیں تم لوگ نہیں۔“ عمران نے کہا۔

”میں سمجھ گیا۔ تم واقعی بے فکر رہو۔ اب ہم لوگ کسی صورت سامنے نہیں آئیں گے۔“ ریمینڈ نے کہا۔

”تم نے اپنے طور پر روشنی اور گارنی کو اطلاع نہیں دینی کہ تم نے اپنے آدمی بٹائے ہیں۔ البتہ اگر وہ تم سے خود پوچھیں تو تم نے صرف اتنا بتانا ہے کہ گناٹ پر جہاڑے آدمی موجود تھے انہوں نے پانچ افراد کے گروپ کو مشکوک سمجھ کر پکڑا اور سپیشل پوائنٹ پر لے گئے۔ پھر ان کے میک اپ چیک کئے گئے لیکن وہ مشکوک نہیں تھے۔ اس کے باوجود اس نے جارج کو حکم دے دیا کہ انہیں ہلاک کر

لیکھت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے لیکن بہر حال وہ خاموش رہا۔
”اوہ۔ اوہ جناب۔ حکم فرمائیں جناب۔“ دوسری طرف سے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا گیا۔

”ایک نمبر تمہیں بتا رہا ہوں۔ تم نے یہ بتانا ہے کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ اچھی طرح چیک کر کے بتانا۔“ عمران نے ریمینڈ کی آواز میں ہی کہا اور ساتھ ہی اس نے وہ نمبر بھی بتا دیا جو ریمینڈ نے اسے بتایا تھا۔

”جناب ہولڈ کریں۔ میں بتاتی ہوں۔“ دوسری طرف سے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو جناب۔“ چند لمحوں بعد وہی آواز سنائی دی۔

”ہیں۔ بتاؤ۔“ عمران نے کہا۔

”جناب یہ نمبر برج وے کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں نصب ہے اور ڈاکٹر فیلڈ کے نام پر ہے جناب۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اچھی طرح چیک کیا ہے تم نے۔“ عمران نے کہا۔

”بالکل جناب۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اب سنو۔“ تم نے کسی کو بھی نہیں بتانا کہ میں نے اس بارے میں تمہیں کام کہا ہے۔ تمہیں منہ مانگا انعام خاموشی سے مل جائے گا ورنہ تم جانتی ہو کہ جہاڑا کیا حشر ہو سکتا ہے۔“ عمران نے ریمینڈ کے لہجے میں کہا۔

دے نیکن بعد میں معلوم ہوا کہ جارج اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں سپیشل پوائنٹ پر پڑی ملی ہیں جس سے میں سمجھ گیا کہ وہ نوگ پاکیشیائی ایجنٹ تھے اور اب وہ ڈیگوشیا میں داخل ہو چکے ہیں اور وہ اس قدر خطرناک ہیں کہ ہم نے اپنے آدمی واپس بلا لئے ہیں۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا واقعی جارج جہنیں پکڑ کر لایا تھا وہ تم تھے؟“ ریمینڈ نے کہا۔

”ہاں۔ اور جارج نے چونکہ جہارے حکم پر ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک ہونا پڑا۔ ان کی لاشیں وہاں پڑی ہیں وہ اٹھوا لیتا۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ریمینڈ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں آپ دونوں کا مشکور ہوں کہ آپ واقعی مجھے زندہ چھوڑ کر جا رہے ہیں ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو ایسا نہ کرتا لیکن آپ کے اس عظیم کردار نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اب میں یہ سیٹ ہی چھوڑ دوں گا۔“ ریمینڈ نے کہا۔

”اس حسن ظن کا شکریہ۔“ عمران نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ تنویر اس کے پیچھے تھا۔

روسی اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو روسی نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھالیا۔

”یس۔ روسی بول رہی ہوں۔“ روسی نے کہا۔

”گارنی بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے گارنی کی آواز سنائی دی۔

”کوئی رپورٹ ہے۔۔۔۔۔ روسی نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ آسٹریل کے آدمی واپس چلے گئے ہیں۔“ گارنی نے کہا تو روسی بے اختیار اچھل پڑی۔

”واپس چلے گئے ہیں۔ وہ کیوں۔“ روسی نے کہا۔

”مجھے جیمز نے اطلاع دی تو میں نے ریمینڈ کو فون کر کے اس سے بات کی تو اس نے جو کچھ بتایا ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے۔“ گارنی نے کہا۔

تھے اور ان کا میک اپ ایس ایس ریز بھی چیک نہیں کر سکیں۔
روسنی نے کہا۔

”ہاں۔ اب اس میں کیا شک باقی رہ گیا ہے“..... گارنی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ لوگ واقعی ان حالات میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اب ہمیں خود ان کے مقابلے پر آنا پڑے گا“..... روسنی نے کہا۔

”میں وہیں آ رہی ہوں پھر ہینڈ کوارٹر میں ہی مزید بات ہو گی“..... گارنی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو روسنی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف پڑے ہوئے انٹر کام کارسیور اٹھایا اور اس کے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”میس مادم“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
”ہینڈ کوارٹر کو ریڈ الرٹ کر دو اور مادم گارنی آ رہی ہے انہیں اندر آنے دینا“..... روسنی نے کہا۔

”میس مادم“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو روسنی نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو گارنی اندر داخل ہوئی۔

”آؤ گارنی۔ تم نے بڑی عجیب اطلاع دی ہے۔ ایس ایس ریز بھی کام ہو گئیں۔ حیرت ہے“..... روسنی نے کہا۔

”ہاں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کوئی سپیشل میک اپ

کیا بتایا ہے۔ کھل کر بات کرو“..... روسنی نے تیز لہجے میں کہا۔

”ریمینڈ کے آدمیوں نے کا سا ہلاکا سے آنے والی ایک فیری میں پانچ افراد کے گروپ کو مشکوک سمجھ کر پکڑا اور انہیں اپنے ایک سپیشل پوائنٹ پر لے گئے۔ وہاں انہیں راڈز میں جکڑ کر ان کے میک اپ جدید ترین مشین کے ذریعے چیک کئے گئے لیکن وہ میک اپ میں نہیں تھے جس پر اس کے آدمی جارج نے ریمینڈ سے بات کی تو ریمینڈ نے انہیں اس کے باوجود ہلاک کر دینے کا حکم دے دیا اور پھر اس نے فون پر جارج سے بات کی تو جارج نے بتایا کہ اس نے انہیں ہلاک کر دیا ہے۔ اس کے بعد ریمینڈ کو اطلاع ملی کہ اس کے اس خصوصی اڈے پر جارج اور اس کے تین آدمیوں کی لاشیں پڑی ہیں تو وہ بے حد حیران ہوا۔ وہاں اس اڈے میں خفیہ فلم تیار ہوتی ہے۔ اس نے وہ فلم چیک کی تو اسے پتہ چلا کہ ان لوگوں نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں راڈز کھول لئے اور جارج اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر ایک آدمی نے جارج کی آواز میں اس کی فون کال کا جواب دیا اور پھر وہ نکل گئے۔ اس سے ریمینڈ سمجھ گیا کہ یہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اور اس کے بس کا روگ نہیں ہیں اس لئے اس نے اپنے آدمی واپس بلا لئے“..... گارنی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی

گئی کہ وہ نگرانی کر رہا ہے۔ چنانچہ میں نے حیرت کو کہہ دیا ہے کہ اسے اغوا کر لیا جائے۔۔۔۔۔ گارنی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو روسی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔۔۔۔۔ روسی نے کہا۔

”مادام گارنی نے جس آدمی کے بارے میں حکم دیا تھا اسے اغوا کر لیا گیا ہے۔ وہ اس وقت بلیو روم میں ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس سے پوچھ گچھ کی ہے تم نے کہ وہ کیوں نگرانی کر رہا تھا اور کس کے کہنے پر۔۔۔۔۔ روسی نے کہا۔

”مجھے چونکہ حکم نہیں دیا گیا تھا اس لئے میں نے نہیں کی۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”نانسنس۔ تو کیا اب ان عام سے لوگوں سے پوچھ گچھ بھی ہمیں کرنا ہوگی۔ اس کی ہڈیاں تو زرد اور سب کچھ اگواؤ۔۔۔۔۔ روسی نے کہا۔

”یس مادام۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو روسی نے رسیور رکھ دیا۔

”لیکن انہیں ہمارے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ عجیب بات ہے۔۔۔۔۔ روسی نے کہا۔

”ابھی معلوم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ گارنی نے کہا اور پھر تقریباً آدھے

استعمال کیا ہے۔ کاش جارج ہمیں اطلاع دے دیتا تو ہم خود اس گروپ کو قابو میں کر لیتیں۔ لیکن اب بہر حال انہیں تلاش کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔ گارنی نے کہا۔

”اب یہ بات تو ختم ہو گئی کہ ان پر ڈنگو شیا میں داخل ہوتے ہی حملہ کرا دیا جائے۔ داخل تو وہ ہو گئے لیکن انہیں بہر حال ہمارے بارے میں تو علم نہیں ہو گا اس لئے وہ اب لازماً اصل پوائنٹ پر ریڈ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہوں گے۔ کیوں نہ انہیں وہاں چیک کرایا جائے۔۔۔۔۔ روسی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ انہیں ہمارے بارے میں معلومات مل چکی ہیں۔ گارنی نے کہا تو روسی بے اختیار چونک پڑی۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔۔۔ روسی نے کہا۔

”ہمارے اس ہیڈ کوارٹر کی نگرانی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ گارنی نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ کیا واقعی۔ کیسے معلوم ہوا۔۔۔۔۔ روسی کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

”میں جب یہاں پہنچی ہوں تو چونکہ تم نے ریڈ الرٹ کرا رکھا تھا اس لئے گیٹ میکانیکی انداز میں کھل سکتا تھا۔ اس لئے مجھے باہر کی کال بیل بجانی پڑی۔ کال بیل بجا کر میں ویسے ہی مزی تو میری نظریں سامنے سڑک پار ایک آدمی پر پڑ گئیں۔ وہ مقامی آدمی تھا لیکن وہ بچہ پر اس طرح بیٹھا ہوا اخبار پڑھ رہا تھا کہ میں اسے دیکھتے ہی کچھ

”عجیب باتیں سنا رہی ہیں۔ ایک مقامی گروپ اور صرف کاروں کے نمبرز کی چیکنگ.....“ روسی نے کہا۔

”کون عمران؟“..... روسی نے کہا تو اس بار گارنی بے اختیار چونک پڑی۔

”وہی پاکیشیائی ایجنٹ۔ جسے ہلاک کرنے کے لئے بلیک ایجنسی نے اپنے بیوٹی سیکشن کی دو خوبصورت ایجنٹس کو یہاں بھیجا ہے۔ لیکن تم دونوں تو برج دے کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں محدود ہو کر رہ گئی ہو حالانکہ ڈیگوشیا بے حد خوبصورت جزیرہ ہے۔ باہر نکو۔ گھومو پھرو..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہمیں اطلاع مل چکی ہے عمران کہ تم لوگ یہاں پہنچ چکے ہو اور تم نے آسٹریا کے آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن تمہیں یہاں کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم نے ریڈ یارڈ کلب کے آدمیوں کو یہاں نگرانی پر بھیجا تھا؟“..... روسی نے کہا۔

”مجھے جہاز ساری باتوں پر ہرگز کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ کیونکہ تم دونوں بلیک ایجنسی کی سپر ٹاپ ایجنٹس ہو اس لئے یہ تمہارے لئے معمولی باتیں ہیں لیکن تم نے جب ریڈ یارڈ کے آدمی کو احمقانہ انداز میں اغوا کیا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوٹھی کے اندر رہ رہ کر جہازی ٹاپ ایجنسی اب ڈاؤن ایجنسی میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔ یقیناً تم نے اس بے ضرر سے آدمی پر تشدد کر کے اسے ہلاک کر دیا ہو گا حالانکہ وہ بے چارہ صرف کاروں کے نمبرز چیک کرنے پر مامور تھا“..... عمران نے کہا۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قدر پسماندہ ملک کے لوگ کیوں

اس طرح بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ تمہارے پاس اتنے جدید آلات بھی نہیں ہیں کہ تم ان کی مدد سے یہ کنفرم کر سکو کہ اندر کون موجود ہے تو کاروں کی رجسٹریشن سے تمہیں کیسے معلوم ہو سکے گا۔ اس آدمی سے نگرانی کرانے کی بجائے تم اس طرح فون کر کے بھی کنفرم کر سکتے تھے..... روسی نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایکریسیا چونکہ اپنے آپ کو سپر پاور کہلا کر خوش ہوتا ہے اس لئے تم میں بھی وہی احساس برتری موجود ہے۔ ویسے اس آدمی کو ہم نے نہیں بھیجا تھا بلکہ ریڈ یارڈ کے چیف نے بھیجا تھا اور وہ بہر حال ایکریمین ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی خاص آلہ اس کے جسم میں نصب کر دیا ہو اور تم اپنے احساس برتری کی وجہ سے بغیر چیکنگ کے اسے اندر لے گئی ہو“..... عمران نے کہا۔

”ہو نہ ہو سہاں ریڈ الرٹ ہے۔ سہاں کوئی آلہ داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ بہر حال اب تم اپنے آپ کو زندہ ست سمجھنا۔ کسی بھی لمحے موت تم پر چھٹ سکتی ہے“..... روسی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کیڈل پر پیچ دیا۔

”نانسنس، ہم ایکریمیوں کو احمق سمجھتا ہے۔ ریڈ الرٹ ہونے کے باوجود آلہ اندر پہنچنے کی بات کر رہا ہے“..... روسی نے کہا۔

”روسی۔ مجھے یہ عمران انتہائی خطرناک آدمی لگ رہا ہے۔ اب دیکھو اس نے ہماری اس کوٹھی کے بارے میں معلومات حاصل کر

نامانوس سی بو نکرائی اور وہ بے اختیار اچھس پڑی۔

”اوہ۔ اوہ۔ بے ہوش کر دینے والی گئیں“..... روسنی کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ اس نے گارنی کو لہرا کر کرسی سے نیچے گرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے فوراً سانس روک لیا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد اس کا ذہن بھی کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگ گیا اور باوجود کوشش کے اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

لئیں اور جہاں فون بھی کر دیا اور اس ریڈیوارڈ کے آدمی کے اس طرح سامنے اوپن بیٹھنے اور کاروں کے نمبرز معلوم کرنے والی بات بھی حلق سے نہیں اتر رہی..... گارنی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو پھر تم کیا چاہتی ہو؟“..... روسنی نے کہا۔

”سیری مانو تو ہم خاموشی سے یہاں سے پوائنٹ نو پر شفٹ ہو جائیں۔ وہاں کے بارے میں چونکہ جیرم کو بھی معلوم نہیں ہے اس لئے ہم وہاں محفوظ رہیں گی اور پھر وہاں سے ٹرانسمیٹر پر اپنے گروپ کو باہر نکال کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس بھی کرا سکتی ہیں اور ان کا خاتمہ بھی“..... گارنی نے کہا۔

”نہیں گارنی۔ یہ کیا بات ہوئی کہ سپر ٹاپ ایجنٹس تو چھپ کر بیٹھی رہیں اور یہ تھرڈ کلاس ملک کے تھرڈ کلاس ایجنٹ پورے ڈیگوشیا میں دندناتے پھریں۔ ہمیں خود ان کے مقابلے پر باہر نکلنا پڑے گا“..... روسنی نے کہا۔

”جلو جیسے ہی ان کی رہائش گاہ کا علم ہو گا ہم خود وہاں ریڈ کریں گی اور اپنے ہاتھوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کریں گی“..... گارنی نے کہا تو روسنی کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں۔ میں جیرم کو کہہ دوں کہ ہم جا رہی ہیں۔ وہ ریڈ الرٹ رہے“..... روسنی نے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھانے کے لئے اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک اس کی ناک سے

"ارے ہاں۔ واقعی ہم میں سے سپرنائپ ایجنٹ تو کوئی بھی نہیں ہے۔ ڈیشنگ ایجنٹ، سپر ایجنٹ، پاور ایجنٹ۔ ارے ہاں۔ جولیا ہو سکتی ہے سپرنائپ ایجنٹ۔ اس کا غصہ ہمیشہ ٹاپ پر رہتا ہے۔" عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"آؤ صفدر۔ ادھر ریستوران میں بیٹھتے ہیں۔ یہ اکیلا یہاں کھڑا بکواس کرتا رہے۔" جولیا نے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود ریستوران کی طرف بڑھ گئی۔ تنویر نے فوراً ہی اس کی پیروی کی لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل وہیں کھڑے رہے۔

"ارے تم لوگ بھی جاؤ۔ جا کر کھاؤ۔" سرکاری فرچہ ہے عیش کرو۔" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ کو یہاں کسی کا انتظار ہے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میری تو ساری عمری کسی کے انتظار میں گزر گئی ہے۔" عمران نے جواب دیا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"پرنس۔ اچانک ایک آدمی نے قریب سے گزرتے ہوئے آہستہ سے کہا تو عمران اور اس کے دونوں ساتھی چونک پڑے۔

"سمتھ ریڈ یارڈ۔" عمران نے کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران کی طرف مڑ گیا۔

"آؤ ادھر ریستوران میں بیٹھتے ہیں۔" عمران نے کہا اور ریستوران کی طرف مڑ گیا تو صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ

برج وے کالونی کے ایک چوک میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ وہ سب دو کاروں میں سوار ہو کر یہاں پہنچے تھے۔

"کون سی کوٹھی ہے ان دو داموں کی۔" جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باداموں کی۔ کیا مطلب۔ کیا اب باداموں سے بھی کوٹھیاں بننے لگ گئی ہیں۔ حیرت ہے۔ واقعی انتہائی جدید دور آگیا ہے۔ پہلے تو اینٹ اور سیمنٹ سے اور پھر سرسینے اور سیمنٹ سے کوٹھیاں بنتی تھیں۔ اب باداموں سے بننے لگ گئی ہیں۔ واہ۔ جب بھی بھوک لگی بادام توڑے اور گریاں کھا کر بھوک مثالی۔ دیری لگد۔" عمران کی زبان واقعی نان سٹاپ چل رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ یہاں کھڑے رہنے سے ہم مارک بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ سپرنائپ ایجنٹ ہیں۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

سمتھ بھی ان کے ساتھ ہی چل پڑا۔ جولیا اور تنویر ریسٹوران کے سامنے رک گئے تھے۔ انہیں آنا دیکھ کر وہ بھی مڑے اور ریسٹوران میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ہی ریسٹوران کے ہال میں داخل ہو گئے۔

”یہاں کوئی ایسا کمرہ ہے جہاں محفوظ انداز میں بزنس ٹاک کی جا سکے“..... عمران نے ایک آدمی سے پوچھا جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا۔

”یہ سر۔ ادھر راہداری ہے جس میں سپیشل رومز ہیں۔“ سپروائزر نے جواب دیا۔

”آپ لوگ یہاں نہیں۔ میں نے سمتھ کے ساتھ ضروری بزنس ٹاک کرنی ہے“..... عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا اور پھر سمتھ کو اپنے ساتھ لے کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا اور کاؤنٹر سے اس نے سپیشل روم نمبر فور کی چابی لی اور راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ سپیشل روم نمبر فور ساؤنڈ پروف تھا۔

”مسٹر سمتھ۔ آپ اپنا کوٹ اتار دیں“..... عمران نے سپیشل روم کا دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے کہا تو سمتھ چونک پڑا۔

”کیوں۔ کیا مطلب“..... سمتھ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کا کوٹ کراس لائٹنگ ہے اس لئے ایسا کوٹ پہن کر ڈیوٹی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ آپ کو

قد وقامت اور جسامت ہم جیسی ہے اس لئے آپ میرا کوٹ پہن کر جائیں گے“..... عمران نے اپنا کوٹ اتارتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ حیرت ہے۔ میں تو ہمیشہ اسی کوٹ سے ڈیوٹی کرتا ہوں۔ کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا“..... سمتھ نے بھی کوٹ اتارتے ہوئے کہا۔

”جن لوگوں کی آپ نے نگرانی کرنی ہے وہ بے حد چوکنا لوگ ہیں“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے کوٹ کی جیبوں سے سامان نکال کر میز پر رکھنا شروع کر دیا جبکہ سمتھ نے بھی اس کی پیروی کی۔

”یہ لیجئے میرا کوٹ پہن لیجئے۔ آپ سے زیادہ قیمتی کپڑے کا ہے اور سلاخی بھی کراس کے سب سے اعلیٰ فیشن میکے نے کی ہے۔“ عمران نے کہا تو سمتھ بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے عمران کا کوٹ لے کر پہنا اور پھر ایڈجسٹ کرنے کے بعد حیرت سے دیکھنے لگا۔

”گڈ۔ واقعی بے حد ماہرانہ فننگ ہے“..... سمتھ نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔ اس نے سمتھ کا کوٹ پہن لیا اور پھر اپنی جیبوں سے نکالا ہوا سامان اٹھا کر اس نے اس کوٹ کی جیبوں میں مستقل کرنا شروع کر دیا جبکہ سمتھ نے بھی اپنا سامان واپس کوٹ کی جیبوں میں ڈال لیا۔

”تمہیں ریڈ یارڈ کے انتھونی نے کیا بتایا ہے۔ کیا کرنا ہے تم نے“..... عمران نے کہا۔

مجھے بتانا ہے..... عمران نے کہا تو صدر بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا اور تیز قدم اٹھاتا ریستوران کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”یہ کیا جکر ہے۔ کھل کر بات کرو..... جو یا نے کہا۔

”روستی اور گانگی دونوں سپر ناپ ایجنٹس ہیں اور کوٹھی نمبر اٹھائیس ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ بلیک ایجنسی انتہائی جدید ترین آلات استعمال کرتی ہے اس لئے اس ہیڈ کوارٹر میں لازماً انہوں نے انتہائی جدید ترین حفاظتی نظام نصب کر رکھا ہو گا اور انہیں بہر حال جارح اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی اطلاع مل چکی ہو گی اس لئے اس ہیڈ کوارٹر میں انہوں نے ریڈ الرٹ کر رکھا ہو گا۔ میں نے رہائش گاہ سے روانگی سے پہلے یہاں کی ایک تنظیم ریڈیو کے انتھونی سے فون پر بات کی اور اسے ہماری معاوضہ کے عوض اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اس کا آدمی نگرانی کرے گا لیکن اگر اس کی جان کو کوئی خطرہ پیش آگیا تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہ ہو گی۔ انتھونی نے بتایا کہ وہ ایسا آدمی بھیج دے گا جس سے وہ خود بھی چھینکارہ چاہتا ہے اور تین گنا معاوضہ بھی طلب کر لیا۔ اس طرح سمجھ یہاں پہنچا۔ رہائش گاہ سے چلنے سے پہلے میں نے تمام بندوبست کر لیا تھا۔ میں نے اپنے کوٹ کے اندر دو چھوٹے چھوٹے ایسے آلات چھپا دیئے ہیں جن میں سے ایک آن ہوتے ہی تمام حفاظتی انتظامات کو آف کر دے گا اور دوسرا آن ہوتے ہی پوری کوٹھی میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی میس فائر ہو جائے گی اور وہاں موجود ہر آدمی بے ہوش ہو جائے گا

”نگرانی کرنی ہے لیکن ایسے جیسے آپ کہیں..... سمجھ نے کہا۔

”تو سنو۔ اس کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس کے سامنے سڑک پر کسی بچ پر بیٹھ جانا اور اخبار یا رسالہ وغیرہ پڑھتے رہنا۔ جب اس کوٹھی سے کوئی کار باہر نکلے یا اندر داخل ہو تو تم نے اس کار کا نمبر نوٹ کر لینا ہے اور بس..... عمران نے کہا۔

”نھیک ہے۔ کر لوں گا۔ یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔“ سمجھ نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”نھیک ہے جاؤ..... عمران نے کہا اور مڑ کر اس نے لاک کھول کر دروازہ کھول دیا تو سمجھ باہر نکل گیا۔ اس کے چھپے عمران بھی باہر آگیا۔ اس نے سپیشل روم کو لاک کیا اور چابی جا کر کاؤنٹر پر چھوڑ کر وہ ہال میں اس میز کی طرف بڑھ گیا جس کے گرد اس کے ساتھی موجود تھے۔

”یہ تم نے سمجھ کا کوٹ بہن لیا۔ کیا مطلب.....“ جو یا نے چونک کر کہا تو باقی ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

”مجھے اس کا ڈیزائن پسند آگیا تھا اس لئے سمجھ سے تبدیل کر دیا ہے۔ بہر حال صدر تم کوٹھی نمبر اٹھائیس پر جاؤ لیکن سامنے جانے کی ضرورت نہیں۔ سمجھ وہاں سامنے بیٹھ کر نگرانی کرے گا۔ تم نے سمجھ کی نگرانی کرنی ہے۔ اس انداز میں کہ کوٹھی کے اندر سے کوئی چیکنگ ہو رہی ہو تو کوئی تمہیں چیک نہ کر سکے اور جب سمجھ کو اغوا کیا جائے تو تم نے کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ صرف واپس آ کر

حالات میں وہ ایک جیسا ہی رد عمل ظاہر کرتا ہے..... عمران نے کہا اور پھر وہ ہلکے کافی پینے میں مصروف ہو گئے جو یونانے بنائی تھی اور اس نے اس دوران دیر سے سرد کرائی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد صفدر تیزی سے ہال میں داخل ہوا اور سیدھا حان کی طرف آگیا۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”سمتھ کو دو آدمی اغوا کر کے عمارت کی عقبی طرف لے گئے ہیں اور پھر اسے اندر لے جایا گیا ہے“..... صفدر نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کتنی دیر ہوئی ہے..... عمران نے پوچھا۔

”میں اس کے اغوا ہوتے ہی وہاں سے چل پڑا تھا اور مجھے دس منٹ لگ گئے ہوں گے“..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ ٹھیک ہے تم بیٹھو میں فون کر کے آتا ہوں۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیز قدم اٹھاتا وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریسٹوران کے باہر برآمدے میں ایک پبلک فون بوتھ دیکھ لیا تھا لیکن جب وہ فون بوتھ کے قریب پہنچا تو وہاں ایک عورت فون کرنے میں مصروف تھی اور ظاہر ہے عمران کو انتظار کرنا

پڑا۔ اس عورت کی باتیں شیطان کی آنت کی طرح طویل ہوتی جا رہی تھیں اور عمران کا کئی بار دل چاہا کہ وہ اسے گردن سے پکڑ کر باہر اجمال دے لیکن پھر وہ اپنے آپ پر جبر کر لیتا کیونکہ اس طرح وہ سب پولیس کے چکر میں الجھنیں جاتے۔ پھر خدا خدا کر کے اس عورت نے

اور حفاظتی نظام آف ہو جانے کی وجہ سے ہم آسانی سے اندر داخل ہو سکیں گے۔ اب یہ حسن اتفاق تھا کہ سمتھ کا قدامت اور حساسیت میرے جیسی تھی اس لئے میں نے ان آلات کو سمتھ کے کوٹ میں چھپانے کی بجائے اپنا کوٹ ہی اسے پہنا دیا۔ لازماً وہ لوگ سمتھ کو چیک کر لیں گے اور پھر اسے اغوا کر کے اندر لے جایا جائے گا اور اس کے لئے وہ لازماً اپنا حفاظتی نظام آف کریں گے اور اس طرح دونوں آلات بھی اندر پہنچ جائیں گے اور پھر ہم یہاں بیٹھ کر ان آلات کو چارج کر دیں گے۔ صفدر ہمیں ان آلات کی کوٹھی کے اندر پہنچ جانے کی اطلاع دے گا“..... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جو یونانے تنویر کی آنکھیں بھی حیرت سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔

”تم جیسا دماغ شاید شیطان کے پاس ہی ہو سکتا ہے۔ کسی انسان کے پاس نہیں ہو سکتا“..... جو یونانے بے اختیار ہو کر کہا۔

”اسی لئے تو بے چارے شیطان نے میری طرح شادی نہیں کی اور کنوارہ ہی پھر رہا ہے“..... عمران نے کہا تو جو یونانے سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ اگر انہوں نے سمتھ کو اغوا نہ کیا اور ویسے ہی گولی مار دی تب“..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”تو پھر یہ شیطانی دماغ ان کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ ویسے ہو؟ ایسے ہی جیسے میں نے بتایا ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ مخصوص

رسیور رکھا اور فون بوٹھ سے باہر آگئی تو عمران تیزی سے اندر گھسا۔ اس نے جیب سے سکے نکال کر فون بوٹھ میں ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”میں۔ روسنی بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر اس کی زبان رواں ہو گئی۔ بہر حال اس بات چیت سے اسے یہ احساس ہو گیا کہ سمٹھ کو ہلاک کر دیا گیا ہے تو اس نے جلدی سے بات ختم کی اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے فون بوٹھ سے نکلا اور ہال کی طرف بڑھ گیا۔

”آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے دروازے میں ہی کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے تو کبھی نمبر اٹھائیں کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ صفدر ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔

”یہ ہے کوٹھی۔۔۔۔۔ تقریباً دو سو گز کے فاصلے سے صفدر نے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران رک گیا۔ اس نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نسا آلا نکالا اور تیزی سے اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ایک بٹن دبے ہی اس پر موجود بلب تیزی سے جلنے لگا۔ اس کا رنگ سرخ تھا۔ عمران نے فوراً ہی دوسرا بٹن پریس کر دیا اور اس بٹن کے اوپر موجود بلب بھی جلنے لگا۔ اس کا رنگ بھی سرخ

تھا۔ دونوں بلب مسلسل جل رہے تھے۔

”اوکے۔ آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے اطمینان بھرے انداز میں کہا اور اس آلے کو واپس جیب میں ڈال لیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ کچھ بتاؤ تو ہسی۔۔۔۔۔ جو نیانے کہا۔“ خاموشی سے آجاؤ۔ ابھی ڈراپ سین ہو جانے کا چہارے مسکنے۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سب جب کوٹھی نمبر اٹھائیں کے قریب پہنچے تو عمران نے جیب سے وہ آلہ نکالا تو اس کا نیچے والا بلب بجھ چکا تھا جبکہ اوپر والا بلب مسلسل جل رہا تھا۔ عمران نے آلہ دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

”ایک بلب تو بجھ گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”اوپر والا بلب آلے کی کارکردگی ظاہر کر رہا ہے جس نے اندر کے حفاظتی نظام کو آف کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حفاظتی نظام آف ہے جبکہ دوسرا بلب وہاں پھیل جانے والی بے ہوش کر دینے والی گیس کو ظاہر کر رہا تھا۔ اب بجھ جانے کا مطلب ہے کہ وہاں گیس کے اثرات ختم ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب نے خبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی کے عقب میں پہنچ گئے۔ یہ ایک چوڑی گلی تھی جس میں کوڑے کے ڈرم موجود تھے۔ اب اندر کیسے جاتیں گے۔ اس کی دیوار تو بہت اونچی ہے اور پرنجلی کی تاریں لگی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔ جو نیانے کہا۔

"ایک آدمی اندر جائے گا اور اندر سے دروازہ کھول دے گا۔"
عمران نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے دوڑ کر ہائی چمپ لگایا تو وہ واقعی کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا اونچی دیوار کے کنارے پر پہنچ گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ دیوار کے کنارے پر پڑے اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم اٹا ہوا کر فضا میں اٹھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد اس کا جسم ان تاروں کے اوپر سے ہوتا ہوا اندر پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے اندر ایک ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔

"گڈ شو۔ تنویر واقعی اپنے آپ کو فٹ رکھتا ہے۔۔۔۔۔" عمران نے تحسین بھرے لہجے میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا تو عمران اور اس کے ساتھی اندر داخل ہو گئے۔

"گڈ شو تنویر۔۔۔۔۔" عمران نے تنویر کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ یکھٹ کھل اٹھا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی بھرتی، تیزی اور فٹنس کی تعریف کی لیکن جب یوگیا نے تعریف کی تو تنویر کا چھوٹا ہوا سینہ مزید پھوٹا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی انہوں نے ساری کوٹھی چمک کر لی۔ کوٹھی کے ایک کمرے میں دو خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں بے ہوش پڑی ہوئی تھیں جبکہ ایک کمرے میں انہیں سمیٹھ کی لاش پڑی ہوئی مل گئی۔ اس کے علاوہ کوٹھی میں دس کے قریب افراد بھی موجود تھے لیکن وہ سب بے ہوش

تھے۔ ایک کمرے میں مشیزی موجود تھی۔ پھر عمران کے کینے پر ان دس افراد کو بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں سے اڑا دیا گیا جبکہ یوگیا نے صفدر کے ساتھ مل کر ان دونوں لڑکیوں کو اس کمرے سے جہاں وہ بے ہوش پڑی تھیں اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے جا کر رسیوں کی مدد سے کرسیوں سے باندھ دیا۔ عمران نے البتہ اس کمرے کی تلاشی یعنی شروع کر دی اور پھر میز کی دراز سے اسے ایک فائل مل گئی۔

"اوہ۔ ان کے دواڑے اور بھی ہیں۔۔۔۔۔" عمران نے فائل پڑھتے ہوئے کہا۔

"تنویر تم اور صفدر جا کر ایک اڈے پر ریڈ کرو۔ وہاں پہنچے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے اندر موجود سب افراد کا خاتمہ کر دو اور کیپٹن شکیل تم دوسرے اڈے پر پہنچو۔ وہاں اس فائل کے مطابق صرف دو آدمی ہیں۔ انہیں ہلاک کر دو جبکہ یوگیا میرے ساتھ جہاں رہے گی اور ہم انہیں اس وقت ہوش میں لائیں گے جب تم تینوں واپس آ جاؤ گے۔ میں کرنل ڈیوک تک پہنچنے سے پہلے تمام رکاوٹیں دور کر دیتا جاتا ہوں۔۔۔۔۔" عمران نے کہا۔

"انہیں کیوں باندھا ہے۔ انہیں بھی گولیوں سے اڑا دو۔" یوگیا نے کہا۔

"ان سے مزید معلومات حاصل کرنی ہیں۔ شاید ان کا رابطہ کرنل ڈیوک سے ہو۔۔۔۔۔" عمران نے کہا تو یوگیا نے اثبات میں سر

”کرنل ڈیوک بول رہا ہوں“..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا اور اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

”اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”کیا پوزیشن ہے پاکیشیائی ایجنٹوں کی“..... کرنل ڈیوک نے پوچھا۔

”ہم پورے ڈیگوشیا میں جال پھیلانے ہوئے بیٹھے ہیں لیکن لگتا ہے کہ یہ ابھی ڈیگوشیا پہنچے ہی نہیں“..... عمران نے جواب دیا۔

”وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں روسی۔ اس لئے اطمینان سے مت بیٹھ جانا“..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ ایس ایس ریز فضا میں کام کر رہی ہیں اور زمین پر آدمی اور تم جانتے ہو کہ ایس ایس ریز کے سامنے کوئی میک اپ نہیں ٹھہر سکتا“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی بہترین سیٹ اپ ہے۔ گڈ شو۔ اب مجھے یقین ہے کہ تم انہیں مارک کر لو گے“..... کرنل ڈیوک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یقیناً ایسا ہی ہو گا“..... عمران نے کہا۔

”جب یہ مارے جائیں تو مجھے اطلاع ضرور کر دینا۔ میرا خصوصی نمبر تو تمہارے پاس موجود ہے ناں“..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

”اوہ شاید تجھے دیکھنا پڑے گا۔ بہر حال میں چمک کر لوں گی۔“

بلا دیا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”جوںیا تم یہاں بیٹھو۔ میں اس حفاظتی نظام کا سلسلہ ہی ختم کر کے آتا ہوں“..... عمران نے کہا اور پھر جوںیا کے اشارت میں سر بلانے پر وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں مشینری موجود تھی۔ اس نے وہاں پہنچ کر جیب سے مشین پشٹ نکالا اور دوسرے لمحے اس نے مشینری پر گولیوں کی بارش کر دی۔ اس کمرے میں نصف تین چھوٹی بڑی مشینوں کے پرزے بکھر گئے تو عمران نے مشین پشٹ جیب میں ڈالا اور واپس اس کمرے میں آگیا جہاں جوںیا موجود تھی۔

”فون دوسرے کمرے سے اٹھا کر یہاں لے آؤں“..... عمران نے کہا اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے فائل ملی تھی اور جہاں یہ دونوں لڑکیاں بے ہوش پڑی ملی تھیں۔ عمران نے فون کی تار کو ساکت سے علیحدہ کیا اور پھر فون لے کر وہ اس کمرے میں آگیا۔ اس نے یہاں موجود فون ساکت میں فون کی تار لگائی اور پھر فون تپائی پر رکھ کر وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھ لیا۔

”ایس۔ روسی بول رہی ہوں“..... عمران نے روسی کی آواز سنی

لہجے میں کہا۔

عمران نے کہا۔

”میں دوبارہ بتا دیتا ہوں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ جلد ہی خوشخبری سناؤں گی۔“ عمران نے روسنی کے لیے میں کہا اور دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”مجھے خدشہ تھا کہ وہاں انہوں نے وائس چیکنگ کمیونر نصب نہ کیا ہوا ہو۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”یقیناً ہو گا لیکن اس میں روسنی کی آواز فیڈ نہ ہو گی۔ وہیں کے لوگوں کی ہو گی۔“ عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد کیے بعد دیگرے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل واپس آ گئے۔

”وہاں بارہ افراد تھے اور تہہ خانے میں مشینری نہ صرف نصب تھی بلکہ چل بھی رہی تھی۔“ تنویر نے کہا۔

”اور اب وہاں لاشیں اور پرزے پڑے ہوں گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔“ تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم جیسا جن جہاں پہنچ جائے تو وہاں کیا بیچ سکتا ہے۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر کیپٹن شکیل نے بتایا کہ اس اڈے پر صرف دو آدمی تھے جنہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ وہ صرف

رہائش گاہ تھی۔ وہاں کوئی مشینری نہیں تھی۔

”اوکے۔ اب جو یا پانی لائے گی اور ان دونوں کے حلق میں ڈال کر انہیں ہوش دلائے گی۔ بے چاری سپر ٹاپ ایجنٹس کو طویل عرصے تک بے ہوش رہنا پڑا ہے۔“ عمران نے کہا تو جولیا سر ہلایا ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر کمرے سے باہر چلی گئی جبکہ باقی ساتھی فرسٹ اور عقبی سائیڈوں پر چلے گئے تاکہ نگرانی کر سکیں۔ تھوڑی دیر بعد جولیا واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھری ہوئی ایک بڑی سی بوتل موجود تھی۔

”ٹھہرو۔ میں جہادری مدد کرتا ہوں۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر جولیا نے باری باری دونوں ہاتھوں سے ان کے جبڑے بمسج کر ان کا منہ کھولا تو عمران نے پانی ان کے حلق کے اندر اندر ڈیل دیا۔ جیسے ہی پانی ان کے حلق سے نیچے اترا ان کے جسموں میں حرکت کے آثار نمایاں ہونے لگے۔

”جولیا۔ ان کے عقب میں کھڑی ہو جاؤ۔ یہ سپر ٹاپ ایجنٹس ہیں۔“ عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر کرسیوں کے عقب میں جا کر کھڑی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد ہی دونوں نے کرہستے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ ہمیں کیوں باندھا گیا ہے۔“ لمبے قد والی نے انھیں کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا اور اس کی بات سنتے ہی عمران کچھ گیا کہ یہ لمبے قد والی لڑکی ہی روسنی ہے۔

ہوتے ہی یہاں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس پھیل گئی۔ ہم نے اسی لئے اسے باہر اس انداز میں بٹھایا تھا تاکہ تم اسے پکڑ کر اندر لے جاؤ ورنہ واقعی جہادِ حفاظتی نظام اس قدر فوٹو روف تھا کہ ہم کسی صورت زندہ اندر داخل ہی نہ ہو سکتے تھے۔ تم نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا لیکن وہ آلے ویسے ہی اس کے کوٹ میں موجود رہے اور میں نے انہیں باہر سے آپرٹ کر دیا۔ اس کے بعد ہمارا ایک ساتھی عقبی دیوار پچاند کر اندر داخل ہوا اور عقبی دروازہ کھول دیا۔ اس طرح ہم اندر داخل ہوئے۔ تم سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور ہمارے آدمی کی لاش بھی یہاں موجود تھی۔ اس کے بعد یہاں موجود جہارے تمام ساتھیوں کو لاشوں میں تبدیل کر دیا گیا اور تمام مشینری تباہ کر دی گئی۔ جس کمرے میں تم دونوں بے ہوشی کے عالم میں ملی تھیں مجھے وہاں موجود میز کی سب سے نیچلی دراز سے ایک فائٹ مل گئی جس کی وجہ سے جہارے دو اور اڑے بھی سامنے آ گئے۔ چنانچہ میرے ساتھیوں نے وہاں ریڈ کیا۔ ایک اڑے میں مشینری اور بارہ افراد تھے۔ ان افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ دوسرا اڈا شاید عام رہائش گاہ تھی۔ وہاں دو آدمی تھے۔ انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا اور اب تم دونوں زندہ ہمارے سامنے موجود ہو۔..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو روسنی اور گارنی دونوں کے چہرے یکفٹ سیاہ پڑ گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ تم ایسا کرو گے۔ ویری

ظاہر ہے دوسری درمیانے قد والی لڑکی گارنی ہوگی اور پھر گارنی نے بھی ہوش میں آکر روسنی والا رد عمل ظاہر کیا۔ انہیں اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ وہ گھسما تو سکتی تھیں لیکن کھل کر حرکت کرنے سے قاصر تھیں۔

”جہار نام مادام روسنی ہے اور یہ مادام گارنی ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم کون ہو اور تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ کیا مطلب۔“
روسنی اور گارنی دونوں نے تقریباً حیرت کے مارے چیتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور جہارے پیچھے جو خاتون موجود ہے اس کا نام جولیا نافٹو وائر ہے اور وہ اس لئے جہارے عقب میں موجود ہے تاکہ تم رسیاں کھولنے کی مہارت کا مظاہرہ نہ کر سکو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ جبرم کہاں ہے۔ وہ ریڈ الارٹ۔ وہ حفاظتی نظام۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔..... روسنی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ان دونوں کی حالت قابل دید ہو گئی تھی۔

”جہیں مزید حیرت سے بچانے کے لئے میں تفصیل بتا رہا ہوں۔ جس نگرانی کرنے والے کو باہر سے پکڑ کر اندر لایا گیا تھا اس کے کوٹ کے اندر دو ایسے آلات موجود تھے جن میں سے ایک کے آن ہوتے ہی تمام حفاظتی نظام زیر ہو گیا اور دوسرے آلے کے آن

جہیں اس بے بسی کے عالم میں ہلاک کر دیا جائے لیکن اگر تم نے اس طرح مسلسل جھوٹ و لٹاؤ پھر ایسا ہو بھی سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سر نہ ہنجے میں کہا۔

”میں جاکہہ بری ہوں۔۔۔۔۔ روسنی نے کہا۔
”یہ فون دیکھہ بری ہو۔ ابھی کرنل ڈیوک کا فون آیا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اس کا ہم سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔“ روسنی نے کہا۔

”نھیک ہے۔ ابھی جہاز سے سامنے اس سے بات ہو جاتی ہے۔ ان دونوں کے منہ میں کپڑے ٹھونس دو۔۔۔۔۔ عمران نے جویا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو جویا تیزی سے عقبی طرف سے سامنے آئی اور ایک طرف پڑے کرسیوں کے نقش اٹھا کر اس نے انہیں پھاڑ دیا اور پھر ان دونوں کے منہ میں کپڑے ٹھونس دیے۔

”تم اس سے کیا بات کرنا چاہتے ہو۔ کہیں وہ مشکوک نہ ہو جائے۔“ جویا نے کہا۔

”میں اس کو بتانا چاہتا ہوں کہ روسنی اور گارنی نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لاشیں منگوالے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ وہ کسی صورت اس بات پر یقین نہیں کرے گا کیونکہ ابھی اس نے بات کی ہے۔ اتنی جلدی یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔“

بیڈ۔۔۔۔۔ روسنی نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”بلیک ایجنسی کا موجودہ چیف جیمسن شایہ اب بوڑھا ہو چکا ہے کہ اس نے تم جیسی لڑکیوں کو سر ناپ ایجنٹس کا درجہ دے دیا ہے حالانکہ میرا خیال ہے کہ تم دونوں کو کسی ہوٹل یا کلب میں ویزس ہونا چاہئے تھا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کاش ہمیں تم سے مقابلے کا موقع مل جاتا تو ہمیں معلوم ہو جاتا کہ ہم کیا ہیں۔“ اس بار گارنی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
”کرنل ڈیوک سے جہاز کا رابطہ ہے یا نہیں۔“ عمران نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑیں۔

”کون کرنل ڈیوک۔“ روسنی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”جو لاراج ویو پراجیکٹ کا چیف سکیورٹی آفیسر ہے اور بلیک ایجنسی کی ناک سمجھا جاتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔
”ہمارا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔“ روسنی نے جواب دیا۔

”اس کا فون نمبر۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔“ روسنی نے کہا۔ گارنی ویسے ہی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

”روسنی اور گارنی۔“ تم دونوں بہر حال ایجنٹ ہو اور پیشہ دراز۔ فراٹس کے سلسلے میں یہاں موجود ہو اس لئے میں نہیں چاہتا کہ

جولیانے جواب دیا۔

”اوہ ہاں واقعی۔ لیکن ان کے آدمیوں کی ہلاکت کی اطلاع بھی تو اس تک پہنچ جائے گی۔ پھر..... عمران نے کہا۔

”پہنچ جائے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے..... جولیانے کہا۔

”اوکے۔ جہاری بات ٹھیک ہے۔ ان دونوں کو ختم کر کے نکالا

جائے یہاں سے..... عمران نے کہا۔

”تم چلو میں آرہی ہوں..... جولیانے کہا تو عمران بے اختیار

مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ روسی اور گارنی دونوں تیزی سے دائیں

بائیں سر مار رہی تھیں۔

”جہاری ہم جنس جب جہار سے خلاف ہو جائے تو آئی ایم

سوری..... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے سے

باہر نکل گیا اور اس کے ساتھ ہی اسے مشین پستل کی گولیاں چلنے کی

آوازیں سنائی دیں اور عمران سر ملتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

بلیک ہینسی کا چیف جیمسن اپنے شاندار انداز میں بچے ہوئے

افس میں بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک ہینسی کا چیف ہونے کی وجہ سے اس

کی اہمیت باقی تمام اہلکشیوں میں سب سے زیادہ تھی اور بلیک

ہینسی کے ساتھ کارنامے بھی ایسے ہی منسوب تھے کہ اکیرمیا کے

اعلیٰ حکام بھی اس کی بے پناہ عزت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ

جیمسن جس کے سر اور بھنودوں تک کے بال برف کی طرح سفید تھے

تین اس کی صحت کسی نوجوان سے بھی زیادہ اچھی تھی۔ وہ بڑے

اچھے ہوئے انداز میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے

ہت سے رنگوں کے فونز میں سے سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو جیمسن نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا

یا۔ یہ فون اکیرمیا سے باہر پوری دنیا میں پھیلے ہوئے بلیک ہینسی

کے اہلکشیوں کو کنٹرول کرنے والے سیکشن سے متعلق تھا۔ اسے

پاکیشیا سیکرٹ سروس کی روانگی کے بارے میں ڈیگوشیا اطلاع دے سکیں۔ اس طرح ان کے خاتمے کا کوئی کارزنہ چھوڑا گیا۔..... کوپر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب ہمیں اطلاع ملی ہو گی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہمارے سپر ناپ ایجنٹس اور ان کے سیکشن سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ کیوں؟..... جیمسن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"میں سر۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہیڈ کوارٹر میں حفاظتی نظام کی تمام مشینری کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں موجود آٹھ دس افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ روسی اور گارنی کی لاشیں کرسیوں پر رسیوں سے بندھی ہوئی حالت میں ملی ہیں۔ ان کے دو مزید اڈے بھی تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ ایک اڈے میں بارہ افراد کی لاشیں ملی ہیں اور وہاں ایس ایس ریز کی مشینری اور دیگر مشینری بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ اس طرح ایک لحاظ سے روسی اور گارنی کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے سیکشن بھی ختم کر دیئے گئے ہیں۔..... کوپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"الحق آدمی۔ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی تھی؟..... جیمسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ چونکہ کرنل ڈیوک آپ کا مین ایجنٹ ہے اس لئے میں سمجھا کہ اس نے آپ سے بات کی ہو گی۔..... کوپر نے کہا۔

"کرنل ڈیوک نے شاید جان بوجھ کر مجھ سے بات نہ کی ہو کہ

فانر سیکشن کہا جاتا تھا اور اس کا چیف کوپر تھا۔

"میں..... جیمسن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"کوپر بول رہا ہوں چیف۔..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میں۔ کوئی خاص رپورٹ..... جیمسن نے کہا۔
"ڈیگوشیا سے بری خبر ملی ہے چیف۔..... کوپر نے کہا تو جیمسن نے اختیار اچھل پڑا۔

"ڈیگوشیا سے۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے وہاں؟..... جیمسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیگوشیا میں لارج ویو پراجیکٹ کے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل ڈیوک نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ اسے اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے لئے ڈیگوشیا پہنچ رہی ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ ڈیگوشیا پہنچنے سے پہلے یا وہاں ان کے پہنچنے ہی انہیں ہلاک کر دیا جائے تاکہ وہ اس پراجیکٹ تک پہنچ نہ سکیں۔ میں نے ان کے کہنے پر اپنی دوسرا ایجنٹس ان دونوں کے سیکشن سمیت ڈیگوشیا بھجوا دیں اور وہاں کے ایک مقامی گروپ کو بھی ان میں مدد کرنے کا حکم دے دیا اور ڈیگوشیا پر میرے حکم کے مطابق ایس ایس ریز کا بھی جال پھیلا دیا گیا تاکہ وہ لوگ کسی ہجر میک اپ میں آئیں تو فوراً چیک ہو جائیں اور ان کا خاتمہ کیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکیشیا میں بھی ایجنٹس کو الٹ کر دیا گیا تاکہ

"کرنل ڈیوک بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی کرنل ڈیوک کی آواز سنائی دی۔

"چیف بول رہا ہوں"..... جمیشن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ سر۔ سر۔ آپ۔ فرمائیے"..... دوسری طرف سے کرنل ڈیوک نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے فارن سیکشن کے چیف کو پر سے کہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل وہ اپنے ایجنٹ بھیجے"..... جمیشن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ دراصل میں چاہتا تھا کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ پراجیکٹ سے باہری ہو جائے اور اس سلسلے میں فارن سیکشن ہی کام کر سکتا تھا"..... کرنل ڈیوک نے جواب دیا۔

"پھر تمہیں اطلاع مل گئی ہے کہ کیا رزلٹ رہا ہے"..... جمیشن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ابھی تین گھنٹے پہلے میری سپر ناپ ایجنٹس روسی سے فون پر بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ڈیگوشیا میں اس نے اور اس کی ساتھی ایجنٹ گارنی نے پھندے تیار کر رکھے ہیں۔ فضا میں ایس ایس ریز کا جال پھنایا جا چکا ہے اور ان دونوں کے سیکشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کا شکار کھینچنے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وہ ابھی تک ڈیگوشیا نہیں پہنچے"۔ کرنل ڈیوک نے جواب دیا۔
"تو پھر سن لو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے صرف ڈیگوشیا پہنچ گئے

کہیں میں اسے وہاں سے نکال نہ دوں۔ وہ احمق ہی چاہتا ہو گا کہ بالا بالا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت کا کریڈٹ لے لے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اور پراجیکٹ دونوں اس وقت شدید خطرے میں ہیں اور کوپر تم نے بھی تو حماقت کی انتہا کر دی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل جہاری یہ سپر ناپ ایجنٹس کیا کر سکتی تھیں۔ وہ لوگ اگر اتنی آسانی سے مارے جاسکتے تو اب تک وہ لاکھوں بار مارے جاسکتے ہوتے۔ ٹانسنس..... جمیشن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"چیف۔ میں اب دوسرا سیکشن وہاں بھیجنا چاہتا ہوں تاکہ"۔ کوپر نے کہا۔

"شٹ اپ۔ تم تمام سیکشن اپنے ہاتھوں سے خود ختم کرانا چاہتے ہو..... جمیشن نے حلق کے بل جھینچتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ جیسے حکم دیں"..... کوپر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ شاید اس نے چیف جمیشن کو کبھی اس قدر غصے میں نہ دیکھا تھا۔

"تم خاموش رہو۔ کسی کو وہاں مت بھیجو۔ میں خود تمام بندوبست کر لوں گا"..... جمیشن نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور ریسور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ٹانسنس۔ یہ لوگ بالکل ہی احمق ہیں"..... جمیشن نے کہا اور پھر تیزی سے اس نے سرخ رنگ کے فون کا ریسور اٹھایا اور خبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

ہے بلکہ اس نے روسی اور گارنی اور ان دونوں کے سیکشنوں کے آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ان کے ہیز کو ارٹر کی تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ ایس ایس ریز کی مشینری اور اس نامپ کی دوسری تمام مشینری بھی تباہ کر دی گئی ہے اور وہاں بلیک مینجری کا مکمل صفایا کر دیا گیا ہے۔ جیسن نے انتہائی طنز یہ لہجے میں کہا۔

”اتنی جلدی۔ لیکن چیف۔“ کرنل ڈیوک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہیں تو معلوم ہے کرنل ڈیوک کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کا شیطان عمران کس انداز میں کام کرتا ہے۔ تم نے مجھے اطلاع دینے کی بجائے کوپر کو بکھریا۔ نتیجہ اب جہارے سامنے ہے۔“ جیسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”آئی ایم سوری چیف۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ لوگ اس قدر نکلے ثابت ہوں گے۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”وہ لوگ نکلے نہیں ہیں۔ ان کے مقابل پاکیشیا سیکرٹ سروس تھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ ان کے بس کا روگ ہی نہیں تھا۔ ان لوگوں کے مقابلے پر تو میں ایجنٹ کو بھیجتے ہوئے بھی دس بار سوچتا پڑتا ہے۔“ جیسن نے کہا۔

”یس سر۔ آپ کی بات ٹھیک ہے۔“ کرنل ڈیوک نے جواب دیا۔

”ویسے وہاں کسی کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان لوگوں :

مشن تو پراجیکٹ کے خلاف ہے اور پراجیکٹ پر تم موجود ہو۔ تم ان کا خاتمہ وہیں کر سکتے تھے۔ خواہ مخواہ دو سیشن ختم کرادیئے تم نے ان کے ہاتھوں۔“ جیسن نے کہا۔

”سوری چیف۔ میں نے تو اس لئے کوپر سے بات کی تھی کہ وہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکے گا۔ اب مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ خود ان کے ہاتھوں ختم ہو جائیں گے۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”بہر حال اب تم بتاؤ کہ تم کیا کہتے ہو۔ تمہاری وہاں کیا پوزیشن ہے کیونکہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تمہاری طرف رخ کرنا ہے اور یہ لوگ وقت ضائع کرنے کے عادی نہیں ہیں۔“ جیسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس سہاں کی آپ فکر مت کرو سہاں میں نے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ وہ لوگ سہاں دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”کیا تم جھپٹے بھی کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرائے ہو۔“ جیسن نے پوچھا۔

”یس سر۔ کئی بار ٹکرا چکا ہوں۔“ کرنل ڈیوک نے جواب دیا۔

”پھر ٹھیک ہے اور یہ سن لو کہ وہ آندھی اور طوفان کی طرح کام کرتے ہیں اس لئے تم نے ہر لحاظ سے چوکنا اور ہوشیار رہنا ہے۔ یہ انتہائی اہم ترین پراجیکٹ ہے۔“ جیسن نے کہا۔

”چیف۔ آپ فکر مت کریں۔ میں سنبھال لوں گا انہیں۔“
 کرنل ڈیوک نے کہا۔
 ”اوکے۔۔۔۔۔ جیسٹن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے
 چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔“

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اپنی رہائش گاہ پر موجود تھا۔ روسٹی
 اور گارنی اور ان کے تمام اڈوں اور آدمیوں کے خاتمے کے بعد وہ
 واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے تھے۔ جو نیا سب کے لئے چائے بنانے
 گئی ہوئی تھی جبکہ باقی سب یہاں اس بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے
 تھے۔ عمران کی پیشانی پر چونکہ لکڑیوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا اس لئے
 سب ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ اس وقت
 عمران کسی گہری سوچ میں گم ہے اس لئے وہ اسے ڈسٹرب نہیں کرنا
 چاہتے تھے کہ اچانک عمران چونک کر سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ ہی
 اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
 آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا۔

”ریڈیارتھ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی
 مردانہ آواز سنائی دی۔

"تمہیں اس سے کیا کام ہے۔ مجھے بتاؤ۔۔۔۔۔ انتھونی نے کہا۔
 "وہی کام اس سے لینا ہے جو وہ کرتا رہتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے
 کہا۔

"وہ اجنبیوں سے تو ملتا ہی نہیں۔ اگر تم مجھے دس ہزار ڈالر دو تو
 میں تمہیں اس کی ایسی ٹپ بتا سکتا ہوں کہ وہ تمہارا غلام بن جائے
 گا۔۔۔۔۔ انتھونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہنچ جائیں گے دس ہزار ڈالر۔۔۔۔۔ عمران نے
 کہا۔

"پیزرک ٹچ وڈ کلب کا مالک اور تینجر ہے۔ اس کی سب سے بڑی
 کمزوری ایک عورت لیڈی سارا ہے جو کنگ ہوٹل اور کنگ کمپنیو
 کی مالک ہے۔ ڈیگوشیا کی سب سے امیر اور خوبصورت عورت ہے
 لیکن انتہائی رکھ رکھاؤ کی مالک ہے۔ اگر تم لیڈی سارا کے ذریعے
 پیزرک سے رابطہ کرو تو پیزرک تمہارا غلام بن جائے گا۔۔۔۔۔ انتھونی
 نے کہا۔

"یہ لیڈی سارا کہاں رہتی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
 "کنگ ہوٹل میں اس کا آفس ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا
 گیا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ پہنچ جائے گی رقم۔ بے فکر رہو۔۔۔۔۔ عمران
 نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"حضور تم میرے ساتھ چلو۔ اس لیڈی سارا کی زیارت کر

"انتھونی سے بات کراؤ۔ میں پرنس بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران
 نے سر دھجے میں کہا۔

"ہیلو۔ انتھونی بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی
 آواز سنائی دی۔

"پرنس بول رہا ہوں انتھونی۔ تمہارا آدمی سمجھ ہلاک ہو چکا
 ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس کی لاش کہاں ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بغیر کسی
 افسوس کے سپاٹ لہجے میں پوچھا گیا۔

"تیسرے چوک کے قریب جو درختوں کا جھنڈ ہے وہاں میں نے
 رکھوا دی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اور کچھ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "کیا تم کبھی مشرقی ایریا میں گئے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"مشرقی ایریا۔ اوہ نہیں۔ وہ تو سخت ممنوعہ علاقہ ہے اور وہاں
 فوج کا کنٹرول ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آخر وہاں سامان وغیرہ کی سپلائی تو ہوتی رہتی ہو گی۔۔۔۔۔ عمران
 نے کہا۔

"ہاں۔ ہوتی رہتی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اس کا ٹھیکہ پیزرک
 کے پاس ہے۔ شراب اور عورتیں سپلائی کرنے کا اور پیزرک وہاں

سے خوب کمارہا ہے۔۔۔۔۔ انتھونی نے جواب دیا۔
 "یہ پیزرک کہاں رہتا ہے۔ کون ہے یہ۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

نے کہا۔

”تم اپنی بات کرو۔ میں تو شاید دس بارہ بار مل چکا ہوں۔“
 عمران نے کہا۔

”اچھا۔ کب۔ آپ تو شاید پہلی بار ڈیگوشیا آئے ہیں۔“ صفر
 نے اور زیادہ حیرت بھرے سچے میں کہا۔

”لیڈی سارا ایکریمین ہے اور ولنکٹن کے معروف لارڈ میکملن کی
 بیٹی ہے۔ خود بھی ہاؤس آف لارڈز کی ممبرہ چکی ہے۔ ڈیگوشیا کی آب
 و ہوا اسے نہ صرف پسند آگئی ہے بلکہ اس کے خیال کے مطابق یہاں
 کی آب و ہوا اس کی صحت کو اس آئی ہے اس لئے اس نے یہاں یہ
 کنگ ہوٹل اور کنگ کلب بنائے جبکہ پورے ایکریمین اور یورپ
 میں کنگ ہوٹلوں، کنگ کلبوں اور کنگ کسینوز کا جال پھیلا ہوا
 ہے۔ لیڈی سارا اب سال کے آٹھ ماہ یہاں ڈیگوشیا میں گزارتی ہے
 اور باقی چار ماہ ایکریمین میں۔ اور اتفاق سے اس سے ملاقات ایکریمین
 میں ہی ہوتی رہی ہے۔ ادھیڑ عمر ہے لیکن اپنے آپ کو شاید سولہ
 سال سے بھی کم عمر سمجھتی ہے اور دوسروں کو بھی مجبور کرتی ہے کہ
 اسے ایسا ہی سمجھا جائے اور پھر لیڈی سارا سے کام نکلوانے کے لئے
 مجھے جو زبان استعمال کرنا پڑے گی وہ کم از کم جولیا کے سامنے نہیں
 کر سکتا ورنہ وہ مجھے بلا تکلف گولیوں سے اڑا دے گی۔“ عمران
 نے کہا تو صفر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اور آپ شاید تنویر کو بھی اسی لئے ساتھ نہیں لائے کہ وہ جولیا

لیں۔“ عمران نے صفر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”میں بھی ساتھ چلوں گی۔“ جولیا نے کہا۔
 ”نہیں۔ تمہاری موجودگی میں وہ کھل نہ سکے گی جبکہ ہم نے اس
 سے کام لینا ہے۔“ عمران نے خشک سچے میں کہا۔

”کیا کام لینا ہے۔“ مجھے بتاؤ۔“ جولیا نے چونک کر کہا۔
 ”جولیا۔ اس وقت ہم انتہائی سخت ترین حالات سے گزر رہے
 ہیں۔ یہ مشن شاید ہماری زندگی کا سب سے کٹھن مشن ثابت ہو گا
 اس لئے کسی جذباتیت کی ضرورت نہیں ہے۔“ آؤ صفر۔“ عمران
 نے خشک سچے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو صفر بھی سر ہلاتا ہوا اٹھا
 اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں سوار ہو کر کنگ ہوٹل کی طرف
 بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔

”عمران صاحب۔ اس قدر لاشوں کے بعد کیا یہاں کی پولیس
 حرکت میں نہ آئے گی۔“ صفر نے کہا۔
 ”آئے گی کیا۔ اب تک آپچی ہو گی۔“ عمران نے مسکراتے
 ہوئے جواب دیا۔

”ایسا نہ ہو کہ وہ کسی کلیو کے ذریعے ہم تک پہنچ جائے اور ہم اس
 فضول چکر میں لٹھ جائیں۔“ صفر نے کہا۔

”اسی لئے تو اس لیڈی سارا کے پاس جا رہا ہوں تاکہ وہ ہمیں تمام
 فضول چکروں سے بچا سکے۔“ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ لیڈی سارا سے تو ابھی ہم ملے ہی نہیں۔“ صفر

شاندار انداز میں سجا ہوا تھا اور عورتوں اور مردوں سے کھانچ کھنچا ہوا تھا۔ ایک طرف ایک خاصا بڑا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چھ خوبصورت لڑکیاں دیڑھ سوں کو سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ کاؤنٹر کے کونے پر ایک نوجوان لڑکی سنول پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے سامنے سرخ رنگ کا فون موجود تھا۔

”ہیلو مئی“۔۔۔۔۔ عمران نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر ٹھنڈھٹھا عاشقانہ لہجے میں کہا تو سنول پر بیٹھی ہوئی لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔
 ”یس سر۔ حکم فرمائیے“۔۔۔۔۔ لڑکی نے سنول سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ہلکا سا رنگ آکر گزر گیا تھا۔
 ”کیا لیڈی سارا نے تمہیں خود انٹرویو کیا تھا“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

”جی۔ میں سمجھی نہیں آپ کی بات“۔۔۔۔۔ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ جیسی خوبصورت لڑکی شاید پورے ایکری میا میں اور نہیں ہوگی اس لئے یقیناً آپ کا انتخاب لیڈی سارا نے ہی کیا ہوگا کیونکہ لیڈی سارا پوری دنیا میں سب سے بڑی حسن شناس ہے“۔۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو لڑکی کا چہرہ مسرت کی شدت سے گھٹا ہو گیا اور آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

”جی۔ اس تعریف کا بے حد شکریہ“۔۔۔۔۔ لڑکی نے مسرت کی شدت سے قدرے ہلکاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

کو رپورٹ دے دے گا“۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔
 ”رپورٹ کی تو مجھے فکر نہیں ہے کیونکہ رقیب ایسی رپورٹیں دیتے ہی رہتے ہیں لیکن تنویر ان معاملات میں خود جو لیا ہے بھی زیادہ گرم دماغ ہے اس لئے لیڈی سارا کے انداز دیکھتے ہی اس نے اسے گولی سے اڑا دینا تھا“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ تنویری دیر بعد کار ایک آٹھ منزلہ ہوٹل کی انتہائی شاندار عمارت کے کپاؤنڈنگٹ میں داخل ہوئی اور سیدھی پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پارکنگ رنگ برنگی کاروں سے بھری ہوئی تھی۔
 ”یہاں تو خاصی رونق ہے“۔۔۔۔۔ صفدر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ ڈیگوشیا کا یقیناً سب سے زیادہ شاندار ہوٹل ہے اس لئے اعلیٰ طبقوں سے تعلق رکھنے والے سیاح یہاں آنا زیادہ پسند کرتے ہیں“۔۔۔۔۔ عمران نے پارکنگ بوائے سے کار ڈلیٹے ہوئے کہا۔
 ”کیا یہ لیڈی سارا اس وقت ہوٹل میں موجود ہوگی۔ پہلے فون کر کے پوچھ لیتے“۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”نہیں ہوگی تو جہاں ہوگی وہاں ہمیں پہنچا دیا جائے گا“۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے بے باکانہ لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار اثبات میں ہلاتے ہوئے مسکرا دیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران ان معاملات میں کس طرح دوسروں کو زیر کر لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تنویر دیر بعد وہ ہال میں داخل ہوئے تو وسیع و عریض ہال واقعی انتہائی

گی۔ لڑکی نے اس انداز میں کہا جیسے اسے سو فیصد یقین ہو کہ جواب میں اسے انکار ہی سنا پڑے گا۔

”ہولڈ مکرو۔ میں معلوم کرتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ وہ شاید لیڈی سارا کی پرسنل سیکرٹری تھی۔

”ہیلو البرنی“ چند لمحوں بعد پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”یس“ البرنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان صاحبان کو فوری طور پر آفس بھیج دو۔ لیڈی صاحبہ نے فوری ملاقات کا وقت دے دیا ہے اور تمام مصروفیات منسوخ کر دی ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو البرنی کے چہرے پر اہتائی حیرت کے تاثرات پھیلنے لگے۔

”یس مس“ البرنی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سائیز پر موجود ایک آدمی کو بلایا جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج موجود تھا۔

”انہیں لیڈی صاحبہ کے سپیشل آفس میں لے جاؤ۔ جلدی۔“ البرنی نے کہا۔

”آئیے جناب“ سپروائزر نے کہا۔

”شکریہ ڈیر۔“ میں لیڈی سارا سے ضرور پوچھوں گا کہ اس نے تمہیں مقابلہ حسن سے لاکر یہاں کاؤنٹر پر کیوں کھرا کر دیا ہے۔ تمہیں تو اعلیٰ عہدہ دیا جانا چاہئے تھا۔“ عمران نے کہا۔

”شش۔ شش۔ شکریہ“ البرنی کی حالت عمران کا فقرہ سن

”یہ تعریف نہیں ہے۔ حقیقت شامی ہے۔ بہر حال لیڈی سارا کو فون کرو اور اسے بتاؤ کہ پرنس آف ڈھب یہاں بنفس نفیس موجود ہے۔“ عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

”مم۔ مم۔ مگر جناب۔ لیڈی صاحبہ تو کسی سے نہیں ملا کرتیں۔“ لڑکی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”پرنس سے ملے بغیر وہ لیڈی ہی نہیں رہ سکتیں۔ تم اس سے میرا نام تو لو۔ پھر دیکھنا کیسے وہ ننگے پاؤں دوڑتی ہوئی یہاں آتی ہے۔“

عمران نے کہا۔

”مم۔ مگر یہ ڈھب۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔“ لڑکی نے مزید بوکھلاتے ہوئے کہا۔

”ڈھب اکیریسیا کی ایک قدیم ریاست ہے۔“ عمران نے کہا تو لڑکی نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لاؤڈر کا بٹن پریس کر دو تاکہ پرنس کو معلوم ہو سکے کہ لیڈی سارا اس کا نام سن کر کیا رد عمل ظاہر کرتی ہے۔“ عمران نے کہا تو لڑکی نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”یس۔“ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کاؤنٹر سے البرنی بول رہی ہوں۔ یہاں دو اکیریسین صاحبان تشریف لائے ہیں۔ وہ لیڈی صاحبہ سے فوری ملاقات چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب نے اپنا نام پرنس آف ڈھب بتایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا نام سن کر لیڈی سارا فوراً ملاقات کا وقت دے دیں

ہوئے تھے۔ کانوں میں پلانٹینیم کے ٹاپس تھے۔ گلے میں پلانٹینیم کا انتہائی قیمتی ہار تھا جو آفس کی تیز روشنی میں واقعی جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ یہ لیڈی سارا تھی لیکن عمران کے اندر داخل ہوئے ہی وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر یلکٹ انتہائی غصے کے تاثرات ابھرائے اور پھرے کے اعصاب کشیدہ ہو گئے تھے۔

”کون ہو تم۔ کہاں ہے پرنس..... لیڈی سارا نے یلکٹ پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال تھا کہ پرنس اصل پھرے میں آکر جہاز سے حسن کے جلوں سے اپنے چہرے کو نذر آتش کرا لیتا..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس بار وہ بولا اپنے اصل لہجے میں تھا۔

”اوہ اچھا۔ تم پرنس۔ تم۔ اوہ۔ اوہ۔ میں تو تمہیں پہچان ہی نہ سکی۔ یہ تم نے کیا اوڑن جیسی شکل بنا رکھی ہے..... لیڈی سارا نے بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ الو تو تمہارے ملک میں فلاسفر کو کہتے ہیں۔ تم نے خواہ مخواہ مجھے فلاسفر بنا دیا ہے۔ میں تو عملی آدمی ہوں۔ فلاسفر ہوتا تو لیڈی سارا کے حسن پر قصیدہ خوانی کی بجائے صرف اس پر غور ہی کرتا رہ جاتا۔ ویسے کیا بات ہے لیڈی سارا۔ آخر تمہارا حسن وقت کے ساتھ ساتھ کم ہونے کی بجائے بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ مجھے یاد ہے تین سال پہلے تم سے ملاقات ہوئی تھی اور ان تین سالوں میں تم مزید حسین اور مزید جوان ہو گئی ہو۔ بس کچھ نہ پوچھو۔ تمہیں دیکھ

کر دیکھنے والی ہو گئی تھی اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ہال مناکرے میں داخل ہوئے جہاں دیواروں کے ساتھ قیمتی صوفے پڑے ہوئے تھے۔ ایک طرف شیشے کا دروازہ تھا جس کے پاس کاؤنٹر تھا اور کاؤنٹر کے پیچھے ایک خوبصورت نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

”آئیے جناب..... لڑکی نے باقاعدہ اٹھ کر ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا اور خود آگے بڑھ کر اس نے شیشے کا دروازہ کھول دیا۔

”شکریہ..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام لکڑی کے ایک انتہائی قیمتی دروازے پر ہو رہا تھا۔ دیواروں کو بھی انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ فرش پر انتہائی قیمتی اور دیرقائیں نگہا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی انتہائی مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو صفدر کے چہرے پر ہلکی سی پسندیدگی کے تاثرات ابھرائے۔ عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے صفدر بھی اندر داخل ہوا تو یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے اس قدر خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا کہ صفدر کے چہرے پر بے اختیار تحسین کے انتہائی گہرے تاثرات ابھرائے تھے۔ آخر یہ مہانگنی کی ایک جہاز ساز کی انتہائی جدید آفس ٹیبل کے پیچھے ایک خاتون کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے شوخ رنگ کے کپڑے اسکرٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے سنہری بال اس کے کاندھوں پر پڑے۔

بہت بڑے شاعر سے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ قصیدہ اس سے لے کر اسے فریم کروالوں اور ساتھ ہی اس کی کاپیاں پوری دنیا میں پھیلا دوں تاکہ دنیا کو مظلوم ہو سکے کہ حسن اصل میں کہتے کسے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"تو تم نہیں بتانا چاہتے۔ نہ بتاؤ۔ بہر حال تمہارا جو بھی کام ہو گا ضرور ہو گا لیکن تم ٹھہرے کہاں ہو؟" لیڈی سارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کار سیور اٹھالیا۔

"سچ و ڈکلب کے پیئرک سے بات کرو؟" لیڈی سارا نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور سیور رکھ دیا۔

"آخر تم کرتی کیا ہو لیڈی سارا کہ زمانے کے اثرات تم پر اثر انداز ہی نہیں ہوتے۔ آگ اس بے پناہ اور مسلسل حسن کا اڑ کیا ہے؟"

عمران اس کے بات کرنے سے پہلے ہی بول پڑا تاکہ وہ اس کی رہائش والی بات بھول جائے کیونکہ اسے مظلوم تھا کہ لیڈی سارا نے ضد کرنی ہے کہ وہ کنگ ہو مل میں ٹھہرے۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کیا کرتی ہوں؟" لیڈی سارا نے جواب دینے کی بجائے مسکراتے ہوئے انسا سوال کر دیا۔

"میں نے سنا ہے کہ قدیم دور کی شہزادیاں اپنے آپ کو انتہائی زہریلے سانپوں سے دُشمنی تھیں کیونکہ سانپ کا زہر جب خون میں شامل ہوتا ہے تو آدمی اگر مر نہ جائے تو اس کے حسن میں بے پناہ جگمگاہٹ پیدا ہو جاتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ تم بھی کوئی

کر پھر کسی اور کو دیکھنا یوں لگتا ہے جیسے جرم کیا جا رہا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر وہ ایک سائیڈ پر موجود صوفے پر بیٹھ گیا۔

"بس۔ بس۔ اتنی تعریف مت کیا کرو کہ میں واقعی اپنے آپ کو حسینہ عالم سمجھنا شروع کر دوں۔" لیڈی سارا نے بڑے اٹھلاتے ہوئے سچے میں کہا۔

"ارے حسینہ عالم نہیں۔ قتالہ عالم۔ ایک دنیا تمہیں دیکھ کر

ڈھیر ہو جاتی ہے۔ یہ تو میں ہی ایک ڈھیت ہوں کہ تمہارے حسن؟ اس قدر بھرپور جلوہ دیکھ کر بھی زندہ رہ جاتا ہوں۔" عمران نے

زبان فل سپیڈ سے رواں ہو گئی تو لیڈی سارا کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی اور صفد خاموش بیٹھا یہ دلچسپ مناشہ دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری یہی باتیں تو یاد کرتے ہوئے وقت گزرتی رہتی ہوں۔ تم واقعی حسن شاس ہو۔ بہر حال یہاں ڈیگوشیا میں کیسے آئے ہو اور یہ کون ہے؟" لیڈی سارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ایک غلام ہے سچ و ڈکلب کا مالک اور بیئر پیئرک۔" سارا نے وہ کسی سے نہیں ملتا اور تجھے اس سے کام ہے۔" عمران نے

کہا۔

"پئرک۔ وہ سمجھ۔ تمہیں اس سے کیا کام پڑ گیا ہے؟" لیڈی سارا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنا ہے اس نے تمہارے حسن پر شاندار قصیدہ لکھوایا ہے کسی

اس کی جرأت ہے کہ وہ تمہارے حکم کے بعد کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کر سکے اور اب ہمیں اجازت دو کیونکہ اب میری قوت برداشت جواب دیتی جا رہی ہے اور مجھے یوں لگ رہا ہے کہ جیسے تمہارے حسن کے جلوے مجھے جلا کر راکھ کر دیں گے..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ بیٹھو۔ تم نے نہ کچھ پیانا کھایا..... نیلی سارائے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاں حسن کے اس قدر تاناک جلوے ہوں وہاں کھانے پینے کا کیا سوال۔ باقی عمر اس تصور میں ہی گزر جائے گی۔ گڈ بائی۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ صفدر خاموشی سے اس کے پیچھے تھا۔

”واقعی یہ انتہائی احمق عورت ہے اور احمق بن کر خوش بھی ہوتی ہے“..... کار کے ہوٹل کپانڈن سے باہر نکلنے ہی صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے۔ ارے۔ وہ احمق نہیں ہے۔ واقعی حسین ہے اور سنو۔ تم چاہو تو ایسے ہی الفاظ صالح کو کہہ کر دیکھو۔ پھر دیکھنا صالح کس قدر خوش ہوتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”صالح بہر حال اس سے زیادہ حسین ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم صالح کے ہاتھوں گولی کھانا چاہتے ہو۔“

بوائزن استعمال کرتی ہو..... عمران نے کہا تو نیلی سارا بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”قدیم دور کی شہزادیاں تو احمق تھیں۔ میں احمق نہیں ہوں کہ زہر کھاتی بھروں۔ میں نے دس بارہ خصوصی ڈاکٹر زکے ہوئے ہیں جو مجھے مخصوص قسم کی طاقتور اور اکسیر ادویات دیتے رہتے ہیں جس سے میرا حسن نہ صرف قائم رہتا ہے بلکہ اس میں اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے“..... نیلی سارائے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی مٹرنگ گھنٹی بج اٹھی تو نیلی سارا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ہیس..... نیلی سارائے خشک لہجے میں کہا۔

”بیسٹرک۔ میرے دو مہمان تمہارے پاس آرہے ہیں۔ خصوصی مہمان ہیں۔ وہ اگر تم سے تمہاری جان بھی طلب کریں تو تم نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے دے دینی ہے۔ کیا سمجھے“..... نیلی سارائے بڑے اٹھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

”مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہئے“..... نیلی سارائے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تم اس کے کلب جا کر پرنس کہنا۔ وہ تمہارا استقبال خود آکر کرے گا اور سنو۔ اگر وہ کسی بھی معاملے میں معمولی سی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرے تو مجھے فون کر دینا۔ پھر دیکھنا کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہے“..... نیلی سارائے کہا۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑا۔
 "کیا مطلب۔ میں نے تو اس کی تعریف کی ہے۔" صدر نے
 چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے اسے لیڈی سارا سے زیادہ حسین کہا ہے جبکہ لیڈی سارا
 تو سرے سے حسین ہی نہیں ہے۔" عمران نے کہا تو صدر بے
 اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اگر میں وہ ساری باتیں اور فقرے مسک جو لیا کے سامنے دوہرا
 دوں جو آپ نے لیڈی سارا کے حسن کی تعریف میں بولے ہیں تو کیا
 رزلٹ نکلے گا عمران صاحب۔" عمران نے شرارت بھرے لہجے
 میں کہا۔

"دی پلاؤ کھائیں گے احباب والا۔" عمران نے جواب دیا تو
 صدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار موڑی اور
 ایک دو منزلہ کلب کے کپاؤنڈ گیٹ میں لے جا کر اس نے کار کو
 پارکنگ میں لے جا کر روک دیا۔

"آؤ۔ اب اس پیئرزک سے مل لیں۔" عمران نے کار سے نیچے
 اترتے ہوئے کہا تو صدر بھی اشتباہ میں سر ملاتا ہوا نیچے اتر آیا۔
 تھوڑی دیر بعد وہ کلب کے ہال میں داخل ہوئے۔ یہ عام سا کلب تھا۔
 یہاں بھی کاؤنٹر پر لڑکیاں موجود تھیں۔

"پیئرزک سے کہو کہ پرنس آیا ہے۔" عمران نے کاؤنٹر پر
 لڑکی سے کہا۔

"اوہ۔ اوہ اچھا۔" لڑکی نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی
 اس نے سائیڈ میں موجود ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔

"نوٹی۔ انہیں چیف کے آفس لے جاؤ۔" لڑکی نے کہا۔
 "آئیے جناب۔" اس نوجوان نے کہا اور پھر وہ مڑ کر ایک
 لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں دوسری منزل پر پہنچ
 گئے۔ دوسری منزل کی راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے
 باہر دو مسلح افراد موجود تھے۔

"کاؤنٹر سے انہیں بھیجا گیا ہے۔" نوجوان نے ان مسلح افراد
 سے کہا تو ان مسلح افراد میں سے ایک نے تیزی سے آگے بڑھ کر خود
 دروازہ کھول دیا تو عمران اور اس کے پیچھے صدر اندر داخل ہوا۔ یہ
 ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ آفس ٹیبل
 کے پیچھے ریوالنگ پیئر واقعی ایک کچھ مٹاؤ دینا ہوا تھا۔ اس
 کے چہرے پر غمی کے تاثرات جیسے جمند ہو کر رہ گئے تھے۔

"میرا نام پرنس ہے۔" عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو وہ
 کچھ مٹاؤ دینا اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے جسم میں
 بڑیوں کی جگہ سرنگ لگے ہوئے ہوں۔ اس کے چہرے کے تاثرات
 محض بدل گئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم لیڈی صاحبہ کے مہمان ہو۔ اوہ۔ تم ہو وہ خوش
 قسمت جنہیں لیڈی صاحبہ نے اپنا مہمان بنایا ہے۔ میں تمہیں سلام
 کرتا ہوں۔" پیئرزک نے میز کی سائیڈ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز میں اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

”گڈ۔ تمہارے اعصاب واقعی بے حد طاقتور ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں صرف لیڈی سارا کا غلام ہوں اور چونکہ تم اس کے مہمان ہو اس لئے تم نے میرا یہ روپ دیکھا ہے ورنہ شاید تم ساری زندگی سرپٹکتے رہتے تو مجھ سے مل ہی نہ سکتے۔“..... پیٹرک نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ڈیکو شیا کے مشرقی حصے میں ایکریمین نیوی کا مواصلاتی سسٹم نصب ہے اور تم وہاں شراب اور دوسری سپلائی پہنچاتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں پہنچاتا ہوں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔“ پیٹرک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم کس انداز میں یہ سپلائی کرتے ہو۔ پہلے یہ بات سن لو کہ ہمیں جہازری سپلائی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس کام سے۔ ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس سپلائی کا طریقہ کیا ہے کیونکہ اس سپلائی کے طریقہ کار کی ایکریمیا کے اعلیٰ حکام میں بے حد تعریف ہوتی رہتی ہے اور ہمارے سیٹھیکٹ کو ایکریمیا کی چند دفاعی تنصیبات کو سپلائی کا ٹھیکہ ملا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے انداز میں وہاں سپلائی کا سسٹم قائم کیا جائے۔“..... عمران نے

اس کے چہرے پر جیسے زلزلے کے آثار نظر آنے لگ گئے تھے۔ وہ واقعی عمران اور صفدر کے سامنے ہچکا چلا جا رہا تھا۔

”لیڈی سارا تو تمہاری بڑی تعریفیں کر رہی تھیں۔“..... عمران نے کہا تو پیٹرک بے اختیار اچھل پڑا۔

”اچھا۔ اچھا۔ کیا واقعی۔“..... اس نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”بالکل۔ اب اطمینان نہ بیٹھو اور ہماری بات سنو کیونکہ ہم نے واپس لیڈی سارا کو رپورٹ بھی دینی ہے کہ تم نے ہمارے ساتھ تعاون بھی کیا ہے یا نہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ نہیں۔ یہ نہیں۔“ مجھے بتائیں میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ بتائیں۔“..... پیٹرک نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”دیکھو پیٹرک۔ ہم نے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں اس سے کسی ایسی جگہ چلو جہاں مکمل رازداری ہو اور دوسری بات یہ کہ اپنے آپ کو سنبھالو تاکہ بات چیت سنجیدگی سے ہو سکے۔“..... عمران نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ آؤ اور عقبی کمرے میں آجاؤ۔“..... پیٹرک نے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر عقبی کمرے میں آگیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اسے لاک کر کے اس نے سائیڈ پر موجود سوچ پش پش ایک بن پریس کر دیا تو دروازے پر سیاہ رنگ کی چادر سی گر گئی۔

”ہاں۔ اب بتاؤ کیا بات ہے۔“..... پیٹرک نے مڑ کر انتہائی

پہنچانی ہوتی ہیں اور جتنے کریٹ سپلائی کرنے ہوتے ہیں انہیں جیوں میں لاد کر وہاں احاطے میں لے جاتے ہیں اور پھر اس سرنگ کے راستے اصل اڈے تک پہنچا دیتے ہیں اور وہاں سے خالی بوتلیں اور پہلے سے پہنچی ہوئی عورتیں واپس لے آتے ہیں۔۔۔۔۔ پیٹرک نے کہا۔

”اس طرح تو کوئی بھی آدمی وہاں کسی عورت کو لے کر جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو پیٹرک بے اختیار ہنس پڑا۔

”احاطے میں داخل ہونے کے لئے خصوصی کارڈ ہوتے ہیں اور جب ہم اس سرنگ کے دہانے پر پہنچتے ہیں تو وہاں ہمارے کارڈ کمیونٹر پر چمک ہوتے ہیں۔ جن عورتوں کو ہم لے جاتے ہیں ان سب کی کمیونٹر چمکنگ ہوتی ہے اور اس کے بعد ان کے خصوصی کارڈ تیار ہوتے ہیں اور پھر انہیں اندر لے جایا جاتا ہے۔ اب تم بتاؤ اجنبی کیسے اندر جاسکتا ہے۔ اس کے پاس تو کارڈ ہی نہیں ہوگا۔“ پیٹرک نے کہا۔

”جہاز اکون آدمی سپلائی لے کر وہاں جاتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”گہری۔ کیوں۔۔۔۔۔ پیٹرک نے کہا۔

”کیا گہری اکیلا جاتا ہے یا دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ جاتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

وضاحت کرتے ہوئے کہا تو پیٹرک کا چہرے بے اختیار چمک اٹھا۔
”وہ سب ممنوعہ علاقہ ہے۔ وہاں کوئی اجنبی آدمی دوسرا سانس بھی نہیں لے سکتا لیکن ہم نے ایسا نظام قائم کر رکھا ہے کہ سپلائی بھی ہوتی رہی ہے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوتی۔“ پیٹرک نے کہا۔

”یہی بات تو معلوم کرنا چاہتا ہوں اور بے فکر رہو۔ یہ بات بھی ہمارے اور جہاز کے درمیان ہی رہے گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
”لیڈی سارا نے چونکہ تم سے تعاون کا حکم دیا ہے اس لئے میں تمہیں بتا رہا ہوں ورنہ کسی کی اتنی جرأت ہی نہیں کہ پیٹرک سے ایسی بات پوچھ سکے۔۔۔۔۔ پیٹرک نے کہا۔
”بالکل۔ بالکل۔۔۔۔۔ عمران نے فوراً ہی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”مشرقی ایزی میں ایک جگہ ہے جسے نو مین لینڈ کہا جاتا ہے۔ یہ وہ آخری حد ہے جہاں تک کوئی اجنبی آدمی جاسکتا ہے۔ اس کے بعد دس کلو میٹر کا صاف میدان ہے۔ اس کے بعد جنگل کا آغاز ہو جاتا ہے۔ یہاں ایک بہت بڑا احاطہ ہے جس میں ایکریمین نیوی کی چمک پوسٹ بنی ہوئی ہے۔ یہاں اس احاطہ میں بھی ایکریمین فوج رہتی ہے۔ اس احاطے کے ایک بند کمرے سے ایک خفیہ سرنگ اندر جاتی ہے۔ یہ سرنگ اس قدر کھلی اور ہموار ہے کہ اس میں جیسیں بھی چل سکتی ہیں۔ ہم نے جتنی عورتیں اندر

”گیری کا گروپ ہے۔ وہ ساتھ لے جاتا ہو گا۔۔۔۔۔ پیئرک نے کہا۔

”اس گیری کو یہاں بلاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں نے تم سے غلط بیانی کی ہے۔۔۔۔۔ پیئرک نے نفکت غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس قدر خفیہ جگہ پر سلائی لے جانے کا۔ گیری اور اس کے ساتھیوں کے کارڈ لے کر کوئی بھی اجنبی وہاں جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”کیسے لے جا سکتا ہے۔ کیا تم نے ان اکیڑہائیں فوجیوں کو احقر سمجھ رکھا ہے۔ گیری اور اس کے ساتھیوں کو جو کارڈ جاری کئے گئے ہیں وہ ان کے جسمانی کمپیوٹر کارڈ ہیں۔ ان کارڈ کے ذریعے ان کے جسموں کا ایک ایک بال ساتھ چسک ہو جاتا ہے۔ اب بتاؤ کہ اجنبی آدمی کیسے یہ کارڈ لے کر وہاں جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ پیئرک نے کہا۔

عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ اب پیئرک کی وضاحت کے بعد وہ سمجھ گیا تھا کہ ان کارڈز کو واقعی کوئی دوسرا شخص استعمال ہی نہیں کر سکتا۔

”وہاں سے بھی تو لوگ یہاں تمہارے پاس عیاشی کرنے آتے رہتے ہوں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ پیئرک نے کہا۔

”کیا اب بھی کوئی یہاں موجود ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ گزشتہ ایک ہفتے سے پورا ایریا سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ وہاں موجود عورتوں کو واپس بلوایا گیا ہے اور سیلائی تاحکم ثانی بند کر دی گئی ہے۔۔۔۔۔ پیئرک نے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ میں نیڈی سارا کو رپورٹ دوں گا کہ تم نے واقعی تعاون کیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو پیئرک کے ہرے پر ایک بار پھر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ بہر حال اس نے گے بڑھ کر سوچ بورد پر ہٹن دبایا اور سیاہ چادر ہٹ جانے پر اس نے رواڑے کا لاک کھول دیا تو عمران اور صفدر سمیت وہ اپنے آفس بن اگیا۔

”اب سنو۔ کسی کو یہ نہ بتانا کہ تم سے ہم نے اس بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔۔۔۔۔ پیئرک نے کہا تو عمران اور صفدر ٹھے پیچھے چلتے ہوئے پیئرک کے آفس سے باہر نکلے اور پھر تھوڑی دیر ان کی کار تیری سے واپس رہائش گاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”اس ساری بھاگ دوڑ کا نتیجہ تو کوئی نہ نکلا۔۔۔۔۔ صفدر نے

”کیوں نہیں نکلا۔ ہمیں اندر داخل ہونے کا ایک راستہ مل گیا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہاں تو اکیڑہائیں فوج کا پہرہ ہے اور اگر ہم ان کے اڈے

تک پہنچ بھی گئے تو وہ ہمارا مارگٹ تو نہیں ہے اور وہاں سے نجانے مارگٹ تک پہنچنے کو کوئی راستہ ہے بھی ہسی یا نہیں۔۔۔۔۔ صغدر نے کہا۔

”تنویر کی بات ایسے حالات میں درست ہوتی ہے کہ وہاں پہنچ کر خود بخود آگے کے راستے کھل جاتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔“
 ”عمران صاحب۔ بلیک بجنسی کے ان دو بجنسوں کے خاتمے کے بعد کیا بلیک بجنسی خاموش ہو کر بیٹھ جائے گی۔۔۔۔۔ صغدر نے کہا۔“

”اس لئے تو میں تیری دکھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ بارہ بارہ یہاں الجھنے کی بجائے اپنی غلام تر توانائیاں وہاں غرق کریں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صغدر نے اثبات میں سر ملادیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت مغربی ایشیا کے آخری حصے نو مین لینڈ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ یہاں سے میدان اور پھر گھنا جنگل تھا اور میدان سے پہلے نہ صرف قد آدم خاردار تار کی باڑ تھی بلکہ جگہ جگہ بلند ٹاور بنے ہوئے تھے اور وہاں ہر طرف انتہائی ممنوعہ علاقے کے بورڈ لگے ہوئے تھے۔

”اس طرح اندھا دھند اقدام تو سراسر حماقت ہے۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔“

”مس جولیا۔ ایسے ہی اقدامات سے مشن مکمل ہوتے ہیں۔“
 تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران نے انہیں ساری باتوں کے بارے میں بریف کر دیا تھا اور وہ اپنی رہائش گاہ سے یہاں اس لئے آئے تھے کہ وہ اس احاطے پر قبضہ کر کے آگے بڑھیں گے اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا لیکن چونکہ یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ یہ مشن رات کو

میں کوں جانیں۔ ہم عام مجرم نہیں ہیں۔ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ ہمیں مشن بھی مکمل کرنا ہے اور اپنا دفاع بھی کرنا ہے۔“
صفر نے کہا۔

”ٹھیک ہے تو پھر سوچتے رہو بیٹھے“..... تنویر نے کہا اور اس طرح ہونٹ بھیجنے لے جسے اس نے اب نہ بولنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔
”تم کیوں خاموش ہو عمران.....“ جو یا نے کہا۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ اس ایریے میں ایگریمین فوج کا مواصلاتی سسٹم کے ساتھ ساتھ لارج ویو پراجیکٹ بھی موجود ہے یا نہیں۔ یا اسی مواصلاتی سسٹم کو ہی لارج ویو پراجیکٹ میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اگر ہے تو کیا وہ زیر زمین ہے یا زمین کے اوپر.....“ عمران نے کہا۔

”لازمًا وہ زمین کے اوپر ہو گا کیونکہ میرائل فائرنگ سسٹم ہو یا اینٹی میرائل سسٹم۔ اسے ہر صورت میں زمین کے اوپر لگانا پڑتا ہے۔“ جو یا نے کہا۔

”چلو یہ بات تو طے ہو گئی کہ اگر یہ ہے تو اوپر ہے۔ اب یہ طے ہونا باقی ہے کہ کیا یہ دونوں پراجیکٹ ساتھ ساتھ ہیں یا ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہیں.....“ عمران نے کہا۔

”یقیناً فاصلے پر ہوں گے عمران صاحب۔ کیونکہ میرائل پراجیکٹ کی وجہ سے مواصلاتی سسٹم اثر انداز ہو سکتا ہے۔ مواصلاتی سسٹم بے حد حساس ہوتا ہے.....“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

مکمل کیا جائے گا اس لئے وہ سب اس ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے اور یہاں یہ بحث جاری تھی کہ ایسا اقدام کیا جائے یا نہیں۔ کیپٹن شکیل، جو یا اور صفر ایسے اقدام کے خلاف تھے جبکہ تنویر اس کی کھل کر حمایت کر رہا تھا اور عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔
”نہیں تنویر۔ یہاں ہمارے مقابلے پر ایگریمین فوج کے ساتھ ساتھ بلیک ہینس بھی ہے اور یہاں انہوں نے انتہائی جدید ترین سائنسی حفاظتی آلات بھی نصب کئے ہوئے ہیں۔ انہیں بہر حال اطلاع مل چکی ہے کہ ہم اس پراجیکٹ پر حملہ کرنے کی شیا پہنچ چکے ہیں اور یہ پراجیکٹ ایگریمین اور اسرائیل دونوں کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے.....“ صفر نے کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم لوگ میری بات سمجھتے ہی نہیں۔ ہم ترکیبیں سوچتے رہ جائیں گے اور وہ ہمیں ٹریس کر کے ہمارا خاتمہ بھی کر دیں گے.....“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ عمران ہمارے ساتھ ہے اور جہاں عمران موجود ہو وہاں ایسا ممکن ہی نہیں.....“ جو یا نے کہا۔

”کیوں ممکن نہیں ہے۔ عمران کیا مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے۔ سب کچھ ہو سکتا ہے.....“ تنویر نے انتہائی جھٹلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تنویر۔ ہم مشن سے پیچھے نہیں ہٹ رہے لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم جیسوں میں پٹل اور اسلحہ لے کر بھڑکتی ہوئی آگ

”پھر تم کیا چاہتے ہو؟“ جو یانے تھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”میں چاہتا ہوں کہ مشن بھی مکمل ہو جائے اور پاکیشیا سیکرٹ
 سروس کو بھی خراش تک نہ آئے۔“ عمران نے کہا۔
 ”لیکن ایسا کیسے ممکن ہے عمران صاحب؟“ صفدر نے کہا۔
 ”کیوں ممکن نہیں ہے۔ تنویر درست کہتا کہ ہر چیز ممکن
 ہے۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
 ”آپ شاید اب وقت گزارنے کے موڈ میں ہیں؟“ صفدر نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”ساری زندگی ایک ہی تو کام کیا ہے میں نے کہ ہر قسم کا وقت
 گزارا ہے اور اب تو میں وقت گزارنے کا ماہر ہو چکا ہوں۔ چیف اگر
 میری گردن نہ پکڑ دیا کرے تو میں وقت گزارنے کے طریقے سکھانے
 سے لاکھوں روپے کما سکتا ہوں۔ بے شمار لوگ ایسے ہیں جنہیں
 وقت گزارنے کے طریقے نہیں آتے۔“ عمران کی زبان ایک بار
 پھر رواں ہو گئی۔

”عمران صاحب۔ اگر سمندر کے راستے ڈیگوشیا کی دوسری سائیڈ
 سے وہاں پہنچا جائے تو کیا صورت حال بنے گی؟“ کیپٹن شکیل
 نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس طرف بھی ممنوعہ علاقہ ہے اور لانچ کو دور سے ہی میزائل
 سے اڑا دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ فضائی راستہ بھی ممنوعہ ہے۔ پہلی
 کا پڑیا جہاز کو میزائل گنوں سے فضا میں ہی اڑا دیا جائے گا۔“ عمران

”یہ دوسری بات طے ہو گئی کہ دونوں سسٹم علیحدہ علیحدہ اور
 فاصلے پر ہیں۔ اب یہ بات طے ہونا باقی ہے کہ کیا فوجی پراجیکٹ سے
 لارج ویو پراجیکٹ تک پہنچا جاسکتا ہے یا نہیں؟“ عمران نے کہا۔
 ”ضرور پہنچا جاسکتا ہے ورنہ وہ سپلائی بند نہ کرتے۔“ صفدر
 نے جواب دیا۔

”ویری گڈ۔ اب یہ بات طے ہوئی چاہئے کہ اس معاملے میں کتنے
 فوجی ہوں گے اور اس اڈے میں کتنے ہوں گے؟“ عمران نے
 کہا۔

”سیدھی طرح کہو کہ تم بھی اس معاملے میں تنویر کے ساتھ
 ہو۔“ جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
 ”فی الحال اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے ہمارے پاس۔ تم
 بتاؤ۔ ہے کوئی راستہ؟“ عمران نے کہا تو سب نے بے اختیار
 ایک طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ اگر آپ بھی یہی چاہتے ہیں تو ہمیں
 کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟“ صفدر نے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار
 کھل اٹھا۔

”لیکن مجھے اس پر اعتراض ہے کیونکہ جو یانے کی بات درست ہے کہ
 یہ صحیحاً خود کشی کے مترادف ہے اور میں نہیں چاہتا کہ پاکیشیا
 سیکرٹ سروس اس طرح انکھی خود کشی کرے؟“ عمران نے کہہ
 کر تنویر نے بے اختیار منہ بنایا۔

غصے کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”کیا مطلب۔ تو یہ ساری باتیں تم نے مجھے خوش کرنے کے لئے کی تھیں..... جو یانے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میری تو ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ تنویر کو بھی خوش رکھا جائے۔ لیکن نجانے یہ کسی غصے کے وقت پیدا ہوا تھا کہ خوش نظر ہی نہیں آتا..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ مطلب ہے کہ فی الحال کوئی پلان آپ کے ذہن میں نہیں ہے..... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں ہے۔ میرا ذہن تنویر کی طرح خالی تو نہیں ہے۔ ایک ہزار ایک پلان موجود ہیں..... عمران نے کہا۔

”آخر تم سرے بارے میں کیوں فضول بکواس کرتے رہتے ہو۔“ تنویر نے یقیناً پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ ایک تم ہی تو ہو میرے حمایتی۔ باقی سب کا دوث میرے خلاف ہے..... عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ہجرے پر غصے کی بجائے حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”کیا مطلب۔ کیسی حمایت..... تنویر نے کہا۔

”ڈی ڈائریکٹ ایکشن والی۔ میں تو ابھی تک اس پر قائم ہوں۔“

عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اگر ہم غوطہ خوروں کا لباس پہن کر جائیں تو..... جو یانے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی اس طرف تو میرا خیال ہی نہ گیا تھا۔ اوہ۔ دیرری گز۔ یہ ہوئی عقلمندی کی بات۔ سامنے سچ کہتے ہیں کہ عقل اب صرف خواتین تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہے..... عمران نے کہا تو جو یانے کا چہرہ مسرت سے جگمگا اٹھا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ہم کہاں غوطہ خوری کرتے ہوئے پہنچیں گے کیونکہ مشرقی سمت دور دور تک کوئی جزیرہ نہیں ہے اور مغربی سمت سے ظاہر ہے انہوں نے راستے بند کر رکھے ہوں گے۔“ کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بات تو ٹی ہے۔ پچاس میل تک کوئی جزیرہ نہیں ہے..... عمران نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا تو جو یانے کا چہرہ یقیناً ماند پڑ گیا۔

”بہر حال کسی نہ کسی طرح اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ انہوں نے اس پر خصوصی طور پر چیکننگ رکھی ہوئی ہوگی..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”کمال ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے کسی کو خوش رہنے دیا کرو۔ عمران نے کہا تو جو یانے بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے ہجرے پر یقیناً

پراجیکٹ کا کیا ہے وہ کسی بھی وقت لارن ویو کی بجائے انٹارچ ویو بن سکتا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ گھومو پھرو۔ سیر و تفریح کرو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ بھی درست ہے کہ چیف نے تمہیں اس کی چھوٹ دی ہے ورنہ میں تو چاہتا تھا کہ تمہیں مغربی حصے میں ہی دفن کر دیا جائے..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارا چیف جیٹمن تم سے زیادہ عقلمند ہے۔ بہر حال میری طرف سے اس کا شکریہ ادا کر دینا۔ میں نے تمہیں فون ایک اور مقصد کے لئے کیا تھا کہ میں تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ جس لارچ ویو پراجیکٹ کی حفاظت تم کر رہے ہو یہ پراجیکٹ ایکریمیا کا نہیں بلکہ اسرائیل کا ہے اور اتنا مجھے معلوم ہے کہ نہ تم یہودی ہو اور نہ تمہارا چیف۔ پھر تم کیوں اپنی جان خطرے میں ڈالنے پر مصر ہو..... عمران نے کہا۔

"میں حکومت ایکریمیا کی شناختگی کر رہا ہوں اور بس۔ اور یہ بھی سن لو کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ڈھیل صرف چیف دے رہا ہے ورنہ میں چاہوں تو دس منٹ کے اندر تمہارا خاتمہ ہو سکتا ہے..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے اپنے آفس میں انتہائی جدید مشینری نصب کر رکھی ہے اور تم نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں یہ کال کسی ہومٹل سے کر رہا ہوں اور تمہارے آوی دس منٹ کے اندر یہاں پہنچ

نہیں۔ اب مجھے بھی احساس ہو گیا ہے کہ ان حالات میں یہ تجویز ہی احمقانہ ہے..... تنویر نے جواب دیا۔

"واہ۔ تم نے تو میرے منہ کی بات چھین لی ہے۔ واقعی بے حد احمقانہ ہے۔ اس لئے میں تم سے متفق نہیں ہو سکتا..... عمران نے فوراً ہی ہنستہ بدلتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے عمران نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر وقت دیکھا اور پھر فون کے نیچے لگا ہوا این پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"ارے۔ یہ آواز تو کرنل ڈیوک کی لگتی ہے۔ وہی کرنل ڈیوک جو بلیک ہینس کی کئی ہوئی ناک ہے..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ آواز پہچان کر بے اختیار چونک پڑا ہوا۔

"تم علی عمران بول رہے ہو اور یہ بھی سن لو کہ مجھے معلوم ہے کہ تم زولو لینڈ میں موجود ہو لیکن یہ تمہاری زندگی کی حد ہے۔ اس کے بعد موت کی حدود شروع ہو جاتی ہے اس لئے اسے غنیمت سمجھو..... دوسری طرف سے انتہائی طرزیہ لہجے میں کہا گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب تمہاری ہینس نے مزید ایجنٹ مغربی حصے میں پہنچانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ میں خواہ مخواہ خوفزدہ ہو کر یہاں بیٹھا تھا۔ چلو اچھا ہوا کہ تم نے بتا دیا۔ اب کم از کم میں دھیرے دھیرے ساتھی اطمینان سے ڈیگوشیا کی سیر تو کریں گے۔ لارن ویو

ویو پراجیکٹ یہاں سے دس منٹ کی ڈرائیو پر ہے اور دس منٹ کی ڈرائیو سے اس فاصلے کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ ایکریا کا مواصلاتی سنٹر بالکل علیحدہ ہے۔ اس کا کوئی تعلق اس پراجیکٹ سے نہیں ہے اس لئے وہاں جانے اور ریڈ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے..... کیپٹن شکیل نے بتانا شروع کیا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”یہ بات تم نے کس زاویے پر کر دی ہے..... جو یانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مس جو یانے دس منٹ کی ڈرائیو خاصا طویل فاصلہ بن جاتا ہے اور انسانی ہاتھوں سے کی گئی فائرنگ اس قدر طویل فاصلے تک نہیں پہنچائی جاسکتی“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو جو یانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”واقعی تمہارا ذہن عمران کی طرح ہی کام کرتا ہے“..... جو یانے نے کہا۔

”عمران صاحب تو ماسٹر مائنڈ ہیں..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہیڈ ماسٹر مائنڈ کہو..... صفدر نے تصحیح کرتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”لیکن اس ساری بات چیت کا اب زلزلہ کیا رہا۔ اب کیا ہم اس ہوٹل کے کمرے میں ہی بیٹھے باتیں کرتے رہیں گے..... جو یانے

کر میزائلوں سے اس پورے ہوٹل کو ہی اڑا سکتے ہیں۔ یہی کہنا چاہتے ہو تم۔ میری طرف سے چیلنج ہے کہ ایسا کر دیکھو۔ پھر نتیجہ دیکھ لینا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں تمہارا چیلنج قبول کر لیتا اور تمہیں معلوم بھی ہو جاتا کہ تم کتنے پانی میں ہو لیکن چیف نے مجھے محدود رہنے کا حکم دیا ہے اور میں چیف کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اس لئے مجبوری ہے۔ ہاں۔ جیسے ہی تم نے حد کر اس کی ویسے ہی تم زندگی کی سرحد بھی کر اس کر جاؤ گے اور یہ بھی سن لو کہ چیف کے لہجے میں مجھ سے بات نہ کرنا اور نہ مجھے فوراً تمہاری جعل سازی کا علم ہو جائے گا۔“ کرنل ڈیوک نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”پہلے رو سٹی کی آواز اور لہجے میں تم سے میب نے بات کی تھی۔ اس وقت کیا تمہاری مشینری کھانا کھانے لگی ہوئی تھی..... عمران نے کہا۔

”وہ دوسری بات تھی..... کرنل ڈیوک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اس ساری بات چیت کا فائدہ کیا ہوا..... جو یانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک فائدہ ہو تو بتاؤں۔ کئی فائدے ہوئے ہیں۔ کیوں کیپٹن شکیل۔ تم بتاؤ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے اہم بات یہ معلوم کر لی ہے کہ لارن

”کیا معلومات ملی ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”مسٹر مائیکل۔ جس جگہ آپ موجود ہیں میرا مطلب ہے راولپنڈی۔ یہاں ایک کلب ہے جس کا نام راولپنڈی کلب ہے۔ اس کا مالک بھی راولپنڈی ہی ہے۔ اس راولپنڈی کا تعلق لارج ویو پراجیکٹ کے انچارج انجینئر ڈاکٹر وائسن سے انتہائی گہرا ہے۔ ڈاکٹر وائسن کی ایک طبعی کمزوری ہے کہ وہ ایک مخصوص قسم کا مشروب پینے پر مجبور ہے ورنہ اس کا تروس بریک ڈاؤن ہو سکتا ہے اور یہ مشروب زیادہ سے زیادہ دو روز تک سٹاک ہو سکتا ہے ورنہ خراب ہو جاتا ہے۔ اس نے ڈاکٹر وائسن کو ہر صورت میں دو روز بعد یہ تازہ مشروب چاہئے اور یہ مشروب راولپنڈی واسے سلائی کرتا رہتا ہے“..... راجر نے کہا۔

”اوه۔ دیری گڈ۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم معلومات ہیں لیکن یہ ملی کیسے۔ تفصیل بتاؤ“..... عمران نے کہا۔

”مسٹر مائیکل۔ اس کے لئے لارج ویو پراجیکٹ کے تمام انجینئروں اور سائنس دانوں کے کوائف کی چھان بین کی گئی۔ اس کے بعد یہاں اکیمریہ میں اس ڈاکٹر وائسن کی رہائش گاہ تلاش کی گئی۔ وہاں اس کے ملازم سے یہ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر وائسن نے اس سلسلے میں راولپنڈی سے بات چیت کی ہوئی ہے۔ راولپنڈی ڈاکٹر وائسن سے اس کا انتہائی بھاری معاوضہ وصول کرتا ہے اور یہ کام چپ کر لے کر لے لے رہا ہے کیونکہ یہ مشروب ویسے زہریلا ہے۔ آدمی اگر اسے پی لے تو وہ دو گھنٹے بھی زندہ نہیں رہ سکتا“..... راجر نے کہا۔

غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم نے خود راستہ روک دیا تھا تنزیر کا ورنہ اب تک ہم وہاں چالیس پچاس افراد کو ہلاک کر چکے ہوتے اور ہم میں سے بھی کئی منکر نکیہ کو حساب دے کر فارغ ہو چکے ہوتے“..... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

”یہاں کس نے فون کرنا ہے“..... صفدر نے کہا۔
 ”کوئی اللہ کا بندہ کر رہا ہو گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھایا۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔
 ”مائیکل بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔
 ”مسٹر مائیکل۔ اکیمریہ سے آپ کی کال ہے“..... دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

”ہی۔ مائیکل بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔
 ”راجر بول رہا ہوں مسٹر مائیکل۔ اکیمریہ سے“..... دوسری طرف سے ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔
 ”اتنی دیر کیوں لگ گئی تمہیں کال کرنے میں“..... عمران نے کہا۔

”مسٹر مائیکل۔ معلومات کا ایک ذریعہ رک گیا تھا اس لئے دیر ہو گئی۔ بہر حال اب حتیٰ معلومات مل چکی ہیں“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”دیری گز۔ لیکن تم نے رولینڈو کے بارے میں معلومات کی ہیں کہ وہ کس ٹائپ کا آدمی ہے۔ دولت اس کا منہ کھول سکتی ہے یا طاقت۔“ عمران نے کہا۔

”اس کے ایک ویٹر سے معلوم ہوا ہے کہ رولینڈو دولت کا بیجاری ہے اور بس۔“ راجر نے کہا۔

”دیری گز راجر۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ تمہیں اس کا پورا پورا معاوضہ ملے گا۔ گز بائی۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس راجر کو کیسے یہاں کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے اسے پہلے ہی اس ہوٹل کے بارے میں بریف کر دیا تھا اور یہاں اس نے فون کر کے پوچھا ہو گا کہ مائیکل جس کمرے میں ہو اس سے بات کرادو۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ جب مشرقی حصہ مکمل طور پر سیلڈ ہے حتیٰ کہ ایکریمین مواصلاتی اڈا بھی سیلڈ کر دیا گیا ہے تو کیا لارج ویو پراجیکٹ کا انچارج انجینئر باہر جا سکتا ہو گا۔“ صفدر نے کہا۔

”جو کچھ بتایا گیا ہے اس کے مطابق ہر صورت میں ہر دوسرے دن نیا تیار کردہ مشروب ڈاکٹر وائسن کو چاہئے کیونکہ دو دن سے زیادہ اسے سناک نہیں کیا جا سکتا اور پھر وہ انچارج انجینئر ہے جبکہ کرنل ڈیوک صرف سیکورٹی آفیسر ہے اس لئے تجھے یقین ہے کہ وائسن نے لازماً کوئی نہ کوئی جکڑ ایسا چلا رکھا ہو گا جس کا علم کرنل

ڈیوک کو بھی نہ ہو گا۔“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ عمران کی بات بہر حال درست معلوم ہوتی تھی۔

”تو اب ہم نے اس رولینڈو کے پاس جانا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ہم نے یہاں واپس نہیں آنا۔ اس لئے ضروری سامان اٹھا کر جیسوں میں لے چلو۔“ عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے کاؤنٹر پر کہہ دیا کہ اچانک ایک روڈری کام کی وجہ سے وہ واپس جا رہے ہیں اس لئے وہ کمرے پہلے وڑ رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ جیسوں میں سوار ہو کر آگے بڑھ گئے۔ رولینڈو اتنا بڑا قصبہ نہیں تھا اس لئے دوسری سڑک مڑتے ہی انہیں ن منزلہ رولینڈو کلب کی عمارت نظر آ گئی جس کے باہر رولینڈو ب کے نام کا نیون سائن مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ دونوں جیسوں وں نے ایک طرف موجود پارکنگ میں روک دیں۔

”صرف میں اور تنویر جائیں گے اس لئے تم سب یہاں رکو۔“ تو سامان کا خیال رکھنا ضروری ہے دوسرا ہو سکتا ہے کہ ہمیں اُنہماں سے روانہ ہونا پڑے۔“ عمران نے کہا تو صفدر اور نُن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔“ جولیا نے کہا۔
”نُھٹیک ہے۔ آؤ۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ تنویر اور جولیا ن تیزی سے قدم بڑھاتے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے

قریب ہی کھڑا تھا۔ اس نے جینز کی پیٹ اور تین سرخ رنگ کی شرت پہنی ہوئی تھی۔ ویسے اس کا ورزشی جسم بتا رہا تھا کہ وہ نرنے بھرنے والا آدمی ہے۔

”رویڈو آفس میں ہے تو اسے کہو کہ ناراک سے ریڈ سینڈیکسٹ کے نمائندے آئے ہیں دس لاکھ ڈالر کا بزنس کرنے کے لیے۔“ عمران نے اس آدمی کے قریب جا کر خشک ہجے میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

”دس لاکھ ڈالر کا بزنس۔ اوہ۔ اوہ۔۔۔۔۔ اس آدمی نے تیرے لیے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر بڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور کیے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیے۔

”باس۔ کاؤنٹر سے جیکی بولی رہا ہوں۔ دو ایکریٹین آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ناراک کے ریڈ سینڈیکسٹ کے نمائندے ہیں اور دس لاکھ ڈالر کا بزنس کرنا ہے۔۔۔۔۔ اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیس باس۔۔۔۔۔ اس نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ خود ہی کاؤنٹر سے باہر آگیا۔

”آئیے جناب۔ میں خود آپ کو باس کے آفس چھوڑ آؤں۔“ جیکی نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔ ان کے لئے دس لاکھ ڈالر کے الفاظ نے واقعی کھل جاسم سم والا کردار ادا کیا تھا ورنہ شاید اتنی آسانی سے بات نہ بن سکتی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصے بڑے آفس میں داخل

گئے۔ البتہ انہوں نے بھی دیکھ لیا تھا کہ یہ کلب جراثیم پیشہ افراد کا اڈا ہے کیونکہ آنے جانے والے مرد اور عورتیں سب اپنے لباسوں، چہروں اور انداز سے جراثیم پیشہ افراد ہی لگ رہے تھے۔ البتہ ان میں کچھ سیاح بھی شامل تھے لیکن یہ سیاح بھی نیچے درجے سے تعلق رکھنے والے افراد نظر آ رہے تھے۔ عمران بال میں داخل ہوا تو بے اختیار اس کے ہونٹ ہنچ گئے کیونکہ بال میں بے پناہ شور شرابہ تھا۔ وہاں موجود لوگ انتہائی گھٹیا شراب پینے اور منشیات کا دھواں اڑانے کے ساتھ ساتھ ایسی ایسی اخلاق سوز حرکات میں کھلے عام مصروف تھے کہ ایسی حرکات کا تصور بھی مشرقیوں کے لئے قابل نفرت تھا۔

”میں واپس جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ جو لیانا نے پکھت تیرے لیے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑی اور گیٹ سے باہر نکل گئی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے پہلے ہی لوگوں کو دیکھ کر اندر کے ماحول کا اندازہ کر لیا تھا اس لئے وہ جو لیانا کو ساتھ نہ لے آنا چاہتا تھا لیکن جو لیانا نے ضد کی تو وہ خاموش ہو گیا تھا۔

”یہ انسان ہیں کہ جانور۔ جی چاہتا ہے کہ ان سب کو بموں سے اڑا دوں۔۔۔۔۔“ تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”دنیا میں نجانے کیا کیا ہوتا رہتا ہے۔ ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو تنویر کا بگڑا ہوا چہرہ عمران کی بات سن کر خاصا نارمل ہو گیا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر دو نیم عریاں لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک غنڈہ ننا آدمی

تاحیات کما سکتے ہو۔ بولو کیا تم دلچسپی رکھتے ہو اس معاملے میں۔
عمران نے کہا۔

" لیکن معلوم تو ہو کہ معاند کیا ہے۔۔۔۔۔ رو لینڈو نے چونک کر
کہا۔ ویسے دس لاکھ ڈالر ماہانہ کا سن کر نہ صرف اس کی آنکھوں میں
چمک ابھرائی تھی بلکہ اس کا چہرہ بھی چمکنے لگ گیا تھا۔

" ریڈ سینڈیکسٹ تم سے مسلسل وہ مخصوص مشروب خریدنا
چاہتا ہے جو تم لارچ ویو پراجیکٹ کے انچارج انجینئر وائسن کے سے
تیار کرتے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو رو لینڈو بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کون سا پراجیکٹ اور کون
انجینئر۔۔۔۔۔ رو لینڈو نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" مسٹر رو لینڈو۔ تم اس چھوٹے سے قصبے میں رہتے ہو جبکہ ریڈ
سینڈیکسٹ ناراک کا سب سے بڑا سینڈیکسٹ ہے اور اسے باقاعدہ
مہکاری سرپرستی بھی حاصل ہے اس لئے جو دوسروں کے لئے راز مہرتا
ہے وہ ریڈ سینڈیکسٹ کے لئے نہیں ہوتا۔ ریڈ سینڈیکسٹ کو معلوم
ہے کہ یہاں ڈیکوشیا کے مشرقی علاقے میں لارچ ویو پراجیکٹ کی
تصییب ہو رہی ہے لیکن ہمیں اس پراجیکٹ سے کوئی دلچسپی نہیں۔
میں اس مشروب سے دلچسپی ہے۔ اس کا فارمولا تمہیں معلوم ہے۔
لہذا اس ڈاکٹر وائسن نے تمہیں بتایا ہو گا۔ ڈاکٹر وائسن یہاں آنے
سے پہلے ناراک میں تھا تو ریڈ سینڈیکسٹ کے تحت ایک کلب کا

ہو رہے تھے۔ آفس کی سجاوٹ عام سی تھی۔ البتہ دیواروں پر لڑکیوں
کے ایسے پوزوں کی تصویریں موجود تھیں کہ عمران اور تنویر کے
چہرے ایک بار پھر بگڑ گئے تھے۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھن
عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا جسم خاصا پھیلایا ہوا تھا۔ چہرے مہرے
سے وہ کوئی نکلے بند بد معاش نظر آ رہا تھا۔ تنگ پیشانی اور ڈر کیولا
کے انداز میں اوپر کو اٹھے ہوئے چھوٹے چھوٹے بالوں نے اس کی
شخصیت کو مزید اوباش بنا دیا تھا۔ اس نے جیکٹ اور جینز پہنی ہوئی
تھی۔

" میرا نام رو لینڈو ہے۔۔۔۔۔ اس نے اٹھ کر عمران کی طرف
مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

" میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے مارشل، ہمارا تعلق
ناراک کے ریڈ سینڈیکسٹ سے ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں
کہا۔

" بیٹھیں اور بتائیں کیا پتہ پسند کریں گے۔۔۔۔۔ رو لینڈو نے
کہا۔

" سوری۔ اس وقت ہم سینڈیکسٹ ڈیوٹی پر ہیں۔ ڈیوٹی کے
دوران ہمیں کچھ پینے پلانے سے منع کر دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے
کہا۔

" اوہ اچھا۔ بتائیں کیا مسد ہے۔۔۔۔۔ رو لینڈو نے کہا۔
" تم دس لاکھ ڈالر ماہانہ کما سکتے ہو رو لینڈو۔ اور یوں سمجھو۔

رکھ دیتا ہے اور اسے وہاں پہلے سے موجود رقم مل جاتی ہے۔ اب یہ بوتلیں کیسے ڈاکروائسن تک پہنچتی ہیں مجھے اس کا علم نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔..... رولینڈو نے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ تم اس آدمی کو بلاؤ۔ وہ ہمیں کنفرم کر دے گا۔ ہم تمہیں ادائیگی کر دیں گے اور سودا ہو جائے گا۔“ عمران نے کہا تو رولینڈو نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور کیے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”آرتھر کو میرے آفس میں بھیجیو۔ ابھی فوراً۔“ رولینڈو نے تیز اور تھکام نہ لے جانے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔

”یس باس۔“ اس نے رولینڈو کو سلام کرتے ہوئے کہا۔
”آرتھر جو سپلائی تم لے جاتے ہو اس کا سودا ماراک کی ایک بڑی پارٹی سے ہو رہا ہے۔ یہ تم سے اس بارے میں کنفرمیشن چاہتے ہیں۔“ رولینڈو نے کہا۔

”کیسی کنفرمیشن صاحب۔“ آرتھر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ تنویر تو ایک طرف لاقلمق سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

”آرتھر تم سپلائی کہاں پہنچاتے ہو۔“ عمران نے کہا تو آرتھر نے رولینڈو کی طرف دیکھا۔

”بتا دو۔ کوئی حرج نہیں ہے بتانے میں۔“ رولینڈو نے کہا۔

اپنے سلسلے میں پر رکھ دی اور اس گڈی کو دیکھتے ہی رولینڈو کی آنکھوں میں جھک اور بڑھ گئی تھی۔

”لیکن تم کیسے چیک کرو گے۔“ رولینڈو نے کہا۔

”ظاہر ہے اس کے بارے میں ڈاکروائسن ہی بتا سکتا ہے۔ وہی کنفرم کرے گا۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن ڈاکروائسن تو یہاں موجود نہیں ہے اور نہ یہاں آسکتا ہے۔“ رولینڈو نے کہا۔

”اس سے فون پر میری بات کر دو۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ سوری۔ وہاں فون پر بات نہیں ہو سکتی۔“ رولینڈو نے جواب دیا۔

”کمال ہے۔ یہ سپلائی وہاں پہنچ سکتی ہے لیکن فون پر بات نہیں ہو سکتی۔ کیا تم مجھے الحق سمجھتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”سپلائی تو ایک انتہائی خفیہ راستے سے وہاں پہنچتی ہے اور اس راستے پر کوئی اجنبی نہیں جاسکتا۔“ رولینڈو نے کہا۔

”کیا مطلب۔ مشروب کی بوتلیں وہاں اڑتی ہوئی پہنچ جاتی ہیں۔ لازماً جہاز کے کلب کا کوئی آدمی جا کر دے آتا ہو گا یا وہاں سے کوئی آدمی آکر لے جاتا ہو گا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پہلے ایسے ہی ہوتا تھا لیکن اب ایک ہفتے سے پورے علاقے کو سیلڈ کر دیا گیا ہے اس لئے اب ایسا نہیں ہوتا اور یہ بوتلیں اڑ کر نہیں جاتیں۔ میرا ایک آدمی ایک خاص پوائنٹ پر بوتلیں لے جا کر

ہر بار نظر آتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی مجھے نہ بلایا ہے اور ہی کبھی روکا ہے..... آرتھر نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو..... عمران نے کہا تو آرتھر سلام کر کے چلا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم سے سوا ہو سکتا ہے لیکن ہم وہ احاطہ چیک کریں گے کیونکہ ہمیں چیف کو تفصیلی رپورٹ دینی ہے۔ ہم وہاں سے مطمئن ہو کر واپس آ رہے ہیں پھر تم سے حتمی بات ہوگی۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم کہو تو میں آرتھر کو جہارے ساتھ بھیج دوں۔" رولینڈو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔" عمران نے کہا تو رولینڈو نے ایک بار پھر سیور اٹھا لیا۔

"مارشل تم جا کر جیپ کو گیٹ کے قریب لے آؤ۔ تم اسے ذرا ایو کرو گے جبکہ میں اور آرتھر یہ بٹھیں گے..... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر سر ملاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد آرتھر اندر داخل ہوا۔

"آرتھر۔ تم ان کے ساتھ جاؤ اور انہیں وہ احاطہ اور تہہ خانہ دکھا دو..... رولینڈو نے کہا۔

"یس باس..... آرتھر نے جواب دیا۔

"بے فکر رہو۔ یہ گلدی جہاری ہے لیکن اس وقت جب بات

جنتاب۔ یہاں سے شمال کی طرف تقریباً دو میل کے فاصلے پر ایک ٹوٹا پھوٹا کنڈر بنا احاطہ ہے۔ اس احاطے کے اندر ایک تہہ خانہ ہے۔ میں یہ سہائی کی بوتلیں اس تہہ خانے کے فرش پر رکھ کر واپس آ جاتا ہوں۔ وہاں پہلے سے رقم ایک بیگ میں موجود ہوتی ہے۔ میں وہ بیگ ساتھ لے آتا ہوں..... آرتھر نے کہا۔

"اس احاطے کے بعد کیا ہے۔ کوئی صحرا ہے۔ کوئی پہاڑ ہے یا جنگل ہے۔" عمران نے آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جنتاب۔ جھاڑیاں اور میدان ہے۔ اس کے بعد خاردار تاروں کی باز ہے اور اس کے نیچے بھی میدان ہے۔ اس کے بعد جنگل ہے۔" آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہارا مطلب ہے کہ اس جنگل سے کوئی آدمی اس احاطے میں آتا ہے اور وہاں سے سہائی لے جاتا ہے لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا ان خاردار تاروں میں تو کوئی جگہ نہیں ہوتی..... عمران نے کہا۔

"نہیں جنتاب۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ میں نے بھی انسانی تجسس کی وجہ سے اس پر خاصا سوچا تھا لیکن مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا اس لئے میں خاموش ہو گیا..... آرتھر نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں وہاں کسی ٹاور سے چیک کیا جاتا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"میرے خیال میں چیک کیا جاتا ہے کیونکہ ایک ٹاور کے قریب سے گزر کر مجھے احاطے تک جانا پڑتا ہے اور ٹاور پر دو آدمی مجھے

فاتل ہو جائے گی۔۔۔۔۔ عمران نے میز پر پڑی ہوئی گڈی اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا تو رولینڈو نے اثبات میں سر ہلادیا۔ شاید آرتھر کو ساتھ بھیج کر وہ مطمئن ہو گیا تھا کہ اب سودا ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد عمران آرتھر سمیت ایک جیب میں سوار ہو کر آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تنویر عمران کا اشارہ سمجھ گیا تھا اس نے اس جیب میں وہ تینوں تھے جبکہ دوسری جیب میں ان کے ساتھی تھے نین جیب کافی فاصلے پر تھی۔ قصے کی حدود سے نکلنے ہی عمران نے تنویر کو جیب روکنے کے لئے کہا تو تنویر نے جیب کو ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا۔

”ابھی تو کافی فاصلہ باقی ہے جناب۔۔۔۔۔ آرتھر نے جیب کے رکتے ہی چونک کر کہا۔

”سنو آرتھر۔ یہ بڑی مایت کی گڈی جہاری ہو سکتی ہے اور جہارے باس کو اس کا علم بھی نہیں ہو گا۔ ہمیں معلوم ہے کہ تر وہاں آفس میں بات کرتے کرتے بدل گئے تھے اس لئے اب وہ بات تم تفصیل سے بتا دو تو یہ گڈی جہاری ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”کون سی بات جناب۔۔۔۔۔ آرتھر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی کہ اس سپلائی کو وہاں سے کون اور کیسے لے جاتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”کیا واقعی آپ باس کو نہیں بتائیں گے اور یہ سالم گڈی بھی تجھے دے دیں گے۔“ آرتھر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ غلط بیانی مت کرنا ورنہ جہاری لاش بھی کسی کو نہیں ملے گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے گڈی نکال کر اسے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

”جناب۔“ تجھے غلط بیانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک بار میں اس تہہ خانے میں داخل ہونے ہی والا تھا کہ تجھے نیچے سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائیں دیں تو میں چونک پڑا۔ میں نیچے جانے کی بجائے ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے ایک حصے میں چھپ گیا تو میں نے زمین کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتے ہوئے دیکھا اور پھر اس میں سے ڈاکٹر وائسن باہر آگیا۔ اس نے بیگ تہہ خانے میں رکھا اور دوبارہ اس کھلے ہوئے حصے کے اندر چلا گیا اور پھر یہ جگہ بالکل سی گڑگڑاہٹ سے برابر ہو گئی تو میں تہہ خانے میں گیا اور میں نے سپلائی وہاں۔ کبھی اور رقم کا بیگ اٹھا کر باہر آگیا نین میں نے باہر جانے کی بجائے وہاں چھپ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر بالکل سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہ صندوق کا ڈھکن سا اوپر کو اٹھا اور ڈاکٹر وائسن باہر آگیا۔ اس نے سپلائی کا تھیلہ اٹھایا اور واپس اندر چلا گیا اور جگہ برابر ہو گئی تو میں واپس آگیا لیکن میں نے جان بوجھ کر اس بارے میں کسی کو نہیں بتایا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ان دنوں پراجیکٹ کا علاقہ مکمل طور پر سیلڈ ہے اور

ہوئے کھنڈر مٹا احاطے میں پہنچ کر رک گئی۔ عمران، تنویر اور اترجہ نیچے اترے اور پھر آرتھر انہیں لے کر احاطے میں داخل ہوا۔ تنویر دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں پہنچ گئے۔

”یہ ہے تہہ خانہ“۔۔۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

”کہاں سے وہ صندوق نفاذ کھنڈر تھا ہے“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو آرتھر نے باقاعدہ ایک جگہ کی نشاندہی کر دی۔ عمران بڑے غور سے کافی دیر تک اس جگہ کو دیکھتا رہا۔ پھر اچانک وہ مڑا اور دوڑنے لگا ساتھ کھڑا ہوا آرتھر جھپٹتا ہوا اچھل کر تہہ خانے کے فرش پر جا پڑا۔ عمران نے اچانک اس کے چہرے پر زوردار تھپ مارا تھا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا آرتھر واپس گر گیا۔ اس کے منہ سے سرخ غراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں تھیں۔ اس کا چہرہ انتہائی حد تک بگڑ گیا تھا۔ آنکھیں باہر کو ایل آئی تھیں اور چہرہ بکھٹ سیمنے سے ہنسا گیا تھا۔

”چھ بٹا دو کہ یہاں کیا ہوتا ہے۔ چھ بٹا دو رنہ“۔۔۔۔۔ عمران نے پیر کو چپچپے کی طرف موڑتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

بب۔۔۔۔۔ بب۔۔۔۔۔ بتاتا ہوں۔ پیر ہٹا لو۔ یہ عذاب ہے۔ ہٹا لو۔ میں سب کچھ بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ آرتھر نے رک رک کر کہا۔

”ہٹا لو رنہ۔ سب کچھ بٹا دو“۔۔۔۔۔ عمران نے ایک بار پیر پر لو واپس لے جاتے ہوئے کہا۔

اگر میں نے اس بارے میں زبان کھولی اور انہیں اطلاع پہنچ گئی تو مجھے ہلاک کر دیا جائے گا۔۔۔۔۔ آرتھر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب یہ بتاؤ کہ کیا واقعی وہاں پہنچتے ہوئے پہلے اس ناور کے قریب سے گزرنا پڑتا ہے“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”جی نہیں۔ وہاں کوئی ناور نہیں ہے۔ ناور اس احاطے سے کافی آگے جا کر ایک موڑ کے بعد آتا ہے“۔۔۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

”لیکن تم نے وہاں کیوں کہا تھا کہ ناور کے قریب سے گزرنا پڑتا ہے اور ناور پر دو آدمی موجود ہوتے ہیں“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اب کیا بتاؤں صاحب۔ ہمیں کچھ کمانے کے لئے بہت چکر بازی کرنا پڑتی ہے۔ باس اس سپلائی سے ہماری رقم کماتا ہے لیکن ہمیں کچھ نہیں ملتا کیونکہ ہم بہر حال اس کے ملازم ہیں۔ اس لئے میں نے ایک چکر چلایا کہ ناور والوں نے مجھے احاطے میں جانے سے روک دیا ہے اور وہ رقم مانگتے ہیں۔ باس کی چونکہ سپلائی رک گئی تھی اور باس کا رابطہ بھی ڈاکڑ وائسن سے نہیں ہے اس لئے باس کو مجبوراً سپلائی کے وقت مجھے رقم دینی پڑتی ہے۔ آپ نے چونکہ باس کے سامنے یہ بات پوچھی تھی اس لئے مجھے ایسی بات کرنا پڑی۔ آپ پلیز باس کو نہ بتائیں“۔۔۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

”بے فکر رہو“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے تنویر کو جیب آگے بڑھانے کا کہہ دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جیب ایک نوٹے

”تنویر اسے ہانف آف کر دو۔“ عمران نے کہا تو ساتھ موجو، تنویر کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر چھپٹ پڑا اور چند لمحوں بعد آرتھر بغیر کئی آواز نکالے اس کے بازوؤں میں ہی بے ہوش ہو چکا تھا۔

”جا کر ساتھیوں کو بھی بلا لاؤ اور اسلحہ کے تھیلے وغیرہ بھی لے آؤ۔ اگر یہ آرتھر درست کہہ رہا ہے تو پھر یہاں سے کوئی خصوصی سرنگک پراجیکٹ تک جاتی ہے اور ہم نے اب بہر حال وہاں پہنچنا ہے۔“ عمران نے کہا تو تنویر سر ملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ آرتھر کو اس نے ایک طرف زمین پر لٹا دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اپنے ساتھیوں سمیت اس جھنڈ میں داخل ہوا۔ تنویر نے شاید انہیں راستے میں ہی بریف کر دیا تھا اس لئے کسی نے عمران سے کوئی سوال نہ کیا۔

”عمران صاحب۔ اس جھڑی کو چھیننے سے ہو سکتا ہے کہ اندر کوئی گھنٹی بجتی ہو اور ہمیں اگر یہاں گھیر لیا گیا تو ہمیں سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکے گا۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اس آرتھر کا کچھ پتہ نہیں کہ اب بھی اس نے سچ بولا ہے یا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جھڑی والی بات بھی سرے سے غلط ہو لیکن اگر یہ سچ ہے تو پھر اس کی اطلاع بہر حال کرنل ڈیوک کو بھی نہیں ہوگی ورنہ وہ یہ راستہ ہر قیمت پر بند کر دیتا چاہے اسے ڈاکٹر وائسن و گولی ہی کیوں نہ مانی پڑتی۔“ عمران نے کہا۔

”تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔“ صفدر نے کہا۔

رک کر کہا۔

”جلو ہمارے ساتھ اور وہ جھنڈ اور جھڑی دکھاؤ۔“ عمران نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا تو آرتھر نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے گلا مسلمانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اور عمران کے ساتھ وہ اس احاطے سے باہر آیا اور آگے بڑھ گیا۔ عمران اور تنویر دونوں بے حد چونکے انداز میں اس کے پیچھے چل رہے تھے کیونکہ آرتھر نے اب تک جو حرکتیں کی تھیں اور جس انداز میں بار بار جھوٹ بولا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ شخص انتہائی عیار اور مکار فطرت کا مالک ہے اس لئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ احاطے سے کافی فاصلے پر واقعی درختوں کا ایک جھنڈ موجود تھا۔ آرتھر اس جھنڈ میں داخل ہوا اور پھر ایک بڑی سی جھڑی کے قریب رک گیا۔

”جناب یہ ہے جھڑی۔ اس کی جڑ کو تین بار کھینچا جائے تو آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر وائسن باہر آجاتا ہے۔“ آرتھر نے کہا۔

”اب سلائی کب دینی ہے تم نے۔“ عمران نے پوچھا۔

”کل جناب۔“ آرتھر نے جواب دیا۔ وہ اب انتہائی تابعدارانہ

انداز میں جواب دے رہا تھا۔

”اس جھڑی کے پھٹنے کے بعد ڈاکٹر وائسن کیسے باہر آتا ہے۔ کیا اندر کوئی سرنگک ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جناب۔ وہ اس طرح اوپر آتا ہے جیسے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئے۔“

”ہو۔“ آرتھر نے کہا۔

"تمہارے پاس کارڈ بم تو ہیں؟..... عمران نے کہا۔
"ہاں ہیں....." صفر نے کہا۔

"ایک بم نکالو....." عمران نے کہا تو صفر نے اپنی پشت پر موجود تھیلے میں سے ایک چھٹا سا بم نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور اس نے جھاڑی کی جڑ کا ایک حصہ اس خنجر کی مدد سے کھودنا شروع کر دیا۔ کافی گہرائی تک کھودنے کے بعد اس نے بم کو اندر رکھ کر اس کی پن کا حصہ اوپر کر رکھا اور پھر اس کی سائڈوں پر مٹی چڑھا دی۔ اب بم تقریباً مٹی میں دب چکا تھا جبکہ اس کی پن والا حصہ باہر تھا۔

"یہیچھے ہٹ جاؤ....." عمران نے کہا تو اس کے ساتھی کافی پیچھے ہٹ گئے۔ عمران نے پن کو انگوٹھے کی مدد سے دبا کر چھوڑا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یقیناً پیچھے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جھاڑی اور اس کا نچلا حصہ اڑ کر ایک طرف گرا۔ نیچے ایک چٹان بنا سخت حصہ تھا۔ دھماکہ گو خاصا تھا لیکن بہر حال اس قدر زیادہ نہ تھا کہ دور تک سنائی دیتا۔ اب نیچے واقعی سیدھیاں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ سیدھیاں اپنی ساخت کے لحاظ سے کسی قدیم دور کی بنی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران سیدھیاں اتر کر نیچے ایک بڑے سے تہ خانے بنا کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے کی دیواروں پر قدیم دور کی تصویریں بنی ہوئی تھیں جو تقریباً مٹ چکی تھیں لیکن اس کمرے کا نہ کوئی دروازہ تھا اور

اگر تو ڈاکٹر وائسن باہر آگیا پھر تو معاملات درست انداز میں حل پڑیں گے کیونکہ وائسن سے اندر کی شخصیلی صورت حال معلوم ہو جائے گی اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر اس جھاڑی کو بم مار کر ختم کیا جائے گا اور پھر خود اندر جائیں گے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیے۔ عمران نے آگے بڑھ کر جھاڑی کی جڑ کو پکڑ کر تین بار جھٹکے دیے اور ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا لیکن جب آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ وقت گزر گیا اور کوئی رد عمل سامنے نہ آیا تو عمران نے ہونٹ بھیجنے لگے۔

"اب یہاں بم فائر کرنا پڑے گا....." عمران نے کہا۔
"لیکن بم کا دھماکہ تو دور دور تک سنا جائے گا....." صفر نے کہا۔

"ہاں۔ پھر کیا کیا جائے....." عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم سب مل کر اس جھاڑی کو کھینچیں تو لازماً یہ اکھڑ جائے گی اور نیچے جو کچھ ہو گا سامنے آجائے گا....." صفر نے کہا۔

"تم بم مارو صفر۔ اگر وہ لوگ پہنچے تو کسی راستے سے ہی پہنچیں گے۔ پھر ہم بھی اسی راستے سے اندر داخل ہو سکیں گے....." تنویر نے کہا۔

"لیکن اگر کسی ناور سے یہاں میزائل فائر کر دیئے گئے تب -

صفر نے کہا۔

آدمی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔
 "تم ڈاکٹر وائسن ہو۔ انچارج انجینئر..... عمران نے سر دلے
 میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر تم کون ہو..... اس بار ڈاکٹر وائسن نے
 قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمیں رولینڈو نے بھیجا ہے۔ آرتھر باہر موجود ہے..... عمران
 نے کہا تو ڈاکٹر وائسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"مم۔ مم۔ مگر کیوں۔ کیا مطلب..... ڈاکٹر وائسن کی حالت
 دیکھنے والی تھی۔

"اس لئے کہ اب تم جو مشروب اس سے منگواتے ہو وہ اب
 تمہیں نہیں مل سکے گا..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر۔ مگر میں تو اس کی پوری قیمت ادا کرتا ہوں۔"
 ڈاکٹر وائسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے اب اس کی تیاری کے حقوق اس سے خرید لئے ہیں۔
 اب تمہیں ہم سے اسے خریدنا ہو گا اور ہم تمہیں مفت سپلائی کر سکتے

ہیں..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بات مکمل کرنے کی
 بجائے نیکھت خاموش ہو گیا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا مطلب..... ڈاکٹر وائسن نے حیران ہو
 کر کہا۔

"تم ہمیں اپنے ساتھ پراجیکٹ پر لے جاؤ گے ورنہ تمہیں ہلاک کر

نہ کوئی کھڑکی اور نہ ہی کوئی روشندان۔ یوں لگتا تھا کہ یہ قدیم دور
 میں کوئی عبادت گاہ تھی جسے بعد میں بند کر دیا گیا لیکن اندر وہ
 مخصوص گھٹن موجود نہیں تھی جو ایسی جگہوں پر ہمیشہ ہوتی ہے۔
 عمران کے ساتھی بھی حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے جبکہ عمران کی
 نظریں کسی دروازے یا سرنگ کی تلاش میں تھیں کہ اچانک عمران
 بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے کانوں میں اچانک ایسی آواز پڑی تھی
 جیسے دور سے کوئی دوڑتا ہوا آ رہا ہو اور یہ آواز شمالی دیوار کے پیچھے
 سے آرہی تھی۔ گو یہ آواز بے حد مدہم تھی لیکن بہر حال عمران کے
 حساس کانوں نے اسے سن لیا تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر سب کو
 مخصوص اشارہ کیا اور وہ سب چونک کر اس دیوار کی طرف دیکھنے لگے
 جس کی طرف عمران نے اشارہ کیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی
 گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی دیوار کا ایک حصہ کسی دروازے کی طرح
 کھلتا چلا گیا اور ایک ادھیر عمر آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس نے
 آنکھوں پر عینک تھی اور اس کے سر کے بال اس کے کاندھوں پر
 پڑے ہوئے تھے۔ سہجہ زرد تھا اور جسمانی لحاظ سے بھی وہ دبلا پتلّا تھا۔
 "خبردار۔ کوئی حرکت نہ کرنا ورنہ گولی مار دوں گا..... عمران
 نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پستل کا رخ آنے والے کی طرف
 کرتے ہوئے کہا تو آنے والا بے اختیار ہتھک کر رک گیا۔ اس کے
 چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"کک۔ کک۔ کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ اور یہاں کیسے آ گئے ہو..... اس

”اسلحہ بیگز سے نکال لو۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں مشن فائنل کرنا پڑے لیکن یہ سن لو کہ یہاں بلیک انجنی کے لوگ موجود ہیں.....“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر پشت پر لدے ہوئے بیگز میں سے مختلف ٹائپ کا اسلحہ نکال کر ان سب نے اپنی اپنی جیبوں میں بھر لیا۔ عمران کے ہاتھ میں مشین پستل موجود تھا اور پھر عمران تیزی سے اس سرنگ میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے۔ عمران کا خیال تھا کہ سرنگ کافی طویل ہو گی لیکن تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی سرنگ ایک اور کمرے کے دروازے پر جا کر ختم ہو گئی اور عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی اس کمرے میں داخل ہوئے تو وہ سب یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے کہ اس کمرے میں بھی دیواروں پر ویسی ہی تصویریں موجود تھیں جیسی پہلے کمرے میں تھیں۔ کمرے سے ویسی ہی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں اور اوپر کا دہانہ کھلا ہوا تھا اور وہاں سے آسمان صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ دہانہ بھی درختوں کے ایک جھنڈ میں ہی تھا اور وہاں ایک جیب بھی موجود تھی۔ عمران نے جھنڈ سے باہر نکل کر دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ ان خاردار تاروں کی ماڑ کو

”پراجیکٹ۔ کون سا پراجیکٹ؟“ ڈاکٹر وائسن نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ٹیکٹو بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر اس کھلے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اس کے انداز میں واقعی بے پناہ پھرتی تھی اور جس طرح اچانک وہ بھاگا تھا اس بارے میں شاید کسی کو خیال تک نہ تھا لیکن دوسرے لمحے حوڑا ہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ جھجکا ہوا اچھل کر اوندھے منہ دروازے پر ہی گر گیا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اسے گردن سے پکڑ کر واپس کمرے میں گھسیٹا اور پھر جیسے ہی اسے سیدھا کیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ ڈاکٹر وائسن کے منہ سے غرغراہٹ کی آوازیں نکل رہی تھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں حالانکہ گولیاں اس کی ٹانگوں پر لگی تھیں لیکن ڈاکٹر وائسن اس طرح ہلاک ہو گیا تھا جیسے گولیاں اس کے دل میں اتر گئی ہوں۔

”اوہ۔ تو یہ کسی خاص بیماری کا شکار تھا اس لئے یہ مخصوص مشروب پیتا تھا“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”بہر حال اب راستہ کھل گیا ہے۔ اب اندر چلو۔ پھر جو ہو گا دیکھ جائے گا“..... جولیا نے کہا۔

کر اس کر کے اندر جنگل کے تقریباً قریب پہنچ چکے ہیں۔ البتہ تھوڑا سا میدان تھا جس میں جھڑیاں تھیں۔ اس کے بعد دور دور تک پھیلا ہوا جنگل نظر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے تھے۔

”یہ جیب یقیناً ڈاکٹر وائسن لے کر آیا ہو گا لیکن اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم باہر موجود ہیں؟“ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوئی جیب کے اندر سے سسٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران تیزی سے جیب کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب کا دروازہ کھولا تو جیب کے اندر ایک جدید ساخت کے ٹرانسمیٹر سے سسٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران اچھل کر سیٹ پر بیٹھا اور اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ گیری کاٹنگ۔ ڈاکٹر وائسن۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس۔ ڈاکٹر وائسن بول رہا ہوں۔“ عمران نے ڈاکٹر وائسن کی آواز اور لہجے میں جواب دیا تو دوسری طرف چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ گیری کاٹنگ ڈاکٹر وائسن۔ اور۔۔۔۔۔ اچانک ایک بار پھر کال دی گئی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے غور سے اس ٹرانسمیٹر کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ یہ ڈبل ایکشن ٹرانسمیٹر تھا۔ اس پر بات کرنے کے لئے بٹن کو اگر دو بار پریس کر دیا جائے تو پھر ہر بار اور

کہنے اور بٹن پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی اور فون کی طرح مسلسل بات چیت ہو سکتی تھی۔

”یس۔ ڈاکٹر وائسن انڈنگ یو۔“ عمران نے دو بار بٹن پریس کرنے کے بعد کہا۔

”ڈاکٹر وائسن۔ آپ نے بہت دیر لگا دی۔ پلیز جلدی واپس آئیں ورنہ سپیشل وے اگر زیادہ دیر کھلا رہا تو سیکورٹی چیف کو اس کا علم ہو جائے گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں واپس آ رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”اوکے۔ جلدی آئیے۔ اور اینڈ آل۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور باقی ساتھیوں کو جیب میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ کھولا تو اندر ایک فائل کو موڑ کر رکھا گیا تھا۔ عمران نے فائل باہر نکالی اور اسے کھولا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس میں اس سپیشل وے کی تفصیل درج تھی اور عمران سمجھ گیا کہ انجینئرز نے یہ سپیشل وے اپنی سہولت کے لئے تیار کیا ہو گا۔ عمران کے ساتھی جیب میں سوار ہو گئے تو عمران نے جیب سٹارٹ کی اور پھر اسے آگے بڑھا دیا۔

”عمران صاحب۔ کیا راستے کا علم ہے آپ کو؟“ صفدر نے عقبی سیٹ سے پوچھا۔

”ہاں۔ ڈیش بورڈ میں فائل موجود تھی جس میں راستے کی تفصیل درج ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو سب نے مطمئن انداز میں سر

ان درختوں کی مخصوص نشانیاں بھی چیک کرنی تھیں جن کے درمیان سے گزر کر وہ سپیشل وے کے دہانے تک پہنچ سکتے تھے ورنہ جنگل میں بھٹک جاتے تو پھر ان کا والہاں درست راستے پر پہنچنا تقریباً ناممکن ہو سکتا تھا۔ عمران آہستہ آہستہ جیب دوڑاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں درختوں کے ساتھ ساتھ نیچے موجود جیب کے ٹائروں کے مدہم نشانات کو بھی چیک کر رہی تھیں کہ اچانک ایک موڑ سے گھومتے ہی اس نے جیب روک دی کیونکہ جیسے ہی جیب اس موڑ سے گھومی تھی اچانک گڑگڑاہٹ کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی زمین کا ایک ٹکڑا کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ نیچے ایک راستہ جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے جیب اس راستے پر ڈال دی اور پھر جیسے ہی جیب کچھ آگے بڑھی ان کے عقب میں ہلکی ہلکی گڑگڑاہٹ کے ساتھ راستہ بند ہو گیا۔ عمران ہونٹ بھیجنے جیب آگے بڑھانے لے جا رہا تھا جبکہ اس کے سارے ساتھی خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے۔ راستہ کچھ آگے جا کر ایک دیوار پر ختم ہو گیا تو عمران نے جیب روک دی۔ دیوار میں ایک دروازہ موجود تھا جو کھلا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک خاصا بڑا کمرہ نظر آ رہا تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب خاموشی سے جیب سے اترے اور عمران کے پیچھے اس کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے کا اور کوئی دروازہ نہیں تھا۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ عمران ابھی اس کمرے کا بغور جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک انہیں عقب

ہلا دیئے۔

عمران صاحب۔ مجھے تو یہ سب مصنوعی لگ رہا ہے کہ باقاعدہ جیب کھدائی کی گئی اور اس میں راستے کی تفصیلی فائل بھی رکھ دی گئی۔۔۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”اگر ڈاکٹر وائسن ہم سے نہ ٹکراتا تو میں بھی اسے مصنوعی ہی سمجھتا۔ لیکن ایک تو ڈاکٹر وائسن خود وہاں پہنچا اور پھر اس کا اس انداز میں ہلاک ہو جانا۔ یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ یہ سیٹ اپ مصنوعی نہیں ہے۔ ڈاکٹر وائسن یقیناً کسی ایسی بیماری میں مبتلا تھا کہ معمولی سا خون بہہ جانے سے وہ ہلاک ہو سکتا تھا اور اسی بیماری کی وجہ سے اسے مسلسل یہ مشروب پینا پڑتا تھا جو دوسروں کے لئے قاتل زہر ثابت ہو سکتا تھا اور ایسی ادویات استعمال کرنے والے کی یارداشت واقعی بے حد کمزور ہو جاتی ہے اس لئے اس نے اپنی سہولت کے لئے یہ فائل یہاں رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جیب ایک جھنڈ سے نکل کر تیزی سے جنگل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی سوچ رہے تھے کہ اس پراجیکٹ کی حفاظت کے لئے کیسے کیسے انتظامات کئے گئے ہیں لیکن وہ اب اطمینان سے اس پراجیکٹ کی طرف خود بخود بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جنگل میں داخل ہو کر عمران نے جیب کی رفتار آہستہ کر دی کیونکہ فائل کے مطابق اسے

میں سر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عقب میں موجود دیوار برابر ہو گئی اور ابھی وہ ذہنی طور پر سنبھلے ہی نہ تھے کہ اچانک زمین سے سفید رنگ کا دھواں سا نکلا اور پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں وہ سب اس دھوئیں میں جیسے چھپ سے گئے اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے زندہ آتش فشاں کے دبانے میں پھینک دیا ہو۔ ایک لمحے کے ہزاروں حصے کے لئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم آگ میں جل کر راکھ ہوتا جا رہا ہو لیکن یہ احساس صرف ایک لمحے کے لئے تھا۔ اس کے بعد اس کا ذہن ہر قسم کے احساسات سے یکسر عاری ہو گیا۔

کرنل ڈیوک اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے دیوار میں ایک قد آدم مشین نصب تھی جس کے اوپر والے حصے میں ایک کافی چوڑی سی سکرین تھی جو روشن تھی اور اس کے چار حصے تھے اور ان چاروں حصوں پر جنگل ہی جنگل نظر آ رہا تھا۔ مشین کے مختلف بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔

”یہ لوگ بہر حال کسی نہ کسی طرف سے اندر داخل ضرور ہوں گے.....“ کرنل ڈیوک نے جو لمبے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا مالک تھا، جس کا چہرہ چوڑا اور آنکھیں تیز چمک کی حامل تھیں، نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا تو کرنل ڈیوک بے اختیار چونک پڑا لیکن دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ رہنے لگی کیونکہ اندر آنے والی ایک خوبصورت اور نوجوان اکیڑیہ لڑکی تھی۔ یہ کرنل ڈیوک کی بیوی ڈیسی تھی اور ان کی شادی کو چونکہ ابھی چھ ماہ ہی

بیٹھ گئے ہو جیسے وہ دشمن ایجنٹ سلیمانی نوپیاں مہن کر یہاں پہنچیں گے اور اچانک جہارے سامنے آکر وہ نوپیاں اتار دیں گے۔ ڈیسی نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوک بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی درست کہہ رہی ہو۔ یہ لوگ ایسے ہی کریں گے۔ تم دیکھنا کہ یہاں یہ ساری چیکنگ ہونے کے باوجود وہ اچانک ہمارے آس پاس پہنچ جائیں گے۔..... کرنل ڈیوک نے کہا تو ڈیسی کے بھرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا تم سنجیدگی سے کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے اس پراجیکٹ کے حفاظتی نظام کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ انسان تو کیا کوئی مکھی بھی یہاں جہاری اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتی۔..... ڈیسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مکھی واقعی نہیں پہنچ سکتی کیونکہ مکھی میں علی عمران کا دماغ نہیں ہے اور نہ ہی عمران جیسی خوش قسمتی اسے حاصل ہے لیکن یہ شخص عمران ہے اور اس کا تعارف حقیقتاً کرایا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ ذہانت اور خوش قسمتی کا مجموعہ ہے۔..... کرنل ڈیوک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود ریک سے شراب کی بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور انہیں میز پر رکھ کر اس نے بوتل کھولی اور دو گلاس آدھے آدھے بھر کر اس نے بوتل بند کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کیا وہ مافوق الفطرت صلاحیتیں

گزر رہے تھے اور کرنل ڈیوک کی ڈیوٹی یہاں لگا دی گئی تھی تو کرنل ڈیوک بلیک ہجنسی کے چیف سے خصوصی اجازت لے کر ڈیسی کو بھی اپنے ساتھ یہاں لے آیا تھا۔ ویسے ڈیسی خود بھی ایکریمیا کی ایک ہجنسی سافٹر کی فیلڈ ایجنٹ تھی۔ سافٹر ہجنسی تمام تر عورتوں پر مشتمل تھی اور ان کا کام ایکریمیا میں بڑے بڑے فوجی افسروں، سائنس دانوں اور بیوروکریٹس کی بیگمات کی نگرانی اور ان کی چیکنگ تھی کیونکہ ان بیگمات کے ذریعے دشمن ممالک فائدہ اٹھا سکتے تھے اس لئے سافٹر ہجنسی کا کام خاصا اہم تھا۔ چونکہ بعض اوقات ان بیگمات کے روپ میں دیگر ممالک کی تربیت یافتہ ایجنٹس ایکریمیا پہنچ جاتی تھیں اس لئے انہیں ہر قسم کے مارشل آرٹ کی نہ صرف باقاعدہ تربیت دی جاتی تھی بلکہ انہیں اس کے علاوہ بھی ہر وہ مشق کرائی گئی تھی جو کسی بھی ہجنسی کا فیلڈ ایجنٹ کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ڈیسی بذات خود بہترین لڑاکا بھی تھی اور اس کا نشانہ بھی بے خطا تھا۔ سافٹر میں اس کے نام کے ساتھ بے حد شاندار کارنامے موجود تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سافٹر کی چیف مادام گاربی نے اسے طویل رخصت دینے سے صاف انکار کر دیا تھا لیکن پھر بلیک ہجنسی کے چیف جیمسن کے حکم پر اسے مجبوراً ڈیسی کو رخصت دینا پڑی اور ڈیسی کرنل ڈیوک کے ساتھ ڈیگوشیا پہنچ گئی۔

"تم نے مجھے سخت بور کر دیا ہے ڈیوک۔ ڈیگوشیا جیرے پر جانے پر پابندی لگا دی ہے اور یہاں بھی تم اس کرسی پر اس طرح چپک کر

”ڈاکٹر وائسن کہاں ہیں۔ ان سے میری بات کراؤ“..... کرنل ڈیوک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر وائسن موجود نہیں ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”کیا مطلب۔ موجود نہیں ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔“ کرنل ڈیوک نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ان کی جگہ تو یہ اجنبی پہنچے ہیں۔ آپ ان اجنبیوں کو اٹھا کر لے جائیں۔ پھر ہم جا کر ڈاکٹر وائسن کو تلاش کریں گے۔“ گیری نے کہا۔
 ”اوہ۔ اوہ۔ دیری بیڑ۔ میں آ رہا ہوں۔“ سپیشل راستہ کھولو۔“
 کرنل ڈیوک نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ اجنبی کون ہیں اور کیسے یہاں پہنچ گئے۔“ ڈیوسی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں اور کون ہیں۔ دیکھا ہم یہاں بیٹھے آنکھیں بھڑا بھڑا کر چیکنگ کر رہے ہیں اور وہ لوگ اصل پراجیکٹ میں داخل ہونے میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں“..... کرنل ڈیوک نے کہا تو ڈیوسی بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے“..... ڈیوسی نے کہا۔
 ”آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ یہ سب کیسے ہوا۔“

کرنل ڈیوک نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈیوسی بھی تیزی سے اس کے پیچھے بڑھ گئی۔

رکھتا ہے یا جن بھوت کی نسل میں سے ہے“..... ڈیوسی نے شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ ہے تو انسان ہی لیکن انسانوں سے علیحدہ بہر حال کوئی چیز ہے“..... کرنل ڈیوک نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”تم خواہ مخواہ اس سے مرعوب ہو رہے ہو۔ میرا دعویٰ ہے کہ وہ یہاں پہنچنا تو ایک طرف خاردار تاروں کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا“..... ڈیوسی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ییس۔ کرنل ڈیوک بول رہا ہوں“..... کرنل ڈیوک نے کہا۔
 ”کرنل ڈیوک۔ میں انجینئر گیری بول رہا ہوں۔ ایک عورت اور چار مرد جو اکیکریمین ہیں اس وقت پراجیکٹ کے سپیشل روم میں موجود ہیں۔ آپ انہیں یہاں سے اٹھا کر لے جائیں اور پھر ان کے ساتھ جو چاہے سلوک کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوک بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہیں سپیشل روم میں“..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

”بتایا تو ہے کہ ایک عورت اور چار اکیکریمین مرد ہیں اور“..... گیس سے انہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے“..... گیری نے کہا۔

پیتل بھی چمک کر لیا تھا جس پر موجود ہمنوں کی قطار نظر آرہی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ ان کرسیوں کا سسٹم اس سوچ پیتل میں ہے اور اسے اپنی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خود بخود ہوش آگیا ہے۔ اس نے پیروں کو حرکت دی اور وہ تار تلاش کرنا شروع کر دی تاکہ کسی بھی ایرجنسی کی صورت میں وہ اس تار کو توڑ کر سسٹم کو جھیک کر سکے لیکن باوجود کوشش کے وہ اس جوائنٹ کو تلاش کرنے میں ناکام رہا۔ شاید اسے کسی کے عقبی پایوں کے ساتھ ایڈجسٹ کیا لیا تھا۔ اسی لئے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”ارے ہمیں ہوش آگیا۔ کیسے.....“ نوجوان نے انتہائی حیرت برے لہجے میں کہا۔

”میں نے سوچا کہ تمہارے استقبال کے لئے کسی نہ کسی کو تو دوش میں رہنا ہی چاہئے ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم اسے اپنی توہین سمجھ.....“ عمران نے کہا تو نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہارا نام علی عمران ہے اور تم دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ و۔یے تمہارے بھرے پر موجود معصومیت دیکھ کر مجھے ہاس کی بات کا یقین نہیں آیا تھا لیکن اب تمہیں خود بخود ہوش میں دیکھ کر مجھے یقین آگیا ہے کہ تم واقعی کوئی خاص چیز ہو ورنہ سراسم گیس سے بے ہوش ہوئے والا آدمی بغیر اینٹی سراسم گیس کے انجکشن کے ہی صورت بھی ہوش میں نہیں آسکتا.....“ نوجوان نے کہا اور اس نے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کا ڈھکن کھولا اور

عمران کے ذہن میں آہستہ آہستہ روشنی پھیلنے لگی اور پھر جیسے ہی روشنی پوری طرح اس کے ذہن میں پھیلی اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر آنکھیں کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز میں جکڑا ہوا ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں فوری طور پر وہ سین گھوم گیا جب وہ بے ہوش ہوا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت جیب میں سوار ہو کر خفیہ سرنگ میں داخل ہوا اور پھر اس کمرے میں پہنچتے ہی زمین سے سفید رنگ کا دھواں نکلا اور اس کا ذہن تاریک پڑ گیا تھا اور اب اسے ہوش آ رہا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے دونوں اطراف میں اس کے ساتھی موجود تھے اور وہ سب بھی اس کی طرح راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔ یہ ایک تہ خانہ نما کمرہ تھا۔ سامنے کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جبکہ عمران نے دروازے کے ساتھ دیوار میں موجود سوچ

عمران کے ساتھ موجود صفدر کی ناک سے بوتل کا منہ لگا دیا اور پھر باری باری اس نے سب ساتھیوں کے ساتھ یہی عمل دوہرایا۔
”جہار اکیا نام ہے“..... عمران نے کہا۔

”میرا نام برا نکو ہے“..... اس نوجوان نے بوتل کا ڈھکن بند کرتے ہوئے مڑ کر کہا۔

”ہم اس وقت کس کی قید میں ہیں اور کیوں ہیں“..... عمران نے کہا۔

”تم ایک جزیرے بانٹ میں موجود ہو اور کرنل ڈیوک کی قید میں ہو“..... نوجوان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ہم تو ڈیگوشیا جزیرے پر تھے۔ پھر یہاں کیسے پہنچ گئے۔“ عمران نے کہا۔

”تمہیں بے ہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے ڈیگوشیا لایا گیا ہے۔ یہ جزیرہ ڈیگوشیا سے تقریباً ستر بحری میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں مکمل طور پر ایکریٹین فوج کا ہولڈ ہے۔ یہ جگہ بھی ایکریٹین فوج کا پوائنٹ ہے۔ تمہیں وہاں سے لے آئے والا کرنل ڈیوک تھا“..... اس نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اس کے ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آگئے اور پھر ظاہر ہے ان سب کے پوچھنے پر عمران کو وہ سب کچھ بتانا پڑا جو اس نے برا نکو سے

معلوم کیا تھا۔

”لیکن عمران صاحب ہمیں زندہ کیوں رکھا گیا ہے اور اتنی تکلیف کیوں کی گئی ہے کہ ہمیں وہاں سے یہاں لایا گیا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”دیکھو۔ یہ بات تو کسی کے بتانے پر ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ جو یا تم کو شش کرو۔ شاید تم ان راڈز سے نکل سکو“..... عمران نے آخر میں موجود جویا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے کوشش کر دیکھی ہے لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ راڈز بے حد تنگ ہیں“..... جویا نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ میں نے کلنگنگ وائر ٹریس کر لی ہے۔“ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”اچھا۔ میں نے تو بڑی کوشش کی لیکن مجھے نہیں مل سکی۔ تو پھر کوشش کرو کہ ان لوگوں کے آنے سے پہلے ہم یہاں سے نکل جائیں“..... عمران نے کہا۔ لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی تھی۔ ان دونوں کے پیچھے وہی برا نکو تھا لیکن اب اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور عمران اس لمبے قد اور پھیلے ہوئے جسم والے آدمی کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کرنل ڈیوک ہے بلکہ جیجی کا کرنل ڈیوک۔

”تم نے مجھے پہچان لیا ہو گا عمران۔ میرا نام کرنل ڈیوک ہے اور

تم درست کہتے ہو ڈیوک۔ یہ شخص واقعی حد درجہ بااعتماد ہے۔ اس حالت میں بھی یہ اس انداز میں باتیں کر رہا ہے جیسے اسے سو فیصد یقین ہو کہ اسے موت نہیں آسکتی۔۔۔۔۔ ڈیسی نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

اس کا خیال ہے کہ یہ جو نیشن تبدیل کر سکتا ہے اور یقیناً اس نے سسٹم کی مخصوص دائر تلاش کرنے کی کوشش کی ہوگی لیکن میں نے ان کرسیوں کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ ان کی دائر کا تعلق عقبی پایوں سے ہے اس لئے یہ کسی صورت بھی راڈز سے نجات حاصل نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔

تم ڈیسی کو بچوں کی طرح پڑھا رہے ہو حالانکہ جہاں تک میری قیادت شاسی کا علم کام کرتا ہے ڈیسی تم سے زیادہ سمجھ دار ہے۔ عمران نے کہا تو کرنل ڈیوک بے اختیار ہنس پڑا۔

دیکھا تم نے ڈیسی۔ کس طرح ہم دونوں کو غصہ دلا کر ایک دوسرے سے الٹانے کی کوشش کر رہا ہے۔ دیکھا تم نے۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔

ہاں۔ واقعی یہ انتہائی تیز آدمی ہے۔۔۔۔۔ ڈیسی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ کرنل ڈیوک نے اس کے بارے میں ڈیسی سے بہت تفصیل سے باتیں کی ہیں۔

اب اگر جہاری تسلی ہو گئی ہو تو ان کی ہلاکت کا آغاز کیا جائے۔ اچانک کرنل ڈیوک نے کہا۔

یہ میری بیوی ہے ڈیسی اور اس کی وجہ سے تم لوگ ابھی تک زندہ نظر آرہے ہو ورنہ میں تو تمہیں وہیں ہلاک کر کے تمہاری لاشیں برقی بجھتی ہوں ڈالوا دینا چاہتا تھا لیکن ڈیسی کی ضد تھی کہ وہ تم سے باتیں کرنا چاہتی ہے اور چونکہ ہماری شادی صرف چھ ماہ پہلے ہوئی ہے اس لئے مجبوراً مجھے اس کی بات ماننا پڑی لیکن میں تمہیں وہاں ڈیگوشیا میں رکھ کر کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے میں نے تمہیں اور جہارے ساتھیوں کو پہلی کانپڑے دریلے یہاں وڈیلینڈ بھجوا دیا۔ یہ چہرہ بھی اکیڑہیں فوج کی تحویل میں ہے۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

وزیری گڈ۔ پھر تو مجھے ڈیسی کو مبارک باد دینی پڑے گی جس نے چھ ماہ میں تمہیں اس حد تک رام کر لیا ہے کہ جدر وہ جہاری ٹیلل کپڑو کر موڑے تم ادھر مر جاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کرنل ڈیوک بے اختیار ہنس پڑا۔

ہاں۔ ایسے ہی ہے کیونکہ میں ڈیسی سے واقعی محبت کرتا ہوں۔ تم نے بہر حال ہلاک تو ہونا ہی ہے وہاں ہوتے یا یہاں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔

بڑا فرق پڑ جاتا ہے کرنل ڈیوک۔ وہاں ہمیں ہلاک کرنے میں تمہیں بے حد مشکلات پیش آئیں گی کیونکہ تم نے وہاں واقعی بہت سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں لیکن یہاں ایسا نہیں ہے۔ عمران نے کہا۔

ہے۔" ڈیسی نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔
 "اس بات کو چھوڑو کہ میں کسے جانتا ہوں اور کسے نہیں۔ یہ بتاؤ
 کہ کیا تم چاہتی ہو کہ تم شادی کے چھ ماہ بعد بیوہ ہو جاؤ۔" عمران
 نے کہا تو ڈیسی بے اختیار اچھل پڑی۔

"میں بیوہ ہو جاؤں گی۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا
 ہے۔" ڈیسی نے اس بار عصیلے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوک بے
 اختیار ہنس پڑا۔

"دیکھا تم نے ڈیسی یہ شخص کس انداز میں معاملات کو آگے
 بڑھاتا ہے۔ اب یہ تمہارے ذہن میں خوف ڈال کر اس سے فائدہ
 اٹھانا چاہتا ہے۔" کرنل ڈیوک نے کہا۔

"یہ شخص واقعی بے حد خطرناک ہے۔ اسے گولی مار دو۔ جلدی
 کرو۔ اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اسے تو ہوش میں نہیں لانا چاہیے۔
 تھا۔" ڈیسی نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس
 پڑا۔

"مادام گاربی سے ملاقات ہوگی تو میں اسے بتاؤں گا کہ اس نے
 ایسی ایجنٹ اپنی تنظیم میں بھرتی کر رکھی ہے جو بے بس افراد سے بھی
 اس طرح خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ ویسے میں نے یہ بات بڑی سنجیدگی سے
 کی تھی کیونکہ کرنل ڈیوک نے واقعی صرف تمہاری محبت میں اتنا بڑا
 رسک لیا ہے حالانکہ اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر ہمیں بے
 ہوشی کے عالم میں گولی مار دی جاتی تو اور بات تھی لیکن اب جبکہ ہم

"ہاں بے شک۔ میں تو بڑے اشتیاق میں یہاں آئی تھی لیکن یہ
 تو عام سا آدمی ہے۔ بس تھوڑا سا ذہین اور شاطر ہے۔ مجھے واقعی بے
 حد بوریت ہوئی ہے۔ میں نے خواہ مخواہ اصرار کیا۔" ڈیسی نے
 منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈیسی۔ کیا تم بھی کسی بجنسی سے ایچ ہو۔" اچانک عمران
 نے کہا تو ڈیسی اور کرنل ڈیوک دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ سوال تم نے کیوں کیا ہے۔" ڈیسی نے حریت بھرے
 لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ اس میں اتنا حیران اور پریشان ہونے کی کیا
 بات ہے۔ کرنل ڈیوک بلیک بجنسی کا معروف ایجنٹ ہے اس لئے
 ایسا ایجنٹ کسی سے شادی کرے گا اور اسے اہم ترین پراجیکٹ پر
 بھی ساتھ لے آئے گا تو ظاہر ہے اس لڑکی کا تعلق بھی حکومت سے ہو
 سکتا ہے اور تمہاری جیسی اور انداز میں پھرتی دیکھ کر مجھے یہ خیال آیا
 ہے کہ تمہارا تعلق بھی کسی بجنسی سے ہی ہو سکتا ہے۔" عمران
 نے کہا۔

"ہاں۔ میرا تعلق سافٹر سے ہے۔" ڈیسی نے کہا تو عمران بے
 اختیار چونک پڑا۔

"سافٹر۔ جس کی چیف مادام گاربی ہے۔" عمران نے چونک
 کر کہا تو ڈیسی بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم مادام گاربی کو جانتے ہو۔ یہ کیسے ممکن

ہوش میں آچکے ہیں اب ہماری بجائے یہ خود ختم ہو سکتا ہے۔
عمران نے کہا۔

”بس۔ بہت ہو گئی عمران۔ اب تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک ہونا پڑے گا۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے یلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ عقب میں کھڑے اپنے آدمی برانکو کی طرف مڑا ہی تھا کہ یلخت کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے اور کرنل ڈیوک تیزی سے مڑا ہی تھا کہ یلخت کیپٹن شکیل بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ کیا ہو گیا۔۔۔۔۔ ڈیسی کی تیز آواز سنائی دی اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ کمرہ مشین پستل کی تیز تڑپ کے ساتھ ہی انسانی جینوں سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ کرنل ڈیوک نے کیپٹن شکیل پر کی تھی جو چھلانگ لگا کر اس پر حملہ آور ہوا تھا۔ لیکن کرنل ڈیوک اس سے بھی زیادہ تیز رفتار ثابت ہوا تھا اور یہ جیج کیپٹن شکیل کے منہ سے نکلی تھی اور وہ ایک دھماکے سے نیچے گر ہی تھا کہ یلخت اس نے اپنی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے کرنل ڈیوک جیتتا ہوا اچھل کر اپنے عقب میں موجود برانکو سے نکل آیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈیسی نے بھی جیب سے مشین پستل نکالا ہی تھا لیکن اسے مشین پستل سیرہ کرنے اور چلانے کی مہلت نہ مل سکی تھی۔ کیپٹن شکیل نے اپنی قلابازی کھا کر پوری قوت سے پیروں کی ضرب کرنل ڈیوک کے سینے

پر لگائی اور اسے برانکو پر اچھال دیا تھا لیکن خود اس کا جسم فضا میں ہی تیزی سے گھوم کر ڈیسی سے نکل آیا اور ڈیسی جیتتی ہوئی اچھل کر سائیڈ پر جا گری۔ اس کے ساتھ ہی کمرہ برانکو اور کرنل ڈیوک کی جینوں سے گونج اٹھا۔ ابھی ان کی جینیں ختم نہ ہوئی تھیں کہ مشین پستل کی تیز تڑپ کے ساتھ ہی ڈیسی کے حلق سے بھی جینیں نکلنے لگیں اور کیپٹن شکیل بجلی کی تیزی سے اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کا جسم صحیح سلامت تھا اور اسے گولی نہ لگی تھی اس نے واقعی پستل جیج کر اور دھماکے سے نیچے گر کر یہ تاثر دیا تھا کہ وہ بہت ہو گیا ہے۔ در نہ ظاہر ہے کہ کرنل ڈیوک مسلسل فائرنگ کرتا رہتا جبکہ کرنل ڈیوک اور ڈیسی فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ ان دونوں کی ٹانگوں پر گولیاں لگی تھیں۔ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کرتے لیکن پھر گر جاتے جبکہ برانکو سینے پر گولیاں کھا کر ختم ہو چکا تھا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ عمران اور دوسرے ساتھی واقعی صرف پستل جھپکتے رہ گئے تھے۔

”جلدی بنیں پریس کرو کیپٹن شکیل۔ کیا سوچ رہے ہو۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل جیسے سینکے کے عالم سے باہر آ گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے سوچ بورڈ پر موجود بنیں پریس کرنے شروع کر دیے۔ دوسرے لمحے عمران اور دوسرے ساتھی راڈز سے آزاد ہو چکے تھے۔

”ان دونوں کو کمرہ سیروں پر حکم دو اور کیپٹن شکیل تم سرے ساتھ آؤ۔“ عمران نے برانکو کے ہاتھ سے نکلی ہوئی مشین گن

”ہاں..... عمران نے مختصر سا جواب دیا تو کیپٹن تشکیل نے اشتباہ میں سر ہلا دیا اور پھر وہ زمین پر لیٹ کر کراٹنگ کرتے ہوئے جھڑیوں اور درختوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس عمارت کی عقبی طرف پہنچ گئے۔ عقبی طرف ایک دروازہ تھا جو بند نہ تھا بلکہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ عمران چند لمحے دروازے سے کان لگائے اندر کی آوازیں سنتا رہا۔ اندر سے دو آدمیوں کی باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن یہ آوازیں کچھ فاصلے سے آرہی تھیں۔ عمران نے دروازے کو دھکیلا تو وہ بے آواز کھل گیا۔

”کیپٹن تشکیل سائیڈ سے ہو کر سلسنہ کے رخ پر جاؤ۔ اندر میں فائرنگ کھولوں تو تم نے باہر موجود دونوں آدمیوں کا خاتمہ کر دینا ہے.....“ عمران نے سرگوشی کے انداز میں کیپٹن تشکیل کے کان کے ساتھ منہ لگا کر کہا تو کیپٹن تشکیل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا جبکہ عمران دروازے کے بعد چھوٹی سی راہداری میں داخل ہو گیا۔ وہ اس قدر محتاط انداز میں چل رہا تھا کہ شاید جلی بھی اس سے زیادہ دبے پاؤں نہ چل سکتی ہو۔

اس راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جو کھلا ہوا تھا اور دوسری طرف دیوار کے ساتھ ایک بڑی مشین نظر آرہی تھی۔ عمران سیدھا اس دروازے میں داخل ہوا تو اس نے ایک میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیر عمر آدمی کو دیکھا۔ اس کے کاندھے پر میجر کے ستار موجود

انھاتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن تشکیل کے پاس وہ مشین پشٹل تھا جو کرنل ڈیوک کے ہاتھ سے نکل کر گرا تھا اور جسے انھا کر اس نے باہر فائر کھولا تھا۔ باہر ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر سڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ سڑھیاں ایک اور راہداری پر ختم ہوئیں جس کے بعد ایک بڑا کمرہ تھا لیکن یہ کمرہ خالی تھا۔ کمرے کا دروازہ ایک برآمدے میں کھل رہا تھا لیکن برآمدے کے باہر وسیع میدان نظر آ رہا تھا جس میں درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ عمران اور کیپٹن تشکیل جیسے ہی برآمدے میں پہنچے تو وہ دونوں بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ انہیں سائیڈ پر ایک بڑا ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آ رہا تھا جس پر ایک ریٹینر نیوی کے الفاظ دور سے ہی نظر آرہے تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر ادھر ادھر دیکھا تو اسے شمال کی طرف کافی فاصلے پر، درختوں کے درمیان ایک عمارت نظر آنے لگ گئی جس کے باہر دو مسلح فوجی موجود تھے لیکن وہ بے حس و حرکت اس انداز میں کھڑے تھے جیسے وہ دونوں انسانوں کی بجائے مجسمے ہوں۔ اس عمارت کے اوپر ایک مخصوص ساخت کا کافی بلند اثینا صاف نظر آ رہا تھا۔

”اوہ۔ یہ مواصلاتی سنٹر ہے۔ کلنگنگ مواصلاتی سنٹر۔ اس نے یہاں زیادہ فوجی نہیں ہوں گے۔ ہمیں عقبی طرف سے جانا پڑے گا۔“ عمران نے کہا۔

”کیا سب کا خاتمہ کرنا ہے.....“ کیپٹن تشکیل نے کہا۔

تھے۔ اس کے ساتھ ایک اور نوجوان بھی موجود تھا جس کے کاندھے پر کیپٹن کے ستار تھے۔

”ہیلو“..... عمران نے کہا۔

”تم۔ تم۔ کون ہو تم“..... ان دونوں نے عمران کو اس طرے اندر آتے دیکھ کر اتہائی ہو کھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ عمران نے اس دوران چپک کر لیا تھا کہ اندر ان دونوں کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ“..... عمران نے کرخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اسے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کا ٹریگر دبانا پڑا کیونکہ اس نے اس میجر کا ہاتھ نیچے جاتا دیکھ لیا تھا اور پلک جھپکنے میں وہ دونوں گولیوں کی بارش میں اچھل کر چھپنے ہوئے نیچے گرے اور تھوڑی دیر تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ اسی لمحے عمران کو دور سے فائرنگ اور چھپنے کی آوازیں سنائی دیں اور وہ تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ بیرونی دروازے میں پہنچا تو سامنے ہی دونوں فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”کیپٹن تشکیل“..... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور باہر آ گیا۔

”اندر کیا ہوا۔ کتنے افراد تھے“..... کیپٹن تشکیل نے سانسیت

سامنے آتے ہوئے کہا۔

”دو تھے ایک میجر اور ایک کیپٹن۔ میری کوشش تھی کہ

سے پوچھ گچھ کی جائے لیکن انہیں فوراً ہلاک کرنا پڑ گیا“..... عمران نے کہا۔

”اس مشینری کا کیا کیا جائے“..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”چلے دو۔ ورنہ نجانے کہاں تک سلسلہ پہنچ جائے۔ البتہ میجر پر ایک ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا وہ اٹھا کر واپس آ جاؤ تاکہ اگر کوئی کال آئے تو اسے مطمئن کیا جاسکے“..... عمران نے کہا اور واپس اس عمارت کی طرف بڑھ گیا جس کے ساتھ بجلی کا پڑ کھڑا تھا جبکہ کیپٹن تشکیل مشین روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ عمران جب اس تہہ خانے میں آ کر اس میں پہنچا تو کرنل ڈیوک اور ڈیسی کو بے ہوشی کی حالت میں رازر میں نہ صرف جکڑ دیا گیا تھا بلکہ ان کے زخموں کی باقاعدہ بینڈیج بھی کر دی گئی تھی، صفدر، تنویر اور جو لیا دہاں موجود تھے۔

”ارے واہ۔ باقاعدہ بینڈیج بھی کر دی ہے۔ بہت خوب۔ اسے

کہتے ہیں انسانی ہمدردی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہاں الماری میں میڈیکل باکس موجود تھا اس لئے ہم نے ان کی بینڈیج کر دی ہے کیونکہ آپ جس انداز میں بدایت کر کے گئے تھے اس سے میں سمجھ گیا تھا کہ آپ نے ان سے معلومات حاصل کرنی ہیں یا کوئی کام لینا ہے اور جس انداز میں ان کا خون نکل رہا تھا شاید آپ کے آنے سے پہلے یہ ہلاک ہو جاتے“..... صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اس ڈیسی کے زخموں کی بینڈیج بھی تم نے کی ہے“..... عمران

مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کرنل ڈیوک بلیک ۶۶ بھنسی کا پاور ایجنٹ ہے اور کیپٹن شکیل پاکستان سیکرٹ سروس کا پاور ایجنٹ۔ لیکن آج فیصلہ ہو گیا کہ پاکستان کی پاور ایکریٹیا سے زیادہ ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"صفر تم تنویر اور کیپٹن شکیل اسلحہ لے کر باہر جاؤ اور اس جزیرے کو اچھی طرح چیک بھی کرو اور نگرانی بھی کرو۔ کسی بھی لمحے کوئی جہاز، بوٹ یا ہیلی کاپٹر آ سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں باہر چلے گئے۔

"ڈیسی کو تم ہوش میں لئے آؤ جو یا جبکہ کرنل ڈیوک کو میں ہوش میں لے آتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر کرنل ڈیوک کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جبکہ یہی کارروائی ڈیسی کے ساتھ جولیانے کی اور پھر جب دونوں کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو دونوں ہی بیک وقت پیچھے ہٹ گئے اور سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہی تھوڑے سے وقفے کے بعد ہوش میں آ گئے۔

"یہ۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہوا۔ جہاز اوہ ساتھی راڈز سے کیسے آزاد ہو گیا۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے کہا جبکہ ڈیسی کے چہرے پر شدید حیرت

نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو صفر بے اختیار مسکرا دیا۔

"جی نہیں۔ مس جولیانے کی ہے۔ میں اور تنویر باہر رابڈاری میں چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ صفر نے جواب دیا۔

"اچھا۔ ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ حریف کو کہوں کہ وہ صالحہ کو نہ بتا دے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر جہاز کی تسلی ہو گئی ہو تو اب تم بتاؤ کہ باہر کیا ہوا ہے۔" تنویر نے اچانک خشک لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم کیوں مرہیں جبار ہے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"جب دشمنوں کو گولیاں مارنے کی بجائے ان کی پیڑتج کی جائے تو ایسا تو ہو گا۔۔۔۔۔ جولیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ دونوں میاں بیوی ہیں اور چاہے کسی کو احساس ہو سکے یا نہ ہو سکے کم از کم پاکستان سیکرٹ سروس کو تو ایسے جوڑوں کی قدر کرنی چاہئے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ جولیانے اور تنویر بھی بے اختیار مسکرا دیئے تھے۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران ان کے کنوارے ہونے کی وجہ سے یہ بات کر رہا ہے۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرانسپیر تھا۔

"تم نے جس طرح کرنل ڈیوک اور ڈیسی کو کور کیا ہے کیپٹن شکیل یہ واقعی جہاز ہی کام تھا۔۔۔۔۔ صفر نے کیپٹن شکیل سے

”اب تم خود بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ ہمارا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم تو تم دونوں کو ہلاک کر کے جہارے ہیلی کاپٹر پر واپس ڈیک شیاہنچ جائیں گے اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“ عمران نے ہلکتا انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

”اگر تمہیں فارمولے کی کاپی دے دی جائے تو کیا تم واپس چلے جاؤ گے۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”کیا کاپی تمہاری جیب میں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ وہ پراہیٹک میں ہے اور وہاں سے لانا پڑے گی۔ تم بجھ پر اعتماد کرو تو ہم سب ہیلی کاپٹر ڈیک شیاہنچ جاتے ہیں اور میں وہاں پہنچ کر کاپی تمہیں دے دوں گا اور تم واپس چلے جانا۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”اور اپنے چیف جیسٹن کو کیا رپورٹ دو گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اے میں نے جہارے بارے میں کچھ نہیں بتایا اس لئے کچھ بھی کہا جاسکتا ہے۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”جہاں تم نے کیا اور کیسے بندوبست کیا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”جس میجر کو تم نے ہلاک کر دیا ہے وہ میرا کرن تھا اور یہ عمارت ان لوگوں کی رہائش گاہ کے ساتھ ساتھ ایک ریمن نیوی کے ان لوگوں سے پوچھ گچھ کے لئے بھی کام آتی تھی جن پر سازش کا الزام

کے تاثرات نمایاں تھے لیکن وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

”تم اس لئے مطمئن تھے کرنل ڈیوک کہ تاروں کا لنک کر سیوں کے عقبی پایوں کے ساتھ تھا لیکن جس کرسی پر کیپٹن شکیل موجود تھا اس کا لنک شاید کسی وجہ سے فرش سے باہر آگیا تھا اور کیپٹن شکیل نے اسے ٹریس کر لیا تھا۔ اگر تم یہاں کچھ دیر بعد آتے تو ہم سب تمہیں آزاد حالت میں ملتے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”کاش میں ڈیسی کی وجہ سے یہ سب کچھ نہ کرتا۔“ کرنل ڈیوک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم بلیک ہینسی کے معروف ایجنٹ ہو کرنل ڈیوک اس لئے تم یہ لفظ کاش مت بولا کرو۔ یہ لفظ ہم سب سیکرٹ ہینٹوں کا محسن ہوتا ہے۔ تمہاری زندگی کئی بار اس لفظ کاش کی وجہ سے بچ گئی ہو گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہر حال اب تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”اس جزیرے پر ایک ریمن فوج کا مواصلاتی سنٹر ہے اور اس عمارت کے باہر دو سپاہی تھے جبکہ اندر ایک میجر اور ایک کیپٹن تھا۔ وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ البتہ مشینری ویسے ہی موجود ہے۔ باہر وہ ہیلی کاپٹر موجود ہے جس پر تم ڈیسی اور براٹکو کے ساتھ آئے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں پھر۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

طرف لے جا کر تباہ کر دوں گا ورنہ مواسلاتی سنز پر ہونے والی
بلا کہیں سامنے آجائے پر مجھ سے پوچھ گچھ شروع ہو جائے گی اور میں
پھنس جاؤں گا۔۔۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔
"لیکن تم کیا کرو گے؟" عمران نے کہا۔

"میں مشرقی ایریے کے مخصوص حصے پر اسے اتار کر خود نیچے اتر
جاؤں گا اور اسے آؤ فلامی کر کے فضا میں بھیج دوں گا اور یہ ممنوعہ
علاقے میں داخل ہوتے ہی خود بخود نہ صرف تباہ ہو جائے گا بلکہ جل
کر راکھ بھی ہو جائے گا۔" کرنل ڈیوک نے جواب دیا۔

"اب ہماری جہاز ملقات کہاں ہوگی؟" عمران نے کہا۔
"ریڈ کلب کا تیغ دلسن ہے۔ وہ میرا خاص آدمی ہے۔ تم اسے
فون کر کے اپنا نام پرنس اور اپنی رائی گاہ کے بارے میں بتا دینا۔
میں اس سے معلوم کر کے وہاں خود آجاؤں گا اور تمہیں کاپی دے کر
ڈیسی کو ساتھ لے کر واپس چلا جاؤں گا۔" کرنل ڈیوک نے کہا۔
"اوکے۔" مجھے یقین ہے کہ تم اپنے معاہدے پر نیک نیتی سے
عمل کرو گے ورنہ تم جانتے ہو کہ پچہ اسرائیل کی یہ لیبارٹری بہر حال
تباہ ہو جائے گی۔" عمران نے کہا۔

"تم بے فکر رہو عمران۔ تم مجھے جانتے ہو کہ میں جو بات کرتا
ہوں اسے پورا بھی کرتا ہوں۔" کرنل ڈیوک نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تم پر اعتماد کیا ہے۔ بہر حال اب ڈیسی
کو ہمارے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اسے ساتھ لے جا

ہوتا ہے۔ میں نے میجر میونگ سے بات کی تو اس نے یہاں سے یہ
ہیلی کاپٹر بھجوا دیا تھا۔" کرنل ڈیوک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے اگر فارمولے کی کاپی مل جائے تو ہمارا مشن
مکمل ہو جائے گا کیونکہ اس پراجیکٹ سے پاکستانیہ کو براہ راست کوئی
خطرہ نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

"تو پھر میرا وعدہ کہ میں تمہیں فارمولے کی کاپی مہیا کر دوں
گا۔" کرنل ڈیوک نے کہا۔

"لیکن ڈیسی کو ہمارے پاس بطور رہنما رہنا ہو گا۔" عمران
نے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تمہارے
پاس محفوظ رہے گی۔" کرنل ڈیوک نے کہا۔

"اوکے۔" تو پھر ملے ہو گیا۔ عمران نے کہا تو کرنل ڈیوک
نے اشبات میں سر ملایا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں
اور کرنل ڈیوک اور ڈیسی سمیت اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر جزیرہ
ڈیگیشیا کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران کے ساتھی خاموش
بیٹھے ہوئے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر کرنل ڈیوک تھا۔ وہ بھی خاموشی
سے ہیلی کاپٹر اڑا رہا تھا اور پھر انہیں دور سے جزیرہ نظر آنا شروع ہو گیا
تو کرنل ڈیوک نے ہیلی کاپٹر ڈیگیشیا جزیرے کے مغربی حصے کے
ایک کھلے میدان کے کنارے پر اتار دیا۔

"تم یہاں سے پیدل آگے جاؤ گے۔ میں اسے مشرقی ایریے کی

سکتے ہو۔۔۔ عمران نے کہا۔
 "اس اعتماد کا شکریہ عمران نے کرنل ڈیوک نے کہا تو عمران
 نے اپنے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹر سے نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور پھر
 ایک ایک کر کے وہ سب نیچے اترے اور سائیز پر ہو گئے۔ ہندو لگوں
 بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھا اور تیزی سے مشرقی حصے کی طرف بڑھا اور
 تھوڑی دیر بعد ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ واقعی فارمولا لے کر واپس چلے جائیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”دیکھو۔ پہلے فارمولا تو ہاتھ آجائے پھر سوچیں گے“..... عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ سارا جگر تم نے فارمولا حاصل کرنے کے لئے چلایا ہے۔“..... اس بارتغیر نے کہا۔

”فارمولا ہمارے لئے بے حد قیمتی ہے تغیر۔ اس پراجیکٹ سے پاکیشیا کو فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے فارمولے کو

”اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ۔“ جیمینن نے چونک کر کہا۔
 ”باس کرنل ڈیوک اور ان کی بیوی ڈیسی دونوں پاکیشیائی
 مہجنوں کو بے ہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹر پر لا کر جریرہ ہاسٹ گئے
 ہیں اور ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی اور وہاں کال کرنے پر کوئی
 کال انڈ نہیں کر رہا۔“ ناؤ نے کہا۔
 ”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیائی مہجنوں کو لاؤ کر۔ کیا مطلب۔“
 ”پاکیشیائی ایجنٹ وہاں کہاں پہنچ گئے تھے۔“ جیمینن نے چہچہتے
 ہوئے کہا۔

”چیف اس کے لئے تفصیل بتانا پڑے گی۔ پراجیکٹ انجینئر گیری
 نے اچانک کرنل ڈیوک کو کال کر کے بتایا کہ ایک عورت اور چار
 مرد پراجیکٹ ایریا میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور باس انہیں اٹھا
 کر لے جائیں۔ جس پر باس بے حد حیران ہوئے۔ بہر حال وہ ڈیسی کو
 ساتھ لے کر سیکورٹی ایریے میں پراجیکٹ پر گئے اور مجھے بھی انہوں
 نے ساتھ لے لیا۔ وہاں واقعی ایک عورت اور چار مرد موجود تھے۔
 باس کے پوچھنے پر گیری نے غیب سی کہانی سنائی کہ ڈاکٹر وائسن کسی
 خاص بیماری میں مبتلا تھا اور اسے ایک خصوصی قسم کا مشروب
 چاہئے ہوتا ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اس نے اس
 مشروب کی سپلائی کا کام ایک کلب کے مالک رولینڈو کے ذمے لگایا
 ہوا ہے اور جب پاکیشیائی مہجنوں کی وجہ سے پراجیکٹ اور پورے
 ایریا کو سیلڈ کر دیا گیا تو اس نے ایک نیا راستہ تیار کر لیا۔ اسے وہ

بلیک مہجنسی کا چیف جیمینن اپنے آفس میں موجود تھا کہ سامنے
 پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار
 چونک پڑا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
 ”یس۔۔۔۔۔ جیمینن نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”ناؤ بول رہا ہوں چیف۔ لارج ویو پراجیکٹ سے۔۔۔۔۔ ایک
 مردانہ آواز سنائی دی تو جیمینن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے
 پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
 ”تم کال کر رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کرنل ڈیوک کہاں ہے۔“
 جیمینن نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”ان کے بارے میں رپورٹ دینے کے لئے ہی میں نے کال کی
 ہے چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔“

لے آیا اور تجھے حکم دیا کہ میں ڈاکٹر وائسن کے بارے میں معلوم کروں۔ میں نے چیکنگ کی تو ایک سرنگ کے اختتام پر ایک کمرے میں ڈاکٹر وائسن کی لاش پڑی ملی۔ میں نے واپس آکر کرنل ڈیوک کو بتایا اور سپیشل وے کو لاک کر دیا۔ کرنل ڈیوک ان پاکیشیائی سبجنوں کو فوری ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن ڈیسی نے ضد کی کہ وہ ان سے بات چیت کرنا چاہتی ہے۔ پہلے تو کرنل ڈیوک نے انکار کر دیا لیکن پھر ڈیسی کی ضد پر اس نے انہیں پراجیکٹ ایریا میں ہوش میں لانے کی بجائے اس نے دوسرا بندوبست کیا اور جہیزہ بالٹ پر موجود اپنے کزن کو فون کیا اور وہاں سے ان کا خصوصی ہیلی کاپٹر منگوایا اور پھر اس ہیلی کاپٹر پر پاکیشیائی سبجنوں کو جو بے ہوش تھے لاد کر کرنل ڈیوک اور ڈیسی بھی ساتھ جہیزہ بالٹ پر چلے گئے اور ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی۔ میں نے وہاں کال کی تو وہاں سے کوئی کال انڈ نہیں کر رہا جس پر مجھے خدشہ محسوس ہوا تو میں نے آپ کو کال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔۔۔ ناؤ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا حماقت کی ہے اس کرنل ڈیوک نے۔ نائنس۔ تم سنو۔ اب کرنل ڈیوک کی جگہ تم چارج سنبھال لو اور کرنل ڈیوک اگر واپس آئے تو تم نے اسے اور ڈیسی دونوں کو گرفتار کر لینا ہے اور پھر مجھے کال کرنا ہے۔ میں اس دوران جہیزہ باٹ پر ہونے والی صورت حال کے بارے میں معلوم کرتا ہوں۔ جیسٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسپور ایک جھٹکے سے کریڈل پر رکھ دیا۔ اس

لوگ سپیشل وے کہتے ہیں۔ اس سپیشل وے سے وہ جیپ کے ذریعے ایک اور سپاٹ پر پہنچتے اور وہاں سے ایک سرنگ کے ذریعے وہ ایریا سے باہر جا کر مشروب لے آتا تھا اور ایسا ہر دو روز بعد ہوتا تھا اور ایسا سسٹم بنایا گیا تھا کہ مشروب لے آنے والا ایریا سے باہر کوئی بن نہ رہتا تو مشین روم میں خصوصی گھنٹی بجتی تھی اور ڈاکٹر وائسن جا کر مشروب لے آتا تھا۔ سہلائی کے لئے چونکہ باقاعدہ تاریخ اور وقت مقرر تھا اس لئے ایسا ہوتا چلا رہا تھا کہ اس روز چانگک بغیر مخصوص وقت کے گھنٹی بج انھی تو ڈاکٹر وائسن حیران ہو گیا۔ بہر حال وہ جیپ لے کر چلا گیا۔ گہری اس کا نائب ہے۔ جب ڈاکٹر وائسن مقررہ وقت تک واپس نہ آیا تو اس نے ڈاکٹر وائسن کو کال کیا تو ڈاکٹر وائسن نے کہا کہ وہ واپس آ رہا ہے۔ چنانچہ گہری مطمئن ہو گیا اور اس نے سپیشل وے کھول دیا اور پھر اس نے چیک کر لیا کہ جیپ واپس اندر پہنچ گئی ہے لیکن پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جیپ سے ڈاکٹر وائسن کی بجائے ایک عورت اور چار مرد اترے اور اندر داخل ہو گئے جہاں انہیں گیس سے بے ہوش کر دیا گیا۔ چونکہ مشین ایریا میں انتہائی نازک مشینری نصب ہے اور وہاں بارود کی معمولی سی بو تو ایک طرف انسانی خون کی مخصوص بو سے ہی مشینری میں فرق پڑ سکتا ہے اس لئے اس نے کرنل ڈیوک سے کہا کہ وہ انہیں اٹھا کر سکیورٹی ایریے میں لے جائے اور وہاں انہیں ہلاک کر دے۔ کرنل ڈیوک نے انہیں وہاں سے اٹھوایا اور سکیورٹی ایریا میں

”یس“..... جیسیٹن نے کہا۔

کیا پوزیشن ہے؟ جیسن نے بے چین سے سچے میں کہا۔

”پھر یہ کرنل ڈیوک کہاں چلا گیا۔ اوکے۔ میں چیک کرتا ہوں۔ یہ کرنل ڈیوک کہاں چلا گیا ہے۔ تم ایکریمین نیوی کے میڈیکو اور اٹلاخ دے دو۔۔۔۔ جیسٹن نے کہا اور اس نے ابھی سیور رکھا ہی تھا کہ زرد رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیسٹن نے چونک کر سہو اٹھا لیا۔

یس جیسٹن نے کہا۔

”فیرک بول رہا ہوں“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

”ذیرک اپنے پہلی کاپڑ پر جزیرہ بانٹ جاؤ اور وہاں جا کر صورت حال کو چیک کرو اور مجھے فوراً اطلاع دو کہ وہاں کیا صورت حال ہے..... جیسنن نے انتہائی تیزی سے مجھے میں کہا۔“

”کیسی صورت حال جناب“..... ذیرک کے لہجے میں حیرت تھی۔

”اوہ اچھا۔ میں ابھی جاتا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
جلدی پہنچو اور ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا اور وہاں سے مجھے کال
کرنا۔ جلدی۔۔۔۔۔ جیسٹشن نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

نے اسی طرح غزاتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ ڈیسی کے اصرار کے باوجود میں انہیں یہاں ایسٹ ایریا میں ہوش میں لانے کی بجائے ہیلی کاپٹر پر لاد کر جزیرہ ہالٹ لے گیا اور وہاں راڈز والی کرسیوں پر انہیں جکڑ دیا گیا لیکن انہوں نے ہوش میں آتے ہی چوینیشن تبدیل کر دی اور ہم دونوں کو زخمی کر کے بے ہوش کر دیا۔ پھر جب ہم دونوں کو ہوش آیا تو ہم دونوں ان کی جگہ اڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے اور عمران نے بتایا کہ اس نے جہیزے پر موجود تمام فوجیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں نے اس مورت حال میں اسے چکر دیا کہ میں اسے ایسٹ ایریا سے فارمولے یا کاپی لا کر دے دیتا ہوں اور پھر وہ واپس چلا جائے تو وہ مان گیا۔ ہلے اس نے کہا کہ ڈیسی کو وہ بطوریر غمال اپنے پاس رکھے گا لیکن پھر ان نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے ڈیسی کو میرے ساتھ بھیج دیا۔ میں ماں پہنچا تو یہاں ناؤ نے آپ کے حکم کے بارے میں بتایا۔ اب آپ یہ حکم دیں۔ میں نے بہر حال کوشش کی ہے کہ پراجیکٹ کو تباہی سے بچا لیا جائے اور فارمولے کی کاپی عمران کو دے کر اسے واپس بھیج دیا جائے۔ آگے آپ جیسے حکم دیں گے ویسے ہی ہوگا۔“ کرنل نے کہا۔

”تم نے انہیں ہلاک کیوں نہیں کیا تھا۔ ڈیسی کی بات کیوں نہ تھی۔“ جیمسن نے جیتھے ہوئے کہا۔

”باس۔ آپ جانتے تو ہیں کہ میں ڈیسی کی بات ماننے پر مجبور ہوں

”ناؤ بول رہا ہوں چیف۔“ دوسری طرف سے ناؤ کی آواز سنائی دی۔

”میں۔ کیا ہوا ہے۔“ جیمسن نے کہا۔

”کرنل ڈیوک اور ڈیسی واپس آئے ہیں چیف۔ میں نے انہیں آپ کا آرڈر بتا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی بات آپ سے کرانی جائے۔ ویسے ان کے آنے سے پہلے ایک ایکریمین نیوی ہیلی کاپٹر ایسٹ ایریے میں داخل ہوا اور فضا میں بی جمل کر راکھ ہو گیا۔“ ناؤ نے جواب دیا۔

”کرنل ڈیوک اب کہاں موجود ہے۔“ جیمسن نے کہا۔

”میں موجود ہے چیف۔“ ناؤ نے کہا۔

”کراؤ بات۔“ جیمسن نے کہا۔

”ہیلو چیف۔ میں کرنل ڈیوک بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد کرنل ڈیوک کی آواز سنائی دی۔

”بولو کیا کہنا چاہتے ہو۔ کہاں ہیں وہ پاکیشیائی ایجنٹ۔“ جیمسن نے غزاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ پہلے مجھ سے تفصیل سن لیں۔ پھر آگے بات ہوگی اور آپ جیسے حکم دیں گے ویسے ہی ہوگا۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”مجھے تفصیل معلوم ہے کہ تم ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ڈیسی کے کہنے پر بے ہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹر پر لاد کر جزیرہ ہالٹ لے گئے تھے اور اب واپس آئے ہو۔ بولو۔ تم نے کیا کہنا ہے۔“ جیمسن

"ییس سر۔" دوسری طرف سے اس کے پی اسے کی آواز سنائی دی۔
 "کرنل مارشل سنی گلب میں موجود ہو گا۔ اس سے میری بات
 کراؤ۔ فوراً..... جیسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ڈیسی احمق لڑکی ہے۔ اس کی ضد کی وجہ سے وہ لوگ بچ گئے
 ہیں ورنہ اب تک یہ ہلاک ہو چکے ہوتے۔" ٹانفس..... جیسن
 نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "تھوڑی دیر بعد زرد رنگ کے فون کی گھنٹی بج
 اٹھی تو جیسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 "ییس..... جیسن نے کہا۔

"چیف۔ میں مارشل بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے
 ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ "جبر مودبانہ تھا۔
 "کرنل مارشل تم فوری طور پر ڈیگوشیا جہزے پر پہنچو۔ تم نے
 وہاں الارم دیو پراجیکٹ کے چیف سیکورٹی آفیسر کی سیٹ سنبھالی
 ہے..... جیسن نے کہا۔

"ییس سر۔ لیکن وہاں تو کرنل ڈیوک کام کر رہا تھا چیف۔"
 کرنل مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ احمق ڈیسی کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس
 اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے مشن پر ڈیگوشیا جہزے پر پہنچی ہوئی
 ہے۔ کرنل ڈیوک نے پہلے ہی مجھ سے بالا بالا فارن سیکشن چیف
 کو پر کو کہا کہ دو نیڈیز سپر ناپ ایجنٹس مع ان کے سیکشن کے ڈیگوشیا
 جہزے پر بھجوا دیں تاکہ وہ بالا بالا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر

کیونکہ وہ آپ کی بھانجی ہے۔ اس کے باوجود میں انہیں یہاں
 پراجیکٹ پر ہوش میں نہیں لایا اور بات جہزے پر لے گیا تھا۔
 کرنل ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیسے تو میرا دل چاہ رہا ہے کہ تمہارے اور ڈیسی دونوں کے
 خلاف کورٹ مارشل کا حکم دے دوں لیکن میں جانتا ہوں کہ ڈیسی
 کس قدر ضدی لڑکی ہے اور پھر تم نے بہر حال ان لوگوں کو
 پراجیکٹ سے دور لے جا کر ہوش دلایا ہے اس لئے میں تمہیں اور
 ڈیسی کو لاسٹ وارنگ دے رہا ہوں۔ البتہ اب تم پراجیکٹ پر
 نہیں رہو گے بلکہ تم اور ڈیسی فوری طور پر ایکریسیا شفٹ ہو جاؤ۔
 اب تمہاری جگہ پراجیکٹ کا سیکورٹی چیف آفیسر کرنل مارشل ہو گا۔
 میں اسے وہاں بھجوا دیتا ہوں۔ جہاں تک عمران اور اس کے
 ساتھیوں کو فارمولا دینے کی بات ہے تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ
 فارمولا ہم خود اپنے دشمنوں کو اپنے ہاتھوں کیسے دے سکتے ہیں۔ ہاں

مشن ان کی ہلاکت ہے۔ ٹھیک ہے تم نے اپنی اور ڈیسی کی جان
 بچانے کے لئے ان سے وعدہ کر لیا تھا لیکن اب جبکہ تم سیٹ پر ہی
 نہیں رہے اس لئے اب تم کسی صورت وعدہ بھی پورا نہیں کر
 سکتے۔" جیسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
 اس نے رسیور ایک جھٹکے سے کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے تہ
 ہی پڑے ہوئے زرد رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لے
 ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

سے پرانا حساب چکانا ہے اور مجھے ان لوگوں کی نفسیات اور ان کے کام کرنے کے طریقے کا بھی علم ہے۔ انہوں نے لازماً کرنل ڈیوک سے کسی جگہ رابطے کے بارے میں طے کیا ہو گا۔ آپ کرنل ڈیوک سے اس بارے میں معلوم کر کے مجھے بتادیں۔ میں ڈریکی کو اس رابطے کا بتا کر مغربی حصے میں بھیج دوں گا اور آپ جانتے ہیں کہ ڈریکی انتہائی تیز اجبنت ہے۔ وہ چند لمحوں میں ان کا واقعی خاتمہ کر دے گی اور اگر وہ خاتمہ نہ بھی کر سکی تب بھی جیسے ہی وہ لوگ مغربی حصے سے مشرقی حصے میں داخل ہوئے میں ان پر موت بن کر جھپٹ پڑوں گا۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”تم ڈریکی کو کیوں ان کے سامنے ڈالنا چاہتے ہو۔ وہ ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گی اور بلیک جینسن ایک باصلاحیت اجبنت سے محروم ہو جائے گی۔“ جینسن نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے جیف۔ ڈریکی ان کے لئے موت کا پھندہ ثابت ہو گی۔ آپ جانتے تو ہیں اس کی کارکردگی کو۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال انہیں کسی صورت بھی پراجیکٹ میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔ باقی مغربی حصے میں تم جو چاہتے کرتے رہو۔ بس مجھے کامیابی کی خبر چاہئے۔“ جینسن نے کہا۔

”آپ اس رابطے کے بارے میں معلومات مہیا کر دیں اس سے بے حد آسانی ہو جائے گی۔“ مارشل نے کہا۔

دیں لیکن ہوا وہی کہ الٹا پکیشیا سیکرٹ سروس نے ان دونوں سپر ٹاپ ایجنٹوں کو ان کے ٹیکشنوں سمیت ختم کر دیا حالانکہ وہاں پر ریڈ الرٹ تھا لیکن اس کے باوجود پکیشیائی ایجنٹ پراجیکٹ کے مشین روم تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور وہاں انھیں انچارج نے انہیں بے ہوش کر کے کرنل ڈیوک کے حوالے کر دیا۔ ڈیسی نے ضد کی کہ انہیں ہوش میں لایا جائے تاکہ وہ ان سے بات چیت کر سکے تو کرنل ڈیوک نے اس کی ضد پر اتنی عقلمندی ضرور کی کہ انہیں وہیں ہوش میں لانے کی بجائے وہ انہیں جہیزہ ہالٹ لے گیا۔ وہاں ہوش میں آتے ہی انہوں نے سچو نیشن بدل ڈالی اور ہالٹ جہیزہ پر موجود تمام فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ کرنل ڈیوک اور ڈیسی نے انہیں یہ کہہ کر جان بچائی کہ وہ انہیں فارمولے کی کاپی دے دیتے ہیں اور ان لوگوں نے بھی وعدہ کر لیا کہ وہ فارمولے کی کاپی لے کر واپس چلے جائیں گے اور پھر کرنل ڈیوک ڈیسی کے ساتھ پراجیکٹ پر واپس آیا جبکہ پکیشیائی ایجنٹ ڈیگوشیا کے مغربی حصے میں چلے گئے۔

مجھے تمام حالات کا پہلے سے علم تھا اس لئے میں نے کرنل ڈیوک اور ڈیسی کو فوری طور پر ایکریٹیا پہنچنے کا حکم دے دیا اور اب اس کی جگہ تم لو گے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم نے ان پکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم کرنل ڈیوک جیسی غلطی نہیں کرو گے۔ جینسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ میں نے عمر ان اور اس کے ساتھیوں

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ جیسن نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھول کر ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر کرنل ڈیوک کی ذاتی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کا حکم ملنے ہی کرنل ڈیوک اور ڈیسی دونوں لازماً فوری طور پر ایئر پورٹ پہنچیں گے اور وہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے وہ اکیڈمیا روانہ ہو جائیں گے اس لئے اس نے ان سے بات چیت کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر کا انتخاب کیا تھا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جیسن کاننگ۔ اور۔۔۔۔۔ جیسن نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ کرنل ڈیوک بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد کرنل ڈیوک کی حودبانہ آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو اس وقت۔ اور۔۔۔۔۔ جیسن نے کہا۔

"چیف۔ میں اور ڈیسی دونوں ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اکیڈمیا جا رہے ہیں اور آپ کی کال میں اس طیارے کے اندر سن رہا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔

"تم نے عمران کو فارمولا دینے کے لئے کیا رابطہ طے کیا تھا۔

اور۔۔۔۔۔ جیسن نے کہا۔

"میں نے اسے کہا تھا کہ وہ ریڈ کلب کے میجر ولسن کو کال کرے اپنا نام پرنس بتانے گا۔ میں اسے پروگرام بتا دوں گا اور وہ اسے

دے گا۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔

"پھر تم نے میجر ولسن کو اب کیا کہا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ جیسن نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں نے تو اس سے رابطہ ہی نہیں کیا۔ میں آپ کی کال ختم ہوتے ہی ڈیسی کو ساتھ لے کر سیدھا ایئر پورٹ پہنچ گیا۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تم نے اس سے رابطہ نہیں کرنا۔ ات ازمائی آرڈر۔ اور۔۔۔۔۔ جیسن نے کہا۔

"یس چیف۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو جیسن نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اسے میز کی دراز میں واپس رکھ کر اس نے پی اے کو کال کر کے کہا کہ اس کی بات کرنل مارشل سے کرائی جائے۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد کرنل مارشل سے رابطہ ہو گیا تو جیسن نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوکے۔ چیف۔ اب آپ دیکھیں گے کہ ذریعہ کیا کرتی ہے اور میں کیا کرتا ہوں۔ ہم دونوں اور ذریعہ کا سیکشن ابھی سپیشل طیارے کے ذریعے ڈیگوشیا پہنچ رہے ہیں۔ آپ پرائیویٹ پر کسی کو کہہ دیں کہ وہ ہمیں ایئر پورٹ سے پک کر لے۔" کرنل مارشل نے کہا۔

"میں کرنل ڈیوک کے اسسٹنٹ ماؤ کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ ہمیں

وہاں سے پک کر لے گا۔۔۔۔۔ جیسن نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے زرد رنگ کے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ ماؤ کو ہدایات دے سکے۔

روم میں عمران، تنویر اور کیپٹن تشکیل موجود تھے۔

”یہ کرنل ڈیوک اگر ہم میں سے کسی کے قد و قامت کا ہوتا یا
ڈیسی ہی مس جو لیا جیسی ہوتی تو مشن زیادہ آسانی سے مکمل ہو
جاتا۔۔۔۔۔۔ کیپٹن تشکیل نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ
وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے ذہن میں کیا خیالات موجود ہیں۔

”اصل میں ہمیں اس سرنگ مناصب میں داخل ہوتے ہی
فائرنگ شروع کر دینی چاہئے تھی۔ ہم چیکنگ کے جکر میں مار کھا
گئے۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ اگر اور کاش کے نقطہ بڑے خطرناک ہیں۔ کبھی ہم انہیں
بول کر پچھتاتے ہیں اور کبھی مقابلہ جیتا۔“ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا کرنل ڈیوک واقعی اپنا وعدہ پورا کرے
گا۔ کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”اگر وہ چیف سیکورٹی آفیسر رہا تو ضرور پورا کرے گا۔“ عمران
نے جواب دیا تو کیپٹن تشکیل کے ساتھ ساتھ تنویر بھی چونک پڑا۔
اسی لمحے جولیا اور صفدر ٹرے میں کافی سے بھری پیالیاں اٹھائے
واپس آگئے۔ جولیا نے ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور
ایک پیالی اپنے سامنے رکھ کر وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”آپ کا مطلب ہے کہ کرنل ڈیوک کو اب پراجیکٹ سے علیحدہ
کر دیا جائے گا۔“ کیپٹن تشکیل نے کہا تو صفدر اور جولیا بھی

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک نئی رہائش گاہ پر موجود تھا۔
انہوں نے کرنل ڈیوک کے جانے کے بعد سب سے پہلے ایک پراپرٹی
سینڈ کیٹ کے ذریعے یہ رہائش گاہ حاصل کی۔ پھر انہوں نے بازار
سے نئے لباس اور میک اپ کے سامان کے ساتھ ساتھ مخصوص اسلحہ
بھی خرید لیا۔ اس کے بعد وہ اس رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک کار
اور ایک بڑی جیب موجود تھی۔ جیب کی فرمائش عمران نے خصوصی
طور پر کی تھی اور یہ اسے یہاں ان کے پہنچنے سے پہلے ہی مہیا کر دی
گئی تھی۔ کوٹھی پر سینڈ کیٹ کا ایک آدمی موجود تھا اور عمران نے
اسے انعام دے کر واپس بھجوا دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے جاس
تبدیل کئے، میک اپ بدلے اور اب وہ سنگ روم میں بیٹھے ہوئے
تھے جبکہ جولیا کچن میں ان سب کے لئے کافی بنانے لگی ہوئی تھی اور
صفدر اس کی مدد کرنے کے لئے اس کے ساتھ تھا۔ سنگ

”ڈیسی جیمنسن کی بھانجی ہے اور ضد کرنے والی ڈیسی تھی اس سے اگر کرنل ڈیوک کا کورٹ مارشل ہوتا ہے تو لازماً ساتھ ہی ڈیسی کا بھی ہو گا اس لئے میں نے کہا تھا کہ وہ انہیں بنا دے گا اور بس۔“
عمران نے کہا۔

”تو پھر تم نے ان سے معاہدہ کیوں کیا تھا۔ انہیں وہیں گویوں سے اڑا دیتے۔“ جو لیانے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس سے سوائے اس کے اور کیا فرق پڑتا کہ جیمنسن کرنل ڈیوک اور ڈیسی کی ہلاکت پر غصے سے پاگل ہو جاتا اور پوری ایکریمین فوج ڈیگوشیا پر اتار دیتا جبکہ اب وہ اس جیسا کوئی دوسرا ایجنٹ وہاں تعینات کر دے گا اور اس سے ہم آسانی سے نمٹ لیں گے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیانی میں موجود کافی کا آخری گھونٹ لیا اور خالی پیالی میز پر رکھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور پھر انگوٹری کے نمبر پریس کر دیئے۔

”انگوٹری پلیز۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ریڈ کلب کا نمبر دیں۔“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”ریڈ کلب۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

چونک پڑے۔

”کیا ہوا ہے۔“ کیا لونی خاص بات ہو گئی ہے۔“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جیمنسن شیشیل نے اپنے سوال اور عمران کے جواب کی تفصیل بتا دی۔

”بلیک انجینی کا چیف جیمنسن انتہائی ذہین آدمی ہے اور اس کی عادت ہے کہ وہ اپنے مہجنوں کے بارے میں معلومات ادھر ادھر سے حاصل کرتا رہتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اسے اطلاع مل چکی ہو گی کہ کرنل ڈیوک اور ڈیسی ہمیں فوری طور پر ہلاک کرنے کی بجائے زندہ سلامت لے گئے ہیں اس لئے لازمی بات ہے کہ جیسے ہی کرنل ڈیوک واپس پہنچے گا اسے چیف جیمنسن سے بات کرنا پڑے گی اور جہاں تک میں کرنل ڈیوک کو جانتا ہوں وہ سب کچھ ہلاکم و کاست بنا دے گا اور جیمنسن نے لازماً اسے وہاں سے ہٹا دینا ہے تاکہ وہ ہم سے کیا ہوا معاہدہ پورا کرنے کے قابل ہی نہ رہے۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے کورٹ مارشل کا حکم دے دے۔“ صفدر نے کہا۔

”یقیناً دے سکتا ہے اگر ڈیسی درمیان میں نہ ہوتی۔“ عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا مطلب۔“ ڈیسی کا کیا مسئلہ ہے۔“ جو لیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

نے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ ایکریمیا میں میرے کلاس فیلو رہے ہیں اور میرے ان سے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔“ وسن نے جواب دیا۔
 ”اوکے۔“ پھر تو آپ سے گپ شپ ہو سکتی ہے کیونکہ کرنل ڈیوک میرے بھی دوست ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں جناب۔ آپ کلب تشریف لائیں۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہوگی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”اوکے۔“ شکر یہ۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”جہاز اندازہ درست تھا لیکن کیا اب ہم نے یہاں پہنچ کر صرف اس بات کا سوگ منانا ہے یا مشن بھی مکمل کرنا ہے۔“ جوہانے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔
 ”ہیں۔“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈیوک سے بات کرائیں۔ میں ریڈ کلب کا میجر وسن بول رہا ہوں ان کا دوست۔“ عمران نے وسن کی آواز اور لہجے میں کہا۔
 ”اوہ۔“ وہ تو جناب مادام ڈیسی کے ساتھ مستقل طور پر ایکریمیا چلے گئے ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اچھا۔ تو پھر ان کی جگہ کون آ رہا ہے۔“ عمران نے کہا۔

دی۔

”میجر وسن سے بات کرائیں۔ میں پرنس بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔
 ”ہوٹل کریں میں معلوم کرتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ وسن بول رہا ہوں میجر ریڈ کلب۔“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈیوک نے آپ کے بارے میں بتایا تھا کہ میں آپ کو فون کر لوں۔“ عمران نے کہا۔

”وہ تو جناب ایکریمیا چلے گئے ہیں مادام ڈیسی سمیت۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا انہوں نے میرے بارے میں کوئی بات کی تھی۔“ عمران نے کہا۔

”وہ میرے کلب آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں فوراً ان کے لئے سپیشل طیارہ ایکریمیا کے لئے چارٹرڈ کرواؤں۔ انہوں نے آپ کے بارے میں بتایا اور کہا کہ آپ کا فون آنے تو میں آپ کو بتا دوں کہ انہیں فوری طور پر اور مستقل طور پر ایکریمیا جانے کے لئے کہا گیا ہے اس کے بعد وہ چلے گئے۔“ وسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ پہلے بھی آپ کے کلب آتے جاتے رہتے تھے۔“ عمران

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

لارج ویو پراجیکٹ

(مصنف) مظہر کلیم ایم اے

بلیک انجنی کے ٹاپ ایجنٹ کرنل مارشل اور مائیکسیا سیکرٹ سروس کے دو میان ہونے والے انتہائی خوفناک ٹکراؤ کا انعام کیا ہوا؟

وہ لمحہ — جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت پراجیکٹ پر پہنچ گیا لیکن وہاں ایسے حفاظتی انتظامات تھے جنہیں عمران نے بھی ناقابل شکست قرار دے دیا۔ پھر؟

وہ لمحہ — جب عمران کے تمام ساتھی طویل عرصے کے لئے بے ہوش ہو گئے اور عمران کو اکیلے جدوجہد کرنا پڑی۔ کیسے اور کیوں؟

وہ لمحہ — جب عمران باوجود انتہائی کوشش کے پراجیکٹ میں داخل نہ ہو سکا تو یہ عمران نے شکست تسلیم کرنی یا؟

کیا عمران اور اس کے ساتھی مشن میں کامیاب بھی ہو سکے۔ یا اس تاریخی شکست ان کا مقدر بن چکی تھی۔

انتہائی تیز رفتار ایکشن بے پناہ اور اعصاب کو چٹا دینے والا سسپنس

ایسی خوفناک جدوجہد کہ جس کا ہر لمحہ موت کا لمحہ بن کر رہ گیا

ایک یادگار اور ہنگامہ خیز ناول

شائع ہو چکا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

کرنل مارشل آر ہے ہیں۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہاں۔ وہ بھی کرنل ڈیوک کی طرح میرے دوست ہیں۔ کب پہنچ رہے ہیں۔ عمران نے کہا۔

وہ سپیشل چارٹرڈ طیارے سے آرہے ہیں اور چیف ٹاؤ انہیں لینے ایئر پورٹ گئے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں چھپو چھپو ریلوں گا۔ عمران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

انگو۔ ہمیں فوری طور پر ایئر پورٹ پہنچنا ہے۔ کرنل مارشل بے حد تیز آدمی ہے لیکن اس کا قد و قامت کیپٹن ٹھٹھیں جیسا ہے اس نے اگر ہم اسے کور کر لیں تو کیپٹن ٹھٹھیں کو اس کی جگہ وہاں آسانی سے بھجوا یا جاسکتا ہے۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

لیکن یہ ٹاؤ تو وہیں ہو گا۔ صفدر نے کہا۔

اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ ٹاؤ لازماً پراجیکٹ کا آدمی ہو گا۔ اسے بھی کور کیا جاسکتا ہے۔ آؤ۔ عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار ایئر پورٹ کی طرف بڑھے طے جا رہے تھے۔

ختم شد

جیلے جاسوس

مصنف مظہر کلیم انیم

دنیا کی خوفناک ترین تنظیم کے۔ جی۔ بی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لرزادہ بننے والا نکلواؤ۔

جیلے جاسوس

ایسے افراد جنہوں نے ہمیشہ موت کو ایک کھیل سے زیادہ حیثیت نہ دی۔

دنیا کا طاقتور ترین ملک روسیہ جب پاکیشیا کے کروڑوں عوام کی مملکت کا منصوبہ بناتا ہے تو عمران اور اس کے ساتھی دیوانہ وار موت کے اس بے رحم سمندر میں کود پڑتے ہیں۔

کے۔ جی۔ بی کا چیف مارشل زاتوہ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کے درمیان اعصاب شکن اور ہولناک ٹکراؤ۔

مشین گنوں کی بے تحاشا فائرنگ، بموں کے خوفناک دھماکے اور خطرناک ترین سائنسی حربے کے۔ جی۔ بی کے مخصوص ہتھیار اور ان کے مقابلے میں عمران کی بے پناہ ذہانت اور سیکرٹ سروس کے ارکان کی جان توڑ بہادری۔

ایکشن ہی ایکشن • سہنس ہی سہنس

ایک ایسا دلچسپ اور خوفناک سلسلہ

شانع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

وے ٹو ایکشن

مصنف مظہر کلیم انیم

جیلے جاسوس کے خوفناک قاتل ایک بار پھر عمران پر بھیجتے پڑے۔ وہ ہر قیمت پر عمران کو پاکیشیا میں ہی دفن کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ عمران حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کا رخ نہ کر سکے۔

عمران حلقہ موت کے خوفناک قاتلوں کے ہتھکنڈے میں آجائے کے باوجود کیسے نکلے گا۔۔۔۔۔؟ حیرت انگیز لمحات

وہ لمحے جب عمران اور سیکرٹ سروس حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کی چابی کے لئے نکل پڑے۔ لیکن کیسے۔۔۔۔۔؟ زمین آسمان سمندر ہر طرف موت کا چال تان دیا گیا۔ پاکیشیا کے باہر لنگھنے کی کوئی نہ رہی۔ لیکن عمران پھر بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت اس چال کو توڑ کر نکل گیا۔ آخر کس طرف۔۔۔۔۔؟

پاکیشیا سے حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر تک ہزاروں میل کا ایسا خوفناک سفر جہاں ہر قدم پر حلقہ موت کی ایک کے بعد ایک خوفناک تنظیمیں موت بن کر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر پھینکتی رہیں۔

آبدوزوں کا رول، ٹرینوں کی ٹیلی کاچہروں اور حیرت جہازوں سے آئے ہوئے والیہ ٹرینوں کا خوفناک اور مہلک فیہ غارت ہو کہ ہر قدم لاشوں کے ڈھیر چھوڑ دیا گیا۔ انتہائی منفرد کہانی، قدم قدم پر ایکشن ہے۔ سہنس • شانع ہو گئی ہے •

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں خیر و شر کی آویزش پر انتہائی پراسرار اور تھریلر ناول

شودرمان

سپیشل نمبر

مصنف مظہر کلیم ایم اے

شودرمان شیطان کے چکاریوں کی مرکزی عمارت جسے شیطانی قوتوں نے ناقابل ترمیم بنادیا تھا۔

شودرمان کافرستان کے پہاڑی جنگل میں صدیوں سے قائم ایسی عمارت جہاں مکمل شیطانی قوتوں کا راج تھا۔

کا جلا شیطانی دنیا کا ایک ایسا شیطانی مذہب جو خیر و شر کی آویزش میں شر کی قوتوں کی نمائندگی کرتا تھا۔

مہما مہمان کا جلا کا سب سے بڑا چکاری، شیطان کا خصوصی پیروکار اور شودرمان کا رکھوالا جو انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا حامل تھا۔

کا جلا جس کے پیروکاروں نے عمران کو پاکیشیا سے اغوا کر کے اپنے قبضے میں کر لیا۔

کیا عمران شیطان کا پیروکار بن گیا۔ یا ————— ؟

وہ لمحہ جب خیر اور روشنی کی قوتوں نے عمران کو ہی شودرمان کی تباہی اور مہما مہمان کی ہلاکت کا مشن سونپ دیا۔ پھر کیا ہوا ؟

وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھ جوزف، جو نا اور ٹائیگر کو لے کر شودرمان کی تباہی اور کا جلا کی سرکوبی کے لئے کافرستان کے قدیم پہاڑی جنگل میں داخل ہو گیا۔ وہ

حادثہ جہاں انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا مکمل راج تھا۔

* وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیطانی قوتوں کے خوفناک شکنجے میں جکڑے جانے کے بعد بے بس ہو گئے۔ کیا عمران واقعی شیطانی قوتوں سے شکست کھائی گیا۔ یا ————— ؟

* کیا عمران شودرمان کو تباہ کرنے اور مہما مہمان کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ یا خور ان کا شکار ہو گیا۔ یا ————— ؟

انتہائی حیرت انگیز انجام

* کیا عمران شیطانی قوتوں کے انتہائی خوفناک جال کو توڑنے میں کامیاب ہو سکا۔

خیر و شر کے درمیان ہونے والی ایک ایسی آویزش جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا

پراسرار، حیرت انگیز، منفرد اور دلچسپ واقعات سے بھرپور ایک ایسا اٹکھانا ناول جو جاسوسی ادب میں یادگار حیثیت کا حامل ہے

شعاع ہو گیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

برہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

اول	شارگ	مکمل	بلنگ ڈیٹھ
دوم	شارگ	مکمل	بی ٹاسک
مکمل	مکروہ چہرے	اول	یلاگو
مکمل	کراؤن ایجنسی	دوم	یلاگو
مکمل	پرل پائریٹ	مکمل	لیک ایرو
اول	مائی وکٹری	مکمل	پاور اسکوڈ
دوم	فائنل فائنٹ	مکمل	جیوش چینل
اول	ساگان مشن	مکمل	بلیک ہاک
دوم	ایکس وی فائل	اول	سپیشل مشن
اول	کے جی بی پیڈ کوارٹر	دوم	سپیشل مشن
دوم	ریڈ ٹاپ	مکمل	ریڈ فلگ
مکمل	الیکٹرونک آئی	مکمل	سمارٹ مشن
مکمل	کراکون	مکمل	سپر ماسٹر گروپ
مکمل	بلیک ماسک	مکمل	الیکٹرونک آئی
مکمل	سی ٹاپ	اول	تاروت
مکمل	واٹر میزائل	دوم	تاروت

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ "لارچ ویو پراجیکٹ" کے خلاف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جدوجہد اپنے عروج کی طرف بڑھتی جا رہی ہے اور لارچ ویو پراجیکٹ جسے اسرائیل اور اکیڈمیا نے مل کر ناقابلِ تصحیح بنایا تھا اس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کس طرح اور کس انداز میں جدوجہد کرنا پڑی۔ یہ سب کچھ آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہو سکے گا اور مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہم لحاظ سے آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے گا کیونکہ آپ کی آراء حقیقتاً میری رہنمائی کرتی ہیں البتہ ناول کے مطالعہ سے پہلے حسب روایت اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کریجئے۔

رجو نہ نسل جھنگ سے غلام علی شیر دل لکھتے ہیں۔ مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ آپ ہم جیسے نوجوانوں کے شوق کو پورا کر کے ان کی مکمل حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مجھے شاعری کا شوق تھا لیکن آپ کے ادارے سے چھپنے والی شاعری کی کتابیں بڑھ کر میرا شوق پروان چڑھتا گیا اور اب میں آپ کو اس نئے خط لکھ رہا ہوں کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں اور میری شاعری پر مبنی کتاب اپنے ادارے سے شائع کریں۔ نمونے کے طور پر شعر لکھ رہا ہوں۔ امید ہے آپ کو پسند

اس ناول کے تمام نام "اکروار" واقعہ اور پیش کردہ چوتھڑے قطعی فرضی ہیں۔ کسی کی جڑی یا کھلی مطابقت محض اتفاق ہے۔ جو جس کے لئے پبلشرز "مصنف" پرنٹرز قطع ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔

ناشران۔۔۔۔۔ اشرف قریشی

یوسف قریشی

ترجمین۔۔۔۔۔ محمد بلال قریشی

طابع۔۔۔۔۔ پرنٹ یا رڈ پرنٹرز لاہور

قیمت۔۔۔۔۔ 55/- روپے



آئیں گے۔

ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جیکب آباد سندھ سے نثار احمد نالانی بلوچ لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کی تعریف کے لئے حقیقتاً میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ تنویر میرا انتہائی پسندیدہ کردار ہے۔ اس قدر پسندیدہ کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام تنویر رکھا ہوا ہے اس لئے جب عمران تنویر سے توہین آمیز یا طنزیہ باتیں کرتا ہے تو مجھے بے حد غصہ آتا ہے۔ اس لئے آپ عمران کو کچھ دیں کہ وہ آئندہ تنویر سے ایسا سلوک نہ کرے ورنہ مجھ سے غصہ برداشت نہ ہو سکے گا۔

محترم نثار احمد نالانی بلوچ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ تنویر کا کردار آپ کو پسند ہے اور اس حد تک پسند ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے کا نام تنویر رکھ لیا ہے تو محترم اب عمران کو کچھ کہنے کی بجائے آپ تنویر کی پرورش اس انداز میں کریں کہ عمران کی جرأت ہی نہ ہو سکے کہ وہ تنویر کے ساتھ طنزیہ باتیں کرے۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جو چیز آپ کے اپنے ہاتھ میں ہو اس پر زیادہ توجہ دینا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ دوسروں کے پیچھے بھاگا جائے البتہ عمران تک یہ بات پہنچا دی جائے گی کہ اب وہ واقعی محتاط ہو جائے کیونکہ اب ایک کی بجائے دو تنویر میدان میں آنے والے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کلور کوٹ ضلع بھکر سے شمشاد علی حیدر لکھتے ہیں۔ آپ کا ناول "ساگان مشن" بے حد پسند آیا۔ آپ نے خیر و شریر مبنی جو ناول لکھے ہیں

محترم غلام علی شیر دل صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کو خط ادارے کے منیجر صاحب کے نام لکھنا چاہئے تھا۔ دوسری بات یہ کہ "یوسف برادرز" نے ابھی تک شاعری پر مبنی کتابیں تو ایک طرف، ایک کتاب بھی شائع نہیں کی اور نہ ہی یہ اس ادارے کی فیلڈ ہے۔ آپ نے یقیناً غلط فہمی کی بنا پر یہ خط لکھ دیا ہے۔ بہر حال آپ نے اپنے چار صفحات پر مشتمل خط میں پونے چار صفحات پر اپنی شاعری کا جو نمونہ لکھ کر بھیجا ہے اس میں، میں اپنے قارئین کو بھی شامل کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ بھی آپ کی معیاری شاعری سے محظوظ ہو سکیں۔

نام تک نہ پوچھ سکا میں اس سے شیر دل
بڑی دیر تک وہ مجھ سے باتیں کرتا رہا

ان کا دوسرا شعر ہے۔

بات کچھ اور کہی تھی ہم نے شیر دل
کچھ کم ظرف لوگ تھے جو سمجھ نہ سکے

مشتے از غرور اس کے معنی ہیں کہ وہ شعر ہی کافی ہیں البتہ پہلے شعر کے بعد شیر دل کو یقیناً اپنا تخلص بدل لینا چاہئے تھا اور دوسرے شعر کے سلسلے میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا بھر میں کم ظرفوں کی تعداد شیر دل صاحب کو ہمیشہ زیادہ ہی نظر آئے گی کیونکہ آپ کی معیاری شاعری لکھنے والے کا اعلیٰ ظرف ہونا واقعی ضروری

انہوں نے مجھ سمیت بے شمار لوگوں کو دین اسلام کی عظمت سے نہ صرف واقف کر دیا ہے بلکہ لوگ اس کی طرف بے حد رغبت رکھنے لگ گئے ہیں۔ میں بھی آپ کا ناول ”بلیک اور لٹل پڑھ کر نہ صرف پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے پڑھنے لگ گیا ہوں بلکہ ساتھ ہی صغیرہ گناہ کرتے ہوئے بھی خوف آنے لگ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری زندگی جیل سے کہیں زیادہ پرسکون اور بہتر انداز میں گزر رہی ہے۔ امید ہے آپ اس موضوع پر مزید بھی لکھتے رہیں گے۔

محترم غمخشاہ علی حیدر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اپنے کرم سے یہ توفیق بخشی ہے کہ میری تحریروں سے قارئین نیکی اور صالحہ زندگی گزارنے کی طرف راغب ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تحت زندگی بسر کرنے والوں کے لئے حقیقتاً دنیا بھی جنت بن جاتی ہے۔ جہاں تک آئندہ اس موضوع پر لکھنے کی بات ہے تو انشاء اللہ اس موضوع پر آپ کتابیں پڑھتے رہیں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ہری پور سے ام کلثوم لکھتی ہیں۔ آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ آپ کتنی زبانوں پر عبور رکھتے ہیں کیونکہ آپ کے ناولوں میں عمران اکثر دوسری زبانوں کے الفاظ کی نہ صرف تشریح کرتا ہے بلکہ یہ بھی بتا دیتا ہے کہ اس لفظ کا تعلق کس زبان سے ہے۔ اس طرح ہماری معلومات میں بھی بے پناہ انصاف ہوتا

ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

محترمہ ام کلثوم صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ زبانوں کا علم انتہائی دلچسپ علم ہے اور جو لوگ زبانوں کے علم میں دلچسپی لیتے ہیں اور الفاظ، ان کی ماہیت، ان کے بنیادی مادے اور ان کی ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقلی کے ساتھ ساتھ بذات خود قدیم دور کی زبانوں کے بارے میں تحقیق اور ان قدیم زبانوں سے نکلنے والی دوسری زبانوں اور پھر زندہ اور مردہ زبانوں کے بارے میں علم انتہائی دلچسپ ہے۔ جہاں تک عمران کا تعلق ہے تو آپ کو تو معلوم ہے کہ عمران کو دنیا کے ہر موضوع سے نہ صرف دلچسپی ہے بلکہ وہ ان تمام مختلف موضوعات پر سببی لڑپیر بھی باقاعدگی اور شوق سے پڑھتا رہتا ہے۔ جہاں تک وہ الفاظ کی تشریح کرتا ہے تو یہ بھی اس کی زبان اور اس کے الفاظ میں دلچسپی رکھنے کو ظاہر کرتا ہے لیکن یہ سب کچھ عمران کے بارے میں تو کہا جاسکتا ہے لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے تو من اتم کہ من دائم۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

باغ (آزاد کشمیر) سے اظہر خان عباسی لکھتے ہیں۔ میں کافی عرصہ سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ آپ واقعی اس قدر معیاری ناول لکھ کر ایک بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ واقعی خداداد صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اکثر عمران سیریز کے قارئین لکھتے ہیں کہ عمران بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے لیکن میں کہتا

ہوں کہ عمران آپ کی صلاحیتوں کے پاسنگ بھی نہیں ہے۔ آپ کو واقعی اللہ تعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ آخر میں درخواست ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ جویا کی عمر کتنی ہے۔

محترم اظہر خان عباسی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ آپ نے میرے بارے میں جو کچھ لکھا ہے آپ کے ان پر خلوص خیالات پر آپ کا ذاتی طور پر مشکور ہوں۔ جہاں تک جویا کی عمر کا تعلق ہے تو ظاہر ہے خواتین اپنی عمر نہیں بتایا کرتیں۔ زیادہ زور دیا جائے تو پھر عام طور پر ایسا ہی جواب ملتا ہے جیسا ایک ادھیڑ عمر خاتون سے جب انٹرویو لینے والے نے عمر پوچھی تو وہ ٹال گئی لیکن جب انٹرویو لینے والے صاحب صدر پرائز کے اور محترمہ کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں وہ ناراض ہو کر ان کا انٹرویو ہی شائع نہ کرے تو مجبوراً اپنی عمر انہیں بتانی پڑی کہ وہ چار بار سولہ سال کی ہو چکی ہیں۔ امید ہے آپ بھی آئندہ ایسی باتیں پوچھنے پر اصرار نہ کیا کریں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام
مظہر کلیم ایم اے

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جریرہ ڈیگوشیا کے ایئر پورٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جریرہ ڈیگوشیا کے مشرقی حصے میں لارج ویو پراجیکٹ کا سیکورٹی آفیسر کرنل ڈیوک اپنی بیوی ڈیسی کے ساتھ واپس اکیرمینیا جا چکا تھا۔ جبکہ اس کی جگہ بلیک ہنسی کے چیف جیمیسن نے کرنل مارشل کو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کے لئے بھجوایا تھا اور عمران کو کرنل ڈیوک کے دوست ولسن سے اس بارے میں اطلاع مل گئی تھی اس لئے وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت ایئر پورٹ جا رہا تھا تاکہ کرنل مارشل کی جگہ کیپٹن شکیل کو دے کر وہ اپنا مشن پورا کر سکے کیونکہ کرنل مارشل کا قہر و قامت کیپٹن شکیل جیسا ہی تھا۔ لیکن ایئر پورٹ پہنچنے پر انہیں وہاں سے معلومات کرنے پر معلوم ہو گیا کہ اکیرمینیا سے سپیشل چارٹرڈ طیارہ نصف گھنٹہ پہلے پہنچا تھا اور اس میں موجود

مسافرجن میں ایک مرد اور ایک عورت تھی یہاں ان کے استقبال کے لئے آنے والے ایک آدمی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں اور عمران سمجھ گیا کہ ان کا استقبال کرنے والا مرد ناؤ ہو گا اور آنے والا کرنل مارشل ہو گا اور ساتھ اس کی کوئی دوست لڑکی ہو گی۔

اب کیا کریں۔ وہ تو جیسے ہی نکل گئے۔ جو نیانے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

ہاں۔ ہم تھوڑا لیٹ ہو گئے ہیں۔ بہر حال اب خود ہی ٹرائی کرنا پڑے گی۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

عمران۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش میجر ولسن کے ذریعے کی جائے گی۔ اچانک جو نیانے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کرنل ڈیوک کو ہٹا کر کرنل مارشل کو فوری طور پر یہاں بھیجا گیا ہے اس لئے اس نے صرف وہاں پراجیکٹ پر ہمارا انتظار نہیں کرنا بلکہ اس نے کوشش کرنی ہے کہ ہمیں پراجیکٹ پر پہنچنے سے پہلے یہاں مغربی حصے میں ہلاک کر دے اور یقیناً کرنل ڈیوک نے اپنے چیف کو میجر ولسن کے ساتھ قہارے رابطے کی بات کر دی ہو گی اور اس رابطے کے ذریعے وہ ہمیں ٹریس کر سکتے ہیں۔ جو نیانے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اودہاں۔ ویری گڈ۔ تم نے بالکل درست انداز میں سوچا ہے۔ کرنل مارشل ڈیوک سے یکسر مختلف طبیعت کا آدمی ہے۔ یہ شخص حد درجہ چالاک۔ شاطر اور میڈار آدمی ہے اور اب تجھے یقین ہے کہ جو عورت اس کے ساتھ ایئر بیس سے آئی ہے وہ ڈریکی ہو گی۔ ڈریکی بھی بلیک مینس کی ایجنٹ ہے اور اس کا مقصد سیکشن ہے۔ یقیناً وہ ڈریکی کو اس لئے ساتھ لایا ہو گا کہ ڈریکی ہمیں مغربی حصے میں ٹریس کر کے ختم کر سکے۔ عمران نے جواب دیا۔

تو پھر میجر ولسن کے ذریعے ہم بھی انہیں ٹریس کر سکتے ہیں۔ جو نیانے کہا۔

ہاں۔ آؤ اب ریڈ کلب چلیں۔ اب باقی کام وہیں ہو گا۔ عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایئر پورٹ سے نکل کر ریڈ کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے کار ریڈ کلب کے کمپائونڈ گیٹ میں موڑی اور اسے ایک طرف تہی ہوئی پارکنگ میں روک دیا اور پھر وہ نیچے اتر آئے۔ کلب کا ہال خاصا بڑا اور خاصا خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا اور وہاں موجود افراد کا تعلق بھی اعلیٰ طبقے سے تھا۔

تم لوگ یہاں بیٹھو۔ صرف جو نیانے ساتھ جائے گی۔ عمران نے کہا تو صفدر، تنویر اور میپن تشکیل اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک سائیڈ پر موجود خالی میز کی طرف بڑھ گئے جبکہ عمران اور جو نیانے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

میں ۔۔۔ عام طور پر وہ افس میں بیٹھتے ہیں لیکن خصوصی مہمانوں کے ساتھ وہ سپیشل افس میں ملاقات کرتے ہیں ۔ لڑکی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ اس نوجوان کی رہنمائی میں ایک راہداری کے آخر میں موجود دروازے پر پہنچ گئے اس نوجوان نے دروازہ کھولا تو عمران اور جوینا اندر داخل ہو گئے لیکن وہ خود ایک طرف ہٹ گیا۔ عمران اور جوینا افس میں داخل ہوئے تو افس خالی تھا لیکن ابھی وہ ادھر ادھر دیکھ ہی رہے تھے کہ اندرونی دیوار میں موجود دروازہ کھلا اور ایک بے قد اور قد ۔۔۔ بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان اور بے حد سمارت سی لیکر تین لڑکی تھیں اور اسے دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ ذریعہ ہے ۔ گو ذریعہ کی نمک اپ کر رکھا تھا لیکن عمران اس کے چلنے کے مخصوص انداز سے اسے پہچان گیا تھا۔ ذریعہ کی چال قدرتی طور پر ایسی تھی کہ اسے یاد رکھا جاسکتا تھا۔

”میا نام ولسن ہے اور یہ میری دوست ہیں ما دام جینکی ۔۔۔ ولسن نے آگے بڑھ کر عمران کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران اس کی آواز سے ہی پہچان گیا کہ وہ ولسن ہی ہے ۔

”میا نام پرنس ہے اور یہ میری ساتھی ہے مس مارگریٹ ۔

عمران نے کہا اور پھر جینکی اور جوینا نے ہاتھ ملایا اور رسمی فقرے ادا کرنے کے بعد وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔

”میجر ولسن سے کہیں کہ پرنس آیا ہے ۔ عمران نے کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ایس مڈم“ لڑکی نے مؤدبانہ سجع میں کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر پرنس کو دیئے ۔

”کاؤنٹر سے ذہنی بول رہی ہوں ۔ ایک لیکرینی مرد اور ایک عورت آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ باس سے کہیں کہ پرنس آیا ہے ۔“ لڑکی نے مؤدبانہ سجع میں کہا۔

”ایس مڈم“ دوسری طرف سے بات سن کر اس لڑکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

باس کی پرسنل سیکرٹری اب خود یہاں فون کرے گی ۔ کاؤنٹر گرل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور لڑکی نے رسیور اٹھا لیا۔

”ایس مڈم“ لڑکی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے ایک طرف موجود نوجوان کو بلایا۔

”ایس مڈم“ نوجوان نے کاؤنٹر کے قریب آکر کہا۔

”انہیں باس کے سپیشل افس میں لے جاؤ“ لڑکی نے کہا۔

”اے جی جناب“ اس نوجوان نے کہا۔

”یہ سپیشل افس کے علاوہ بھی کوئی افس ہے ان کا“ عمران نے کہا۔

کے ساتھ رابطہ ہو گا۔ عمران نے گلاس اٹھاتے ہوئے وسن سے مخاطب ہو کر کہا تو وسن بے اختیار چونک پڑا۔
 "ہاں۔ وہ بھی میرے مہربان ہیں۔ وہ اگر یہاں آئے تو ضرور مجھ سے رابطہ کریں گے۔" وسن نے جواب دیا۔

"ان کی ایک ساتھی خاتون ہیں مادام ڈریکلی۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ یہاں آنے والی ہیں۔ اگر آپ کا کرنل مارشل سے رابطہ ہو تو پلیز آپ انہیں ہمارے بارے میں ضرور بتا دیں۔ میری کونھی کا منہ بھی انہیں بتا دیں کیونکہ مادام ڈریکلی لازماً مجھے سننے آئیں گی اور مجھے بھی ان سے ملے کافی حوصلہ ہو گیا ہے۔" عمران نے جو سب کرتے ہوئے کہا۔

"نھیک ہے جناب۔ میں آپ کا پیغام ضرور دے دوں گا۔" وسن نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف بڑھا لیکن عمران نے دیکھا کہ ڈریکلی نے غصے کے انداز میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور پھر ہاتھ اٹھایا تو وسن کا جیب کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ واپس سیدھا ہو گیا۔

"اب اجازت دیجئے۔ امید ہے آپ سے گاہے بگاہے ملاقات ہوتی رہے گی۔" عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ضرور جناب۔" وسن نے کہا۔

"آؤ مارگریٹ۔" عمران نے جو لیا سے کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جو لیا ہونٹ نیچے خاموشی سے اس کے

"مجھے آپ کی آمد پر بے حد خوشی ہوئی ہے پرنس۔ آپ کیا پینا پیہ فرمائیں گے۔" وسن نے کہا۔
 "ایپل جوس۔ ویسے مادام نیکی کیا ڈیٹو شیا میں رہتی ہیں۔" عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔" ایگریٹیا میں رہتی ہیں اور ابھی تھوڑی دیر پہلے ایگریٹیا سے یہاں آئی ہیں۔ چونکہ یہ میرے آفس میں تھی اور آپ کی آمد کی اطلاع ملی اس لئے ہم دونوں ہی یہاں آ گئے۔" وسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایپل جوس کا آرڈر دے کر رسیور رکھ دیا۔

"پرنس۔ آپ یہاں کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ کیا کسی ہوٹل میں۔" جیکی نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ مجھے ہوٹلوں میں رہنے سے الرجی ہے اس لئے ہم نے ایک رہائشی کونھی لی ہوئی ہے۔ ہم دو کے علاوہ تین اور ساتھی بھی ہیں یہاں۔" عمران نے جواب دیا۔

"کہاں ہے یہ رہائش گاہ۔" جیکی نے کہا تو عمران نے اسے کالونی کا نام اور کونھی کا منہ بتا دیا۔ اسی لئے دروازہ کھلا اور ایک لڑکی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ ٹرے میں ایپل جوس کے بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس سب کے سامنے رکھا اور ٹرے اٹھائے واپس چلی گئی۔

"کرنل ڈیوک کی جگہ کرنل مارشل آئے ہیں۔ کیا ان کا بھی آپ

پہنچے چلتی ہوئی باہر آگئی۔ چند لمحوں بعد وہ ہال میں پہنچے تو ان کے ساتھی میں پر موجود تھے۔ عمران نے انہیں آنے کا اشارہ کیا اور خود وہ باہر نکلتا چلا گیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب“ صفدر نے کار کلب کے کپاؤنڈ سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

”ڈریکے یہاں ہم سے پہلے پہنچی ہوئی تھی اور میں نے انہیں لو بھی کونسل اور کاونٹی کا نام بتا دیا ہے۔ پہلے وہ پرس اور اس کی ساتھی مس مارگریٹ کو یہیں اپنے سپیشل آفس میں ہی بے ہوش کرنے کا پروگرام بنا کر آلے تھے لیکن میں نے اپنے تینوں ساتھیوں کا ذکر کر دیا جس پر ڈریکے نے ولسن کو بے ہوش کرنے کے عمل سے روک دیا۔ اب ڈریکے لازماً اپنے سیکشن کے آدھیوں کے ساتھ ہماری کونٹری پر ریڈ کرے گی۔“ عمران نے کہا۔

”تم نے خواہ مخواہ انہیں دھکیل دے دی۔ ہم ان سے نمٹ لیتے۔“ جوئیائے من بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح اطلاع کرنل مارشل تک پہنچ جاتی۔ اب وہ ریڈ کرے گی تو اس پر قابو پانا پائے گا اور پھر اس کے ذریعے ہم مارشل کو ٹریس کر لیں گے۔“ عمران نے کہا تو اس بار جوئیائے اثبات میں سر ہلادیا۔

”آپ نے مجھے کیوں روک دیا تھا مادام ڈریکے“..... ولسن نے ڈریکے سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں ایک کمرے میں موجود تھے اور دونوں کے ہاتھوں میں شراب کے جام تھے۔

”میں اس کے ساتھیوں سمیت اس کا خاتمہ کرنا چاہتی ہوں ولسن اور تم نہیں جانتے یہ شخص حد درجہ شاطر ہے ایک بات اور بھی بتا دوں تمہیں کہ اس نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا میں نے اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی مخصوص چمک دیکھ لی تھی۔“..... ڈریکے نے کہا تو ولسن بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ چمک آپ کو پہچان لینے کی وجہ سے نہیں تھی مادام۔ بلکہ آپ کے حسن کا جلوہ ہی ایسا ہے۔“..... ولسن نے کہا تو ڈریکے بے اختیار ہنس پڑی۔

”ارے کہیں تم خود تو مجھ پر عاشق نہیں ہو گئے۔“..... ڈریکے نے

بڑے بے باک سے لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں۔ آپ کے ساتھ عشق کرنا تو تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ ذرا سا آپ کا موڈ بگڑا اور پھر عاشر گٹھڑی میں لاش بنا بہتا نظر آنے لگا۔“..... ولسن نے کہا تو ڈریکلی بے اختیار کھکھلا کر ہنس پڑی۔

”تمہاری یہی حقیقت پسندی مجھے اچھی لگتی ہے لیکن تم اب مستقل طور پر ڈیگیو شیا کیوں جم گئے ہو۔ ایکریمیا میں بھی تو تمہارا کام بہترین چل رہا تھا۔ چلو ملاقاتیں تو ہوتی رہتی تھیں“..... ڈریکلی نے کہا۔

”چیف کا حکم تھا اس لئے مجبوری تھی ورنہ ایکریمیا تو مجھے بھی یاد آتا رہتا ہے۔“..... ولسن نے کہا تو ڈریکلی بے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ۔ تو تم یہاں چیف کے منبر ہو۔ لیکن یہاں اس کی کیا ضرورت ہے۔“..... ڈریکلی نے کہا۔

”یہاں بہت کچھ ہوتا رہتا ہے اور چیف نے تو ہر جگہ لپٹے آدمی پہنچائے ہوئے ہیں اس لئے تو کہا جاتا ہے کہ پورے براعظم ایکریمیا میں اڑنے والی مکھی بھی چیف کی نظروں سے اوجھل نہیں رہتی۔“..... ولسن نے کہا۔

”کیا چیف تم سے یہاں براہ راست رابطہ کرتا ہے۔ مجھے واقعی یہ بات معلوم نہیں تھی۔“..... ڈریکلی نے کہا۔

”نہیں۔ کوئی رپورٹ ہو تو میں ہیڈ کوارٹر پہنچا دیتا ہوں چیف

نے مجھ سے کیا رابطہ کرنا ہے۔“..... ولسن نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ولسن نے ہاتھ میں پکڑا ہوا جام میز پر رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔ ولسن بول رہا ہوں۔“..... ولسن نے کہا۔

”میں کراڈ بول رہا ہوں۔ مادام یہاں موجود ہوں گی۔“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں۔ بات کر لو۔“..... ولسن نے کہا اور اس نے رسیور مادام ڈریکلی کی طرف بڑھا کر خود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ ڈریکلی بول رہی ہوں۔“..... ڈریکلی نے کہا۔

”کراڈ بول رہا ہوں مادام۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے۔“..... ڈریکلی نے کہا۔

”کلب سے نکلنے والی کار کراؤن کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں گئی ہے اور وہ لوگ ابھی تک اندر موجود ہیں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کتنے افراد تھے کار میں۔“..... ڈریکلی نے پوچھا۔

”ایک عورت اور چار مرد تھے۔“..... کراڈ نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو کیا تین افراد ہال میں موجود تھے جبکہ یہاں آفس میں تو

ایک عورت اور ایک مرد آئے تھے۔“..... ڈریکلی نے کہا۔

”یس مادام۔“..... کراڈ نے کہا۔

"کیا ہوا۔ کیا اس نے تمہیں کوئی تکلیف پہنچائی ہے؟"..... ولسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعہ آج سے چار سال پہلے کا ہے۔ ایک بین الاقوامی کہیں میں یہ میرے ساتھ تھا اس نے اپنی لٹھے دار باتوں سے واقعی مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا اور میں نے اس کے بارے میں خواب دیکھنے شروع کر دیئے اور اس نے بھی میری خوب حوصلہ افزائی کی۔ اس طرح مشن کی تکمیل کے دوران میں نے تمام ضروری سہولتیں اسے مہیا کر دیں اور اس نے مشن مکمل کر لیا۔ اس طرح بین الاقوامی سطح پر یہی سمجھا گیا کہ مشن اس عمران نے پورا کیا ہے حالانکہ سارا کام میں نے کیا تھا لیکن میں اس لئے خوش تھی کہ اس طرح وہ میرا احسان مند رہے گا لیکن مشن مکمل ہوتے ہی اس کی نظریں بدل گئیں وہ مجھے اس طرح ٹرٹ کرنے لگ گیا جیسے میں کسی خوفناک بیماری کا جراثیم ہوں اور پھر اس نے مجھ سے ایسے الفاظ کہے کہ میری روح تک زخمی ہو گئی اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس کو تڑپا تڑپا کر ماروں گی۔ میں نے واپس آکر حریف سے ساری بات کی اور اسے درخواست بھی کی کہ وہ مجھے اجازت دے کہ میں پاکیشیا جا کر اس کا خاتمہ کر دوں لیکن حریف نے اپنے اصول کے تحت مجھے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اب مجھے چار سال بعد موقع ملا ہے۔ اب میں اس سے گن گن کر بدلہ لوں گی"..... ڈریکلی نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ تم نے چار سال اس بات پر صبر کیا ہے ورنہ تمہاری

"تمہارے ساتھی ریڈ کے لئے پوری طرح تیار ہیں یا نہیں۔ ڈریکلی نے کہا۔

"بالکل تیار ہیں مادام"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "چینگ کس طرح کر رہے ہو؟"..... ڈریکلی نے پوچھا۔
 "ہم اس کو ٹھی سے تقریباً پانچ سو گز دور ہیں اور زبرد بلاسٹ سے چینگ ہو رہی ہیں ہم اس کو ٹھی کے سلسلے ہی نہیں گئے"..... کراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں وہاں پہنچ رہی ہوں"..... ڈریکلی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ میرے ساتھ اور دیکھو کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے"..... ڈریکلی نے ولسن سے مخاطب ہو کر کہا تو ولسن سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک کار میں سوار کلب سے نکل کر سڑک پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"کیا تم اس کو ٹھی کو میزائلوں سے اڑا دو گی؟"..... ولسن نے کہا۔

"اوه نہیں۔ اس طرح تو یہ لوگ اچانک مرجائیں گے اور عمران کو کیسے معلوم ہو گا کہ اس کی موت ڈریکلی کے ہاتھوں ہو رہی ہیں۔ میں تو اسے تڑپا تڑپا کر ماروں گی اس کی ایک ایک بوٹی اور جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دوں گی"..... ڈریکلی نے لکھت غراتے ہوئے کہا۔

جگہ میں ہوتا تو سب کچھ چھوڑ کر اس کی سرکوبی کے لئے نکل کھڑا ہوتا۔" ولسن نے کہا۔

"ہمارے پیروں میں زنجیریں پڑی ہوتی ہیں ولسن"..... ڈریکی نے کہا تو ولسن نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی۔

"اب کہاں رکنا ہے"..... ولسن نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر تھا ڈریکی سے پوچھا۔

"آگے چلے چلو۔ کراڈ خود ہی سامنے آجائے گا"..... ڈریکی نے کہا اور ولسن نے کار آگے بڑھادی اور پھر تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ ایک نوجوان نے ایک درخت کی اوٹ سے نکل کر ہاتھ ہرایا تو ولسن نے کار اس کے قریب لے جا کر روک دی اور ڈریکی نیچے اتر آئی۔

"کیا وہ اندر ہیں کراڈ"..... ڈریکی نے کہا۔

"نہیں مادام۔ وہ پانچوں ہی اندر موجود ہیں"..... کراڈ نے کہا۔

"کہاں ہیں۔ دکھاؤ مجھے"..... ڈریکی نے کہا۔

"آئیے میرے ساتھ"..... کراڈ نے کہا اور پھر وہ ڈریکی کے ساتھ چلتا ہوا ایک زیر تعمیر کوٹھی کی ایک دیوار کے اندر داخل ہوا سائیڈ پر ایک دیوار کے ساتھ ایک ڈبہ کیل سے لٹکا ہوا تھا۔ عام سیاہ رنگ کا ڈبہ تھا کراڈ نے آگے بڑھ کر اس کے ایک کونے کو انگوٹھے سے دبایا تو ڈبے کی سطح یکثت کسی سکرین کی طرح روشن ہو گئی اور دوسرے لمحے ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔ کمرے میں کرسیوں پر ایک

عورت اور چار مرد بیٹھے ہوئے تھے اور وہ آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

"پوری کوٹھی چیک کی ہے۔ کہیں کوئی خفیہ راستہ تو نہیں ہے"..... ڈریکی نے پوچھا۔

"ہم نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ کوئی خفیہ راستہ تو ایک طرف اس میں کوئی تہہ خانہ بھی نہیں ہے"..... کراڈ نے جواب دیا۔

"جہازے ساتھی کہاں ہیں"..... ڈریکی نے پوچھا۔

"وہ مختلف سمتوں میں چیکنگ کر رہے ہیں تاکہ یہ لوگ عقبی طرف سے یا سائیڈوں سے نہ نکل جائیں"..... کراڈ نے کہا۔

"اب ایسا کرو اس کوٹھی میں سرانم گیس فائر کراؤ اور پھر آکر مجھے اطلاع دو"..... ڈریکی نے کہا اور مڑ کر وہ اس دیوار کی سائیڈ سے باہر آئی اور پھر سڑک کر اس کے کار کی طرف بڑھتی چلی گئی جس کے اندر ولسن بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا ہوا"..... ولسن نے باہر نکل کر پوچھا۔

"وہ اندر موجود ہیں اور اب وہاں گیس فائر ہو گئی جس سے وہ بے ہوش ہو جائیں گے پھر ہم اندر جا کر انہیں باندھ کر ان کا تماشہ دیکھیں گے"..... ڈریکی نے کہا۔

"کیا اس کوٹھی میں راڈز والی کرسیاں ہیں"..... ولسن نے کہا۔

"اوه نہیں۔ وہاں کیسے ہو سکتی ہیں"..... ڈریکی نے چونک کر کہا۔

”تم نے انہیں ہوش میں لانا ہے پھر انہیں باندھو گی کیسے۔“
ولسن نے کہا۔

”رسیوں سے بندھوا دوں گی۔“..... ڈریکی نے کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک الجھن ہیں ڈریکی اس لئے تم ایسا کرو کہ یا تو انہیں بے ہوشی کے عالم میں گولیوں سے اڑا دو اور اگر تم ایسا نہ کرنا چاہو تو پھر اس کالونی میں ایک اور کوٹھی ہے اس میں راڈز والی کرسیاں بھی موجود ہیں اور ٹائمنگ کا قدیم اور جدید سامان بھی ہے وہ میرا ایک اسپیشل اڈا ہے انہیں اٹھا کر وہاں لے جاتے ہیں پھر تم دل بھر کر ان کا حشر کرنا۔ ان راڈز سے یہ تو کیا ان کی رو حیں بھی آزاد نہ ہو سکیں گی۔“..... ولسن نے کہا۔

”اوہ۔ وری گڈ۔ کہاں ہے وہ کوٹھی۔“..... ڈریکی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ولسن نے اسے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

”ٹھیک ہے۔ وری گڈ۔ تم نے واقعی میرا ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔“..... ڈریکی نے کہا اور ولسن بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اپنی رہائش گاہ پر موجود تھا۔ ریڈ کلب سے واپسی پر انہوں نے باقاعدہ مارکیٹ کا چکر لگایا تھا اور عمران نے وہاں سے ایسی گولیوں کا پیکیٹ خرید لیا تھا جو کسی بھی گیس سے ان کو بے ہوش ہونے سے چار گھنٹوں تک بچائے رکھتی تھیں اور عمران نے کوٹھی پر پہنچ کر سب سے پہلے دو گولیاں خود کھائیں اور دو دو گولیاں سب ساتھیوں کو بھی کھلادیں۔

”کیا یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے ہمیں بے ہوش کریں گے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کوٹھی کو ہی میزائلوں سے اڑا دیں۔“ جو یانے کہا۔

”میزائلوں سے بچنے کے لئے چونکہ گولیاں ابھی تک ایجاد نہیں ہو سکیں اس لئے وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ جو بیا کے غصے سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔
 "نہیں۔ اب مجھے چکر دینے کی کوشش مت کرو۔ سیدھی بات کرو۔" جو بیا نے کہا۔

"اگر میں تمہیں چکر دینے کی کوشش کر سکتا تو اب تک اس رقیب رو سیاہ۔ اوہ سوری۔ میرا مطلب ہے رقیب رو سفید کو پیر تسمہ پا بنا کر ساتھ چپکائے پھرتا۔ اس لئے بے فکر رہو میں خواتین کی نفسیات صرف اس حد تک جانتا ہوں جس حد تک کوئی شریف آدمی جان سکتا ہے۔" عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم نے مجھے پیر تسمہ پا کہا ہے اس کا کیا مطلب ہوا؟" تنویر نے چونک کر پوچھا۔ اسے شاید اس کا مطلب نہ آتا تھا۔

"اس کا مطلب پوچھ کر کیا کرو گے۔ بہر حال پیر بڑا معزز لفظ ہے اس لئے اس پر گزراؤ کرو۔" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اگر انہوں نے ہمیں بے ہوش کر کے جہاں سے کسی اور جگہ لے جانا چاہا تب کیا ہو گا کیونکہ بہر حال وہ ہمیں اٹھاتے ہی سمجھ جائیں گے کہ ہم اصلی بے ہوش نہیں ہیں۔" اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر تو ذریعہ ان کے ساتھ ہونی تو پھر حساب کتاب ہمیں کر لیا جائے گا ورنہ دوسری صورت میں مجبوری ہے ہمیں لدے لدے پھرنا ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"کیوں۔ ہم اس طرح ان کا شکار بننے کی بجائے اس ذریعہ کو بھی

"مس جو بیا درست کہہ رہی ہیں عمران صاحب۔ آپ نے ذریعہ کو دھیل دے کر واقعی بہت بڑا رسک لیا ہے جبکہ کلب سے ہی ہماری نگرانی کی جاتی رہی ہے اور اب بھی نگرانی کرنے والے باہر موجود ہیں۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لوگ دعائیں مانگ مانگ کر تھک جاتے ہیں کہ دنیا میں ان کو کوئی اہمیت کبھی جائے اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے اہمیت دی ہے تو تم ناشکری کر رہے ہو۔" عمران نے کہا
 "کیا مطلب۔" صفدر نے چونک کر کہا۔

"مطلب ہے کہ جہاڑی اتنی اہمیت ہے تو جہاڑی نگرانی کی رہی ہے یہاں اس کا لونی میں اور لوگ بھی تو رہ رہے ہیں ان کا نگرانی تو ظاہر ہے کوئی نہیں کر رہا۔" عمران نے جواب دیا۔
 "لیکن یہ اہمیت ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے"

جو بیا نے کہا۔

"جس طرح مجھے جہاڑی نفسیات کا علم ہے اسی طرح مجھے ذریعہ کی نفسیات کا بھی علم ہے اور ذریعہ کی نفسیات ہے کہ وہ لازماً ہمیں بے ہوش کرے گی اور تم دیکھ لینا وہ ایسا ہی کرے گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو تم اس حد تک اسے جانتے ہو۔ کیا مطلب۔ کیوں جو بیا نے لکھت پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ میرا مطلب خواتین کی نفسیات سے تھا۔" عمرا

تو شکار کر سکتے ہیں۔ وہ اگر ریٹے کلب میں نہیں رہ رہی تو کسی ہوٹل میں رہ رہی ہوگی..... تنویر نے کہا۔

"میں یہ سب کچھ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کرنل مارشل کو اس وقت تک ڈریکے کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل سکے جب تک کہ میں ڈریکے سے کرنل مارشل کی خصوصی فریکوئنسی نہ معلوم کر لوں اور ایسا اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب ڈریکے پبلک مقام سے ہٹ کر کسی جگہ موجود ہو۔ کیونکہ ڈریکے بھی بلیک ہینس کی نامور ایجنٹ ہے اس کی زبان کھلوانے کے لئے جو لیا کو بے حد محنت کرنا پڑے گی....." عمران نے کہا تو اس کا آخری فقرہ سن کر جو لیا کا چہرہ لکھتے کھل اٹھا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں اس کی روح سے بھی سب کچھ اگھوا لوں گا۔" جو لیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہو تو اچانک انہیں باہر سے کٹاک کٹاک کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔ "چلو بھئی کارروائی شروع۔ لیکن خیال رکھنا کسی بھی رسک کا صورت میں تم نے حرکت میں آجانا ہے....." عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح لڑھک کر کرسی سے نیچے قایلین پر گر آئے جیسے اچانک بے ہوش ہو گیا ہو۔ البتہ اس کا چہرہ دروازے کی طرف ہی تھا۔ اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے اسی طرح نیچے گر گئے اور تھوڑی دیر بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں عمران خاموش پڑا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازے سے یکے !

دیگرے چھ افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ سب مسلح تھے۔

"مرنی جا کر باہر سے ویگن لے آؤ تاکہ انہیں اس میں لا کر لے جایا جاسکے....." ایک آدمی نے مڑ کر کہا تو دوسرا آدمی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا واپس چلا گیا۔ اس آدمی نے آگے بڑھ کر جھک کر عمران کو ہلایا بھلایا لیکن طاہر ہے عمران جیسا اداکار اتنی آسانی سے کیسے اپنے آپ کو طاہر کر سکتا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا تمہیں کوئی شک ہوا ہے کراڈ....." ایک اور آدمی نے کہا۔

"ہاں۔ میری چھٹی حس بتا رہی ہے کہ یہ لوگ بے ہوش نہیں ہیں لیکن اب میرا خدشہ دور ہو گیا ہے۔ یہ واقعی بے ہوش ہیں۔" اس آدمی نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ویگن آگئی ہے....." تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے جے مرنی کہا گیا تھا اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"مادام اور ولسن کہاں ہیں....." اس کراڈ نے پوچھا۔

"یہ سن کر کہ یہ لوگ بے ہوش پڑے ہیں چلے گئے ہیں۔" مرنی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اٹھاؤ انہیں اور ویگن میں ڈال دو اور پھر ان کا سامان بھی ساتھ لے لینا....." کراڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے واپس مڑتے ہی باقی افراد آگے بڑھے اور انہوں نے ایک ایک کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گئے۔

جکڑنے کے بعد سب افراد کمرے سے باہر چلے گئے۔ آخر میں کراڈ بھی باہر چلا گیا۔

”یہ کیا ہوا۔ ہم تو اٹلا بھٹس گئے ہیں“..... جو یانا نے اہتائی سخت لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ ان گویوں کے کھانے کا کیا فائدہ ہوا“۔ صفدر نے کہا۔

”یہ فائدہ کیا کم ہے کہ اب ہمیں ہوش میں نہیں لانا پڑے گا انہیں“..... عمران نے کہا۔

”تم احمق ہو گئے ہو اس ڈریکی کے چکر میں“..... یفکت جو یانا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”مردوں کی مجبوری ہے اب کیا کیا جائے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ کریاں تو سوچ بورڈ سے آپرٹ کی جاتی ہیں“..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں اور تاریں کرسی کے پائے کے ساتھ منسلک ہیں جسے ہم میں سے ہر ایک آسانی سے توڑ سکتا ہے اس لئے اس بے ہوشی کے

دوران ہی ان کا انتظام کر لو پھر شاید اس کا موقع ملے۔ ڈریکی بے حد ہوشیار اور تیز نگاہ خاتون ہے“..... عمران نے کہا اور سب نے

اشبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران اپنا پیر پھیلے ہی اس تار کے جوڑ پر اس طرح ایڈجسٹ کر چکا تھا کہ پیر کے ایک ہی جھٹکے سے وہ ان راڈز سے آزاد ہو سکتا تھا۔

”حیرت ہے۔ ان کے جسموں میں اس قدر ڈھیلا پن نہیں ہے جتنا بے ہوش ہونے کی وجہ سے ہونا چاہئے“..... ایک آدمی نے کہا۔

”ابھی تازہ تازہ بے ہوش ہوئے ہیں ناں“..... دوسرے نے کہا تو باقی سب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر تھوڑی دیر بعد باہر موجود

ایک بڑی دیگن کے عقبی حصے میں انہیں ڈال دیا گیا۔ پھر دو آدمی عقبی حصے میں بیٹھ گئے جبکہ دیگن وہاں سے روانہ ہو گئی۔ عمران

خاموش اور بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا دیگن تقریباً دس منٹ چلنے کے بعد مڑی اور کچھ آگے جا کر رک گئی عقبی طرف بیٹھے ہوئے دونوں

آدمی نیچے اترے اور ایک بار پھر انہیں اٹھا کر کانڈھوں پر لاد اگیا اور ایک عمارت میں داخل ہو کر انہیں ایک بڑے کمرے میں لایا گیا

جہاں راڈز والی کریاں ایک دیوار کے ساتھ قطار میں موجود تھیں۔ عمران نے دیکھا کہ کراڈ وہاں کھٹے سے موجود تھا۔ شاید وہ علیحدہ کار

میں آیا تھا۔

”مادام ابھی تک یہاں نہیں پہنچیں۔ تجا نے کہاں چلی گئی ہیں“۔ کراڈ نے ایک آدمی سے کہا۔

”آجائیں گی۔ اب آکر انہوں نے انہیں ہلاک ہی کرنا ہے اور کیا کرنا ہے“..... دوسرے نے کہا۔

”انہیں راڈز میں جکڑ دو“..... کراڈ نے کہا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو راڈز میں جکڑ دیا گیا چونکہ عمران نے کوئی حرکت نہ کی تھی اس لئے اس کے ساتھی بھی خاموش رہے تھے انہیں راڈز میں

کرسی پر بیٹھی ہوئی مادام ڈریکی بے اختیار ہنس پڑی۔

”میرا نام جسکی نہیں ہے۔ ڈریکی ہے۔ وہی ڈریکی جسے تم نے احمق بنا کر اپنا مشن پورا کیا تھا“..... ڈریکی نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا تو عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ مجھے شک تو پہلے ہی پڑا تھا لیکن مجھے اپنی خوش قسمتی پر یقین نہ آ رہا تھا“..... عمران نے جواب دیا۔

”خوش قسمتی۔ کیسی خوش قسمتی“..... مادام ڈریکی نے چونک کر کہا۔

”جیسی کہ میں دوبارہ مادام ڈریکی کو دیکھ سکوں گا“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن آج کے بعد تم مجھے نہ دیکھ سکو گے“..... ڈریکی نے کہا۔

”کیوں۔ کیا آج جہاز اس دنیا میں آخری دن ہے“..... عمران نے کہا تو ڈریکی ایک بار پھر طنزیہ انداز میں ہنس پڑی۔

”میرا نہیں جہاز“..... ڈریکی نے کہا۔ اس دوران سب کو ہوش میں لے آنے کی کارروائی سے فارغ ہو کر کراڈیجھے ہٹا اور تیسری کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ایک آدمی مشن گن اٹھائے ان کے عقب میں موجود تھا۔

”تم نے ہماری رہائش گاہ کا سراغ کیسے لگا لیا“..... عمران نے کہا۔

”ہم جہاز خاتمہ وہیں ریڈ کلب میں ہی کر دیتے لیکن جہازے

”عمران صاحب۔ اب یہ لوگ ہمیں انجکشن لگا کر ہوش میں آئیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ اینٹی گیس سوئنگھانی جائے گی۔ سرائم گیس فار کی“ تھی اس لئے تم اینٹی گیس سوئنگھنے کی بجائے سانس روک لینا عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے۔ دروازے کے پیچھے قدموں کی آوازیں ابھریں تو سب نے اپنے دروازے ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ بند آنکھوں میں موجود جھری سے وہ بڑا واضح طور پر دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ڈریکی داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ولسن تھا اور ولسن کے پیچھے وہ آدمی کر تھا۔ اس کے پیچھے ایک مشین گن بردار تھا۔

”انہیں ہوش میں لے آؤ کراڈ“..... ڈریکی نے کراڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ییس میٹم“..... کراڈ نے کہا اور جیب سے ایک لمبی گرد والی بوتل نکال کر وہ عمران کی طرف بڑھا۔ ظاہر ہے عمران۔ سانس روک لیا تھا چند لمحوں تک بوتل اس کی ناک سے لگا کر اس نے اس کے دہانے کو انگوٹھے کی مدد سے بند کیا اور آگے بڑھ گیا عمران نے اس انداز میں حرکت کرنا شروع کر دی جیسے اسے اینٹی گیس سوئنگھنے کی وجہ سے ہوش آ رہا ہو۔

”یہ۔ یہ کیا مطلب۔ اوہ مادام جسکی اور ولسن اور یہ راڈز۔ یہ سر کیا ہے“..... عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو سنا

لوٹ پڑے تھے جبکہ عمران تیزی سے آگے بڑھ گیا اور بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہوتا ہوا کراڈس کے سامنے آگیا۔ پتہ ناچ اس نے پلک جھپکنے میں اسے اٹھا کر عقب میں منبجہ آدمی پر اچھال دیا تھا اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اچھل کر عقبی طرف گیا اور اس نے واقعی نیچے گری ہوئی مشین گن اٹھانے میں کوئی توقف نہ کیا تھا اور دوسرے لمحے کراڈ اور وہ آدمی گولیوں سے پھٹنی ہو چکے تھے جبکہ ولسن اور ڈریکی دونوں فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ صفر اور تنویر نے ان دونوں کو ہوا میں مخصوص انداز میں اچھال دیا تھا اور ان کی گردنوں میں بل آگئے تھے لیکن پھر انہوں نے خود ہی ان بلوں کو ٹھیک بھی کر دیا تھا تاکہ وہ ہلاک نہ ہو جائیں۔

"دو کرسیاں فالتو ہیں اور ان کے راڈز ٹھیک ہیں۔ ان میں ان دونوں کو جکڑ دو۔ میں باہر دیکھتا ہوں۔" عمران نے کہا اور مشین گن اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی اور آبادی سے یکسر ہٹ کر تھی وہاں دو کاریں موجود تھیں اور بس۔ وہ ویگن شاید واپس چلی گئی تھی اور کراڈ کے ساتھ آنے والے باقی افراد بھی اس ویگن میں واپس چلے گئے تھے۔ مشین گن بردار شاید یہاں رہتا تھا۔ باہر کا جائزہ لے کر عمران اس کمرے میں آگیا تو ولسن اور ڈریکی دونوں کو آخری کرسیوں پر جکڑا جا چکا تھا۔ "سوائے جولیا کے باقی صاحبان باہر نگرانی کریں اسلحہ یہاں موجود ہے۔" عمران نے کہا تو صفر، تنویر اور کیپٹن تشکیل سر

ساتھی ساتھ نہ تھے اس سے ہم نے اپنے ہاتھ روک لئے اور ہم قہقہہ نگرانی کرتے ہوئے جہاں رہا ہوا گاہ پر پہنچ گئے۔

"تم نے کرنل مارشل کو تو اعلان دے دی ہو گی کہ تم نے ہمیں نہ صرف ٹرینیں کر لیا ہے بلکہ آئیں قید بھی کر لیا ہے۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی میں نے اسے کوئی اطلاع نہیں دی کیونکہ اس نے صدر کر لین تھی کہ جس بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دیا جائے لیکن میں نہیں چاہتا کہ مارڈ چاتی ہوں۔" ڈریکی نے کہا۔

"مادام۔ میرا خیال ہے کہ کارروائی شروع کر دی جائے۔" ساتھ بیٹھے ہوئے ولسن نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ پہلے اس عمران کا منہ آئے گا اسے میں اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں گی اپنے ہاتھوں سے اسے ہلاک کروں گی۔" ڈریکی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مزگنی تاکہ عقب میں موجود آدمی سے مشین گن لے سکے۔

"ولسن اور ڈریکی کو زندہ رہنا چاہئے۔" اچانک عمران نے پاکیشیائی زبان میں کہا اور دوسرے لمحے کٹناک کٹناک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے راڈز کھلنے چلے گئے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔" آوازیں سن کر ڈریکی نے مزے ہوئے چمک کر کہا لیکن دوسرے لمحے کمرہ ڈریکی، ولسن اور کراڈ کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے سب ساتھی جمو کے عقابوں کی طرح ان پر

گیس سے بے ہوش نہ ہو سکتے تھے۔ میرا خیال تھا کہ تم وہیں ہم سے حساب کتاب کرو گی لیکن تم نے ایسا کرنے کی بجائے ہمیں یہاں اٹھا کر لے آنے کا حکم دے دیا تو مجبوراً ہمیں بے ہوش ہو کر یہاں آنا پڑا۔ یہاں بھی تم موجود نہیں تھی اس لئے تمہارے انتظار میں مجھے راڈز کی جگہ برداشت کرنا پڑی لیکن ان کرسیوں کا الیکٹریکل سسٹم تیار کرنے والے الیکٹریشن انارڈی تھے۔ انہوں نے ہر کرسی کے پائے کے ساتھ تار کو جوڑتے ہوئے جوڑ کو اوپن کر دیا تھا اس لئے ہمیں فوراً ہی معلوم ہو گیا کہ اس جوڑ میں پیر پھنسا دیا جائے تو ایک ہی جھٹکے سے تار کو توڑ کر راڈز کو غائب کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ تم نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا ہے۔ یہ دو کرسیاں نکال گئی تھیں اس لئے تمہیں یہاں بٹھایا گیا ہے۔ اب اگر تم چاہو تو ان تاروں کو توڑ کر راڈز سے نجات حاصل کر سکتی ہو۔ لیکن یہ سن لو کہ جیسے ہی تمہاری ٹانگوں نے حرکت کی میری ساتھی تم پر فائر کھول دے گی۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم کس وقت ہلاک ہونا چاہتی ہو۔ ورنہ میرا ہرگز تمہیں ہلاک کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔..... عمران نے کہا تو جو یوانے بھی جیب سے مشین پستل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

"ہونہد۔ ٹھیک ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟..... ڈریکی نے کہا۔

"تم سے بعد میں بات ہوگی پہلے ولسن سے چار باتیں ہو جائیں۔"

عمران نے کہا تو ولسن جو خاموش ہونٹ بیٹھنے بیٹھا تھا بے اختیار چونک پڑا۔

بلائے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن صفدر کو دے دی تھی۔

"اس ڈریکی کو ہوش میں لے آؤ جو یوانے میں اس ولسن کو ہوش دلاتا ہوں۔..... عمران نے جو یوانے سے کہا اور خود اٹھ کر ولسن کی طرف بڑھ گیا۔ جو یوانے ڈریکی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جبکہ یہی کارروائی عمران نے ولسن کے ساتھ کی اور جب دونوں کے ہمسو میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تو عمران اور جو یوانے دونوں ہی یکجہے بنے اور آکر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پستل نکال لیا۔ چونکہ انہیں رہائش گاہ سے اٹھا کر لاتے ہوئے ان کی تلاشی نہ لی گئی تھی اس لئے مشین پستل ان کی جیبوں میں موجود تھے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ کیسے ہو گیا۔ یہ راڈز کیسے کھل گئے۔ یہ کیا ہوا ہے..... ڈریکی نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ولسن کے چہرے پر بھی انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میں تمہیں ریڈ کلب میں ہی پہچان گیا تھا ڈریکی۔ لیکن میں نے تم پر وہاں ہاتھ اس لئے نہیں ڈالا تھا کہ وہاں تم سے اطمینان سے بات چیت نہ ہو سکتی تھی اس لئے میں واپس آ گیا۔ مجھے سو فیصد یقین تھا کہ تم ہماری نگرانی کرواؤ گی اور پھر وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جائے گی اس لئے میں نے راستے میں مارکیٹ سے ایسی گولیاں خرید لی تھیں جس کی وجہ سے چار گھنٹوں تک ہم کسی

"تم نے مجھ سے کیا باتیں کرنی ہیں....." ولسن نے کہا۔
 "لارج ویو پراجیکٹ میں داخل ہونے کا راستہ معلوم کرنا ہے۔"
 عمران نے کہا۔
 "مجھے تو معلوم نہیں ہے اور نہ میں کبھی وہاں گیا ہوں۔" ولسن
 نے جواب دیا۔

"حالانکہ کرنل ڈیوک جہارا بہترین دوست تھا اور وہ طویل
 عرصہ یہاں رہا ہے....." عمران نے کہا۔
 "ہاں۔ لیکن وہ خود میرے کلب میں آتا تھا۔ میں کبھی وہاں نہیں
 گیا....." ولسن نے کہا۔

"تو پھر تم ہمارے لئے بے کار آدمی ہو اور بے کار آدمی کو زندہ
 رکھنا حماقت ہے....." عمران نے مشین پشیل کو سیدھا کرتے
 ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو....." ولسن نے گھبرائے ہوئے لہجے
 میں کہا لیکن عمران نے ٹریگر دبا دیا اور حراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی
 کمرہ ولسن کی چیخ سے گونج اٹھا۔ وہ چند لمحے تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔
 "تم۔ تم نے یہ کیا کیا ہے۔ جب اسے معلوم ہی نہ تھا وہ کیا
 بتاتا....." ڈریکی نے کہا۔

"میں بے کار آدمیوں کو زندہ رکھنے کا قائل نہیں ہوں۔ اب تم
 بولو....." عمران نے کہا۔

"میں کیا بتاؤں۔ میں تو پہلی بار یہاں ڈیگیشیا میں آئی ہوں۔ میں

تو کبھی وہاں ہی نہیں....." ڈریکی نے کہا۔
 "تم وہ فریکینسی بتاؤ جس پر تم کرنل مارشل سے رابطہ کر سکتی
 ہو۔ سوچ کر بتانا کہ میں ابھی جہاری بات کرنل مارشل سے کراؤں
 گا....." عمران نے کہا۔
 "لیکن اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا....." ڈریکی نے حیرت
 بھرے لہجے میں کہا۔

"فائدہ نقصان سوچنا میرا کام ہے جہارا نہیں....." عمران نے
 کہا تو ڈریکی نے فریکینسی بتادی۔

"یہاں لازماً ٹرانسمیٹر ہو گا....." عمران نے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا
 سے کہا تو جولیا انٹھی اور خاموشی سے مڑ کر دروازے سے باہر چلی گئی۔
 "یہ عورت جہاری کیا لگتی ہے....." ڈریکی نے کہا۔

"یہ میری چیف ہے....." عمران نے کہا تو ڈریکی بے اختیار
 چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر اہتائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے
 تھے۔

"چیف۔ کیا مطلب۔ کیا یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی چیف
 ہے....." ڈریکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف اور میری فل چیف....." عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہو گی۔ بہر حال عمران کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھ سے کوئی
 معاہدہ کراؤ....." ڈریکی نے کہا۔

نے کہا۔

"اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا..... ذریکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بھروہی نفع نقصان۔ یہ سوچتا میرا کام ہے تمہارا نہیں۔"۔ عمران نے کہا۔

"تم اس فریکوئنسی سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ سکتی..... ذریکی نے کہا۔

"تمہاری سمجھ میں یہ باتیں آ سکتیں ذریکی تو تم کرنل مارشل کی جگہ پراجیکٹ کی انچارج نہ بن چکی ہوتی..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر وہ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی جو ذریکی نے بتائی تھی۔ یہ فریکوئنسی اس فریکوئنسی سے مختلف تھی جس پر پہلے وہ کرنل ڈبوک سے بات کر چکا تھا۔ شاید یہ کرنل مارشل کی ذاتی فریکوئنسی تھی۔

"جویا اس کے منہ میں رومال ڈال دو..... عمران نے جویا سے کہا تو جویا اٹھ کر ذریکی کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے جیکٹ کی جیب سے رومال نکال لیا۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب..... ذریکی نے کہا ہی تھا کہ جویا نے اس کے بات کرتے وقت منہ کھلنے پر رومال اس کے منہ میں ڈال دیا اور پھر اطمینان سے واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"کیا معاہدہ..... عمران نے کہا۔

"جیسا بھی تم چاہو اور جو میں پورا کر سکتی ہوں۔ میں تیار ہوں۔"۔ ذریکی نے کہا۔

"اس کے بدلے میں مجھے کیا کرنا ہو گا..... عمران نے کہا۔

"صرف اتنا کہ مجھے ہلاک مت کرو..... ذریکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کرنل مارشل کو یہاں بلا لو۔ پھر معاہدہ مکمل۔"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہ اب کسی قیمت پر پراجیکٹ سے باہر نہیں آ سکتا۔ ذریکی نے کہا۔

"تو پھر تم ہمیں ساتھ لے کر اس کے پاس پہنچ جاؤ..... عمران نے کہا۔

"یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ وہاں میں بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ تمہارے بارے میں تو خیر تصور بھی نہیں کیا جاسکتا..... ذریکی نے جواب دیا۔

"پھر تم بتاؤ کہ معاہدہ کیسے ہو سکتا ہے..... عمران نے کہا اسی لمحے جویا واپس آ گئی اس کے ہاتھ میں لانگ ریج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

"میں کیا بتاؤں۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ تم بتاؤں میں کیا کر سکتی ہوں..... ذریکی نے کہا۔

"تم کرنل مارشل کو کال کرو اور اسے بتاؤ کہ تم نے ہماری رہائش گاہ ٹریس کر لی ہے اور اب تم ریڈ کرنے والی ہو..... عمران

عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں جہارے سلسلے لے آؤں گی۔
اور..... عمران نے کہا۔

"اچھی طرح محتاط ہو کر اور ارد گرد دیکھ بھال کرتے ہوئے ریڈ کرنا ڈریکٹی۔ ایسا نہ ہو کہ النام اس کے ہاتھ آجاؤ۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ ایسا نہیں ہو گا۔ ویسے میں ان کا خاتمہ کر کے تمہیں دوبارہ کال کروں گی اور پھر تم خود ان کی لاشیں دیکھ کر تسلی کر لینا۔ اور..... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں ڈریکٹی۔ میں جہاں سے باہر نہیں جا سکتا۔ اور۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔

"جب یہ لوگ ختم ہو جائیں گے تو پھر کیسی احتیاط۔ اور۔۔۔ عمران نے لے لے لے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے بلیک ہنجنسی کے چیف کو اطلاع دینی پڑے گی۔ وہ یہاں سے کسی کو جہارے پاس بھیجے گا جو لاشوں کی تصدیق کرے گا اس کے بعد شاید مجھے اجازت مل سکے۔ اس سے پہلے نہیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ اس طرح کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر تم کہو تو میں براہ راست چیف کو کال کر کے کہہ دو۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں خود بات کروں گا۔ تم بہر حال انتہائی محتاط رہنا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ڈریکٹی مارشک۔ اور..... عمران کے منہ سے ڈریکٹی کی آواز نکلی تو ڈریکٹی کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن دوسرے لمحے اس کا چہرہ دوبارہ نارمل ہو گیا۔
"ہاں۔ کرنل مارشل انڈنگ۔ اور..... ڈریکٹی نے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارشل۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی رہائش جگہ ٹریس کر لی ہے۔ اب میں ولسن کے ساتھ وہاں ریڈ کرنے جا رہی ہوں۔ اور..... عمران نے کہا۔

"اتھار۔ وہ کیسے۔ پہلے مجھے تفصیل بتاؤ۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے وہ ساری تفصیل بتادی کہ عمران ایک لڑکی کے ساتھ کلب میں آیا جبکہ اس کے باقی تین ساتھی علیحدہ رہے اور پھر ان کی نگرانی کرتے ہوئے ان کی رہائش گاہ تک پہنچ جانے کی ساری تفصیل بتادی۔

"تم احمق تو نہیں ہو گئی ڈریکٹی۔ کیا تم نے عمران کو بند بٹھایا ہے۔ وہ تمہیں دیکھتے ہی پہچان گیا ہو گا اور نگرانی بھی اس کی نظروں سے نہیں چھپ سکتی۔ اب وہ النام وہاں جہارے لئے ٹرپ بٹھائے بیٹھا ہو گا۔ تمہیں وہیں کلب میں ہی اس پر فائر کھول دینا چاہئے تھا۔ اس کے ساتھیوں کی اتنی اہمیت نہیں ہے ان سے بعد میں نمٹنا یا سزا دینا۔ اور..... کرنل مارشل نے حسیلے لے لے میں کہا۔

"تم کیوں پریشان ہو رہے ہو مارشل۔ تم یقین کرو کہ میں

کرنے جا رہا ہوں۔ وہ وہیں ٹھہرے۔..... عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ایک ہی بات ہے یہ مشورے کا لفظ ہی جو لیا کے لئے کافی ہے۔..... صفدر نے کہا۔

"ارے ارے۔ کہیں واقعی وہ اسے ختم نہ کر دے۔ جاؤ جا کر دیکھو اور اگر اس نے ایسا نہ کیا ہو تو اسے منع کر دینا۔..... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ خود چلے جائیں۔ آپ کی بات زیادہ تسلیم کی جائے گی۔" صفدر نے کہا۔

"پھر وہ مشورہ کیسے ہوگا؟..... عمران نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی جو لیا دوڑتی ہوئی باہر آئی تو صفدر اور عمران دونوں اسے اس انداز میں آتے دیکھ کر چونک پڑے۔

"کیا ہوا؟..... عمران نے چونک کر کہا۔

"آکر دیکھو کیا ہو رہا ہے ڈریک کی کوریوں لگ رہا ہے جیسے اس کے پورے جسم میں استہانی طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑنے لگ گیا ہو۔" جو لیا نے کہا تو عمران واقعی دوڑ پڑا۔ صفدر اس کے پیچھے تھا اور جب عمران کمرے میں داخل ہوا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ سامنے کرسی پر ڈریک کی لاش موجود تھی۔ اس کا جسم ابھی تک کانپ رہا تھا جبکہ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے جسم میں کوئی خاص ڈیوائس

اور....." کرنل مارشل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جلد ہی تمہیں خوش خبری سنائوں گی۔ اور اے آل..... عمران نے ڈریک کی آواز اور لہجے میں کہا اور ٹرائسمیٹر آف دیا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ لوں۔..... عمران نے جو لیا سے کہا تو جو لیا کے اشتباہ میں سر ملانے وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ ڈریک کے منہ میں چوہا رومال ٹھنسا ہوا تھا اس لئے وہ ویسے ہی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا عمران صاحب..... باہر برآمدے میں موجود صفدر۔ عمران کو باہر آتے دیکھ کر کہا۔

"جہاں دو خواتین ہوں وہاں اکیلے مرد کی موجودگی شائستگی اخلاص کے خلاف ہے اس لئے میں باہر آ گیا ہوں۔..... عمران نے کہا۔ صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا ڈریک سے جو کام لینا تھا وہ لے لیا گیا ہے؟..... صفدر۔ کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب؟..... عمران نے کہا۔

"تو اب آپ بھی ہم سے مطلب پوچھیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ جو لیا کو کس لئے اکیلی چھوڑ آئے ہیں تاکہ وہ ڈریک کا خاتمہ کئے..... صفدر نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں نے اسے کہا ہے کہ میں ساتھیوں سے مشورہ

تھا جسے آپرٹ کیا گیا ہے۔ عمران نے اگے بڑھتے ہوئے کہا۔
"لیکن ایسا کیوں کیا گیا ہے؟" جو نیا نے کہا۔

"ہمیں فوراً یہ کوٹھی چھوڑنا پڑے گی۔ میرے خیال میں سادہ والی کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے اس کے باہر برائے فروخت کا بورڈ لگانے دیکھا تھا۔ پلو سامان اٹھاؤ اور وہاں شفٹ ہو جاؤ۔ چلو جلد کرو۔" عمران نے کہا تو سب تیزی سے حرکت میں لگے۔ تھوڑی بعد سب دائیں ہاتھ پر موجود خالی کوٹھی میں پہنچ چکے تھے۔ تنہا اوپر والی منزل پر جا کر نگرانی کر رہا تھا جبکہ باقی ساتھی عقبی اور سائے کے رخ پر موجود تھے اور عمران جو لیا کے ساتھ اندرونی کمرے پر موجود تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر لٹھن کے تاثرات نمایاں تھے۔
"تم ڈر کی کی موت پر لٹھ رہے ہو؟" جو نیا نے کہا۔

"ہاں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ایسا کیوں ہوا ہے بظاہر۔" کی کوئی منطق میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔" عمران نے کہا۔
"کیوں نہیں آ رہی۔ ہیڈ کوارٹر اس کے بارے میں اطلاع پہنچ گئی ہو گی انہوں نے اسے ختم کر دیا۔" جو نیا نے کہا۔

"بلیک بچنسی کے کسی بڑے ایجنٹ کا اس انداز میں خاتمہ اس وقت کیا جاتا ہے جو لیا جب انہیں خدشہ ہو کہ کوئی بہت بڑا راز افشاء ہونے والا ہو۔ ورنہ ایسے ایجنٹوں کی ٹریننگ پر انہوں نے لاکھوں ڈالرز خرچ کئے ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہیڈ کوارٹر ایکریڈیا میں ہو گا جبکہ یہ ڈیگوشیا جزیرہ ہے اور اتنے طویل فاصلے سے کسی ڈیوائس

کو اتنی آسانی سے آپرٹ نہیں کیا جاسکتا۔ تعمیری بات یہ کہ اسے تو پراجیکٹ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا پھر اسے ایسا کن سارا معلوم بھائیے افشا کرنے کے روکنے کے لئے اسے اس انداز میں بانٹ کیا گیا۔" عمران نے کہا۔

"ہیں، واقعی؟" جو نیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔
"جہاز کے بانٹنے کے بعد میں نے اس کے منہ سے وہاں نقل لیا تو اس نے جہاز کی آواز نقل کرنے والی عادت پر حیرت کا اظہار کیا۔ میں نے اسے کہا کہ اگر وہ زندہ رہنا چاہتی ہے تو پراجیکٹ کا راستہ بتا دے جو اسے کرنل مارشل نے اپنے پہنچنے کے لئے بتایا تھا۔ میں نے ویسے ہی انداز سے اسے کہہ دیا تھا کیونکہ تم نے ڈر کی کی آواز اور لہجے میں جس انداز میں کرنل مارشل سے بات کی تھی اور جو کرنل مارشل کا ڈر کی کے لئے لہجہ تھا اس سے میں سمجھ گئی تھی کہ ان دونوں کے درمیان کسی قسم کے تعلقات ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کرنل مارشل اور ڈر کی ایک جزیرے پر رہ کر بھی علیحدہ علیحدہ رہیں۔ گو میری بات سن کر ڈر کی نے انکار کر دیا کہ اسے کوئی راستہ معلوم نہیں لیکن جب میں نے بتائی کہ تو اس نے مجھ سے وعدہ لیا کہ اسے واقعی زندہ چھوڑ دیا جائے گا اور پھر اس نے بتانا شروع کیا اس نے بتایا کہ ایکریڈیا میں ایک نقشہ کرنل مارشل کو دیا گیا تھا جس پر

"ہاں آسانی سے۔ صرف اس کا دہانہ معلوم ہونا چاہئے تھا۔ اصل میں ڈریکی اسی راستہ بتانے کی وجہ سے ہلاک نہیں ہوئی بلکہ اس سے حماقت ہوئی کہ اس نے ناپ ایرجنسی اوپن کرنے کے الفاظ کہہ دیئے۔ بلیک ایرجنسی نے یقیناً اپنے بہنوں کے دماغ میں ان الفاظ کو خصوصی طور پر فیض کیا ہو گا کہ جیسے ہی یہ لوگ کسی ناپ ایرجنسی کو اوپن کریں گے تو فوراً ان کے دماغ کی بہریں اس مخصوص ڈیوائس کو آپریٹ کر کے انہیں ہلاک کر دیں گی۔ جبکہ ڈریکی نے کوئی ناپ ایرجنسی اوپن نہ کی تھی اور نہ کر رہی تھی۔ اس نے یہ الفاظ دوسرے پیرائے میں استعمال کئے تھے اس کے باوجود چونکہ یہ الفاظ استعمال ہو گئے تھے اس لئے وہ ختم ہو گئی۔" عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"پھر اب کیا ہو گا۔ اس کا مطلب کہ اس کرنل مارشل کو اس کی ہلاکت کا علم نہیں ہوا ہو گا۔"..... جو لیانے کہا۔

"اسے یقیناً اب تک اطلاع دے دی گئی ہو گی کیونکہ اس ڈیوائس کا لنک ہیڈ کو آرٹر کی مخصوص مشینری کے ساتھ لازماً ہوتا ہے جیسے ہی یہ ڈیوائس آپریٹ ہوتا ہے وہاں کا شن مل جاتا ہے کہ یہ ایجنٹ ختم ہو گیا ہے اور ڈریکی کی ہلاکت کی اطلاع لازماً ہیڈ کو آرٹر کو مل چکی ہو گی اور چونکہ یہ کرنل مارشل کے ساتھ یہاں آئی تھی اس لئے اسے لازماً یہ اطلاع دے دی گئی ہو گی۔"..... عمران نے کہا۔

ڈیگوشیا جیر سے برابر ایک تک کرنل مارشل کے پہنچنے کا وہ راستہ تھا جو خصوصی طور پر اوپن کیا گیا تھا لیکن ساتھ ہی ایک اور راستہ بھی بتایا گیا تھا جو کسی ایرجنسی کے دوران یہ راستہ استعمال کر سکتے تھے اور یہ راستہ زولو لینڈ کے شمال مشرق میں ایک زرعی فارم کے تہہ خانے سے شروع ہوتا ہے اور ناپ ایرجنسی میں اسے اوپن رکھ جاتا ہے۔ ابھی اس نے یہاں تک بات کی تھی کہ لیخت اس کے ہنر کو ایک خوفناک جھٹکا لگا۔ اس کی زبان بند ہو گئی اور پھر اس کی وہ حالت ہو گئی جو میں نے باہر آکر بتائی تھی۔ میں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو میں باہر بھاگی لیکن واپس تک وہ ختم ہو چکی تھی اس لئے میرا خیال ہے کہ اس راستے کو بتانے کی وجہ سے اسے ختم کیا گیا ہے۔..... جو لیانے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ویری گڈ جو لیانے۔ تم نے بہت بڑا کام کر دکھایا ہے۔ ویری گڈ۔"..... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میں جہاں اشارہ سمجھ گئی تھی کہ میں تمہاری عدم موجودگی میں اسے اپنے مخصوص انداز میں ڈیوائس دیکھوں تو بتانے سے پہلے ہی ختم ہو گئی۔ پھر کیا کام ہوا ہے۔"..... جو لیانے حیران ہو کر کہا۔

"تم نے وہ مخصوص راستہ معلوم کر لیا ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ کچھ کام نہیں ہوا۔"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا وہ زرعی فارم کے تہہ خانہ کے الفاظ سے تم راستہ تلاش کر لو گے۔"..... جو لیانے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

بہلے اس فریکوئنسی پر بات کر چکا تھا اور وہی فریکوئنسی ابھی تک ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ تھی اس لئے اسے دوبارہ ایڈجسٹ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ڈریکی کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔“ عمران نے ڈریکی کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم عمران بول رہے ہو کیونکہ مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ ڈریکی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کو اس کی موت کی اطلاع مل چکی ہے۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

”ارے۔ ارے۔ میں نے ڈریکی کو ہلاک نہیں کیا۔ وہ خود ہلاک ہوئی ہے ورنہ تم جانتے ہو کہ میں ویسے بھی خواتین کے حق میں سافٹ کارنر رکھتا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔“ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ اس احمق نے مجھے کال کر کے بتایا تھا کہ اس نے جہاری رہائش گاہ ٹریس کر لی اور وہ تم پر ریڈ کرنے والی ہے۔ میں نے اسے محتاط رہنے کے لئے کہا تھا لیکن وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا لیکن اب یہ میری طرف سے چیلنج ہے کہ جہارے سانس لگنے جا چکے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔“ کرنل مارشل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جہیں تو پراجیکٹ کے اندر قید کر دیا گیا ہے کرنل مارشل اور جب تک ایکریمیا سے کوئی اور ٹیم یہاں پہنچے گی اس وقت تک تو

”کیا ہوا عمران صاحب۔۔۔۔۔ باہر موجود صفدر نے انہیں باہر آتے دیکھ کر کہا۔

”جولیانے ڈریکی کی موت کی وضاحت کر کے ایک بہت بڑی ہلچن سے مجھے بچا لیا ہے ہم اس لئے یہاں سائیڈ کوٹھی میں آگئے تھے کہ اس کی موت کی وجہ سے وہاں ریڈ ہو گا لیکن اب وضاحت کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اس کے اندر موجود ڈیوائس مخصوص الفاظ کی ادائیگی کی وجہ سے خود بخود آپریٹ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے ساری تفصیل بتادی۔

”تو پھر کیا اب ہمیں اس زرعی فارم پر جانا ہو گا۔۔۔۔۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ ہم نے بہر حال مشن مکمل کرنا ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن اس ڈریکی کے اور ساتھی بھی تو ہیں جو ہمیں یہاں پہنچا کر لگے ہیں ہو سکتا ہے کہ کرنل مارشل انہیں ہمارے خلاف حرکت میں لے آئے۔۔۔۔۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اب وہ ہمیں یہاں تلاش ہی کرتے رہیں گے جبکہ ہم زولو لینڈ پہنچ جائیں گے اس لئے جلدی نکلو یہاں سے۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا اور صفدر اپنے ساتھیوں کو بلانے کے لئے آگے بڑھ گیا۔

”تم معلوم تو کرو کہ کرنل مارشل کو اس بارے میں معلومات بھی ہیں یا نہیں۔۔۔۔۔“ جولیانے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔ چونکہ وہ

بہت سا پانی پلوں کے نیچے سے بہہ چکا ہو گا۔ اور..... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں اب ہر صورت میں ڈنگیشیا میں ہی ہلاک ہونا پڑے گا۔ میری یہ بات نوٹ کر لو۔ اور اینڈ آل..... دوسری طرف سے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

”مہار آئیڈیا درست تھا..... جو یانے کہا۔

”بس۔ مہارے بارے میں میرے آئیڈیا غلط ثابت ہوتے ہیں اور نہ باقی سب کے بارے میں میرے آئیڈیاز ہمیشہ درست ہی نکلتے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم جان بوجھ کر انہیں غلط کر دیتے ہو۔“ جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئی جبکہ عمران مسکرا کر رہ گیا۔

جیمز اپنے چار ساتھیوں سمیت ڈنگیشیا جہرے کی ایک کالونی کی ایک رہائش گاہ میں موجود تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی ڈریکی سیکشن سے متعلق تھے اور انہوں نے پاکیشیائی ہجمنوں کو بے ہوش کر کے ویگن میں ڈال کر ریڈ کلب کے ولسن کے ایک خفیہ پوائنٹ پر پہنچایا تھا جبکہ ان کا انچارج کراڈ فیس رہ گیا تھا۔ جیمز اور باقی ساتھی اسی ویگن میں واپس یہاں پہنچ گئے تھے۔ انہیں پوری طرح اطمینان تھا کہ ان کا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ پاکیشیائی ہجمنوں کو ہلاک کر دیا جائے گا اور اس کے بعد وہاں تفریح کرنے کے لئے آزاد ہوں گے۔ لیکن جب تک انہیں باقاعدہ اس کی اجازت نہ مل جاتی اس وقت تک وہ یہاں رہنے پر مجبور تھے۔ انہیں ولسن کے اس پوائنٹ سے آئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی لیکن ابھی تک نہ کراڈ واپس آیا تھا اور نہ ہی مادام ڈریکی نے ان کے ساتھ کوئی رابطہ کیا تھا جبکہ وہ پانچوں بڑی

پوچھا گیا۔

”جواب۔ وہ تو مادام کے ساتھ ریڈ کلب کے ولسن کے خصوصی پوائنٹ پر ہے پاکیشیائی مہجنوں کے ساتھ۔ اور“..... جیمز نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کہاں ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا تو جیمز نے تفصیل بتادی۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ولسن اور کراڈ بھی وہاں ساتھ ہی ختم ہو گئے ہوں گے۔ ویری بیڈ۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیمز اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جواب۔ اور“..... جیمز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ مادام ڈریکی ہلاک ہو چکی ہے۔ یقیناً وہاں ان پاکیشیائی مہجنوں کو ہوش میں لایا گیا ہو گا اور انہوں نے سچو نشین تبدیل کر دی۔ نتیجہ یہ کہ وہاں موجود سب افراد ہلاک ہو گئے اور مادام ڈریکی کو قید کر لیا گیا ہو گا۔ اور“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”لیکن ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ وہ بھی ہلاک ہو گئی ہیں۔ اور“..... جیمز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہ اپنے اندر ایک خصوصی ڈیوائس کے آپرٹ ہونے پر ہلاک ہوئی ہے۔ ہیڈ کوارٹر سے مجھے اطلاع دی گئی ہے اور اس

شدت سے ان کی کال کا انتظار کر رہے تھے تاکہ اس قید سے نکل کر وہ اطمینان سے ڈیگوشیا میں تفریح اور عیاشی کر سکیں۔ وہ پانچوں ایک ہی کمرے میں موجود تھے۔ فون اور ٹرانسمیٹر انہوں نے سامنے میز پر رکھے ہوئے تھے کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے سینی کی آواز نکلی تو جیمز اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ جیمز نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کا ڈائل چیک کیا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کال کراڈ یا مادام ڈریکی کی طرف سے نہ کی جا رہی تھی بلکہ یہ کوئی نامعلوم فریکوئنسی تھی۔

”یہ کیا مطلب ہوا۔ یہ کس کی کال آرہی ہے“..... جیمز نے کہا۔

”مادام کر رہی ہو گی اور کس نے کال کرنی ہے“..... اس کے ایک ساتھی نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کوئی نامعلوم فریکوئنسی ہے“..... جیمز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کالنگ۔ اور“..... ٹرانسمیٹر کا بٹن آن ہوتے ہی کرنل مارشل کی تیز آواز سنائی دی تو جیمز اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے شاید وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کرنل مارشل بھی انہیں براہ راست کال کر سکتا ہے۔

”یس سر۔ میں جیمز بول رہا ہوں۔ مادام ڈریکی سیکشن کا جیمز۔ اور“..... جیمز نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کراڈ کہاں ہے۔ اور“..... دوسری طرف سے چونک کر

سن لو کہ چاہے وہ ایک ہو یا زیادہ تم نے انہیں بغیر کسی توقف کے ہلاک کر دینا ہے پھر مجھے اطلاع دینی ہے۔ لیکن تم پہلے یہ بتاؤ کہ جہار پورا نام کیا ہے۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔
 "انتھونی جیمز۔ اور..... جیمز نے کہا۔
 "جہارے والد کا کیا نام ہے۔ اور..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میرے والد کا نام ہنری تھا۔ اور..... جیمز نے کہا۔
 "اوکے۔ تم اسلحہ لے کر فوراً اس زرعی فارم پر پہنچو لیکن انتہائی محتاط رہنا۔ اگر تم ان پاکیشیائی ہجمنوں کی نظروں میں آگے تو جہار حشر بھی کراؤ جیسا ہو گا اور اگر تم نے انہیں مار گرایا تو تم سب کو نہ صرف بلیک ہجمنی میں اعلیٰ عہدے دیئے جائیں گے بلکہ اس قدر انعامات بھی جنہیں ملیں گے کہ تم باقی ساری زندگی لارڈز کی طرح گزارنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔
 "آپ بے فکر رہیں سر۔ ہم آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔ اور..... جیمز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "اوکے۔ ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا اور میری فریکوئنسی نوٹ کر لو۔ اور اینڈ آل..... کرنل مارشل نے کہا اور پھر اپنی فریکوئنسی بتا کر اس نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا تو جیمز نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
 "آؤ دوستو۔ قدرت نے بڑا اچھا موقع دیا ہے۔ آؤ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں..... جیمز نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں

ڈیوائس کی وجہ سے جو کچھ ڈریکی نے بتایا ہے وہ بھی میڈ کو آرٹر میں ٹیپ ہو چکا ہے اور اس ٹیپ سے معلوم ہوا ہے کہ مادام ڈریکی نے انہیں پراجیکٹ کا خصوصی خفیہ راستہ بتانا شروع کیا تھا لیکن پھر اس کے منہ سے ٹاپ ایمر جنسی اوپن کے الفاظ نکل گئے جس کی وجہ سے وہ ڈیوائس فل آپریٹ ہو گیا اور ڈریکی ہلاک ہو گئی۔ بہر حال اب یقیناً یہ پاکیشیائی ایجنٹ اس خفیہ رستے کو استعمال کریں گے۔ تم کتنے افراد بچ گئے ہو۔ اور..... کرنل مارشل نے پوچھا۔

"مجھ سمیت پانچ افراد ہیں جناب۔ اور..... جیمز نے کہا۔
 "تو میں تم پانچوں کو اپنے سیکشن میں ٹرانسفر کر رہا ہوں کیونکہ ڈریکی کے ساتھ ہی اس کا سیکشن بھی ختم ہو چکا ہے۔ اب تم نے پوری قوت سے ان پاکیشیائی ہجمنوں کے خلاف کام کرنا ہے۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔
 "یس باس۔ اور..... جیمز نے کہا۔

"تو سنو۔ فوراً زولولینڈ پہنچ جاؤ۔ وہاں شمال مشرق میں ایک میدان کے کونے میں ایک قدیم دور کی ٹوٹی پھوٹی زرعی فارم کی عمارت موجود ہے۔ اس کے اندر سے خفیہ راستہ جاتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھ لازماً اور فوری طور پر وہاں پہنچیں گے۔ میں اندر سے ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ تم ان کے خلاف حرکت میں آ جاؤ اور ان پر اچانک فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دو۔ ان کے سامنے آنے یا انہیں بے ہوش کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی

یہاں پہنچیں گے ہم ان پر فائر کھول دیں گے۔..... ایک دوسرے
ساتھی نے کہا۔

"نہیں ٹوٹی۔ وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں۔ عام چور نہیں ہیں
کہ ویسے ہی منہ اٹھائے سیدھے اندر چلے آئیں گے۔ سب سے پہلے ہم
نے ویگن یہاں سے دور درختوں کے کسی جھنڈ میں چھپانی ہے۔ اس
کے بعد ہم نے چاروں طرف اس انداز میں مورچہ بندی کرنی ہے کہ
یہ لوگ کسی بھی طرف سے آئیں ہماری نظروں سے نہ بچ سکیں۔"
جیمز نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ہی انہوں نے واقعی ایک فول پروف
منصوبہ تیار کر لیا کیونکہ وہ سب انتہائی تربیت یافتہ افراد تھے۔ تھوڑی
دیر بعد ویگن کو وہاں سے کافی فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں
چھپا دیا گیا جبکہ جیمز اور ٹوٹی اس رستے پر ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار کی
اوٹ میں لیٹ گئے جو راستہ زولو لینڈ کی طرف سے آتا تھا جبکہ ولسن
سلسلے ایک جھاڑی کی اوٹ میں موجود تھا اور باقی ساتھی عمارت کے
عقبی طرف مورچہ زن ہو گئے تھے۔ انہیں وہاں بیٹھے ابھی ایک گھنٹہ
ہی ہوا تھا کہ انہیں دور سے ایک کار آتی دکھائی دی تو وہ سب چونکا
ہو کر بیٹھ گئے کیونکہ کار کا رخ اس عمارت کی طرف ہی تھا۔ جیمز کی
نظریں اس کار پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"میرا خیال ہے اس کار کو ہی میزائل سے اڑا دیا جائے اس طرح
یہ سب آسانی سے ہلاک ہو جائیں گے۔..... ٹوٹی نے کہا۔

"ہاں۔ تمہارے پاس میزائل گن موجود ہے تم ہوشیار رہو۔"

سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ویگن میں سوار زولو لینڈ کی طرف
بڑھے چلے جا رہے تھے۔ زولو لینڈ پہنچ کر انہوں نے ویگن کا رخ شمال
مشرق کی طرف کر دیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ زولو لینڈ سے
کافی باہر آ گئے تو انہیں دور سے وسیع میدان کے کنارے پر زری
فارم جیسی ٹوٹی پھوٹی عمارت نظر آنے لگ گئی۔

"کہیں وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہم سے پہلے وہاں نہ پہنچ چکے ہوں۔"
جیمز کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس کے ساتھی ولسن نے کہا۔ ڈرائیونگ
سیٹ پر جیمز خود تھا جبکہ ولسن اس کے ساتھ اور باقی تین افراد عقبی
سیٹوں پر موجود تھے۔ آخر میں کھلی جگہ میں اسلحے کا ایک بڑا سا بیگ پڑا
ہوا تھا۔

"دیکھو۔ لیکن بہر حال ہمیں وہاں جا کر جائزہ تو لینا ہی ہو گا۔" جیمز
نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ویگن کو اس عمارت کے قریب
لے جا کر روک دیا اور دوسرے لمبے وچے سب تیزی سے نیچے اترے اور
دوڑتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھ گئے۔ عمارت خاصی ٹوٹی پھوٹی
اور ویران پڑی ہوئی تھی۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ اس میں ایک تہہ
خانہ بھی تھا۔

"یہاں ابھی تک وہ لوگ نہیں پہنچے اس لئے اب ہم نے یہاں
اس انداز میں پکٹنگ کرنی ہے کہ وہ لوگ کسی صورت بچ کر نہ جا
سکیں۔..... جیمز نے کہا۔

"ہم عمارت کے اندر چھپ کر بیٹھ سکتے ہیں جیسے ہی وہ لوگ

اور۔۔۔۔۔ کر نل مارشل نے کہا۔

"یس سر۔ اور۔۔۔۔۔ جمیز نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"چلو واپس اپنے اپنے ٹھکانوں پر۔۔۔۔۔ جمیز نے ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈالتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"لیکن جمیز اب اگر وہ لوگ آئے تو یہاں اس کار کے ڈھانچے کو دیکھ کر وہ کچھ جائیں گے اس لئے ہمیں اب یہاں سے کچھ پہلے مورچہ بندی کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ ٹونی نے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔۔ یہ جگہ بہترین ہے۔ ویسے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں لیکن باس کی بات بھی ٹھیک ہے اور ویسے اگر ان آنے والوں کا تعلق ان افراد سے نہ ہو تو وہ کار کا ڈھانچہ دیکھ کر رکیں گے نہیں۔۔۔۔۔ جمیز نے کہا تو ٹونی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب واپس اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ گئے جبکہ جمیز اور ٹونی اسی ٹونی ہوئی دیواری اوٹ میں جا کر لیٹ گئے تھے۔

اب بتاؤ کہ کتنے افراد سوار تھے۔ اور۔۔۔۔۔ کر نل مارشل نے پوچھا۔
"چار افراد جتاب اور چاروں کے چلے ہوئے ڈھانچے موجود ہیں۔

اور۔۔۔۔۔ جمیز نے کہا۔
"چار افراد کے ساتھ کوئی عورت بھی موجود تھی۔ اور۔۔۔۔۔ کر نل مارشل نے کہا۔

"نوسر۔ صرف چار مرد موجود تھے۔ عورت نہیں تھی۔ اور۔۔۔۔۔ جمیز نے جواب دیا۔

"لیکن اب یہ بات کیسے طے ہو گی کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد تھے۔ اور۔۔۔۔۔ کر نل مارشل نے کہا۔

"باس۔ اور کسی کو اس ٹونی پھوٹی اور اس ویران علاقے میں موجود عمارت کی طرف آنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ اور۔۔۔۔۔ جمیز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہر حال تم یہاں ابھی پکننگ اسی انداز میں جاری رکھو جیسے کر رہے ہو ان لوگوں نے آنا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تم واپس چلے جاؤ اور یہ لوگ آجائیں۔ تم نے کافی رات تک ایسا کرنا ہے اور پھر واپس چلے جانا ہے کیونکہ رات گئے تک یہ لوگ نہ آئے تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد تھے۔ اور۔۔۔۔۔ کر نل مارشل نے کہا۔

"یس باس۔ اور۔۔۔۔۔ جمیز نے کہا۔
"اوکے۔ انتہائی محتاط رہنا کیونکہ یہ فریب بھی ہو سکتا ہے۔

”نہ بھی معلوم ہو تب بھی اس نے بہر حال حفاظتی انتظامات لازماً کر رکھے ہوں گے کیونکہ اسے یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ ڈیرہ کی ہماری قید میں ہلاک ہوئی ہے اور ڈیرہ کی کو وہ اس خصوصی رستے کے بارے میں بتا چکا ہے۔“ عمران نے کہا اور کار سے نیچے اتر گیا۔ اس کے اترتے ہی باقی ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

”آپ کا مطلب ہے کہ ہمیں یہاں سے پیدل جانا ہو گا؟“ صفدر نے کہا۔

”دیکھو۔ پہلے یہاں سے اس علاقے کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں پھر آگے بڑھیں گے۔“ عمران نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا وہ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کلب پر ہارٹ کلب کا نیون سائین مسلسل جل رہا تھا۔ کلب میں آنے جانے والے افراد اعلیٰ طبقے کے افراد دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سب ہال میں داخل ہوئے تو ہال میں خاموشی تھی حالانکہ وہاں کافی تعداد میں لوگ موجود تھے۔

”جولیا میرے ساتھ جائے گی آپ یہاں ہال میں بیٹھیں۔“ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تو صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل ایک سائیڈ برمز گئے جبکہ عمران جولیا کے ساتھ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں تین لڑکیاں موجود تھیں۔ دو لڑکیاں سر دس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک لڑکی فون سننے میں مصروف تھی۔

”یس سر۔“ اس فون سننے والی لڑکی نے رسیور کریڈل پر رکھ

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کار میں سوار زولو لینڈ میں موجود تھا۔ کار زولو لینڈ پہنچنے ہی بجائے آگے بڑھنے کے ایک کلب کی طرف مڑی تو سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا ہوا۔ ہم نے تو شمال مشرق کی طرف جانا ہے۔“ جولیا نے کہا۔

”وہاں کھلا میدان ہو گا اور ہماری کار دور سے نظر آ جائے گی اور کرنل مارشل جیسے ایجنٹ نے لازماً وہاں ایسے ساتھی آلات نصب کرادیئے ہوں گے جن کی وجہ سے ہم مارک ہو سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کلب کی پارکنگ میں لاکر روک دی۔

”اے کیا معلوم کہ ڈیرہ کی اس بارے میں ہمیں بتا چکی ہے۔“

جولیا نے کہا۔

کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو اس دوران وہاں پہنچ کر رک گیا تھا۔

”ہارسٹ سے کہو کہ ایکریما کے لارڈ انٹھونی کا دوست مائیکل آیا ہے۔ ان کا خصوصی پیغام پہنچانا ہے۔“ عمران نے ایکریما سے لے کر سیور اٹھایا اور بچے کے دیگر لے کر کئی نمبر پریس کر دیئے اور جو کچھ عمران نے کہا تھا وہی اس نے دہرایا۔

”میں سر“..... دوسری طرف سے بات سن کر اس لڑکی نے مودبانہ لہجے میں کہا اور سیور رکھ دیا۔

”بائیں ہاتھ راہداری کے آخر میں باس کا آفس ہے تشریف لے جائیں باس آپ کے منتظر ہیں“..... لڑکی نے ہاتھ کے اشارے سے راہداری کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا تم اس ہارسٹ کو پہلے سے جانتے ہو جو اس کے لئے باقاعدہ ٹپ لے کر آئے ہو“..... جو لیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ ہارسٹ لارڈ انٹھونی کا کوئی پروردہ ہے۔ تم نے وہاں ہال میں لارڈ کی بڑی سی تصویر نہیں دیکھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تمہیں یہاں آکر معلوم ہوا ہے“..... جو لیانے کہا۔

”ہاں۔ ویسے میں لارڈ کو نہ صرف اچھی طرح جانتا ہوں بلکہ کئی بار اس سے ملاقات بھی ہو چکی ہے۔“ عمران نے کہا۔ وہ اس وقت راہداری میں سے ہی گزر رہے تھے۔

”لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہاں کا مالک ہارسٹ ہی ہوگا۔“ جو لیانے کہا۔

”ہارسٹ صاحب نے بھی کاؤنٹر کے پیچھے اپنی بڑی سی تصویر لگو رکھی ہے جس کے نیچے اس کا نام اور پروفیشنل کے الفاظ درج تھے۔“ عمران نے کہا تو جو لیانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”حیرت ہے۔ تمہاری نظریں نجائے کہاں کہاں پڑتی رہتی ہیں۔“ جو لیانے کہا۔

”یہاں جہاں اماں بی نے منع کر رکھا ہے وہاں بالکل نہیں پڑتیں۔“ عمران نے کہا تو جو لیانے بے اختیار مسکرا دی۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہارسٹ کے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ یہ خاصا بڑا اور اچھے انداز میں سجایا گیا آفس تھا۔ ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ چہرے مہرے سے وہ کاروباری آدمی دکھائی دے رہا تھا۔

”میرا نام ہارسٹ ہے“..... اس آدمی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام مائیکل ہے اور یہ میری سانشی ہے مارگریٹ اور ہمارے پاس لارڈ انٹھونی پیٹر کی ٹپ موجود ہے۔“ عمران نے کہا اور اس

لارڈ صاحب کا ہی ہے اور میں بھی ان کا خادم ہوں۔..... ہارست نے کہا۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے کان کنی کے سلسلے میں باقاعدہ کوئی فرم بنائی ہوئی ہے۔ ہارست انٹرنیٹرز کے نام سے۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔..... ہارست نے کہا۔
 ”لیکن یہاں ڈیگوشیا ہیرے پر کیا کان کنی کی جاتی ہے۔“ عمران نے کہا تو ہارست بے اختیار مسکرا دیا۔

”ڈیگوشیا کے مشرقی علاقے میں مجھے اس کی ضرورت پڑی تھی۔ حکومت اکیرمیہا نے اس سلسلے میں لارڈ صاحب کی خدمات لیں تھیں۔ لارڈ صاحب پورے اکیرمیہا میں کان کنی کے سلسلے میں سب سے بڑی فرم کے مالک ہیں۔ لارڈ صاحب نے مجھے یہاں کام دے دیا۔ میں نے فرم بنائی، مشینری منگوائی اور اکیرمیہا سے ماہرین منگوائے۔ ہم نے کچھ عرصہ یہاں کام کیا پھر یہ کام روک دیا گیا۔ البتہ ہمیں کہا گیا کہ ہم ابھی یہیں رہیں اسید ہے دو تین ماہ بعد دوبارہ ضرورت پڑ سکتی ہے جبکہ یہ منصوبہ سرے پاس رہے گا اس لئے ابھی تک یہ فرم قائم ہے ماہرین بھی موجود ہیں اور مشینری بھی موجود ہے۔“ ہارست نے کہا۔

”میں نے بھی، لارڈ صاحب سے اس سلسلے میں بات کی تھی۔ انہوں نے آپ کا نام لیا اور مجھے کہا کہ میں آپ سے ملوں اور ان کی

کے ساتھ جہاں اس نے ہارست کے ساتھ بڑے گرجو شاد انداز میں مصافحہ کیا جبکہ جولیہ نے صرف سر ملایا اور ایک طرف صوفے پر بیٹھ گئی۔

”فرمائیے آپ کیا پینا پسند کریں گے۔“ ہارست نے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لائم جوس۔“ عمران نے کہا تو ہارست نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو لائم جوس بھیجنے کے لئے کمر اور رسیور رکھ دیا۔

”لارڈ صاحب نے کوئی کارڈ دیا ہو۔“ ہارست نے کہا۔
 ”میں نے انہیں کہا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ ہارست سے صرف اتنا کہہ دیں کہ ان کی تصویر اب کافی پرانی ہو گئی۔ نئی لگاؤ۔“ عمران نے کہا تو ہارست بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے چہرے پر اچھائی گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”وہ ہمیشہ یہی تقاضا کرتے ہیں لیکن مجھے ان کی یہ تصویر بے حد پسند ہے جو ہال میں لگی ہوئی ہے۔“ ہارست نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سائیکل دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اند داخل ہوا۔ ٹرے میں لائم جوس کے دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس عمران اور جولیہ کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

”اب فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ یہ کلب بھی

”انتھونی سے میری بات کراؤ“..... ہارست نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بج اٹھی تو ہارست نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ییس“..... ہارست نے کہا۔

”کراؤ بات“..... ہارست نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا۔

”انتھونی۔ ہارست بول رہا ہوں۔ زولو لینڈ کے شمال مشرق میں ایک وسیع میدان ہے جس کے آخری کونے میں ایک زرعی فارم کی پرانی تباہ شدہ عمارت موجود ہے۔ اس کے تہہ خانے سے کسی زیر زمین معبد کو راستہ جاتا ہے۔ لاڈ صاحب کا حکم ہے کہ اس راستے کو ٹریس کیا جائے۔ تم جیمس کو میری طرف سے بتا دو کہ وہ اپنے ساتھی اور ٹریسنگ مشینری لے کر فوراً وہاں پہنچے اور یہ راستہ ٹریس کرے۔ لاڈ صاحب کے آدمی وہاں علیحدہ پہنچ رہے ہیں۔ ان کا نام مائیکل اور ان کی ساتھی خاتون کا نام مارگریٹ ہے۔ یہ راستہ ٹریس کر کے وہ واپس آجائیں باقی کام وہ خود کر لیں گے“..... ہارست نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ فوراً بھیجو“..... ہارست نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”جیمس ایسے کاموں کا ماہر ہے جناب۔ وہ آپ کا کام یقیناً کر دے گا“..... ہارست نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بے حد شکریہ۔ اب ہمیں اجازت تاکہ ہم بھی وہاں پہنچ سکیں۔“

عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ہارست بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران

مپ دے دوں۔ آپ مجھ سے مکمل تعاون کریں گے“..... عمران نے کہا۔

”جی۔ میں تو پوچھ رہا ہوں کہ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“

ہارست نے کہا۔

”زولو لینڈ کے شمال مشرق میں ایک وسیع میدان کے آخری کونے پر ایک زرعی فارم کی پرانی ٹوٹی پھوٹی سی عمارت ہے کیا آپ نے اسے دیکھا ہے کبھی“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایک بار میں اس علاقے سے گزرا تھا“..... ہارست نے کہا۔

”البتہ اس کے چہرے پر ہاتھوں کے تاثرات نمایاں تھے۔“

”اس زرعی فارم کی عمارت میں ایک تہہ خانہ ہے۔ اس تہہ خانے سے ایک قدیم زیر زمین معبد کو راستہ جاتا ہے۔ خفیہ راستہ۔ ہم نے اس راستے کو ٹریس کر کے اس معبد کو دریافت کرنا ہے۔ اگر آپ اپنے دو ماہرین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تو یہ کام آسان ہو جائے گا اور ہم اس کا باقاعدہ معاوضہ دیں گے کیونکہ ہم اقوام متحدہ کے تحت کام کر رہے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے میں بھجوا دیتا ہوں اور اس قدر معمولی کام کے لئے معاوضے کی ضرورت نہیں ہے اور ویسے بھی لاڈ صاحب کا نام درمیان میں آنے کے بعد میں معاوضہ لے ہی نہیں سکتا“..... ہارست نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو تین منبر پر لیں کر دیئے۔

"آپ نے تو وہاں سے واپسی کا نام ہی نہیں لیا۔ اس لئے مجبوراً ہمیں کھانا منگوانا پڑا"..... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو بلا کر عمران اور جویا کے لئے کھانے کا آرڈر دے دیا۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا"..... جویا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا جواب دوں۔ دو جمع دو چار ہوتے ہیں بس۔ یہ سب جانتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ کچھ ہمیں تو بتائیں"..... صفدر نے کہا۔

"جیلے کھانا کھالیں پھر بات ہوگی کیونکہ بزرگ کہتے ہیں اول طعام بعد کلام"..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد کھانا سرو کر دیا گیا تو عمران اور جویا دونوں ان کا ساتھ دینے کے لئے تیزی سے کھانا کھانے لگے اور پھر ان سب نے ایک ہی وقت میں کھانا ختم کیا اور باری باری اٹھ کر ہاتھ دھوئے کچی کی اور پھر واپس آکر میز پر بیٹھ گئے۔ عمران نے ویٹر کو کہہ کر بلیک کافی طلب کر لی۔

"ہاں۔ اب بتائیں عمران صاحب۔ کیا ہوا ہے"..... صفدر نے کہا تو عمران کی بجائے جویا نے ساری بات تفصیل سے بتادی۔

"اوہ۔ حیرت انگیز۔ آپ نے صرف تصویریں دیکھ کر ساری منصوبہ بندی کی ہے"..... صفدر نے کہا۔

"نیچے یہ بتاؤ کہ یہ کان کنی والی بات تمہیں کہاں سے معلوم

نے اس سے مصافحہ کیا اور دروازے کی طرف مز گیا جبکہ جویا نے صرف اس کا شکریہ ادا کیا اور عمران کے پیچھے چل پڑی۔

"تمہارا دماغ واقعی شیطان کا کارخانہ ہے"..... جویا نے باہر راہداری میں آتے ہی کہا۔

"اوہ۔ پھر تو سکوپ بن گیا"..... عمران نے کہا تو جویا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ کیسا سکوپ"..... جویا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کہا تو یہی جاتا ہے کہ خالی دماغ شیطان کا کارخانہ ہوتا ہے اور خالی دماغ کا مطلب ہوا احمق اور احمقوں کو خواتین بطور شوہر بے حد پسند کرتی ہیں"..... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب تو اٹ تھا کہ جس طرح شیطان شاطرائے چالیں چلتا ہے اس طرح تم بھی شاطرائے چالیں چلتے ہو۔ اب بھلا تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ ہارٹ کان کنی کی فرم کا مالک ہے اور تم نے اس سے سرنگ کا راستہ معلوم کرنے کا کہہ دیا"..... جویا نے کہا۔ وہ اس دوران چلتے ہوئے ہال میں پہنچ چکے تھے جس کے ایک کونے میں ان کے ساتھی موجود تھے اور وہ دونوں ان کی طرف بڑھتے چلے گئے کیونکہ وہ تینوں بیٹھے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔

"ارے۔ تم نے ہماری عدم موجودگی کا فائدہ اٹھایا ہے"۔ عمران نے قریب آکر کہا۔

ہوئی۔ اس کی تو کوئی تصویر یہاں نہیں تھی..... جو یانے کہا
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"راستے میں ایک پلازہ آتا ہے وہاں ہارٹ انٹرنیٹرز کا جہاز
سائز کا بورڈ موجود ہے جس کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ کان کنی
مشینری اور خدمات مہیا کی جاتی ہیں اور لارڈ صاحب بھی ایگری میا
یہ بزنس کرتے ہیں اس لئے جب میں نے ہارٹ کلب میں ان
تصویر دیکھی اور نام کی وجہ سے میں سمجھ گیا کہ یہ فرم بھی اسی ہارٹ
کی ہوگی....." عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن تصویریں تو آپ نے اندر آکر دیکھیں ویسے آپ یہاں کیسے
پہنچ گئے....." صفدر نے کہا۔

"کھانا کھانے....." عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا:
سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ واقعی بعض اوقات جادو گروں والا کام کرتے ہیں لیکن جب
آپ بعد میں وضاحت کرتے ہیں تو واقعی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے
عام سی بات ہو....." صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"تم نے وہ نشانی کیسے دے دی۔ وہ پرانی تصویر والی اور وہ
مطمئن ہو گیا۔ کیا تم واقعی لارڈ سے ملے تھے....." جو یانے کہا
واقعی خاصی حیرت زدہ تھی۔

"لارڈ انتھونی کی یہ کمزوری ہے کہ وہ ہر آنے والے لمحے میں اپنے
آپ کو پہلے سے زیادہ جوان سمجھتا ہے اس لئے وہ پرانی تصویروں کی

نسبت نئی تصویریں چھوڑنے کا بڑا شوقین ہے اور سب کو اس کی اس
کمزوری کا علم ہے اور جو تصویر یہاں ہال میں تھی وہ کافی پرانی لگے۔
ابھی تھی اس لئے میں نے یہ نشانی دے دی اور چونکہ ہارٹ کو بھی
اس کی اس کمزوری کا بخوبی علم تھا اس لئے وہ اس پر مطمئن ہو
گیا....." عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیے۔

"ویسے عمران صاحب۔ آپ نے یقیناً اس لارڈ کے بارے میں
پہلے سے معلومات حاصل کی ہوں گی ورنہ تصویریں تو بہر حال آپ
نے اندر جا کر دیکھی تھیں....." کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ارے..... کبھی تو رعب ڈال لینے دیا کرو۔ جب میں ایسی
وضاحت کرتا ہوں اور تمہاری شکیں دیکھتا ہوں تو یقین کرو بڑا
لطف آتا ہے۔ بالکل معصوم بچوں کی طرح تمہارے چہرے ہوتے
ہیں....." عمران نے کہا۔

"کیا واقعی۔ تم نے پہلے سے یہ سب کچھ طے کیا ہوا تھا۔" جو یانے
نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس راستے کی وجہ سے میں پریشان تھا۔ جب کان کنی
کی خدمات کی بات آئی اور ہارٹ کا نام آیا تو اس کے بعد یہ ہارٹ
کلب سامنے آیا تو میں واپس مڑ آیا۔ ہارٹ عام نام نہیں ہے اس لئے
میرا خیال تھا کہ ان کا کوئی نہ کوئی تعلق ہو گا۔ پھر تصویریں اور پھر
باتوں میں ساری بات خود بخود بنتی چلی گئی....." عمران نے جواب
دیا۔

کہا۔

"اور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ انہی ہمدی کیسے جہاں پہنچ سکتے ہیں؟" وہ بیان سے بھی نیچے گرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میں لکھانا لکھانے میں مصروف رہا۔ گئے جبکہ بارہ گے انہیں فوراً روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔" عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ یہاں کون ان پر حملہ کر سکتا ہے؟" حقدور نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈرہکی کے وہ ساتھی جو ہمیں وینگن پر پہنچا کر چلے گئے تھے انہیں کرنل مارشل نے یہاں بلوایا ہوگا۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی یہی بات ہو گی کیونکہ اسے ڈرہکی کے بارے میں اطلاع مل گئی ہو گی کہ وہ ہماری قید میں بلاگ ہوئی ہے اس لئے اس نے ہمیں یہ راستہ بتا دیا ہوگا۔" کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ملایا اور پھر دو درختوں کے جھنڈے سے نکل کر اوٹ لیتے ہوئے اس طرف کو بڑھتے چلے گئے جہاں سے شعلے ابھی تک نکل رہے تھے اور پھر انہیں وہاں پانچ افراد آتے ہوئے دکھائی دیے۔ دو ایک طرف سے، ایک دوسری طرف سے اور دو افراد کا رخ بتا رہا تھا کہ وہ شیلے سے نکل کر اس طرف آرہے تھے جہاں کار کا جلتا ہوا ڈھانچہ موجود تھا۔

"ویری ہیڈ۔ یہ یقیناً جیمسن اور اس کے ساتھی تھے جو ہماری وجہ

"عمران صاحب کا خیال درست تھا۔ وہاں سے راستہ تلاش کرنا خاصا مشکل ہوتا جبکہ یہ ماہرین مشینری کی مدد سے خاصی آسانی سے کام کر لیں گے۔" حقدور نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلادینے۔
"اب ہائیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جیمسن راستہ تلاش کر کے ہماری جگہ پر انتہیک تک پہنچ جائے اور پھر راستہ بھی بلاگ کر دیا جائے۔" عمران نے کہا تو سب اچھے کھڑے ہوئے۔ ویٹر کو بل اور سب دینے کے بعد وہ آکر اپنی کار میں بیٹھ گئے اور دوسرے لہجے کار کب کے کیاؤنڈ سے نکل کر تیزی سے شمال مشرق کی طرف جانے والے راستے پر آگے بڑھتی چلی گئی لیکن ابھی وہ شہر سے تھوڑی باہر نکلے تھے کہ انہیں دور سے ایک خوفناک دھماکے کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب بے اختیار چوک پڑے کیونکہ دھماکے کی آواز ایسی تھی جیسے کوئی خوفناک میزائل کہیں فائر کیا گیا ہو اور پھر تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی عمران نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر تھا، جیسے ہی کار موڑی تو اسی لئے دور سے ایک اور خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دود و سیخ میدان میں انہیں شعلے سے جلتے ہوئے دکھائی دیے تو عمران نے بے اختیار کار ایک سائیڈ پر کر کے درختوں کے ایک جھنڈ میں لے جا کر روک دی۔

"یہ کار پر میزائل فائر کیا گیا ہے اور وہ سارا دھماکہ کار کے پٹرول ٹینک پھٹنے کا تھا۔ میرا خیال ہے کہ شاید جیمسن اور اس کے ساتھیوں پر فائر کیا گیا ہے۔" عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے

”بڑی در ہو گئی ہے جیمز۔ اگر کسی نے آنا ہوتا تو اب تک آچکا ہوتا۔۔۔۔۔ اچانک ان دو آدمیوں میں سے ایک کی آواز سنائی دی۔ عمران اور تنویر ان کی پشت کی طرف موجود تھے۔

”اب کیا کیا جائے۔ کرنل مارشل کے حکم کی تعمیل تو کرنی ہے۔“ دوسرے آدمی نے کہا۔

”جیمز۔ میرا خیال ہے کہ ہم خواہ مخواہ یہاں بٹور ہو رہے ہیں۔ تم کرنل مارشل سے کہو تاکہ ہم واپس جائیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو بہر حال ہلاک ہو ہی گئے ہیں۔۔۔۔۔ وہی پہلے والی آواز سنائی دی۔

”نہیں ٹوٹی۔ کرنل مارشل نے ہمیں واضح حکم دے دیا ہے اس لئے رات پڑنے تک ہمیں بہر حال یہاں رہنا ہو گا۔“ دوسرے آدمی نے کہا جے جیمز کہا گیا تھا اور اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ جیمز ہی اس گروپ کا لیڈر ہے اور ان لوگوں نے واقعی جیمس اور اس کے ساتھیوں کو ان کی جگہ میراٹل گن سے ہلاک کر دیا تھا۔

”تنویر۔ اس مشین گن بردار کو زندہ رکھنا ہے جبکہ دوسرے کا قاتل کرنا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ گو انہوں نے اپنی طرف سے بڑی احتیاط کی تھی لیکن پھر بھی جیمز اور ٹوٹی کے کانوں میں آہٹ پہنچ گئی اور وہ دونوں تیزی سے مڑے ہی تھے کہ اچانک مشین پستل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ

سے مارے گئے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تو اب ان پر فائر کھول دیں۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”نہیں۔ ان میں سے ایک کو زندہ پکڑنا ہو گا تاکہ اس سے حالات معلوم ہو سکیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی کسی جگہ میں مارے جائیں۔ کرنل مارشل بے حد ذہین اور ہوشیار ایجنٹ ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اوگ واپس جاتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ ان میں سے دو تو سائیڈ پر ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے عقب میں چلے گئے جبکہ دوسری طرف اور ایک آدمی ایک اور طرف مڑ کر چلا گیا۔

”مختصر تم اور کیپٹن تشکیل بائیں طرف جانے والوں کے پیچھے جاؤ جبکہ میں اور تنویر دائیں طرف جانے والوں کے پیچھے جبکہ جوایا لمبا چکر کاٹ کر پانیوں آدمی کے پیچھے جانے لگا۔ لیکن سب تک میں فائر نہ کروں تم میں سے کسی نے فائر نہیں کھولا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب نے اشتباہ میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران اور تنویر اس ٹوٹی ہوئی دیوار کے عقبی سائیڈ پر جانے کے لئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ اس طرح جھکے جھکے انداز میں جا رہے تھے کہ انہیں وہ لوگ چھپک نہ کر سکیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر ان دونوں آدمیوں کے عقب میں پہنچ گئے جو دیوار کے پیچھے موجود تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں میراٹل گن۔ ان کی نظریں اس طرف کو لگی ہوئی تھیں جدھر زولو لینڈ

"یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب..... جیمر نے ہوش میں آتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جہارا نام جیمر ہے اور تم مادام ڈریکی کے سیکشن میں تھے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مم۔ مم۔ مم۔ مم۔ یہ کیا۔ اہہ نہیں۔ تم تو وہ پاکیشیائی بجنٹ نہیں ہو..... جیمر نے یکٹت کھڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے یہاں کس کار کو میزائل گن سے تباہ کیا ہے۔ کتنے افراد تھے اس میں..... عمران نے کہا۔

"چار۔ چار افراد..... جیمر نے کہا۔

"تم نے کرنل مارشل کو کیا رپورٹ دی تھی..... عمران نے کہا۔

"یہی کہ ہم نے کار میزائل سے اڑا دی ہے اور میں موجود چار افراد بھی جل گئے ہیں..... جیمر نے جواب دیا وہ اب کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔

"پھر اس نے کیا پوچھا..... عمران نے کہا۔

"اس نے پوچھا کہ ان میں کوئی عورت بھی تھی یا نہیں۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ کوئی عورت نہیں تھی صرف چار مرد تھے۔" جیمر نے کہا۔

"پھر اس نے کیا ہدایت دی ہے..... عمران نے کہا۔

"اس نے کہا ہے کہ ہم رات گئے تک انتظار کریں ہو سکتا ہے کہ

ہی ٹوٹی بیٹھتا ہوا اچھل کر نیچے گرے اور تڑپنے لگا جبکہ دوسرے کے ہاں سے مشین گن نکل گئی تھی اور یہ فائرنگ عمران کی تھی۔ اس۔ سامنے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس سے پہلے جیمر سنبھلتا عمران نے اس پر پھلانگ لگا دی اور چند لمحوں بعد جیمر ہوش ہو کر نیچے پڑا ہوا تھا جبکہ دوسرا آدمی ٹوٹی اب تک ختم ہو تھا۔ اسی لمحے باقی اطراف سے بھی مشین پسٹلز کی آوازیں اور انسانی چیخیں سنائی دینے لگیں اور چند لمحوں بعد خاموشی چھا گئی۔

"سب ادھر آ جاؤ..... عمران نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے تو اس کے ساتھ مختلف سمتوں سے دوڑتے ہوئے ان کی طرف بڑے نظر آنے لگے۔ عمران نے ہٹک کر جیمر کی تلاش لی تو اس کی جیب میں ایک ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کی فریکوئنسی پر چیک کی تو اس پر کرنل مارشل کی مخصوص فریکوئنسی پہلے آئی جسٹ تھی۔

"بیلٹ کھول کر اس کے ہاتھ عقب میں باندھ دو..... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر نے اس کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا اس دوران صفدر۔ کمیشنر شکیل اور جولیا بھی وہاں پہنچ گئے جیمر ہاتھ اس کے عقب میں باندھنے کے بعد عمران کی ہدایت پر تنویر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے چند لمحوں بعد کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو تنویر ہچکچہ گیا۔

کرتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اس درمی فارم کی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”صفدر اور کیپٹن شکیل تم دونوں باہر رکو گے کسی بھی لمحے کوئی بھی آ سکتا ہے۔ میں تنویر اور جولیا اندر جائیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران تنویر اور جولیا تہہ خانے میں موجود تھے۔ تہہ خانہ واقعی قدیم انداز کا بنا ہوا تھا اور اس وقت وہ دیران پڑا تھا۔

”کاش وہ ڈریکی یہ بھی بتا دیتی کہ اسے کھولا کیسے جاتا ہے۔“

عمران نے کہا۔

”وہ بتائے تو جا رہی تھی لیکن ہلاک ہو گئی۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”ہو گا تو کوئی آسان سا طریقہ۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن جب تک وہ طریقہ معلوم نہ ہو اس وقت تک تو

بہر حال یہاں سے راستہ تلاش کرنا مشکل ہی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے

کہا۔ اس کی تیز نظریں تہہ خانے کے فرش اور دیواروں کا جائزہ لینے

میں مصروف تھیں کہ اچانک اس کے ہاتھ میں موجود ٹرانسمیٹر سے

سیٹی کی آواز نکلنے لگی تو عمران کے ساتھ ساتھ تنویر اور جولیا بھی

چونک پڑے۔

”خاموش رہو۔ کرنل مارشل کی کال ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کاننگ۔ اور۔۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے

یہ اور لوگ ہوں اگر رات گئے تک اور کوئی نہ آئے تو ہم واپس نہ جائیں۔۔۔۔۔ حمیز نے کہا اور پھر عمران نے اس سے شروع سے لے اب تک کی ساری بات معلوم کر لی۔

”اس کا منہ بند کر دو۔۔۔۔۔ عمران نے تنویر سے کہا تو دوسرے

لمحے جوتراہٹ کے ساتھ ہی حمیز چیختا ہوا نیچے گرا اور جسدِ لمحے توڑنے

بعد ساکت ہو گیا۔

”میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ ہمیشہ کے لئے بند کر دو۔“ عمر

نے کہا۔

”تم کہو نہ کہو۔ ایسے لوگوں کا یہی علاج ہوتا ہے۔۔۔۔۔ تنویر

منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تنویر نے درست ایکشن کیا ہے تم خواجواہ دشمنوں پر

کھانے کے عادی ہوتے جا رہے ہو۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا تو عمر

مسکرا دیا۔

”جس روز تنویر نے دوستوں پر رحم نہ کیا یا اس روز تمہیں

ہو گا کہ جو دشمنوں پر رحم کھاتے ہیں وہی دوستوں پر بھی رحم کھا

ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ

دوران تنویر نے حمیز کو پلٹ کر اس کے ہاتھوں سے بیلٹ کھوا

تھی۔

”اچھا خاصا سیٹ اپ کیا تھا تہہ خانے میں راستہ ڈھونڈتے

بے چاروں نے اپنی موت کا راستہ ڈھونڈ لیا۔ آؤ اب خود کو

کر نل مارشل کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ جیمز اسٹینگ یو۔ اور"..... عمران نے جیمز کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہو تم۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور"..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہم چیپے ہوئے ہیں اور آنے والوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر اب تک کوئی نہیں آیا تو پھر یہی لوگ ہوں گے لیکن ان کے ساتھ ایک عورت بھی نھی وہ غائب ہے۔ یہ یقیناً اسے وہیں چھوڑ آئے ہوں گے۔ تم جا کر اسے ٹریس کرو۔ اور"..... کر نل مارشل نے کہا۔

"کیسے ٹریس کریں باس۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"گڈ شو۔ تمہارا یہ سوال بتا رہا ہے کہ تم واقعی جیمز ہی بول رہے ہو۔ ٹھیک ہے اب اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ اکیلی کچھ نہیں کر سکتی۔ اور"..... کر نل مارشل نے کہا۔

"باس۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ اکیلی یہاں آئے اور راستہ ٹریس کر لے۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"وہ لاکھ سرچنگ لے راستہ ٹریس نہیں کر سکتی۔ صرف وہ عمران شیطانی ذہن کا مالک ہے اس سے خطرہ رہتا ہے اگر وہ ہلاک ہو گیا ہے تو پھر اس کے ساتھی اس قابل نہیں ہیں کہ اس کی طرح ناممکن

کو ممکن بنا سکیں۔ اور"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"باس۔ اگر آپ کہیں تو ہم یہاں مستقل پکینگ کر لیں۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی اگر انہوں نے راستہ ٹریس کر لیا تو مجھے اطلاع ہو جائے گی اور پھر میں خود ہی ان کا خاتمہ کر دوں گا۔ اور اینڈ آئل"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میرا خیال ہے عمران کہ ہمیں اس انداز میں آگے بڑھنے کی بجائے کسی اور انداز میں آگے بڑھنا چاہئے ورنہ اگر تم نے راستہ ٹریس کر لیا تو یہ اتنا طویل ہو گا کہ پراجیکٹ تک پہنچنے پہنچتے وہ ہمیں کور کر لیں گے"..... جو لیا نے کہا۔

"جہاز کی بات درست ہے۔ کر نل مارشل کی آخری بات نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ پھر راستہ ہم ٹریس بھی کر لیں اگر اسے اطلاع مل سکتی ہے تو پھر ایسے راستے کا کوئی فائدہ نہیں لیکن دوسرا کوئی راستہ بھی تو سامنے نہیں ہے"..... عمران نے کہا۔

"کمال ہے۔ ویسے تو تم نئے سے نئے راستے تلاش کر لیتے ہو لیکن اس پراجیکٹ کے خلاف جہاز کا ذہن ہی کام نہیں کر رہا"..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہو سکتا ہے کہ کر نل مارشل نے ویسے ہی یہ بات کر دی ہو۔ بہر حال یہاں آگے ہیں تو کوشش تو کی جا سکتی ہے"..... عمران نے

بائیں افراد کار کے ڈھانچے کے ساتھ ساتھ وہاں موجود چلے ہوئے انسانی ڈھانچوں کو بھی چیک کر رہے تھے۔ کرنل مارشل کے ساتھی بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جبکہ کرنل مارشل کار اور انسانی ڈھانچوں کی طرف متوجہ تھا۔

”یہ عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہیں۔ ان میں سے کسی کا قد بھی عمران سے نہیں ملتا اور پھر یہاں کان کنی کے چلے ہوئے آلات بھی موجود ہیں۔ یہ کوئی اور گروپ ہے۔ آؤ واپس چلیں۔“ کرنل مارشل کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور وہ سب واپس مڑ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ ہیلی کاپٹر اور عمران کا درمیانی فاصلہ اتنا تھا کہ یہاں سے وہ مشین گن کی ریخ میں نہیں تھے اس لئے عمران اور اس کے ساتھی خاموش کمرے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور کافی تیزی سے ذلو لینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اس احمق نے فارم میں آکر چیک کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ احمق نہیں ہے۔ ہم احمق ہیں۔ اس طرف کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس ڈریکٹی نے ڈاج دینے کی کوشش کی تھی۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر ایسا ہوتا تو پھر یہ جیڑ اور اس کے ساتھی یہاں کیوں

کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی باہر سے کسی کے تیز قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ تینوں بے اختیار چونک پڑے۔ چند لمحوں بعد صدر تہہ خانے کی سیڑھیوں پر نظر آیا۔

”عمران صاحب۔ ایک ہیلی کاپٹر اس عمارت کے سامنے اترنے والا ہے۔“ صدر نے کہا تو عمران تیزی سے مڑا اور پھر وہ سب تہہ خانے سے نکل کر دوڑتے ہوئے بیرونی طرف آگئے۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل بھی اندر آگیا تو سامنے جہاں کار کا ڈھانچہ پڑا ہوا تھا وہاں واقعی ایک گن شپ ہیلی کاپٹر اتر رہا تھا ہیلی کاپٹر پر ایکر مین فوج کا مخصوص نشان موجود تھا۔

”یہ کس طرف سے آیا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ذلو لینڈ کی طرف سے۔“ پاس کھڑے ہوئے صدر نے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر نیچے اترا اور اس میں سے چار مسلح افراد نیچے کودے۔ سب سے آخر میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی نیچے اترا۔ وہ خالی ہاتھ تھا اور عمران اسے دیکھتے ہی چونک پڑا کیونکہ وہ کرنل مارشل تھا۔

”اوہ۔ یہ آخر میں اترنے والا کرنل مارشل ہے۔ ہم نے اسے زندہ بکڑنا ہے۔“ باقی افراد کا خاتمہ کر دینا ہے۔“ عمران نے کہا تو وہ سب پیچھے ہٹ کر عقبی طرف سے ٹوٹی ہوئی دیوار میں سے باہر چلے گئے اور پھر گھوم کر سائینوں پر اس انداز میں کھڑے ہو گئے کہ اگر وہ لوگ عمارت کی طرف آئیں تو انہیں آسانی سے کور کیا جاسکے۔ وہ

آتے..... جولیائے کہا۔

"شاید جو کچھ اس ڈریکے نے کہا ہے وہ ان تک پہنچ گیا ہو گا۔"
ڈیوائس کے ذریعے اور انہوں نے اس لئے یہاں مجیز و فیرہ کو بھیج
کہ ہم ڈریکے کے بتائے ہوئے راز کا سن کر یہاں ضرور آئیں گے۔
عمران نے کہا۔

"لیکن تمہیں اچانک کیسے یقین آگیا کہ یہاں راستہ نہیں ہے۔
جولیائے کہا۔

"اگر راستہ ہوتا تو لامحالہ کرنل مارشل اس زرعی فارم کو چیک
کرتا۔ اس کے اس انداز سے واپس جانے سے ہی ظاہر ہوتا ہے
ایسا نہیں ہے..... عمران نے جواب دیا تو اس بار جولیائے سمیت
ساتھیوں نے تائید میں سر ملادیتے۔

"پھر اب کیا کرنا ہے..... جولیائے کہا۔

"کرنل مارشل کا گن شب ہیلی کاپٹر میں آنا اور آنا بھی زوالو لینا
کی طرف سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ گن شب ہیلی کاپٹر کے ذریعے مشرب
علاقے میں داخل ہوا جاسکتا ہے..... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ گن شب ہیلی کاپٹر کہاں سے ملے گا ہمیں..... صفد
نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی پورے ڈیگوشیا میں گن شب ہیلی کاپٹر نہیں ہو گا۔"
عمران نے کہا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں تیزی سے پھیلیں چلی
جاری تھیں۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں براہ راست پراجیکٹ
میں جانے کی بجائے پہلے اس ایکڑ زمین مواسلاتی سفر جانا ہو گا۔ یہ
گن شب ہیلی کاپٹر بتا رہا ہے کہ یہ راستہ وہیں سے جاتا ہے۔" کیپٹن
شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ اب اور کوئی صورت ہی نہیں ہے سوائے تنذیر ایکشن
کے۔ ٹھیک ہے جب مجبوری ہو تو پھر ایسے ہی جی..... عمران نے
کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے اور پھر وہ عمارت کے پیچھے سے نکل
کر تیز تیز قدم اٹھاتے اس طرف کو بڑھتے چلے گئے جدر ان کی کار
موجود تھی۔

"عمران صاحب۔ مجیز اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں تو انہیں
لازمًا نظر آئی ہوں گی..... اچانک صفد نے کہا تو عمران بے اختیار
چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ بلندی سے لازماً انہیں چیک کیا گیا ہو گا لیکن کرنل
مارشل نے ان کی طرف توجہ ہی نہیں کی اور نہ جا کر انہیں چیک
کیا۔ اس کا کیا مطلب ہوا..... عمران کے لہجے میں حیرت کے ساتھ
ساتھ الجھن کی تھمکیاں بھی نمایاں تھیں۔

"عجیب گورکھ دھندہ بن گیا ہے یہ سب کچھ..... کچھ دیر کی
خاموشی کے بعد عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ انہیں یہ لاشیں نظری نہیں آ
سکتیں..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیوں۔ کیا لاشوں نے پادر سلیمانی اوڑھ رکھی تھی۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”جیمز اور اس کے ساتھی کی لاشیں دیوار کی اوٹ میں تھیں جبکہ باقی لاشیں بھی جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھیں اور پھر ان کے ذہن میں یہ خیال ہی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے ورنہ وہ لازماً انہیں چھیک کرتے..... کیپٹن شکیل نے کہا۔“

”ہاں۔ بہر حال اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اب ہم نے براہ راست کارروائی کرنی ہے۔ اس کے علاوہ اب اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔“

کمرے کا دروازہ کھلا تو کرنل مارشل نے چونک کر سر اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ آنے والا فوجی کرنل تھا جس نے باقاعدہ فوجی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔

”ییس کرنل انتھونی۔ کیسے آنا ہوا.....“ کرنل مارشل نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”کرنل مارشل۔ میں ایک خاص بات تم سے کرنے آیا ہوں۔“ آنے والے نے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اوہ اچھا۔ کیا بات ہے۔“ کرنل مارشل نے چونک کر کہا۔

”آپ مواصلاتی سنٹر کا ہیلی کاپٹر لے کر پراجیکٹ سے باہر گئے تھے.....“ کرنل انتھونی نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے کچھ چیکنگ کرنی تھی۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے۔“ کرنل مارشل نے چونک کر پوچھا۔

پھر مصافحہ کرنے کے بعد وہ مزا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ کرنل مارشل نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کانگ فارم ڈیگوشیا۔ اور۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”یس۔ چیف انٹلنگ یو۔ اور۔“ چند لمحوں بعد چیف جھینٹن کی آواز سنائی دی۔

”کرنل مارشل بول رہا ہوں چیف۔ اور۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”کیا ہوا۔ کوئی خاص بات۔ اور۔“ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”سر۔ میں نے آپ کو ابھی تھوڑی دیر پہلے گن شپ ہیلی کاپٹر کے ذریعے پراجیکٹ سے باہر جا کر اس کار اور چار افراد کی ہلاکت کے بارے میں رپورٹ دی تھی۔ میں انہیں چیک کرنے گیا تھا۔ اس پر مواصلاتی سنٹر کے سیکورٹی انچارج کرنل انتھونی ابھی میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے شکایت کی ہے کہ جنرل ہاروے نے ان کے دو ماہ کے بونس معطل کر دیئے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ جنرل ہاروے کو کہہ کر یہ بونس بحال کرا دیں ورنہ دونوں پراجیکٹ کی سیکورٹی کے درمیان چھٹکشی شروع ہو جائے گی اور اس کا فائدہ

ہوا تو کچھ نہیں۔ لیکن فوج کی سنٹرل کمانڈ کے چیئرمین جنرل ہاروے نے اس کا انتہائی سخت نوٹس لیا ہے کہ کوئی غیر فوجی گن شپ ہیلی کاپٹر کس قانون کے تحت استعمال کر سکتا ہے۔ جب میرے نے انہیں آپ کے بارے میں تفصیل سے بتایا تو انہوں نے آپ کو ایجنسی کے چیف سے بات کی اور پھر مجھے کال کر کے انہوں نے کہا کہ آئندہ اگر ایسا ہوا تو پورے سیٹ آپ کو معطل کر دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ہمارا دو ماہ کا بونس بھی معطل کر دیا ہے۔“ کرنل انتھونی نے کہا۔

”اوہ۔ دیری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ میرے تو ذہن میں یہ بات نہ تھی۔ پھر بلیک ایجنسی حکومت کی ایجنسی ہے پرائیویٹ ایجنسی تو نہیں ہے۔“ کرنل مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں اس لئے حاضر ہوا تھا کہ اگر آپ اپنی ایجنسی کے چیف سے کہیں کہ وہ جنرل ہاروے کو کہہ کر ہمارا دو ماہ کا معطل شدہ بونس واکرار کرا دیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تو آپ کی عزت کی ہے جس کا خمیازہ اب نہ صرف مجھے بلکہ میرے ساتھیوں کو بھی بھگتنا پڑا ہے۔“ کرنل انتھونی نے کہا۔

”ہاں۔ میں ضرور بات کروں گا۔ آپ بے فکر رہیں اور اپنے ماتحتوں کو بھی کہہ دیں کہ ان کا بونس ضرور بحال ہو گا۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”اوکے۔ تھینک یو۔“ کرنل انتھونی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

ذریعے کوئی واردات کر گزریں۔ اور..... چیف نے کہا۔

”نہیں چیف۔ ان کا کوئی تعلق پراجیکٹ سے نہیں ہے۔ بہر حال میں انہیں واپس بھجوا دوں گا۔ آپ بونس کے بارے میں ضرور جہز ہاروے سے بات کریں۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اور اینڈ آل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارشل نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس پر ایک بار پھر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کانٹک جیمز۔ اور..... کرنل مارشل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ جیمز اینڈنگ ہو باس۔ اور..... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے جیمز کی آواز سنائی دی۔

”جیمز تم اور جہاز کے ساتھ اس وقت کہاں موجود ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے پوچھا۔

”باس۔ ہم واپس اس رہائش گاہ پر پہنچ گئے ہیں جہاں پہلے موجود تھے۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم سب اب واپس چلے جاؤ اور جاکر میرے سیکشن میں رپورٹ کرو۔ اب جہازی یہاں ضرورت نہیں رہی۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”بھی آپ حکم دیں باس۔ لیکن باس ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی

عمران اور اس کے ساتھی اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں جہز ہاروے کو کہ دوں گا۔ انہوں نے مجھ سے یہ بات کی تھی لیکن میں نے انہیں نال دیا تھا۔ اور..... چیف نے کہا۔

”یہ کام ضرور کریں چیف ورنہ نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا اور کچھ۔ عمران وغیرہ کے بارے میں کوئی رپورٹ۔ اور..... چیف نے کہا۔

”نہیں چیف۔ ڈرکی کی ہلاکت کے بعد اب میں نے ان کا مغزا حصے میں خیال ہی چھوڑ دیا ہے۔ اب جب بھی وہ لوگ یہاں مشن حصے میں داخل ہوئے ان سے نمٹ لیا جائے گا اور اگلا پچھلا تمام حساب برابر کر لیا جائے گا۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ جن لوگوں نے ذریعے تم نے اس پر حملہ کر لیا تھا وہ اب کہاں ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

”وہ ڈیگوشیا کے مغربی حصے میں ہیں اور میں سوچ رہا ہوں انہیں واپس بھجوا دوں۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”ہاں۔ انہیں واپس بھجوا دو کیونکہ ان میں سے کوئی بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے

کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس میز کی دراز میں رکھا
ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارشل
نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھایا۔

”ہیں۔ کرنل مارشل بول رہا ہوں..... کرنل مارشل نے کہا۔
”کرنل انتھونی بول رہا ہوں کرنل مارشل..... دوسری طرف
سے کرنل انتھونی کی آواز سنائی دی۔

”کرنل انتھونی۔ میں بے چیف سے بات کر لی ہے۔ انہوں نے
وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کے بونس فوری طور پر بحال کرادیں گے۔“
کرنل مارشل نے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ ویسے میں ایک اور سلسلے میں آپ سے بات
کرنا چاہتا تھا۔ جہاں آپ گن شب ہیلی کاپٹر گئے تھے وہاں جلی ہوئی
اور بغیر جلی ہوئی لاشیں کن کی تھیں۔ یہ کون لوگ تھے۔“ کرنل
انتھونی نے کہا۔

”جلی ہوئی اور بغیر جلی ہوئی لاشیں۔ کیا مطلب۔ وہاں تو چار افراد
کے جلے ہوئے ڈھانچے موجود تھے۔ بغیر جلی ہوئی لاشوں کا کیا مطلب
ہوا..... کرنل مارشل نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ نے وہاں پانچ بغیر جلی ہوئی
لاشیں نہیں دیکھیں.....“ کرنل انتھونی نے کہا۔

”نہیں۔ پانچ لاشیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پانچ لاشیں وہاں

بھینٹوں کا کوئی اور گروپ نہ آجائے اس لئے اگر آپ کہیں تو ہم یہاں
پکٹنگ جاری رکھیں۔ اور.....“ جیمز نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا تھا۔ تو تم یہ سمجھ کر واپس
چلے گئے تھے کہ تم نے جس کار کو میزائل سے تباہ کیا ہے وہ
پاکیشیائی بھینٹوں کی تھی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ میں نے خود جا کر
چیکنگ کی ہے۔ ان میں پاکیشیائی بھینٹوں کے قد و قامت کا کوئی آدمی
بھی نہیں ہے اور ان کے پاس ہی جلے ہوئے کان کنی کے آلات بھی
پڑے ہوئے پائے گئے ہیں اس لئے یہ غیر متعلقہ لوگ تھے۔ اصل میں
پاکیشیائی ایجنٹ ادھر آئے ہی نہیں۔ دراصل ہمیں غلط فہمی ہوئی تھی
کہ شاید یہ لوگ ادھر آئیں۔ اور.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”پھر تو ہمارے واپس جانے کی کوئی بات نہیں بنتی باس۔ ویسے
ہم نے اپنے طور پر یہاں دوسرے گروپ کی تلاش شروع کر دی ہے
اور ہمیں زولو لینڈ کے قریب فوجی مواصلاتی سنٹر کے قریب ایک
مشکوک گروپ نظر آیا تھا لیکن بعد میں وہ شک غلط نکلا تھا۔ وہ واقعی
سیاح تھے۔ اور.....“ جیمز نے کہا۔

”وہ احمق نہیں ہیں کہ اس طرح فوجی مواصلاتی سنٹر پر حملہ کر
دیں۔ وہاں تو بھاری فوج موجود ہے۔ اگر وہ آئے تو چند لمحوں میں
ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اور.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”ہیں باس۔ جیسے آپ کا حکم۔ اور.....“ جیمز نے کہا۔
”تم واپس چلے جاؤ بس۔ اور ایئر آل.....“ کرنل مارشل نے

”موصلاتی سنٹر سے ایک فلم رول چیک پوسٹ پر بھیجا جا رہا ہے۔ تم اسے وہاں سے وصول کرو اور پھر روجیکٹر سمیت اسے میرے آفس میں بھجوا دو“..... کرنل مارشل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ کن پانچ افراد کی لاشیں ہو سکتی ہیں۔ یہ کیا اسرار ہے۔ جیمز سے تو ابھی میری بات ہوئی ہے“..... کرنل مارشل نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کہیں یہ بات کرنے والا عمران نہ ہو۔ اوہ۔ دیری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ جیمز اور اس کے ساتھی ان کے ہاتھ لگ گئے تھے۔ اوہ۔ پھر تو یہ لوگ اس وقت وہیں موجود تھے جب میں وہاں گیا تھا۔ دیری بیڈ“..... کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”کیس۔ کم ان“..... کرنل مارشل نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساڈا کا پروجیکٹر موجود تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں ایک مائیکرو رول تھا۔

”میز پر رکھ دو“..... کرنل مارشل نے کہا اور اس کے حکم کی تعمیل کر کے وہ نوجوان واپس چلا گیا۔ کرنل مارشل نے مائیکرو فلم رول پروجیکٹر میں ایڈجسٹ کیا اور پھر پروجیکٹر ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بشن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے پروجیکٹر کے اندر موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر پہلے تو مشرقی ایریے

موجود ہوں اور میں نہ دیکھ سکوں“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”میرے آدمیوں نے تو دیکھی تھیں لیکن چونکہ ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لئے وہ خاموش رہے تھے۔ ویسے میں اپنے فرائض کے طور پر آپ کے اس ٹور کی فلم چیک کر رہا تھا کہ میں نے اس قدر لاشیں دیکھیں اس لئے میں نے آپ سے پوچھ لیا“۔ کرنل انتھونی نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ دیری بیڈ۔ کیا آپ وہ فلم مجھے بھیج سکتے ہیں“۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ میرا آدمی آپ کے سیکورٹی چیک پوسٹ پر دے دے گا۔ آپ وہاں سے وصول کر لیں“..... کرنل انتھونی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ فوراً بھیج دیں“..... کرنل مارشل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”ماسٹر بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”کرنل مارشل بول رہا ہوں ماسٹر“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”کیس باس“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا بھید ٹھٹھٹ

مؤبانہ ہو گیا تھا۔

ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو - ہیلو - کرنل مارشل کانگ جیمز - اور....." کرنل مارشل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

"یس - جیمز ایڈجسٹنگ یو باس - اور....." چند لمحوں بعد جیمز کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر موجود نقشے پر سرخ رنگ کا ایک نقطہ جلنے لگنے لگا۔

"تم کہاں موجود ہو جیمز - اور....." کرنل مارشل نے غور سے اس نقطے والی جگہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایئر پورٹ پر باس - ہم آپ کے حکم پر واپس جا رہے ہیں - اور....." جیمز نے کہا۔

"اوکے - ٹھیک ہے - میں نے اس لئے کال کیا تھا کہ تم واپس جا رہے ہو یا نہیں - اور ایڈجسٹل....." کرنل مارشل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے تیزی سے مشین کے کئی بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور سکرین پر وہ جگہ جہاں نقطہ جل بچھ رہا تھا تیزی سے پھیلی چلی گئی۔

"اوہ - اوہ - یہ کیا مطلب - اوہ - یہ تو موسلا ٹی سنسٹر کی پہلی چمک، پورٹ کے قریب موجود ہیں - اوہ - ویری - اوہ - نو یہ - یہاں حملہ کرنا چاہتے ہیں....." کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر واپس رکھا اور تیزی سے ٹرگر دوڑاتا ہوا واپس لپٹے آفس

کے مناظر نظر آتے رہے پھر زولہ ایڈجسٹ کر کے اور پھر اس جگہ کے جہاں کار کا جلنا ہوا اٹھانچہ اور چلی ہوئی لاشیں موجود تھیں - کرنل مارشل نے ہاتھ بڑھا کر اس منظر کو روک دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں چلی گئیں کیونکہ اب اسے ایک ٹوٹی آؤٹی دیوار کے عقب میں دو لاشیں پڑی ہوئی نظر آ رہی تھیں جبکہ تین لاشیں مختلف جھانڈیوں میں پڑی تھیں - کرنل مارشل نے پروجیکٹر کے مختلف بٹن پریس کئے تو سکرین پر اس دیوار کے عقب والا سین کواپ میں آتا چلا گیا اور پھر ایک لاش دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ یہ جیمز کی لاش تھی - وہ اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے پروجیکٹر آف کر دیا۔

"ویری ہیڈ - اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ وہاں موجود تھے - ٹھیک ہے - اب ان کی فریکوئنسی سے انہیں کور کیا جا سکتا ہے -" کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور میز کی دروازے سے لاگ ریج ٹرانسمیٹر کال کر وہ اندرونی طرف موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں تھا جہاں دیوار کے ساتھ تین مختلف سائروں کی مشینیں موجود تھیں - اس نے ایک مشین کو آن کیا تو اس کی سکرین روشن ہو گئی - کرنل مارشل نے مشین کی مختلف تائیں گھمانا شروع کر دیں اور سکرین پر ڈیگوشیا جپرے کا تفصیلی نقشہ ابھر آیا۔ اس کے بعد کرنل مارشل نے ٹرانسمیٹر کا لنک اس مشین سے کیا اور پھر اس پر جیمز کی فریکوئنسی

سمجھال لیں گے اور ان کی لاشیں آپ کو بھجوا دیں گے..... کرنل انتھونی نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"لاشیں بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے کرنل انتھونی۔ تم صرف مجھے اطلاع دے دینا۔ میرا آدمی خود جہارے پاس پہنچ جائے گا اور سنو۔ یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں اس لئے پوری طرح محتاط رہنا....." کرنل مارشل نے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں کرنل مارشل۔ البتہ یہ بتائیں کہ یہ کتنے افراد کا گروپ ہے اور اس کی باقی تفصیلات کیا ہیں....." کرنل انتھونی نے کہا۔

"سننا یہی ہے کہ ایک عورت اور چار مردوں کا گروپ ہے۔ لیکن آپ فوراً ان کے بارے میں انتظامات کریں۔ یہ لوگ انتہائی برق رفتاری سے کام کرتے ہیں....." کرنل مارشل نے کہا۔

"اوکے۔ میں انہیں لاشوں میں تبدیل کر لوں پھر آپ سے بات ہوگی....." دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارشل نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے خبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"ماسٹر بول رہا ہوں....." اس کے نمبر ٹون اور انچارج سیکورٹی کی آواز سنائی دی۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں ماسٹر۔ مواصلاتی سنٹر کے ساتھ جو صل ہے اسے ہلاک کر دو اور اسے اس وقت تک نہیں کھولنا جب

میں آگیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے فون کا رسیور اٹھایا اور انتہائی تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"لیں۔ پی اے ٹو کمانڈر....." دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں۔ لارچ ویو پراجیکٹ سے۔ کرنل انتھونی سے بات کرو۔ جلدی....." کرنل مارشل نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیں سر۔ ہولڈ آن کریں سر....." دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل انتھونی بول رہا ہوں....." چند لمحوں بعد کرنل انتھونی کی آواز سنائی دی۔

"کرنل انتھونی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ جس کی سیکورٹی کے لئے میں یہاں آیا تھا وہ اس وقت جہارے سنٹر کی پہلی چیک پوسٹ کے قریب موجود ہے۔ وہ لازماً جہار کی چیک پوسٹ کو تباہ کر کے پہلے مواصلاتی سنٹر تباہ کرنا چاہتے ہیں اور پھر وہاں سے لارچ ویو پراجیکٹ کی طرف آئیں گے۔ کیا تم ان کا خاتمہ کر سکتے ہو یا میں خود آ کر جہارے آدمیوں کو لیڈ کروں....." کرنل مارشل نے کہا۔

"اوہ۔ کرنل مارشل۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ بلیک ہینکسی کے آدمی ہیں لیکن سیکورٹی کے معاملے میں ہم بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔ آپ نے اطلاع دی ہے۔ یہ آپ کی مہربانی ہے۔ باقی کام ہم خود

تک میں نہ کہوں..... کرنل مارشل نے کہا۔
 "اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے باس..... ماسٹر نے کہا تو
 کرنل مارشل نے اسے تفصیل بتا دی۔
 "ٹھیک ہے۔ میں نہ صرف نسل ہلاک کر دیتا ہوں بلکہ ریڈ
 الارٹ بھی کر دیتا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "اوکے..... کرنل مارشل نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور
 رسیور رکھ دیا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے
 اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ سب کار میں سوار ڈولو لینڈ کے
 مغرب میں واقع ایک سڑک پر سے گزر رہے تھے کہ اچانک ٹرانسمیٹر
 کال آگئی تو عمران نے کار ایک سائیڈ پر روک کر ٹرانسمیٹر جیب سے
 نکالا اور اسے آن کیا اور پھر کال سننے کے بعد اس نے بے اختیار ایک
 طویل سانس لیا۔ اس کے اس طرح سانس لینے پر سائیڈ سیٹ پر
 بیٹھی ہوئی جولیا اور عقبی سیٹ پر موجود اس کے ساتھی بے اختیار
 چونک پڑے۔

"کیا ہوا ہے....." جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کرنل مارشل تک اطلاع پہنچ چکی ہے کہ جمیز اور اس کے ساتھی
 ہلاک ہو چکے ہیں اور یقیناً یہ بھی اطلاع مل چکی ہو گی کہ ہم اس وقت
 کہاں موجود ہیں، اس لئے اب اس چٹیک پوسٹ پر ہمارے خلاف

خصوصی انتظامات کر لئے گئے ہوں گے۔" عمران نے کہا۔

"کیسے۔" جنہیں کیسے یہ سب معلوم ہو گیا۔" جو لیا نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دو مجمع دو چار کا مطلب یہی ہوتا ہے مس جو لیا۔ اس طرح اچانک کر نل مارشل کی کال آنا اور پھر کوئی خاص بات بھی سننے نہ آنا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ خصوصی طور پر ہمیں چیک کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ٹرانسمیٹر سے ہلکی ہلکی زون زون کی آواز بھی سنائی دے رہے تھی جیسے ٹرانسمیٹر کا لنک کسی بڑی مشین سے کر دیا گیا ہو جو چل بھی رہی ہو اور ایسی مشین کال کی لوکیشن چیک کرنے کی ہی ہو سکتی ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اگر ایسا ہے بھی تو کیا جہاز کا مطلب ہے کہ ہم ان انتظامات سے ڈر کر واپس چلے جائیں۔" عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ اب ہمیں چیک پوسٹ پر جا کر خود کشی کرنے کی بجائے کوئی پلاننگ کرنا ہوگی۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ جو لیا بھی نیچے اتری تو عقبی سیٹ سے اس کے باقی ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

"اندرو سے اسلحہ نکال کر جیسوں میں بھر لو۔ مشین گنیں بھی لے لو اور میزائل گنیں بھی۔ اب ہم نے پیدل آگے بڑھ کر چیک پوسٹ پر حملہ کرنا ہے اور اب ہم دو سائیڈوں میں بٹ کر جائیں گے۔"

عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔" نجانے کہاں سے چیک پوسٹ کا فاصلہ کتنی ہو۔" صفدر نے کہا۔

"میں یہ معلوم کر چکا ہوں۔" اگلا موز مڑتے ہی چیک پوسٹ نظر آنے لگ جائے گی۔" عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔" سائیڈوں پر ظاہر ہے خاردار تاروں کی باڑ ہو گئی اس سے بھی تو داخل ہوا جاسکتا ہے۔" صفدر نے کہا۔

"نہیں۔" خصوصی انتظامات میں خاردار تاروں کی باڑ کے پیچھے اہتائی گہری اور چوڑی خندق ہے جس میں زہریلا مواد بھرا ہوا ہے۔ ہمیں بہر حال اس چیک پوسٹ کو کراس کر کے ہی آگے بڑھنا ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"لیکن وہاں سے جیب نہ ملی تو ہم مواصلاتی سنٹر تک کیسے پہنچیں گے۔" جو لیا نے کہا۔

"وہاں پہنچ کر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔" عمران نے کہا۔

"تم سب موٹر پر رک جانا۔ میں اکیلا آگے جاؤں گا۔ تم بے فکر رہو۔ میں سب کچھ تمہیں ہنس کر دوں گا۔" تنویر نے کہا۔

"اوکے۔" ٹھیک ہے۔ تنویر اور جو لیا آگے جائیں گے جبکہ میں صفدر اور کیپٹن عقیل موٹر پر رک جائیں گے اور جنہیں کورنگ دیں گے۔" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔" مس جو لیا کی بجائے میں ساتھ جاتا ہوں۔"

اور پھر وہ سوار پر پہنچ کر رک گئے۔ وہاں سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر واقع ایک فوجی جیل پر دست مودود فوجی کمرہ میں دو بخت کمرے تھے۔ ان میں ایک سائین کوئی فاضلہ صاحبہ رہا تھا۔ وہاں دس کے قریب مشین گنز سے مسلح افراد موجود تھے۔ دو چیمبریں بھی وہاں رکھ کر فائر سبزی تھیں اور پھر عمران کی تین نظروں نے ایک کمرے کی چست پر لگی ہوئی بیوی مشین گن گئی۔ دلچسپی ہو مودنگ تھی۔ تنویر اور جوہا بڑے خواجہ انداز میں آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"بھئی! آپ..... اچانک ایک چمچنی ہوئی آواز سنائی دی تو تنویر اور جوہا دونوں ٹھٹھک کر رک گئے لیکن انہوں نے ہاتھ نہ اٹھائے تھے۔

"ہاتھ اڑ اٹھاؤ ورنہ..... وہی چمچنی ہوئی آواز دوبار سنائی دی لیکن دوسرے لمحے یقیناً تنویر اور جوہا اچھل کر سائیڈوں میں ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی میزائل گنوں کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے فضا کو بجھ گئی۔ اسی لمحے عمران نے بھی میزائل گن کا ٹریگر دبا دیا اور پلک جھپکنے میں ایک کیپول اس کی گن سے نکل کر اس کمرے کی منڈیر سے جا ٹکرایا جس پر بیوی مودنگ مشین گن موجود تھی۔ دوسرے صفحہ اور کیپٹن شکیل نے بھی فائر کھول دیا تھا جبکہ تنویر اور جوہا فائرنگ کرتے ہوئے زگ زبک انداز میں دوڑتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ صفحہ اور کیپٹن شکیل نے ان کروں کو نشانہ بنایا تھا جن میں سے ایک کی چھت عمران پہلے ہی اڑا چکا تھا اور بعد

"نہیں۔ ایک جوڑے کو ہیل آتے دیکھ کر وہ اچانک فائر نہیں کھولیں گے اور انہیں قریب پہنچنے کا موقع مل جائے گا۔ جبکہ دوسروں کو دیکھ کر وہ فوراً فائر کھول سکتے ہیں..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں۔ کچھ ہو تو ہی۔ اب تک سوائے بھاگ دوڑ اور باتوں کے اور کچھ کیا ہی نہیں..... تنویر نے جوشیلہ بچے میر کہا تو عمران نے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اور جوہا دونوں تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ جب وہ کافی فاصلے پر پہنچ گئے تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو ان کے پیچھے پلٹنے کے لئے کہا۔

"ہم نے موڑ پر رک کر ان کو کور کرنا ہے۔ خیال رکھنا۔ ان سے زیادہ ہمارا کام اہم ہو گا..... عمران نے کہا تو صفحہ اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیے۔ میزائل گنیں اور مشین گنیں انہوں نے اپنے دونوں بازوؤں کی سائیڈوں میں اس انداز میں رکھی ہوئی تھیں کہ دور سے وہ بظاہر نظر ہی نہ آسکتی تھیں لیکن انہیں فوری طور پر استعمال بھی کر سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اور جوہا کمران کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

"صفحہ اور کیپٹن شکیل تم دونوں سڑک کی دوسری طرف جاؤ۔ میں اوجھڑوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی ٹاور پر موجود ہو۔ میں نے اس کا خیال رکھا ہے..... عمران نے کہا تو صفحہ اور شکیل تیزی سے سڑک سے اڑا چکا تھا۔ دوسری طرف

نظر آ رہا تھا۔ لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ عمران نے اس کی آواز ہی نہ سنی تھی اور پھر عمران نے ٹرانسمیٹر کا بین آن کر دیا۔
 "ہیلو۔ ہیلو۔ کر نل انتھونی کاننگ کیپٹن براؤن۔ یہ کیسے دھماکے تھے۔ کیا ہو رہا ہے۔ اور۔۔۔ ایک تجتختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن براؤن بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔ عمران نے ویسے ہی ایکریمین لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ مگر جہاری آواز اور لہجے کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
 "حملہ آوروں نے جہاں میرائل فائر کئے ہیں اس لئے اس کے دھوئیں کی وجہ سے میرا گلا خراب ہو گیا ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے ان کا۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "وہ پانچ افراد تھے اور پانچوں ہی ہلاک ہو گئے ہیں۔ ویسے ہمارے بھی چھ افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ ہیوی موونگ مشین گن بھی تباہ کر دی گئی ہے اور جیک پوسٹ کے دونوں کمرے بھی میرائلوں سے اڑا دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے بڑا خوفناک اور اچانک حملہ کیا تھا۔ ہمارے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ لوگ ایسا کریں گے۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ دیری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کر نل مارشل درست کہہ

لہوں بعد وہاں خاموشی طاری ہو گئی۔ تنویر اور جولیا وہاں پہنچ کر اوہ ادھر دوڑ کر چیکنگ کر رہے تھے اس لئے عمران، کیپٹن شکیل اور صفدر تینوں نے فائرنگ روک دی تھی۔ چند لمحوں بعد تنویر نے آکر دونوں ہاتھ فضا میں اٹھا کر انہیں آنے کا اشارہ کیا تو عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ وہ دوڑ رہے تھے تاکہ جلد از جلد پوسٹ پر پہنچ سکیں۔

"سب کو اڑا دیا ہے یا کوئی زندہ بھی بچا ہے۔۔۔ عمران نے قریب جا کر کہا۔

"سب ختم ہو گئے ہیں۔ ویسے اگر تم لوگ اس ہیوی موونگ مشین گن کے پرزے نہ اڑا دیتے تو ہم پلک جھپکنے میں ہٹ کر دیئے جاتے۔ یہ تو ہمیں نظر ہی اس وقت آئی جب اس کے پرزے ہوا میں اڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔۔۔ جو لیا ہے کہا۔

"اسے چھوڑو۔ اب ہم نے آگے جانے کے بارے میں سوچنا ہے۔ جیب کو جیک کرو۔ ہم نے فوری نوکشا ہے۔ میرائل کے دھماکوں کی آواز وہاں تک پہنچ چکی ہوگی۔۔۔ عمران نے کہا تو اس کے ساتھی جیب کی طرف بڑھ گئے جیک اچانک ایک آدمی کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں جو فائرنگ کی وجہ سے مر چکا تھا، تو عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر اس نے اس کی جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس آدمی کی وردی پر اس کے نام کی پٹی موجود تھی جس پر اس کا نام براؤن لکھا ہوا تھا اور وہ سٹارز کے لحاظ سے کیپٹن

ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا کرنل نیچے اترا۔

”یہاں تو ویرانی ہے..... ایک فوجی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کے ہاتھ میں موجود مشین گن نے شعلے اگلنے شروع کر دیے۔ پھر اس کے ساتھیوں نے بھی تین اطراف سے ان پر فائرنگ شروع کر دی اور دیکھتے ہی دیکھتے سوائے کرنل انتھونی کے باقی سب افراد سنبھلنے سے پہلے ہی ختم ہو گئے۔ کرنل انتھونی اس طرح منہ کھولے ساکت کھڑا تھا جیسے چابی بھرا کھلونا چلتے چلتے اچانک چابی ختم ہو جانے پر اسی حالت میں رک جاتا ہے۔ شاید اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اسے یہاں اس قسم کی صورت حال پیش آسکتی ہے جبکہ وہ کیپٹن براؤن سے رپورٹ بھی لے چکا تھا جس کے مطابق حمد اور مارے جا چکے تھے۔

”کرنل انتھونی۔ اگر کوئی غلط حرکت کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے..... عمران نے کہا تو کرنل انتھونی اس طرح اچھلا جیسے اچانک بجلی کی رو آ جانے سے آلات جو بجلی کی رو چلے جانے کی وجہ سے رکے ہوئے ہوتے ہیں، کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

”یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم.....“ کرنل انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم وہی پاکیشیائی لیبٹ ہیں جن کی لاشیں چیک کرنے کے لئے جہیں یہاں آنے کی تکلیف دی گئی ہے اور اب میری بات سن لو۔ میں مختصر بات کروں گا اور تم جواب بھی مختصر دینا ورنہ میں فریگر دبا

رہا تھا کہ یہ انتہائی خطرناک لیجنٹ ہیں۔ ٹھیک ہے۔ تم ان کی لاشیں وہیں رکھو میں خود آ رہا ہوں۔ اور..... دوسری طرف، سے کہا گیا تو عمران نے ٹراسیئر آف کر دیا۔

”جیپ کو ابھی رہتے دو۔ کرنل صاحب خود آ رہے ہیں۔ اس سے ہمیں اندرونی صورت حال معلوم ہو جائے گی۔ اس نے کرنل مارشل کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا رابطہ لارنڈ ویو پراجیکٹ سے بھی ہے.....“ عمران نے اپنی آواز میں کہا تو اس کے ساتھی جیپ سے ہٹ کر واپس آ گئے اور پھر وہ سب ادھر ادھر اس طرح اوٹ میں ہو گئے کہ آنے والے کو ادھر سے نظر نہ آسکیں۔ انہوں نے لاشیں بھی ایک طرف اکٹھی کر لی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے دو فوجی جیپیں تیزی سے آتی دکھائی دینے لگیں حالانکہ چیک پوسٹ کے بعد بھی دور دور تک وسیع میدان تھا۔ اس کے بعد گھٹنا جنگل تھا اور یہ دونوں جیپیں اس جنگل سے برآمد ہو کر میدان میں دوڑتی ہوئی آ رہی تھیں۔

”ہوشیار۔ ہم نے اس کرنل کو زندہ پکڑنا ہے۔ باقی کا فوری خاتمہ ہونا چاہئے.....“ عمران نے کہا۔ وہ خود مشین گن پکڑے ایک تباہ شدہ کمرے کی ٹوٹی ہوئی دیوار کی اوٹ میں تھا جبکہ اس کے ساتھی بھی اس طرح مختلف بڑی مھاڑیوں کی اوٹ میں تھے۔ تھوڑی دیر بعد دونوں جیپیں وہاں پہلے سے موجود دھبوں کے قریب آ کر رک گئیں اور ان میں سے مسلح فوجی نیچے اترنے لگے۔ سب سے آخر میں

دوں گا اور جہاں لاش بھی ان میں شامل ہو جائے گی۔ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے ہم تمہیں چھوڑ بھی سکتے ہیں۔
عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔"

"کرنل مارشل کا تم سے رابطہ موجود ہے کیونکہ تم نے کیپٹن براؤن سے بات کرتے ہوئے اس کا حوالہ دیا تھا اور کرنل مارشل لارج ویو پراجیکٹ کا سیکورٹی انچارج ہے جبکہ تم ایکریمن مواصلاتی سنٹر کے سیکورٹی انچارج ہو۔ تم مختصر طور پر مجھے یہ بتاؤ کہ لارج ویو پراجیکٹ میں داخل ہونے کا محفوظ ترین راستہ کون سا ہے۔" عمران نے کہا۔

"مواصلاتی سنٹر سے ایک نسل لارج ویو پراجیکٹ تک بنائی گئی ہے۔ یہ پراجیکٹ مواصلاتی سنٹر سے تقریباً چھ سو گز دور ہے اور سمندر کے کنارے کے قریب واقع ہے اور یہ پراجیکٹ انتہائی گھنے جنگل کے اندر تیار کیا جا رہا ہے۔ اس کے گرد ریڈ بلاکس کی چالیس فٹ اونچی چار دیواری ہے اور اوپر سے بھی ریڈ بلاکس کے ساتھ چھت اس طرح بنائی گئی ہے کہ پراجیکٹ مکمل طور پر کور ہو چکا ہے جبکہ سیکورٹی بلاک اس سے سو گز ہٹ کر بنایا گیا ہے جس میں ایک بڑی عمارت ہے اور ساتھ ہی دو چھوٹی چھوٹی عمارتیں ہیں۔ دشمن ہیکنوں کو روکنے کے لئے اس پورے جنگل میں زیر زمین ایسی ریز لائننگ کی گئی ہے کہ یوں سمجھو کہ لاکھوں کی تعداد میں انتہائی خوفناک بارودی

سرنگیں زمین میں دبا دی گئی ہیں۔ ان لائنوں کا جو زیر زمین ہیں۔ درمیانی فاصلہ صرف دس گز رکھا گیا ہے اور ان کا طول و عرض میں اس طرح جال بکھایا گیا ہے کہ کسی کے نچ نکلنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسے ہی کسی آدمی کا قدم کسی بھی لائن پر پڑے گا وہ ایک دھماکے سے گیس بن کر فضا میں غائب ہو جائے گا۔ مواصلاتی سنٹر سے نسل سیکورٹی بلاک کے اندر جا کر نکلتی ہے اور یہ نسل اتنی بڑی ہے کہ اس میں کاریں اور جیپیں بھی چل سکتی ہیں لیکن یہاں آنے سے پہلے مجھے اطلاع ملی تھی کہ کرنل مارشل نے یہ نسل اپنی طرف سے بلاک کر دی ہے اس لئے اب درمیان میں کوئی راستہ نہیں ہے۔" کرنل انتھونی نے شاید ارد گرد کے حالات دیکھ کر پوری فرمانبرداری سے سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"تم نے اسے بتایا تھا کہ حملہ آور ہلاک ہو چکے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ پہلے میں خود چیک کرنا چاہتا تھا۔" کرنل انتھونی نے جواب دیا۔

"اب تمہیں ہم سب کو اپنے سٹیشن پر لے جانا ہے۔" عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہاں کوئی اجنبی داخل نہیں ہو سکتا۔ وہاں ہر طرف کمپیوٹر کنٹرول ہے۔" کرنل انتھونی نے چونک کر کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

”وہ تو باقاعدہ راستہ ہے۔ دشمن ایجنٹ کسی دوسری جگہ سے بھی تو اندر داخل ہو سکتے ہیں۔“ کرنل انتھونی نے جواب دیا۔ عمران کے ساتھی بھی مشین گنیں اٹھائے اس کے گرد موجود تھے لیکن وہ سب خاموش کھڑے تھے۔

”کیا کمیونٹر فیلڈنگ صرف داخلے کے راستے پر ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔“ کرنل انتھونی نے جواب دیا۔

”کیا مواصلاتی سنٹر اور لارج ویو پراجیکٹ کے درمیان کوئی رکاوٹ ہے جو نسل بنائی گئی ہے؟“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کسی سائسی ریز کی دیوار ہے۔ سرخ رنگ کی چادر سی تھی ہوئی نظر آتی ہے۔ جو اس سے نکل جائے وہ ایک لمحے میں بھسم ہو جاتا ہے اور ریز کی یہ دیوار کافی بلندی تک ہے۔“ کرنل انتھونی نے جواب دیا۔

”صفدر۔ اسے آف کر دو۔“ اچانک عمران نے کہا تو دوسرے لمحے مشین گن کی تیز آواز کے ساتھ ہی کرنل انتھونی چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

”میرا خیال تھا کہ تم اسے ساتھ لے جاؤ گے۔“ جویا نے کہا۔

”نہیں۔“ اظہار وہاں جا کر ہمارے لئے مسئلہ کھڑا کر سکتا تھا۔ وہاں بکھرے ہوئے فوجی موجود ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”تو پھر ہم کیسے آگے بڑھیں گے۔“ جویا نے کہا۔

”لیکن کرنل ڈیوک کی جگہ جب کرنل مارشل آیا تو اس کی فیلڈنگ تو نہیں ہوئی۔“ عمران نے کہا۔

”اس کے کوائف پہلے پہنچ گئے تھے اور انہیں باقاعدہ فیلڈ کیا گیا تھا۔“ کرنل انتھونی نے کہا۔

”کیا صرف کوائف فیلڈ ہوتے ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ اور ایک مخصوص کوڈ جو کمیونٹر بتاتا ہے۔ جو داخلے کے وقت دوہرا نا پڑتا ہے ورنہ راستہ نہیں کھلتا۔“ کرنل انتھونی نے کہا۔

”ہمارے مواصلاتی سنٹر میں کتنے فوجی موجود ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”پچاس فوجی ہیں۔ مواصلاتی سنٹر علیحدہ ہے۔ وہ آٹومینک ہے۔ البتہ صرف ایک انجنیئر ہے جو ہمارے ساتھ رہتا ہے۔ انجنیئر ولسن۔

لیکن آج تک اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ ہمارا کام صرف سیکورٹی کا ہے اور ہمارے بھی علیحدہ بیرکس ہیں ہال نہیں ہے۔“ کرنل انتھونی نے جواب دیا۔

”یہ پچاس افراد کیا کرتے ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”مختلف سپاٹس پر ششوں میں پہرہ دیتے ہیں کیونکہ ہمارے ایریے میں زیر زمین لائٹنگ نہیں ہے۔“ انتھونی نے کہا۔

”لیکن تم ابھی کسی راستہ کھلنے کی بات کر رہے تھے۔“ عمران نے کہا۔

”گن شپ ہیلی کاپٹر یقیناً اندر موجود ہو گا جس پر کرنل مارشل آیا تھا۔ اسے استعمال کریں گے۔ آؤ جیوں میں بیٹھو۔ ابھی داخلے کا راستہ بھی ہم نے میڈائٹس سے کھولنا ہے اور جو بھی نظر آئے اڑا دیتا۔ ہم نے بس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے اور پھر اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہم اس لارج ویو پراجیکٹ میں داخل ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ اس ہیلی کاپٹر کو تو دوسری طرف بے اڑا دیا جائے گا۔“ صفدر نے کہا۔

”ہم اس سیکورٹی آفس کے اندر جا کر اتریں گے۔ ویسے میں کوشش کروں گا کہ اس کے ٹرانسمیٹر پر کرنل مارشل کو کور کر سکوں۔ بہر حال ہم نے مشن تو مکمل کرنا ہے۔ اب جیسے بھی ہو۔“ عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ یہ پراجیکٹ تو ریڈ بلاکس سے کور ہے اور چھت بھی ساتھ ہے۔“ گیٹھن شکیل نے کہا۔

”فکر مت کرو۔ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی ایئر جنسی کے لئے راستہ موجود ہو گا۔ کسی بھی وقت اندر کوئی بھی ایئر جنسی ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل مارشل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔ کرنل مارشل بول رہا ہوں۔“ کرنل مارشل نے کہا۔
”ٹاؤ بول رہا ہوں جناب مشین روم سے۔ آپ فوراً یہاں آ جائیں۔ فوراً۔“ دوسری طرف سے ٹاؤ کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔“ کرنل مارشل نے چونک کر کہا۔

”آپ آئیں تو ہسی۔ جلدی کریں انتہائی حیرت انگیز مناظر ہیں۔“ ٹاؤ نے کہا تو کرنل مارشل نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔

”کیسے مناظر نظر آگئے ہیں اس ٹاؤ کو۔“ کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ہال مناکرے میں داخل ہوا

موجود آدمی عمران کے قد و قامت کا ہے لیکن یہ اندر کیسے داخل ہو گئے۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”اسی لئے تو میں نے آپ کو کال کیا ہے باس۔ کیونکہ یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔“ ناؤ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن تم نے انہیں چیک کیسے کیا ہے۔“ کرنل مارشل نے پوچھا۔

”مجھے اطلاع ملی کہ فرنٹ چیک پوسٹ پر حملہ کیا گیا ہے اور وہاں موجود فوجیوں نے حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کی لاشیں چیک کرنے کے لئے کرنل انتھونی خود وہاں گیا ہے تو مجھے بے حد تشویش ہوئی کیونکہ آپ نے فون پر کرنل انتھونی کو بتا دیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ فرنٹ چیک پوسٹ کے قریب موجود ہیں۔ چنانچہ میں نے زبرد ایس کو آن کر دیا لیکن فرنٹ چیک پوسٹ تو ریج میں نہ آ سکی تھی البتہ یہ جیپ ریج میں آ گئی۔ پھر میں نے گلوپ میں انہیں چیک کیا تو آپ کو کال کر لیا۔“ ناؤ نے جواب دیا۔

”یہ لوگ کچھ بھی کر لیں ہم تک کسی صورت نہیں پہنچ سکتے اور مواصلاتی سنٹر میں یہ بہر حال ہلاک ہو جائیں گے۔ تم ان کی فلم ساتھ ساتھ حیار کرتے رہو اور جب یہ ہلاک ہو جائیں تو مجھے بتا دینا۔ میں فلم دیکھ لوں گا اور پھر یہ فلم ان کی لاشوں سمیت ایکری میا بھجوا دوں گا۔“ کرنل مارشل نے کہا تو ناؤ نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر کرنل مارشل واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دراصل اس طرح عام

جس میں دیواروں کے ساتھ مشینیں نصب تھیں اور وہاں پانچ افراد موجود تھے جبکہ ایک بڑی مشین کے سامنے ٹاؤ کھڑا تھا۔

”آئیے کرنل آئیے۔ جلدی آئیے۔“ ناؤ نے کہا تو کرنل مارشل تیز قدم اٹھاتا اس مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس مشین کی سکرین روشن تھی اور اس پر ایک بڑی فوجی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

”یہ کیا ہے۔ یہ تو فوجی جیپ ہے۔“ کرنل مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں اسے گلوپ میں لے آتا ہوں۔ اس میں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔“ ناؤ نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار اچھل پڑا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ۔ لیکن یہ تو جنگل میں چل رہی ہے۔ کیا مطلب۔ کیا وہ پہلی چیک پوسٹ کر اس کر چکے ہیں۔“ کرنل مارشل نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ یہ جیپ ابھی مواصلاتی سنٹر کے داخلے کے گیٹ پر پہنچنے والی ہے۔“ ناؤ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر دوڑتی ہوئی جیپ تیزی سے بڑی ہوئی چلی گئی اور پھر اس جیپ کے اندر موجود افراد سکرین پر واضح طور پر نظر آنے لگ گئے۔ یہ ایک عورت اور چار مرد تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ وہی گروپ ہو سکتا ہے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر

انسانوں کی طرح کھڑے ہو کر یہ سب کچھ نہ دیکھنا چاہتا تھا اور اسے سو فیصد یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی صورت بھی لارج ویو پراجیکٹ میں داخل نہیں ہو سکتے اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کیونکہ بہر حال انہوں نے مارے تو جانا ہے۔ وہ واپس اپنے آفس پہنچ کر بیٹھ گیا۔ اس نے مزید دراز کھولی اور اس میں سے شراب کی بوتل نکال کر اس نے اسے کھول کر منہ سے لگالیا۔

"یہ کرنل انتھونی بھی اتنی آدمی ہے کہ خود وہاں دوڑتا چلا گیا۔ یقیناً ان لوگوں نے اسے ہلاک کر دیا ہوگا۔" کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیں۔" کرنل مارشل نے کہا۔

"باس۔ ان لوگوں نے گن شپ ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ یقیناً اس گن شپ ہیلی کاپٹر کے ذریعے ادھر ہمارے پراجیکٹ میں آئیں گے۔" ٹاؤن نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"اوہ۔ وری بیگ۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ گن شپ ہیلی کاپٹر تو فوجی مواصلاتی سنٹر کے تقریباً اندر ہے۔" کرنل مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تفصیل بعد میں جناب۔ آپ فرمائیں اگر ایسا ہے تو پھر کیا کیا جائے۔" ٹاؤن نے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ اس گن شپ ہیلی کاپٹر کو اڑا دو۔ اور کیا کر

ہے۔" کرنل مارشل نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ فوجی ہیلی کاپٹر ہے آپ سے اجازت لے لوں۔" ٹاؤن نے کہا۔

"اسے کسی صورت بھی ہماری سرحد کو اس نہیں کرنا چاہیے۔ کسی صورت بھی۔ میں آ رہا ہوں۔" کرنل مارشل نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ دوڑتا ہوا ایک بار پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن دروازے کے باہر پہنچ کر وہ رکھ اور پھر تیزی سے واپس آ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بین پریس کر دیئے۔

"جوناتھن بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جوناتھن۔ پاکیشیائی ایجنٹ فوجی مواصلاتی سنٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ ایک عورت اور چار مرد۔ یہ لوگ وہاں سے گن شپ ہیلی کاپٹر اڑا کر اس کے ذریعے یہاں داخل ہونا چاہتے ہیں تاکہ ریزیر کو اس کے جاتیں۔ تم اپنے گروپ کو فوراً الرٹ کر دو اور پانچ منٹ کے اندر اندر سٹاگرٹ شوڑہن کر الرٹ ہو کر بیٹھ جاؤ تاکہ اگر ٹاؤن اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہ کر سکے تو تم یہ مشن مکمل کر سکو۔" کرنل مارشل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"ہیں باس۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مارشل نے

سے پہلے کہ دوسری بار نارگٹ لیا جاتا انہوں نے ہیلی کاپڑ میں موجود فاکس گنوں سے اپنی آبر کرافٹ گن کو تباہ کر دیا۔ ان کا نشانہ بے حد درست ثابت ہوا..... ٹاؤ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 "اب یہ فضا میں کیا کر رہے ہیں"..... کرنل مارشل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوپر موجود ہیں اور ساکت ہیں۔ نجانے کیا کر رہے ہیں۔" ٹاؤ نے کہا تو کرنل مارشل کے چہرے پر بھی الجھن کے تاثرات ابھرائے کیونکہ ہیلی کاپڑ واقعی فضا میں معلق نظر آ رہا تھا۔

"بے فکر ہو۔ آخر یہ نیچے اتریں گے اور پہلے تو یہ نیچے اترتے ہی ہیلی کاپڑ سمیت کسی بارودی سرنگ سے ٹکرا جائیں گے اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تو میں نے جو نا تھن گروپ کو سا گرم شوز سمیت حملے کے لئے بھیج دیا ہے۔ یہ بہر حال بچ کر نہیں جاسکتے..... کرنل مارشل نے کہا تو ٹاؤ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اچانک ہیلی کاپڑ تیزی سے آگے بڑھنے لگا تو ٹاؤ نے بھی چونک کر مشین کی ناپیں گھمانا شروع کر دیں اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپڑ سکریں پر نظر آیا تو دوسرے لمحے ٹاؤ اور کرنل مارشل دونوں یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے کہ ہیلی کاپڑ لارج ویو پراجیکٹ کی چھت پر اترنے جا رہا ہے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ وہاں کیوں اتر رہا ہے"..... کرنل مارشل نے جھلپتے ہوئے کہا۔

"وہاں یہ آسانی سے مارے جائیں گے باس۔ بے فکر رہیں۔ اس

ر سیور رکھ دیا اور ایک بار پھر بھاگتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 تھوڑی دیر بعد وہ ٹاؤ کے پاس پہنچ چکا تھا۔
 "کیا ہوا ٹاؤ..... کرنل مارشل نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ہمارے پاس ایک ہی اپنی کرافٹ میزائل گن تھی جو انہوں نے تباہ کر دی اور اب یہ لوگ ہیلی کاپڑ میں سوار فضا میں موجود ہیں اور ہمارے پاس دوسری گن ہی نہیں ہے..... ٹاؤ نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کس طرح یہ لوگ گن شپ ہیلی کاپڑ تک پہنچے اور پھر کیسے انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے"..... کرنل مارشل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ واقعی انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہوں نے مواصلاتی سنٹر کے گیٹ کو انتہائی طاقتور میزائلوں سے اڑا دیا اور پھر انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی جو فوجی نظر آیا اسے اڑا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ دور دور تک بکھرے ہوئے فوجی اکٹھے ہوتے یا کچھ کچھ سکتے یہ لوگ گن شپ ہیلی کاپڑ تک پہنچ گئے۔ وہاں موجود افراد کو ہلاک کر کے انہوں نے گن شپ ہیلی کاپڑ کو فضا میں بلند کر دیا اور پھر ریز بیرز کر اس کرنے لگے۔ میں نے کمیونٹر کے ذریعے ان کا نارگٹ لیا لیکن انہوں نے لکھت گن شپ ہیلی کاپڑ کو اس طرح نیچے کر دیا کہ کمیونٹر نارگٹ کے باوجود نارگٹ ہٹ نہ ہو سکا اور پھر اس

دی گئی ہو۔ چادر اب چھت پر پھیل کر بکھٹ غائب ہو گئی تھی اور اب سکرین صاف تھی۔

”کیا ہوا باس.....“ ناؤ نے وہ مشین آف کر کے واپس آتے ہوئے کہا۔

”ہیلی کاپڑ جل کر راکھ ہو گیا ہے اور یقیناً چھت پر موجود یہ لوگ بھی ختم ہو گئے ہوں گے.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”اوہ نہیں باس۔ یہ ریز صرف لوہے کو جلاتی ہے انسانوں کو نہیں۔ البتہ اب یہ لازماً نیچے آئیں گے اور پھر ان کا شکار آسانی سے کر لیا جائے گا“..... ناؤ نے کہا۔

”اوہ۔ تم نے واقعی ٹھیک سوچا ہے۔ ہیلی کاپڑ کے جلنے کے بعد اب یہ لوگ لازماً نیچے اتریں گے اور نیچے زبرد لاٹنگ بھی موجود ہے اور جو ناقص کا گروپ بھی.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”باس۔ ہم دونوں کو بھی سنا گرم شو زہین کرواں جانا چاہئے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی جگہ حملہ کر دیں کہ جو ناقص انہیں کور نہ کر سکے.....“ ناؤ نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آؤ پھر.....“ کرنل مارشل نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ البتہ اس کے بھرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات موجود تھے کیونکہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کے بچ نکلنے کا ایک فیصد سکوپ بھی باقی نہ رہا تھا۔

ریڈ بلاکس کو یہ ایٹم بم سے بھی نہیں توڑ سکتے..... ناؤ نے کہا تو کرنل مارشل نے اشبات میں سر ملادیا اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپڑ پراجیکٹ کی چھت پر اتر گیا۔

”اب ان کا شکار آسانی سے ہو سکے گا.....“ ناؤ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا ایک دوسری مشین کی طرف بڑھا چلا گیا۔

”کیا کرنا چاہتے ہو.....“ کرنل مارشل نے کہا۔
 ”ان پر گورنر ریز فائر کروں گا۔ اس سے یہ ہیلی کاپڑ بھی جل کر راکھ ہو جائے گا.....“ ناؤ نے کہا تو کرنل مارشل نے اس انداز میں سر ملادیا جیسے وہ اس کی تائید کر رہا ہو۔ البتہ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں چھت پر ہیلی کاپڑ کھڑا نظر آ رہا تھا لیکن یہ لوگ نظر نہ آ رہے تھے۔ یا تو وہ لوگ باہر نہ نکلے تھے یا پھر سپاٹ چھت پر دوسری طرف چلے گئے تھے اس لئے چینگنگ کیرے کی ریج میں نہ آ رہے تھے۔

”باس۔ آپ دیکھتے رہیں.....“ ناؤ نے مشین آن کرتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد اس نے مشین کا ایک ہینڈل ایک جھٹکے سے نیچے کی طرف کھینچا تو زون زون کی تیز آوازیں سنائی دیں تو کرنل مارشل نے سکرین پر بکھٹ سرخ رنگ کی چادر سی پھیلتی ہوئی دیکھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے چادر اس ہیلی کاپڑ سے جانکرائی اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپڑ اس طرح مجھک کر جلنے لگا جیسے پٹرول میں آگ لگا

ایک مسئلہ بن گیا تھا۔

”ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ہماری لاشیں چمک کرنے اور آئیں۔“
مغدر نے کہا۔

”اگر ایسا کریں گے تو احمق ہوں گے کیونکہ یہ ضروری تو نہیں کہ ہم ہلاک ہو گئے ہوں اور اوپر آنے والا آسانی سے پکڑا بھی جاسکتا ہے۔“ عمران نے کہا تو تنویر اچانک آگے کی طرف بڑھ گیا۔

”رک جاؤ۔ میرا اکل اچانک فائر ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کہا لیکن تنویر رکنے کی بجائے اور زیادہ تیزی سے بھاگتا چلا گیا اور پھر اچانک وہ زمین پر گر کر اور دینگ کر آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد مشین پشیل کے ساتھ ہی پیچے سے دو انسانی ٹیکھیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی میرا اکل ایک بار پھر اڑ کر تنویر کے پیچھے آکر گرے لگے لیکن تنویر جہاں پیچھے بٹنے کے اور آگے کھسک گیا اور ایک بار پھر اس نے مشین پشیل سے فائرنگ شروع کر دی۔

”یہ کیا کر رہے ہو احمق۔ جلدی بگ بدلو۔“ عمران نے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے تنویر اٹھا اور پھر اس نے تیزی سے قلابازی کھائی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم نفلت جہت سے نیچے جا کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا اور عمران سمیت سب ساتھیوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ تنویر کی موت یقینی تھی۔ اس طرح یقینی جیسے سورج مشرق سے ظاہر ہوتا ہے۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ کیا ہوا۔ اوہ۔ اوہ۔“ ٹیکٹ عمران

سے قریب ہوں۔ عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی ہدایت پر عمل درآمد شروع ہو گیا۔ عمران خود بھی ایک کنارے پر لیٹا ہوا تھا۔ مشین پشیل اس کے ہاتھ میں تھا لیکن عمارت سے نکل کر آنے والے کافی فاصلے پر رک گئے تھے۔ ان میں سے ایک نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر کسی سے بات کرنے لگا۔ بات کر کے اس نے ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈالا اور تھوڑی دیر بعد عمران نے پانچ افراد کو دودھ کران دونوں کی طرف آتے دیکھا۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ ان کے کاندھوں سے میزائل گنیں لٹک رہی تھیں۔ ان سب نے مخصوص انداز کے سٹراکرم شوز پہنے ہوئے تھے اور پھر ان آنے والوں نے میزائل گنیں کاندھوں سے اتار دیں تو عمران اچھل کر سیدھا ہو گیا۔

”پیچھے ہٹ جاؤ۔ پیچھے۔ یہ میزائل فائر کرنے والے ہیں۔“ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو اس کے سارے ساتھی اٹھ کر تیزی سے پیچھے ہٹنے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی جہت کے کنارے کے قریب میزائل اُڑنے لگے۔ خوفناک دھماکوں سے میزائل پھٹ رہے تھے اور پھر میزائل آہستہ آہستہ مزید آگے گرنے لگے تو عمران سمجھ گیا کہ یہ لوگ آگے بڑھ رہے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی کافی فاصلے پر تھے اس لیے فوری طور پر ان میزائلوں سے انہیں کوئی خطرہ نہ تھا لیکن عمران سوچ رہا تھا کہ اب انہیں آگے بڑھنے کے لئے کیا کرنا ہو گا کیونکہ ظاہر ہے وہ بری طرح الجھن گئے تھے۔ نیچے اترا ان کے لئے

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھلی کی سی تیزی سے کنارے کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑے۔ اسی لمحے نیچے سے ایک طویل انسانی چیخ سنائی دی تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں میں سردی کی تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی کیونکہ یہ تیز چیخ تنویر کی تھی۔ انتہائی کرشناک چیخ۔

کرنل مارشل اور ٹاؤ دونوں پراجیکٹ سے کافی فاصلے پر کھڑے تھے۔ ان کی نظریں پراجیکٹ کی چھت پر لگی ہوئی تھیں لیکن چھت کا معمولی سا کنارہ انہیں نظر آ رہا تھا۔

”اب کیا کیا جائے۔ نجانے یہ لوگ اوپر کیا کر رہے ہیں۔“ کرنل مارشل نے انتہائی پریشان سے لمحے میں کہا۔

”باس۔ آپ جو ناخن اور اس کے ساتھیوں کو کال کریں۔ ان کے پاس میزائل گنیں ہیں۔ ان سے اوپر چھت پر میزائل فائرنگ کرائی جائے۔“ ٹاؤ نے کہا۔

”اوہ ہاں۔“ کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا۔ یہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کالنگ۔ اوور۔“ کرنل مارشل

”عجیب پرابہم ہے کہ نہ ہم اوپر جاسکتے ہیں اور نہ انہیں کسی طرف ہلاک کر سکتے ہیں۔“..... کرنل مارشل نے کہا۔
 ”ہاں۔ آخر یہ لوگ کسی نہ کسی وقت تو نیچے اتریں گے۔“ ناؤ
 سے کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک الجھنت ہیں نا۔ یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔“
 کرنل مارشل نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات
 ہو تو اپنا ایک مشین پگھل کی آواز سے اڑھائی فوٹاتھیں اور اس کو
 ایک ساتھی جیتنے سے نیچے گرے گا۔ اور اپنے گئے جبکہ اس کے
 دوسرے ساتھی تیزی سے پیچھے ہٹے اور انہیں نے وہاں میزائل فائر
 کرنے شروع کر دیے تیس ایک بار پھر ایک آدمی جھٹکا ہوا نیچے گرا۔

”یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا مطلب۔“ کرنل مارشل نے اکیلے
 ہونے کے لیے دوسرے لمحے اس کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھٹکتی چلی
 گئیں کہ اب ایک چھت سے ایک آدمی نے تباہی بانی اور دوسرے
 نے وہ فضا میں اڑا ہوا ٹھیک اس جگہ آکر یہ مزدنگ کے انداز میں
 چند قدم دوڑ کر رک گیا جہاں جونا تھن اور اس کے ساتھی ابھی تک
 پڑے تھپ رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی جونا تھن کے دو ساتھیوں نے
 اس کی طرف رخ کر کے میزائل فائر کئے اور اس کے ساتھ ہی وہ آدمی
 انتہائی کرہناک انداز میں جھٹکا ہوا نیچے گرا۔ ابھی اس کی جھج کی
 بازگشت فضا میں گونج رہی تھی کہ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی
 جونا تھن کے دونوں ساتھی جیتنے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ اس

نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔
 ”جونا تھن انڈنگ یو باس۔ اور۔۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے جونا تھن
 کی آواز سنائی دی۔
 تم لوگ کہاں موجود ہو۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”اب اس وقت درختوں کی اوٹ میں ہیں باس۔ پہلی کاپی ہمارے
 سامنے چھت پر اتر اور اسے ٹک لگ گئی۔ اوپر چند افراد موجود ہیں
 تیس رہ گئے ہیں۔ اس طرح آپ کو نہیں آئے۔ اور۔۔۔۔۔ جونا تھن نے
 کہا۔

”تم اپنے گروپ کو کال کر کے یہاں ہمارے پاس پہنچ جاؤ۔ جلدی
 کرو۔ اور ایسا ال۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر
 کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد جونا تھن اپنے چار
 ساتھیوں سمیت ان کے قریب پہنچ گیا۔

”تم لوگ میزائل چھت پر فائر کرو اور اسی طرح فائرنگ کرتے
 ہوئے آگے بڑھتے جاؤ تاکہ زیادہ سے زیادہ فاصلے تک میزائل فائر ہو
 سکے۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”لیں باس۔۔۔۔۔ جونا تھن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
 اپنے ساتھیوں کو بدایت کی اور پھر انہوں نے میزائل فائرنگ شروع
 کر دی اور ساتھ ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے۔ لیکن ظاہر ہے ایک خاص
 حد تک پہنچ کر انہوں نے فائرنگ بند کر دی تھی کیونکہ اب میزائل
 چھت پر فائر نہیں ہو سکتے تھے جبکہ جونا تھن اور ناؤ ویس کھڑے تھے۔

گرنے والے آدمی نے جونا تھن کی مشین گن سنبھالی تھی جس کی فائرنگ ریج کافی تھی۔ اس کا مشین پشیل بھی ہاتھ پر ہونے والی مشین گن کی فائرنگ کی وجہ سے اڑ کر کہیں دور جا کر اٹھا جبکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہ ریز لائننگ کی وجہ سے سیکورٹی آفس تک زندہ پہنچ ہی نہ سکیں گے۔ یہی سوچتا ہوا وہ دوڑ کر سیکورٹی کے آفس کے دروازے میں داخل ہوا اور اسی انداز میں وہ تیزی سے آگے بڑھتا ہوا اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے کرسی پر بیٹھ کر تیزی سے سامنے میز پر پڑی ہوئی مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ ہٹایا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ سیکورٹی آفس کا برونی دروازہ اس نے مشین کی مدد سے غائب کر دیا تھا۔ اب اگر عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی طرح سیکورٹی بلڈنگ تک پہنچ بھی جاتے تب بھی وہ کسی صورت اندر داخل نہ ہو سکتے تھے کیونکہ نہ صرف دروازہ غائب ہو گیا تھا بلکہ اس کے اوپر بھی اسی طرح چھت دیواروں کے ساتھ مل گئی تھی کہ جیسے پراجیکٹ کی چھت بنی ہوئی تھی۔

”اب میں ان لوگوں کے ریز لائننگ سے ہلاک ہونے کا اطمینان سے قماشہ دیکھوں گا“ ... کرنل مارشل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ طبع کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں پہنچے اس نے اپنے زخمی ہاتھ کی بینڈیج کی اور پھر دوسرا دروازہ کھول کر وہ ایک بڑے

کے ساتھ ہی ٹیگٹ ناک اچھل کر چلتا ہوا پیچھے گرا اور زمین پر گر کر تھپتھپا لگا جبکہ کرنل مارشل نے بجلی کی سی تیزی سے جھلانگ لگائی اور ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس نے جیب سے مشین پشیل نکالا ہی تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پشیل استعمال کرتا ایک بار پھر تڑخا ہٹ کی تیز آوازیں گونجیں اور کرنل مارشل کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی کیونکہ درخت کی اوٹ سے باہر نکلے ہوئے اس کے ہاتھ پر گولیوں کی بارش ہوئی تھی اور نہ صرف مشین پشیل اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا بلکہ اس کا ہاتھ بھی اڑھا کر گیا تھا۔ یہ فائرنگ اس آدمی کی طرف سے کی جا رہی تھی جو انتہائی کر بناک انداز میں چیخ کر نیچے گرا تھا لیکن اب وہ جونا تھن اور اس کے ساتھی کی لاشوں کی اوٹ سے فائر کر رہا تھا جبکہ اوپر چھت کے کنارے بڑے سے عمران اٹھ آیا۔ کرنل مارشل تیزی سے پیچھے ہٹنا چلا گیا۔ وہ اب ہٹنا ہو چکا تھا۔ اس کے سب ساتھی ختم ہو چکے تھے اس لئے اس نے فوری طور پر سیکنڈ عمارت میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ اس انداز میں پیچھے ہٹ رہا تھا کہ مشن گن کی گولیوں کی زد میں نہ آ سکے اور جب اس کے خیال کے مطابق وہ مشین گن کی ریج سے باہر آ گیا تو وہ تیزی سے مڑا اور انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا عمارت کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس کا ہاتھ زخمی تھا اور خون بہہ رہا تھا لیکن اس وقت اسے صرف اپنی جان بچانے کی فکر تھی کیونکہ اس کے پاس اب ناک مشین پشیل تھا جو اس نے اٹھا لیا تھا جس کی فائرنگ ریج بے حد کم تھا جبکہ اوپر

یہ لوگ سیکورٹی آفس تک پہنچنے سے پہلے ہی ریز لائننگ کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے لیکن انہوں نے سنا گرم شوڑ پہنچ لئے تھے اس لئے اب ریز لائننگ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکتی تھی اور وہ ان شوڑ کی وجہ سے پورے علاقے میں اطمینان سے گھوم پھر سکتے تھے اور یہاں وہ اکیلارہ گیا تھا اور اس کی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ یہاں سے ان پر نہ کوئی حربہ استعمال کر سکتا تھا اور نہ ان پر فائرنگ کھول سکتا تھا اور سیکورٹی آفس اور پلٹھ سیکورٹی بلڈنگ بہر حال ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی نہیں تھی اس لئے اسے بموں سے اڑایا جا سکتا تھا اس لئے اس کے پاس آخری چارہ کاری بھی رہ گیا تھا کہ وہ خود امیر بنسی وے کے ذریعے سیکورٹی آفس سے پراجیکٹ میں داخل ہو جائے اور پھر وہاں کے سیکورٹی ونگ کی مدد سے وہ ان کا خاتمہ کر سکے کیونکہ پراجیکٹ کے اندر ایسے آلات پہلے سے نصب شدہ تھے لیکن کرنل ڈیوک نے پراجیکٹ کے اندر رہنے کی بجائے باہر سیکورٹی آفس اور سیکورٹی بلڈنگ بنائی تھی تاکہ وہ پراجیکٹ کے انجینئروں سے ہٹ کر علیحدہ رہ سکے اور کرنل ڈیوک کے جانے کے بعد کرنل مارشل نے جب چارج سنبھالا تھا وہ بھی یہیں رہ گیا تھا کیونکہ اس آفس سے اسے حفاظتی انتظامات کی جو فائل ملی تھی اسے پڑھنے کے بعد اسے سو فیصد یقین تھا کہ اول تو کوئی غیر متعلقہ آدمی پراجیکٹ ایریے میں داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر ہو بھی جاتا تو لازماً ریز لائننگ کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائے گا اور اگر نہ ہوا تو یہاں سے ان کے خلاف ہر حربہ استعمال کیا

پہنچ گیا جہاں دیوار کے ساتھ دو مشینیں موجود تھیں۔ اس نے ایک مشین کے سامنے پہنچ کر اسے آپرٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد مشین کے اوپر سکرین روشن ہو گئی۔ اس نے مشین پر موجود مختلف نابین گھمانا شروع کر دیں اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر منظر تیزی سے تبدیل ہوتے چلے گئے اور پھر ایک منظر سکرین پر ابھرتے ہی کرنل مارشل نے ہاتھ ہٹا لیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بری طرح اچھل پڑا کیونکہ اس نے جو نا تھیں اور اس کے ساتھی والی جگہ پر عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو بڑے اطمینان سے کھڑے دیکھا تھا۔ وہ سب جھٹ سے نیچے اتر چکے تھے اور پھر عمران اور اس کے ساتھی جب جو نا تھیں اور اس کے آدمیوں کی مشین گئیں اٹھائے بڑے اطمینان سے آگے بڑھنے لگے تو کرنل مارشل ایک بار پھر اچھل پڑا کیونکہ اس بار اس نے دیکھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیروں میں سنا گرم شوڑ موجود تھے اور یقیناً یہ شوڑ انہوں نے جو نا تھیں اور اس کے ساتھیوں کے پیروں سے اتارے ہوئے تھے۔

”ویری بیڈ۔ یہ لوگ تو انتہائی خطرناک ہیں۔“ جانے یہ اوپر سے نیچے آتے ہوئے ریز لائننگ پر کیوں نہیں گرے۔ یہ تو ابھی سیکورٹی آفس کو بموں سے اڑا دیں گے۔ ویری بیڈ۔ نا وہ بھی ہلاک ہو گیا ہے اور جو نا تھیں اور اس کا گروپ بھی۔ ویری بیڈ۔ اب مجھے پراجیکٹ میں شفٹ ہونا پڑے گا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔“ کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب تک اسے اطمینان تھا کہ

دیتے۔

ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کانٹک پراجیکٹ انچارج ڈاکٹر روزم۔ اور..... کرنل مارشل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔
 اہل۔ ڈاکٹر روزم کانٹک یو۔ کیا بات ہے۔ کیوں سپیشل لانگ پر کال کی ہے۔ اور..... چند لمحوں بعد مشین سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

ڈاکٹر روزم۔ میں سیکورٹی آفس سے بول رہا ہوں۔ دشمن ایکٹس یہاں پہنچ چکے ہیں اور سیکورٹی کے تمام لوگ ختم کر دیے گئے ہیں اس لئے ڈاکٹر روزم پراجیکٹ اور سیکورٹی آفس کے درمیان موجود سپیشل وے کو اندر سے کھلا جائے تاکہ میں پراجیکٹ میں پہنچ کر ان دشمن ایجنٹوں کا خاتمہ کر سکوں۔ اور..... کرنل مارشل نے تیز لہجے میں کہا۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی غیر متعلقہ آدمی پراجیکٹ ایریا میں داخل ہو اور سب کو ختم کر دے۔ اور..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں ڈاکٹر وہ کرو۔ یہ وقت تفصیل بتانے کا نہیں ہے۔ جلدی کھولو۔ تفصیل بعد میں بتاتا رہوں گا۔ اور..... کرنل مارشل نے حلق کے بل جھپٹتے ہوئے کہا۔

سپیشل کوڈ دوبارہ۔ اور..... ڈاکٹر روزم نے سخت لہجے میں کہا۔

جاسکتا ہے لیکن یہاں کونٹینس ایسی بن گئی تھی کہ وہ لوگ ہیلی کاپٹر کی مدد سے اندر داخل ہوئے۔ ہیلی کاپٹر انہوں نے پراجیکٹ کی چھت پر اتار دیا۔ اس سے انہیں کاپٹر تو ریز کی مدد سے چلانے کے علاوہ وہ ان کے خلاف ہر کچھ نہ کر سکتا تھا اور اس نے جو ناقص اور اس سے گروپ کو فوجی نوگوں کے ماتھے کے بلوایا تھا اور پھر وہ خود ٹاؤ کے ساتھ ان کی ہلاکت کا مشاہدہ دیکھنے لگا اور نتیجہ یہ کہ سٹاکرم شوز عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گئے اور کرنل مارشل کے علاوہ ٹاؤ سمیت اس کے سب ساتھی ختم ہو گئے اور مشینری انچارج ٹاؤ تھا۔ کرنل مارشل صرف چیکنگ مشینری کو آپریٹ کر سکتا تھا لیکن فائرنگ مشینری کے بارے میں اسے کچھ معلوم نہ تھا اس لئے اس نے پراجیکٹ میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین آف کی اور تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے سے نکل کر اپنے مخصوص کمرے میں پہنچا اور پھر اس نے دیوار میں نصب ایک الماری کھول کر اس کی دیوار میں موجود ایک بٹن کو پریس کیا تو الماری کے پت تیزی سے گھوم کر سائڈ میں ہو گئے۔ اب الماری میں ایک راستہ سا بن گیا تھا۔ دوسری طرف ایک کمرہ تھا۔ کرنل مارشل اس راستے سے گزر کر دوسرے کمرے میں پہنچا۔ اس نے الماری بند کی اور پھر وہ وہاں موجود ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کے نیچے حصے میں موجود بٹن پریس کئے تو مشین میں یلکھت جیسے زندگی کی لہ سی دوڑ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیدھا ہو کر دو بٹن پریس کر

میں داخل ہوا ہی تھا کہ اچانک اسے عقب میں سر کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دیوار میں موجود دروازہ بند ہو گیا اور کرنل مارشل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ بس وہ صرف چند لمحے پہلے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا ورنہ اس ڈاکٹر روزڈم نے اسے مروا دیا تھا۔

”اب میں سب سے پہلے اس ڈاکٹر روزڈم کو اپنی اہمیت بتاؤں گا“..... کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیز قدم اٹھاتا اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس دروازے کی دوسری طرف راہداری تھی جس کا اختتام ایک بڑے ہال مناکرے میں ہوا تھا۔ اس کمرے کے دروازے پر سیکورٹی مشین ہال کی تنحی لگی ہوئی تھی۔ ہال کا دروازہ بند تھا۔ کرنل مارشل نے دروازے کی سائیز پر موجود فون پیس اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

”ہیس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والے کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔ جسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس فون کی گھنٹی بج سکتی ہے۔

”کرنل مارشل بول رہا ہوں۔ کمپین مرنی“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ ہیں دروازے پر“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”ہاں۔ میں سپیشل وے سے آیا ہوں۔ اب میں یہیں رہ کر باہر

”زیر وون۔ زیر وایون۔ اور“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”ایکسپلریشنل نوڈ ہیراؤن۔ اور“..... دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا گیا۔ شاید کرنل مارشل کے لہجے اور انداز کے ڈاکٹر روزڈم نے برا متایا تھا اس لئے اس کا جبر نکلتا ہوا تھا۔

”ایکسپلریشنل نوڈ ہیراؤن لائٹ۔ اور“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”اوکے۔ سپیشل وے صرف پانچ منٹ کے لئے کھلا جاسکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ آپ تھری ایکس وے کے دروازے پر پہنچ جائیں۔ اور ایڈوائس“..... دوسری طرف سے ان طرف سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز انا بند ہو گئی تو کرنل مارشل نے اچلی کی سی حیرت سے مشین کو آف کیا اور پھر دوڑتا ہوا وہ ساڑھے تین میل زبردستی کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیزوں میں ہو گئی تو دوسری طرف سے کسی وحشت کی کئی ہوئی مثل نظر آ رہی تھی۔ کرنل مارشل اس مثل میں داخل ہوا اور پھر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر روزڈم غصہ کھا چکا ہے اس لئے وہ اچانک مثل بند کر سکتا ہے اور اس طرح وہ ہمیشہ کے لئے بھینس بھی سکتا ہے۔ اس لئے وہ چلنے کی بجائے دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور کھلے دروازے پر پہنچ گیا۔ یہ دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ اس دروازے

”یس باس“..... کیپٹن مرفی نے کہا اور کرنل مارشل کے پیچھے اس دروازے میں داخل ہو گیا۔ چھوٹی سی راہداری کے اختتام پر ایک کافی بڑا کمرہ تھا جسے انتہائی جدید اور خوبصورت انداز میں آفس کے طور پر سجایا گیا تھا۔ وہ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”بیٹھو کیپٹن مرفی“..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارشل چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے لیکن ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”چیف جیسٹن بول رہا ہوں کرنل مارشل“..... دوسری طرف سے بلیک بجنسی کے چیف کی کرخت آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ یس باس“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”مجھے ابھی ابھی ڈاکٹر روزم نے سپیشل کال کر کے بتایا ہے کہ تم سیکورٹی آفس اور سیکورٹی ونگ کو چھوڑ کر پراجیکٹ سیکورٹی آفس میں آگئے ہو اس لئے میں نے یہاں کال کی ہے۔ یہ کیا سلسلہ ہے۔ تم نے ڈاکٹر روزم کو بتایا ہے کہ دشمن ایجنٹ پراجیکٹ ایریا میں موجود ہیں اور وہاں موجود تمہارے تمام ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس باس۔ میں آپ کو کال کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپ کی کال آ

کے حالات کو کنٹرول کروں گا۔ دروازہ کھولو“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے موباء لہجے میں کہا گیا تو کرنل مارشل نے رسیور واپس ہک میں لٹا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا تو کرنل مارشل اندر داخل ہو گیا۔ اس پورے ہال میں چاروں طرف عجیب و غریب ساخت کی مشینیں نصب تھیں لیکن یہ سب مشینیں بند تھیں۔ ایک طرف ساتھ ہی شیشے کا دروازہ تھا جس کے باہر ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر سفید اور آل تھا۔ یہ کیپٹن مرفی تھا۔ اسٹنٹ سیکورٹی آفیسر۔

”آئیے باس۔ خوش آمدید“..... کیپٹن مرفی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو کیپٹن مرفی۔ اکیلے رہ کر بور تو نہیں ہوئے۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”اوہ نہیں باس۔ بوریت کیسی۔ ڈیوٹی از ڈیوٹی“..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس ہال بنا کمرے کے ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ اس کے سیکورٹی آفس کا دروازہ تھا۔

”آؤ میرے ساتھ۔ تم سے تفصیل سے بات ہوگی“..... کرنل مارشل نے دروازہ کھولتے ہوئے مڑ کر کیپٹن مرفی سے کہا۔

صورت تباہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے آپ بے فکر رہیں باس۔ اب ان کی لاشیں ہی پراجیکٹ پر پڑی نظر آئیں گی..... کرنل مارشل نے کہا۔

”عمران ایسا ہی آدمی ہے کرنل مارشل کہ وہ ہر ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ مشن کے دوران قربانیاں تو دینی ہی پڑتی ہیں لیکن اب ان کا خاتمہ بہر حال تم نے کرنا ہے۔“ چیف نے نرم لہجے میں کہا۔

”ایسا ہی ہو گا باس۔ اب وہ بچ کر کہیں نہیں جاسکتے کیونکہ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی جل کر راکھ ہو چکا ہے۔ اب تو وہ پھنس گئے ہیں..... کرنل مارشل نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اور کچھ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔“ سب اوکے ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں..... کرنل مارشل نے کہا۔

”وش بو گڈ لک۔ میں کامیابی کی خبر سننے کا شدت سے منتظر رہوں گا۔ گڈ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارشل نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سب کیا ہو گیا ہے باس“..... سلسلے بیٹھے ہوئے کیپٹن مرفی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ بھی سلسلے بیٹھا ہوا ساری تفصیل سناتا رہا تھا۔

”یہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی ناممکن کو ممکن بنا لیتے ہیں۔“

گئی..... کرنل مارشل نے کہا اور اس نے مواصلاتی سنٹر کی پہلی چیک پوسٹ کے قریب عمران کو کال کرنے اور اس کی چیکنگ سے لے کر کرنل انتھونی کو کال کر کے ہوشیار رہنے اور اندر سے پراجیکٹ کی نسل کو بلاک کرنے اور پھر اچانک جیب کا مواصلاتی سنٹر کے داخلہ گیٹ کے قریب پہنچنے اور پھر ان کا گن شپ ہیلی کاپٹر کو مدد سے پراجیکٹ کی چھت پر اترنے سے لے کر اپنے یہاں پہنچنے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔ اس نے کوئی بات نہ چھپائی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چیف کے اپنے ذرائع بھی ہوتے ہیں اس لئے اگر اسے دوسرے ذرائع سے حقائق کا علم ہو گیا تو پھر اس کو کورٹ مارشل سے کوئی نہ بچاسکے گا۔

”دہری بیٹ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب پراجیکٹ ایریا عمران اور اس کے ساتھیوں کے قبضہ میں ہے اور تم بے بس ہو چکے ہو۔“ دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

”باس۔ سنا گرم جوتوں کے ان کے قبضے میں آ جانے کا تو مجھے تصور تک نہ تھا۔ میرے ذہن میں بھی یہ نہ تھا کہ وہ سنا گرم شوڈ کے بارے میں جانتے ہوں گے لیکن باس۔ وہ لوگ پراجیکٹ میں تو کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتے جبکہ یہاں سے میں ان سب پر آسانی سے قیامت توڑ سکتا ہوں۔ ویسے بھی اب پراجیکٹ اور سیکورٹی آفس کے درمیان سپیشل راستہ بھی بند ہو چکا ہے۔ اب وہ لاکھ ٹکریں مار لیں وہ بہر حال اندر تو داخل ہو ہی نہیں سکتے اور پراجیکٹ کو کسی

”اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم واپس چلے جائیں۔ کرنل مارشل تو گدھے کے سرے سینک کی طرح غائب ہو گیا ہے“..... ایک آواز سنائی دی تو کرنل مارشل بے اختیار چونک پڑا۔ وہ عمران کی آواز پہچانتا تھا۔

”لیکن کیا اس پراجیکٹ کو ایسے ہی چھوڑ دیں“..... ساتھ کھڑی ہوئی عورت کی آواز سنائی دی۔

”تو اور کیا کریں۔ اس پر تو ایسٹیم ہم بھی ماردیں تب بھی یہ نہیں کھل سکتا۔ آؤ چلیں“..... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی واپس مڑ گئے۔

”کیا تم ان پر کوئی سائنسی حربہ استعمال کر سکتے ہو“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”یس سر۔ لیکن اس کے لئے ہمیں پراجیکٹ کو کھولنا پڑے گا۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ یہ رسک نہیں لیا جاسکتا۔ لیکن یہ لوگ اب واپس جا رہے ہیں۔ تم انہیں کس ریج تک چیک کر سکتے ہو“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”چینگ ریج تو خاصی وسیع ہے لیکن اگر فاصلہ زیادہ ہو گیا تو آواز کیچ نہ ہو سکے گی“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں ہی کیچ کرتے رہو تاکہ معلوم تو ہو کہ یہ کہاں اور کیسے جاتے ہیں“..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی

بہر حال اب ہم دونوں نے مل کر ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ میں نے تمہیں بلایا ہی اسی لئے تھا“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”جیکے تو انہیں چیک کرنا پڑے گا کہ یہ کہاں موجود ہیں اور کس پوزیشن میں ہیں۔ آئیے میرے ساتھ“..... کیپٹن مرفی نے کہا اور پھر وہ دونوں آفس سے نکل کر اس بڑے ہال مناکرے میں پہنچ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ہی اندھے شیشے والے کمرے میں موجود تھے۔ یہاں کنٹرولنگ مشین موجود تھی جس کی مدد سے ہال میں موجود تمام مشینری کو آپرٹ کیا جاسکتا تھا۔ کرنل مارشل تو ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ کیپٹن مرفی نے مشین کو آپرٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہال میں بیک وقت دو مشینیں خود بخود جاگ اٹھیں اور پھر کنٹرولنگ مشین پر موجود ڈی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اس سکرین پر پراجیکٹ کے بیرونی مناظر نظر آ رہے تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ فرنٹ ایریے میں موجود ہیں“..... کرنل مارشل نے کہا۔ سکرین پر عمران اور اس کے ساتھی خود کار مشینری کے سیکورٹی ونک کے عقب میں پراجیکٹ کی ریڈ بلاکس دیوار کے قریب کھڑے تھے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

”کیا ان کی آوازیں کیچ نہیں ہو سکتیں“..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے اثبات میں سر ہلایا۔

”جو سکتی ہیں جتنا“..... کیپٹن مرفی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے کئی اور بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

پڑے گا۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”وہ ہو جائے گی باس۔ ویسے ان لوگوں کا کوئی پتہ نہیں۔ یہ رات کو خاموشی سے واپس بھی آ سکتے ہیں اس لئے آپ ابھی یہیں رہیں۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے مشین کو آپریٹ کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ویسے بھی میں نے یہیں رہنا ہے۔ باہر میں اکیلا رہ کر کیا کروں گا۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین بند ہو گئی تو کرنل مارشل اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارشل اور کیپٹن مرفی دونوں چونک پڑے کیپٹن مرفی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یس۔ کیپٹن مرفی بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔ اسی لمحے کرنل مارشل نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ڈاکٹر روزڈم کانگ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر روزڈم کی تیز آواز سنائی دی۔

”یس ڈاکٹر۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”لانگ وے آؤٹ چیکنگ ریز تم نے ان کی تھیں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر روزڈم نے کہا۔

”یس سر۔ ہم دشمن ہتھیانوں کو چیک کر رہے تھے۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”ہم کون۔۔۔۔۔ ڈاکٹر روزڈم نے کہا۔

”کرنل مارشل اور میں۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

نے اشیاں میں سر ملادیا اور پھر وہ سکرین دیکھتے رہے۔ عمران اور اس کے ساتھی سیکورٹی ونگ کی سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ ایک لحاظ سے ناک کی سیدھ میں جا رہے تھے۔ پھر جنگل ختم ہو گیا اور کھلا میدان آگیا جس کے باہر گہری خندق اور اس کے بعد اونچی خاردار تاروں کی باز موجود تھی۔ اچانک ان میں سے ایک آدمی نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما اور اس کے ساتھ ہی کرنل مارشل نے اس آدمی کے ہاتھ سے کوئی چیز نکل کر خاردار تاروں سے ٹکراتی دیکھی۔ اس کے ساتھ ہی خاردار تاروں کا ایک کافی بڑا حصہ ٹوٹ پھوٹ کر ایک طرف جا گرا۔ دوسرے لمحے عمران تیزی سے دوڑا اور اس نے لانگ جمپ کے انداز میں جھلانگ لگائی اور جوڑی اور گہری خندق جس میں زہریلا پانی بھرا ہوا تھا، پار کر کے وہ دوسری طرف پہنچ کر جتلا قدم دوڑتا رہا اور پھر رک گیا۔

”یہ واقعی انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا اور پھر ایک ایک کر کے اس عورت سمیت عمران کے سب ساتھی اسی طرح لانگ جمپ کے انداز میں خندق کو اس کر کے دوسری طرف پہنچ گئے اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ پھر اچانک وہ ریخ سے باہر نکل گئے اور سکرین پر نظر آنے بند ہو گئے۔

”باس۔ ریز کی ریخ یہیں تک رکھی گئی تھی۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”یہ تو بہر حال دفع ہو گئے ہیں لیکن اب اس باز کو ٹھیک کرانا

راست صدر ایکری میا سے کرنا پڑے گی۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں۔ لیکن اگر دشمن ہتھنوں نے کوئی گل کھلادیا تو پھر۔۔۔ کرنل مارشل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس کی ذمہ داری میری۔ وہ لاکھ ٹکریں مار لیں کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ ڈاکٹر روزم نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا اور رسیور کریڈل پر چڑھا دیا۔

”اس چیف انجینئر کو معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ لوگ کیا کر سکتے ہیں۔ مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا وہ اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا جبکہ کیپٹن مرفی وہیں رک گیا تھا۔ آفس میں پہنچ کر کرنل مارشل نے چیف سے رابطہ کیا اور پھر عمران وغیرہ کی چیکنگ کے ساتھ ساتھ اس نے ڈاکٹر روزم کے احکامات کی تفصیل بتا دی۔

”ڈاکٹر روزم درست کہہ رہا ہو گا کرنل مارشل۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وجہ سے مشینری کو نقصان پہنچ جائے۔ تب ساری ذمہ داری ہم پر آن پڑے گی اس لئے تم خاموش ہو جاؤ۔۔۔ چیف نے کہا۔

”لیکن چیف۔ آپ جانتے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھی کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ہمیں کم از کم انہیں نظروں میں تو رکھنا ہی چاہئے۔“

کرنل مارشل نے کہا۔

”کرنل مارشل موجود ہیں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں سر۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”انہیں رسیور دو۔۔۔ ڈاکٹر روزم نے کہا تو کیپٹن مرفی نے رسیور کرنل مارشل کی طرف بڑھا دیا۔

”میں۔ کرنل مارشل بول رہا ہوں۔۔۔ کرنل مارشل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”کرنل مارشل۔ آپ باہر موجود دشمن ہتھنوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ وہ کچھ بھی کر لیں پراجیکٹ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ لیکن آپ چیکنگ مشینری کو اب آن نہیں کریں گے کیونکہ اس وقت پراجیکٹ میں انتہائی نازک مشینری کی تنصیب ہو رہی ہے اور چیکنگ مشینری کے آن ہونے سے درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے پراجیکٹ کی مشینری کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ اس مرحلے پر اگر اس مشینری کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو کھربوں ڈالرز کے اس پراجیکٹ کا کیا بنے گا۔۔۔ ڈاکٹر روزم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”چیکنگ مشینری سے آپ کی مشینری کا کیا تعلق۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”میں چیف انجینئر ہوں کرنل مارشل اور آپ ایک ایجنٹ ہیں۔ جو کچھ مشینری کے بارے میں مجھے معلوم ہے آپ نہیں جانتے اس لئے جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کیجئے ورنہ مجھے آپ کی شکایت

”تم بے فکر رہو۔ میں ڈاکٹر روزم سے بات کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی وہ تمہیں چیکنگ کی اجازت دے دے گا لیکن فی الحال تمہیں اس کی بات مانتا پڑے گی اور ویسے بھی جب پراجیکٹ میں داخل ہونے کا کوئی راستہ ہی نہیں تو پھر عمران اور اس کے ساتھی کیا کر لیں گے“..... حیف نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں“..... کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب وہ مزید کچھ نہ کر سکتا تھا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس بار واقعی شکست کھا لئے ہیں“..... کیپٹن شکیل نے اجانک انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”اس بار کیا مطلب۔ کیا پہلے کبھی میں کامیاب ہوا ہوں۔ مجھے تو دہشت کہ کبھی صفدر نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہو اور مس جولیا نے بن بارہاں کہا ہو“..... عمران نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ سب اس وقت درختوں کے ایک جھنڈ میں موجود

”..... کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے عمران صاحب۔ اس بار جس دراز میں آپ واپس ہوئے ہیں اسے شکست کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے“..... صفدر نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”میں نے تو اس لئے بات نہیں کی تھی کہ عمران اسے ذاتی رنگ سے لے گا ورنہ“..... تنویر نے کہا۔

تھی۔۔۔۔۔ صفر نے کہا۔

”کیا اس طرح ریڈ بلاکس ہٹ جائیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفر خاموش ہو گیا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اگر ہم تمام میگا بموں کو اکٹھا کر کے فائر کر دیں تو ریڈ بلاکس کو توڑا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”نہیں۔ تمام میگا بم مل کر بھی ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم سے زیادہ طاقتور نہیں بن سکتے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیکن پھر آپ نے چانک اس طرح واپسی کی بات کیوں کی۔۔۔۔۔ صفر نے کہا۔

”تو پھر ہم وہاں پہنچ کر کیا گانے گاتے۔ جب کام ہی نہیں ہو رہا تو ٹھیک ہے واپس چلتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہاں تک میرا خیال ہے ہم پر چیکنگ ریز فائر کی جارہی تھیں اس لئے عمران نے واپسی کی راہ اختیار کی ہے۔۔۔۔۔ جویا نے کہا تو نہ صرف عمران کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے بلکہ عمران بھی چونک پڑا۔

”چیکنگ ریز۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔۔۔ صفر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میرا خیال ہے کہ ایسا ہی تھا کیونکہ میں نے چیکنگ ریز کی مخصوص نیلاہٹ فضا میں چیک کی تھی اور میں نے دیکھا کہ اسی

”عمران نے جو کچھ کیا ہے سوچ کچھ کر کیا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ تم لوگ کسی بات کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔۔۔۔۔ اچانک خاموش بیٹھی جویا نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا تیرا مارا ہے عمران نے۔ چلیں آپ بتائیں۔۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا چلو تم بتاؤ کہ اگر عمران واپس نہ آتا تو تم کیا کرتے۔ پراہیتک میں داخل ہونے کے لئے جہازے ذہن میں کیا پلاننگ تھی۔۔۔۔۔ جویا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا جبکہ عمران خاموش بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

”میڈر عمران ہے۔ تجویز اس نے سوچنی ہے۔ ہم نے نہیں سوچنی۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”ہمیں تسلیم ہے کہ مس جویا کہ بظاہر کوئی راستہ نہیں تھا۔ نہ نے سیکورٹی کی عمارتوں کو بھی بموں سے اڑا دیا لیکن کوئی راستہ نہیں مل سکا اور ریڈ بلاکس کی دیوار کی جڑیں کھود کر چیک کر لیں لیکن نجانے وہ کتنی گہرائی تک بنائی گئی تھیں۔ لیکن بہر حال کوئی نہ کوئی راستہ ہو گا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ بغیر آکسیجن کے اندر کام کر رہے ہوں۔۔۔۔۔ صفر نے کہا۔

”چلو فرض کیا ایسے سوراخ وہاں موجود ہوں گے جن سے آکسیجن اندر جاتی ہوگی تو پھر۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”پھر اس سے بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کی جا سکتی

”عمران صاحب۔ نیلاہٹ تو میں نے بھی محسوس کی تھی لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ چیکنگ ریز کی وجہ سے ہے۔“ صفر نے کہا۔

”بہر حال اب بہت باتیں ہو گئی ہیں۔ اب اصل بات کی طرف آ جائیں تو بہتر ہے کیونکہ اس مشن میں اگر خصوصی سوچ بچار نہ کی گئی تو پھر شکست کا لفظ چاہے کتنا تلخ ہی بھی بہر حال حلق سے نیچے اتارنا ہی پڑے گا۔“ عمران نے یکجہت سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”آپ کے ذہن میں لازماً کوئی پلاننگ ہو گی۔“ صفر نے کہا۔

”نہیں۔ یہی پلاننگ سوچنے کے لئے تو مجھے واپس آنا پڑا ہے۔ وہاں ہم پر کسی بھی لمحے کوئی سائنسی حربہ استعمال ہو سکتا تھا اس لئے مجبوراً مجھے ان کی رینج سے باہر آنا پڑا ہے۔ اب یہ بات تو طے ہے کہ کرنل مارشل کسی نہ کسی ذریعے سے پراجیکٹ کے اندر چلے جانے میں کامیاب ہو گیا ہے اور ہم اس ذریعے کو تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں یا تو پھر ہو سکتا ہے کہ اس ذریعے کا سراغ ہی ختم کر دیا گیا ہو۔ بہر حال اب وہ باہر موجود نہیں ہے لیکن پراجیکٹ کے گرد چار دیواری اور اس کی چھت ریڈ بلاکس کی ہے۔ ریز لائننگ کو تو ان سٹراکرم شوز نے شکست دے دی لیکن اس پراجیکٹ کو جب تک تباہ نہ کیا جائے گا یا اندر سے فارمولا حاصل نہ کیا جائے اس وقت تک ہم

وقت عمر میں نے واپسی کے لئے کہہ دیا۔ میں اس لئے خاموش رہی کہ شاید ہماری آواز اندر تک پہنچ رہی ہو۔“ جولیانے کہا۔

”اوہ جولیانہ۔ تم نے مجھے بھی حیران کر دیا ہے۔ ویری گڈ۔ واقعی اچانک چیکنگ ریز فضا میں فائر ہوئیں اور اس کے بعد میں نے واپسی کی بات کر دی اور یہ ریز ان خدق کو کراس کر لینے کے کافی فاصلے تک فضا میں رہیں اور پھر ختم ہو گئیں۔“ عمران نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”کس جولیانہ جب جذبات سے باہر آ جائیں تو پھر ان سے زیادہ ہو شیار اور تیز ایجنٹ اور کوئی نہیں ہوتا۔“ صفر نے کہا۔

”تم سپر ایجنٹ ہو۔ تنویر ڈیشنگ ایجنٹ اور کیپٹن شکیل پاور ایجنٹ لیکن تمہیں اس کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا جبکہ سچ جیسے بے چارے ایجنٹ نے اسے چیک کر لیا اور جولیانہ تو سرے سے ایجنٹ ہی نہیں ہے اس کے باوجود اس نے بھی اسے چیک کر لیا۔ تم سب القابات رکھنے والے ایجنٹوں کو شرم آنی چاہئے۔“ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم مجھے سیکرٹ سروس میں شامل نہیں سمجھتے۔“ جولیانہ غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنے آپ کو ایجنٹ کہنے کی بجائے اس پیرائے میں بات کی تھی۔

”تم تو ڈپٹی چیف ہو۔“ عمران نے کہا تو جولیانہ بے اختیار ہنس پڑی۔

واپس نہیں جا سکتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اندر سے اکیڑھیں فوج کو بلا کر یہاں ہمیں گولیوں سے اڑا دیں اس لئے ہمیں جو کچھ کرنا ہے جلد از جلد کرنا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

لیکن کرنا کیا ہے۔ یہ تو باتیں۔۔۔۔۔ صفدر نے قدرے جھٹھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

کتنی بار بتایا ہے کہ تم نے خطبہ نکاح یاد کرنا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

عمران پنیہ۔ معاملات کو سنجیدگی سے لو۔ یہ باتیں بعد میں کر لیں گے۔۔۔۔۔ جو یانے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

ارے۔ ارے۔ اس علاقے کی آب و ہوا کہیں غیر جذباتی تو نہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

مجھے یہ مشن سب سے کٹھن نظر آ رہا ہے اور ہم نے بہر حال اسے مکمل کرنا ہے اس لئے صرف اس بارے میں سوچو۔۔۔۔۔ جو یانے نے کہا۔

پھر وعدہ کرو کہ بعد تم جذباتی ہو جاؤ گی۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

وعدہ۔۔۔۔۔ جو یانے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہیے تنویر کی خاموشی بتا رہی ہے کہ اس ایریے کی آب و ہوا میں کوئی مخصوص کیس موجود ہے جو سوائے میرے باقی سب کو غیر

جذباتی کر دیتی ہے ورنہ اس وعدے کے جو حصے کئے۔۔۔۔۔ دیتا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مجھے ان وعدوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ صرف باتیں ہیں اور باتیں بے شک تم ساری عمر کرتے رہو۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے بھی غیر جذباتی ہونا پڑے گا۔ تو پھر سنو۔ تین درویش صاحبان اور ایک درویش صاحبہ کہ میں اس لئے واپس لے آیا تھا کہ ہماری آوازیں کچھ کی جارہی تھیں اور ہمیں چیک بھی کیا جا رہا تھا اس لئے ہم وہاں جو کچھ کرتے ہمیں اس سے روک دیا جاتا لیکن یہ ریزرات کی تاریکی میں کام نہیں کرتیں اس لئے ہم رات کو واپس جائیں گے اور مشن مکمل کریں گے۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

لیکن کیسے۔ یہ تو بتاؤ۔۔۔۔۔ جو یانے نے کہا۔

بڑی آسان سی بات ہے کہ ہم جا کر کہیں گے کھل جا سم سم اور راستہ کھل جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیے۔

اس کا مطلب ہے کہ فی الحال آپ کے ذہن میں بھی کوئی پلاننگ نہیں ہے۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

کمال ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم اب تک اس بارے میں سوچ چکے ہو گے۔ پراجیکٹ کی دوسری طرف سمندر ہے اور سمندر والی

سے پوچھ لو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جو لیا بے اختیار مسکرا دی۔

”میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ خالی جذبوں کو لئے پھرو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس کوئی عملی قدم نہ اٹھانا۔..... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

سائیڈ سے اس کی ریڈ بلاکس دیوار زیادہ گہرائی میں نہیں بنائی گئی ہو گی کیونکہ وہاں ساحل کے ساتھ انہوں نے ریڈ ریز کا جال بکھایا ہے اس لئے ادھر سے کوئی ساحل پر نہیں آ سکتا۔ البتہ ہم چونکہ اندرونی طرف سے وہاں جائیں گے اس لئے ہمارا واسطہ ان ریڈ ریز سے نہیں پڑے گا اور ہم آسانی سے سرنگ لگا کر اندر پہنچ جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن سرنگ کیسے لگائی جائے گی۔ کیا ہاتھوں سے۔.....“ صفدر نے کہا۔

”ہمارے پاس فی ایس تھری بم موجود ہیں اور تم جانتے ہو کہ یہ بم جہاں فائر ہوتے ہیں وہاں انتہائی گہرا گلاخا ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح دیوار کی باہر والی طرف سے بم فائر ہو گا تو وہاں گڑھا ہو جائے گا اور جب ریڈ بلاکس دیوار ختم ہو جائے گی تو اس کے نیچے دوسرا بم رکھ کر فائر کیا جائے گا اور طرح نیچے والا حصہ غائب ہو جائے گا۔ اس کے بعد اگر کوئی عام سی دیوار ہوئی تو اسے بم فائر کر کے توڑا جا سکتا ہے اور ایک بار ہم اندر پہنچ گئے تو پھر معاملات کو آسانی سے کور کیا جا سکتا ہے۔“ عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے بے اختیار طویل سانس لیا۔

”جہارے ذہن کا مقابلہ واقعی کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ بات طے ہے۔“ تنویر نے کہا۔

”میرے جذبوں کا مقابلہ بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ بے شک جو لیا

کیپٹن مرنی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ تم۔ کیا بات ہے؟..... کرنل مارشل نے کہا۔

"کرنل مارشل آپ فوراً یہاں مشینری روم میں آجائیں۔ میں آپ کو ایک خاص بات دکھانا چاہتا ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا خاص بات؟..... کرنل مارشل نے کہا۔

"یہاں آلات نے باہر سومیگا بم کا دھماکہ مارک کیا ہے۔"

کیپٹن مرنی نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار اچھل پڑا۔

"سومیگا بم کا دھماکہ۔ کہاں۔ کس نے کیا ہے؟..... کرنل مارشل نے کہا۔

"آپ آجائیں جلدی"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مارشل نے رسیور رکھا اور اچھ کر دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس اندھے شیشے والے کمرے میں داخل ہو رہا تھا جہاں کنٹرولنگ مشین اور کیپٹن مرنی موجود تھا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا بات کر رہے ہو تم؟..... کرنل مارشل نے استقبالیہ کے لئے اچھ کر کپڑے ہوتے ہوئے کیپٹن مرنی سے کہا۔

"آپ یہاں کرسی پر بیٹھیں۔ میں آپ کو ابھی چند متاعہ دکھاتا ہوں"..... کیپٹن مرنی نے کہا تو کرنل مارشل کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہاں ایسے آلات نصب ہیں جو زیر زمین کسی بھی تبدیلی کو مارک کر لیتے ہیں۔ یہ آلات اس لئے لگائے گئے ہیں تاکہ اگر دزلہ

کرنل مارشل اپنے آفس میں کرسی پر بیٹھا شراب پینے اور ٹیلی ویژن پر وی سی آر کے ذریعے فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ قاہرہ ہے اب اس کا یہاں کوئی کام ہی نہ تھا۔ سوائے شراب پینے، فلمیں دیکھنے اور سونے کے اور وہ کیا کر سکتا تھا۔ اسے یہ تو معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیں، بہر حال وہ نہ ریڈ بلاکس کو توڑ سکتے ہیں اور نہ ہی اندر داخل ہو سکتے ہیں۔ باہر وہ جو کچھ بھی کرتے رہیں اس سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا تھا کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارشل نے ریسیور کی کنٹرول کی مدد سے فی وی کی آواز آہستہ کی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یہی۔ کرنل مارشل بول رہا ہوں"..... کرنل مارشل نے کہا۔

"کیپٹن مرنی بول رہا ہوں کرنل"..... دوسری طرف سے

والے لہجے میں کہا۔

”سمندر کی طرف ریڈ بلاکس کی دیوار زیادہ گہرائی میں نہیں بنائی گئی اس لئے یہ اسے نیچے سے کراس کر کے پراجیکٹ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔“ کیپٹن مرفی نے کہا تو کیپٹن مارشل بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ ہمیں انہیں روکنا چاہیے۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”آپ ڈاکٹر روزم سے بات کریں تب ہی کوئی سائنسی حربہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔“ کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل نے بجلی کی سی تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کیپٹن مرفی نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”یس۔“ ڈاکٹر روزم کی آواز سنائی دی۔

”کرنل مارشل بول رہا ہوں ڈاکٹر۔ پاکیشیائی ایجنٹ سمندر کی طرف زمین میں بم مار کر گہرے گڑھے بنانے میں مصروف ہیں تاکہ ریڈ بلاکس کی دیوار کے ختم ہوتے ہی وہ نیچے سے سرنگ نکال کر پراجیکٹ کے اندر داخل ہو سکیں اور یہ شیطان صفت لوگ یقیناً کامیاب ہو جائیں گے انہیں روکنے کے لئے ہمیں فوری طور پر ان پر کوئی سائنسی حربہ استعمال کرنا ہوگا۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”تو کریں۔ یہ آپ کا کام ہے کہ ان کا خاتمہ کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

آئے والا ہو تو پراجیکٹ کو اس سے بروقت بچایا جاسکے۔ میں یہاں بیٹھا تھا کہ اچانک اس مشین سے وہ مخصوص آواز نکلنے لگی جو زیر زمین تبدیلی پر نکلتی ہے۔ میں نے مشین ان کی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ باب تقریباً سو میگا بم کا دھماکہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مشین نے کاشز دیا ہے جس پر میں نے بیرونی چیکنگ شروع کر دی اور پھر میں نے کچھ دیکھا اس کی فلم یہاں موجود ہے لیکن چونکہ ان ریز کو زیادہ نز تک فائر نہیں کیا جا سکتا اس لئے میں نے انہیں آف کر دیا تھا۔ کیپٹن مرفی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کو آپرٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد سکریں روشن ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس پر ایک منظر ابھر آیا تو کرنل مارشل یہ منظر دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ سمندر کے کنارے عمران اور اس کے ساتھی کھڑے صاف دکھائی دے رہے تھے اور ریڈ بلاکس کی دیوار کے ساتھ ایک قدرے گہرا گڑھا صاف دکھائی دے رہا تھا اور پھر عمران اس گڑھے کے اندر اتر گیا۔ چند لمحوں بعد وہ باہر آگیا اور پھر وہ سب پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ اس کے بعد اس گڑھے سے اچانک اس طرح سبز اچھلی کر باہر نکلی جیسے مٹی کا فوارہ سا ابل پڑا ہو۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”یہ سو میگا بم فائر کر کے زمین کے اندر کافی گہرا گڑھا ڈال رہے ہیں۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”کیوں۔ اس سے کیا ہوگا۔“ کرنل مارشل نے کچھ نہ سمجھتے

جائیں..... کرنل مارشل نے کہا۔

”یہ دو گھنٹے تک ہوش میں نہیں آسکتے لیکن باس۔ ایکسپریا سپیشل وے تو ڈاکٹر روزم ہی کھول سکتے ہیں۔ میں نہیں کھول سکتا..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”یہ کیا مصیبت ہے۔ یہ اختیار ڈاکٹر روزم کے پاس کیوں ہے۔ وہ محض ایک انجینیر ہے جبکہ کام ہم نے کرنا ہے۔“ کرنل مارشل نے انتہائی الجھن سے بولے تھے میں کہا لیکن کیپٹن مرفی نے کوئی جواب نہ دیا تو کرنل مارشل نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیں..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ڈاکٹر روزم کی آواز سنائی دی۔

”کرنل مارشل بول رہا ہوں ڈاکٹر۔ ہم نے غیر ملکی مہجنوں کو مخصوص کمپنیز سے آؤٹ فیلڈ میں بے ہوش کر دیا ہے۔ اب ہم نے باہر جا کر انہیں ہلاک کرنا ہے آپ فوراً ایکسپریا سپیشل وے کھول دیں۔ جلدی کریں۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”سواری کرنل۔ ایکسپریا سپیشل وے صرف ایک بار کھولا جاسکتا تھا اور وہ کھولا گیا اور آپ پراجیکٹیل میں آئے اس کے بعد اب ایسا ایک بار تک ممکن نہیں ہے کیونکہ ایک ماہ بعد پراجیکٹیل مکمل ہو جائے گا اس کے بعد اسے اوپن کر دیا جائے گا.....“ ڈاکٹر روزم نے کہا۔

”آپ نے ہمیں منع کر دیا تھا.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”اس وقت دن تھا۔ انجینیر کام کر رہے تھے۔ اب تو رات ہے اب تو سب آرام کر رہے ہیں رات کو آپ جو چاہیں کرتے رہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا تو کرنل مارشل نے رسیور رکھ دیا۔

”بندی کرو۔ یہ لوگ کہیں واقعی اندر نہ پہنچ جائیں۔“ کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشین کو آپرٹ کرنا شروع کر دیا جبکہ کرنل مارشل کی نظریں سکڑیں پر جچی ہوئی تھیں جس پر عمران اور اس کے ساتھی کھوئے نظر آ رہے تھے۔ اچانک کرنل مارشل یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر ریڈ بلاکس سے بھونکنے والی سرخ رنگ کی تیز روشنی پڑی اور وہ چند لمحوں تک اس تیز روشنی میں کھڑے نظر آئے۔ پھر جیسے ہی یہ روشنی ختم ہوئی اسی لمحے عمران اور اس کے ساتھی اس طرح زمین پر ڈھیر ہو گئے جیسے ان کے جسموں میں سے یگھت توانائی غائب ہو گئی ہو۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ مارے گئے ہیں.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”نہیں باس۔ یہ صرف بے ہوش ہوئے ہیں۔ انہیں مارنے کے لئے گئے ایکسپریا سپیشل وے کھولنا ہو گا۔ تب باہر جا کر ان پر فائرنگ کر کے انہیں ختم کیا جاسکتا ہے۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”تو کھولو۔ جلدی کرو۔ کہیں یہ نظر ناک لوگ ہوش میں نہ آ

"سوری کرنل۔ میں طے شدہ اصولوں کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور اب میں سونے جا رہا ہوں اس لئے پلیز دوبارہ کال نہ کریں۔" ڈاکٹر روزم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارشل نے اہتائی ہتھکڑی ہونے انداز میں ریسور کریڈل پر بچ دیا۔

"ناسنس۔ یہ تو اہتائی تھرڈ کلاس آدمی ہے۔ کیا تم خود یہ ایکسٹرا سپیشل وے نہیں کھول سکتے۔" کرنل مارشل نے اہتائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ یہ کمیونٹر کنٹرولڈ ہے اور کمیونٹر انڈر سے ہی آپرٹ کیا جاتا ہے۔ صرف ایک بار اسے کھولنے کا بٹن میرے پاس تھا جو میں نے کر دیا۔" کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

"کیا ہم اس ڈاکٹر روزم تک نہیں پہنچ سکتے۔" کرنل مارشل نے پوچھا۔

"اوہ نہیں سر۔ یہ سیکورٹی پورشن پراجیکٹ سے علیحدہ ہے۔ ان کے درمیان ریڈ بلاکس کی دیوار ہے۔" کیپٹن مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل مارشل نے ایک طویل سانس لیا۔

"میرا خیال ہے اب آخری صورت۔ یہی رہ گئی ہے کہ میں چیف سے بات کروں۔" کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور اٹھایا اور ایک بار بھر تیزی سے منبر پر لپکنے شروع کر دیئے۔

"لیکن یہ دشمن ایجنٹ تو دو گھنٹے بعد ہوش میں آجائیں گے اور وہ جس ترکیب پر عمل کر رہے ہیں اس سے وہ پراجیکٹ میں داخل ہو سکتے ہیں۔" کرنل مارشل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ کیا کر رہے ہیں۔" ڈاکٹر روزم نے پوچھا تو کرنل مارشل نے کیپٹن مرفی کا بتایا ہوا اندازہ تفصیل سے دہرا دیا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ پراجیکٹ بنانے والے اتنے احمق نہیں ہیں کہ اس انداز میں اسے نقصان پہنچایا جاسکے۔ باقی اطراف میں تو ریڈ بلاکس اس قدر گہرائی تک ہیں کہ انہیں کسی صورت میں بھی کر اس نہیں کیا جاسکتا جبکہ سمندر کی طرف ایسا ممکن نہیں تھا کیونکہ ادریز زمین پانی کی مقدار کافی اونچی ہے اس لئے وہاں ریڈ بلاکس کے بعد سسے کی ٹھوس دیوار گہرائی تک ڈالی گئی ہے اور یہ عام سسے کی دیوار نہیں ہے بلکہ اس سسے کے ساتھ ایک مخصوص کیمیکل بھی شامل کیا گیا ہے اور اس طرح سسے کی یہ دیوار ریڈ بلاکس سے بھی زیادہ مضبوط بن چکی ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ یہ لوگ جو مرضی آئے کر لیں یہ پراجیکٹ میں داخل نہیں ہو سکتے۔" ڈاکٹر روزم نے کہا۔

"لیکن یہ اب بے ہوش پڑے ہیں انہیں آسانی سے ہلاک کیا جاسکتا ہے اس طرح یہ عذاب ہمیشہ کے لئے گئے سے اتارا جاسکتا ہے ورنہ بعد میں ہم سب مسلسل ٹینشن کا شکار رہیں گے۔" کرنل مارشل نے کہا۔

بہترین موقع تھا..... مار تھر نے کہا۔

"تم بات تو کرو شاید مان جائے..... کرنل مارشل نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں۔ اگر وہ مان گئے تو وہ خود تمہیں
کال کریں گے اور اگر ان کی طرف سے کال نہ آئی تو پھر سوائے صبر
کے اور کچھ نہیں ہو سکتا..... مار تھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے..... کرنل مارشل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر
تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل انتظار کے باوجود کوئی کال نہ آئی تو
کرنل مارشل سمجھ گیا کہ ڈاکٹر روزم نے مار تھر کی بات ماننے سے
انکھ کر دیا ہے۔

"اب کیا کیا جائے..... کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"باس۔ اگر آپ رسک لیں تو ایک کام ممکن ہو سکتا ہے۔"
کیپٹن مرنی نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار اچھل پڑا۔
"کون سا کام۔ جلدی بتاؤ..... کرنل مارشل نے کہا۔
"سیکورٹی پورشن کی چھت کھولی جاسکتی ہے لیکن پھر اسے بند نہ
کیا جاسکے گا..... کیپٹن مرنی نے کہا۔

"وہ کیسے۔ کیا مطلب..... کرنل مارشل نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"چھت میں خصوصی سوراخ تازہ ہوا کی آمد اور گندی ہوا کی نکاسی
کے لئے ترچھے انداز میں اس طرح بنائے گئے ہیں کہ اوپر سے نظر
نہیں آسکتے لیکن یہ موجود ہیں اور ریڈ بلاکس کا ایک پورا پیسہ ہے۔

"میں۔ پرسنل سیکرٹری نو چیف..... رابطہ قائم ہوتے ہی
ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں ڈیگوشیا سے۔ چیف سے بات
کراؤ۔" کرنل مارشل نے کہا۔

"اوہ۔ سو۔ سو۔ چیف ایک ہفتے کی چھٹی پر تفریح کرنے گئے
ہیں اور انہوں نے کوئی رابطہ نشر نہیں دیا۔ البتہ انہوں نے اس
دوران مار تھر کو اپنا اسسٹنٹ مقرر کیا ہے اگر آپ کہیں تو میں مار تھر
سے بات کرا دوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات..... کرنل مارشل نے کہا۔
"ہیلو۔ مار تھر بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد مار تھر کی آواز
سنائی دی۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں مار تھر..... کرنل مارشل نے
بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ اس کا کافی گہرا دوست تھا۔
"اوہ تم۔ خیریت۔ کیسے اس وقت کال کی ہے..... مار تھر نے
چونک کر کہا تو کرنل مارشل نے اسے ساری تفصیل بتادی۔

"اوہ۔ اب چیف تو ہے نہیں اور ڈاکٹر روزم براہ راست
ہمارے ماتحت بھی نہیں ہے۔ وہ اسرائیلی ہے اور اسرائیل کے صدر
کے ماتحت ہے۔ چیف بھی اسرائیلی صدر کو کہہ کر اسے کچھ کرنے پر
مجبور کر سکتے تھے ورنہ نہیں اور میں کم از کم اسرائیل کے صدر سے
بات نہیں کر سکتا۔ ورنہ یہ واقعی ان دشمن ہجمنوں کے خاتمے کا

کرنل مارشل کی نظریں سکریں پر جمی ہوئی تھیں۔

”اب میں طویل بے ہوشی والی ریزنگ فائر کرنے لگا ہوں کرنل مارشل“..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد سکریں پر لعلت زرد رنگ کی چادر سی پھیلی چلی گئی اور پھر کچھ دیر بعد یہ زرد رنگ غائب ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی ویسے ہی مٹی پر میزے میزے انداز میں پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

”اب یہ لوگ آٹھ گھنٹوں سے پہلے کسی صورت میں ہوش میں نہیں آسکتے کرنل“..... کیپٹن مرفی نے مشین کو آف کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے کسی صورت کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے“..... کرنل مارشل نے چونک کر پوچھا۔

”اس لئے کرنل کہ اس گیس کا اثر ابھی تک لجا رہا ہے نہیں ہوا اس لئے اب اگر ہم خود بھی چاہیں تو انہیں آٹھ گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں لایا جاسکتا“..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلادیا۔

”اوکے۔ اب جا کر وہ راستہ کھولو لیکن میں چھت تک جاؤں گا کیسے۔ کیا کوئی سبھی ہے جہاز سے پاس“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”یس باس۔ نائیلون کی مخصوص سبھی موجود ہے۔ آپ بے فکر

چونکہ ان سوراخوں کی وجہ سے اس ہلاک کی طاقت ختم ہو چکی ہے اس لئے اسے آسانی سے توڑا جاسکتا ہے اور ایک آدمی کے باہر جانے کا راستہ بن سکتا ہے لیکن بہر حال دوسرا پتہ موجود نہیں ہے اور نہ ہی اسے دوبارہ جوڑا جاسکتا ہے“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ لیکن کام کتنی دیر میں مکمل ہو سکتا ہے۔“

کرنل مارشل نے کہا۔
”ڈیڑھ دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔
”اوہ۔ اس دوران تو یہ لوگ ہوش میں آچکے ہوں گے۔ نہیں پھر تو یہ سب خطرناک ہو جائے گا۔ تم انہیں طویل وقت کے لئے بے ہوش نہیں کر سکتے“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”کر سکتا ہوں لیکن ایک بار کیونکہ اسٹام گیس کی ایک ہی گن یہاں موجود ہے۔ اس سے نکلنے والی گیس سے یہ آٹھ گھنٹوں تک یقینی طور پر بے ہوش رہیں گے“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اوہ۔ ویری گڈ۔ تو چلو پہلے یہ کام کرو تا کہ پھر اطمینان سے میں باہر جا کر ان کا خاتمہ کر دوں“..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد کیپٹن مرفی نے دوبارہ سکریں پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو نارگت بنایا تو وہ سب ویسے ہی میزے میزے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔
کرنل مارشل خاموش بیٹھا کیپٹن مرفی کو کام کرتے دیکھتا رہا۔ وہ بڑی مہارت سے مشینری کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھا جبکہ

رہیں۔ البتہ ایک بات اور ہے کہ آپ کے پیروں میں تو سناگرم شوز نہیں ہیں اور باہر ریز لائٹنگ موجود ہے۔ پھر آپ وہاں تک کیسے پہنچیں گے..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں بلیک ہینسی کا آدمی ہوں۔ ایسی باتیں میرے لئے معمولی حیثیت رکھتی ہیں۔ مجھے نیچے اتر کر وہاں تک جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ میں چھت پر سے گزر کر وہاں پہنچ جاؤں گا اور پھر چھت پر سے ہی مشین گن سے فائرنگ کر کے ان کا یقینی خاتمہ کر دوں گا۔ اس کے بعد اسی انداز میں واپس آ جاؤں گا“..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے بے اختیار سر ہلا دیا۔

”آپ واقعی بے حد ذہین ہیں کرنل۔ یہ آئیڈیا میرے ذہن میں آیا ہی نہ تھا۔ گڈ آئیڈیا۔ واقعی نیچے اترنے اور زمین پر ان تک جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے“..... کیپٹن مرفی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”جلدی کرو۔ میں جلد از جلد ان شیطان صفت لوگوں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”دو گھنٹے تو بہر حال آپ کو انتظار کرنا پڑے گا باس“..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کے تاریک ذہن میں یلکھت روشنی سی پھیلی اور پھر یہ روشنی آہستہ آہستہ پورے ذہن میں پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن چند لمحوں تک تو وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں پڑا رہا لیکن پھر اس کے ذہن میں ایک جھماکے سے وہ لمحات کسی فلمی سین کی طرح نظر آنے لگے جب عمران دوسرا سو میگا بم فائر کرنے کے لئے گڑھے کے اندر اترتا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ بم کو مخصوص جگہ پر نصب کر کے باہر آتا اچانک اس پر تیز سرخ رنگ کی روشنی پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا تھا جیسے کیرے کا شربند ہوتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی عمران ایک جھٹکے سے اٹھا تو سو میگا بم سامنے پڑا نظر آ گیا۔ وہ اس کے ہاتھ سے نکل کر وہیں پڑا تھا اور عمران ایک لمحے کے لئے تو یہ سوچ کر کانپ گیا کہ اگر وہ اسے آن کر چکا ہوتا اور اس وقت وہ بے ہوش ہو

صفر پر اسام گئیں فار کی گئی ہے اور اس گئیں کا شکار ہونے والا کم از کم آٹھ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہ آ سکتا تھا اور چونکہ صفر کے علاوہ باقی سب ساتھی بھی وہیں اوپر ہی پڑے ہوئے تھے اس لئے لازماً وہ سب ہی اسام گئیں کا شکار ہو چکے ہوں گے۔ عمران کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ انہیں یہاں سے اٹھا کر سیکورٹی ایریے میں لے جائے کیونکہ اگر ان پر اسام گئیں فار کی جا سکتی ہے تو کوئی اور حربہ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے پہلے صفر کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ صفر کو لے کر تھوڑی دیر بعد سیکورٹی ایریے میں پہنچ گیا۔ یہ ایریا گوتباہ ہو چکا تھا لیکن ایک کمرے میں فرنیچر ابھی تک صحیح سالم موجود تھا۔ چنانچہ عمران نے صفر کو وہاں لے جا کر ایک کرسی پر ڈال دیا اور پھر واپس مڑ گیا۔ اس طرح اس نے ایک ایک کر کے تنویر، کیپٹن شکیل اور جولیا کو بھی وہاں لے جا کر کرسیوں پر شفٹ کر دیا۔ اب اصل مسئلہ انہیں ہوش میں لے آنے کا تھا۔ اس نے سوچا کہ اسے پانی استعمال کر کے دیکھنا چاہئے۔ شاید پانی اسام گئیں کا توڑ بن جائے۔ چنانچہ وہ باہر نکلا اور اس طرف کو بڑھ گیا جہاں ایک قدرتی چشمہ موجود تھا۔ وہ اسے پہلے ہی چیک کر چکا تھا۔ شاید اسے کرل مارشل اور اس کے آدمی یہاں رہتے ہوئے استعمال کرتے رہتے تھے۔ اس کمرے سے اسے ایک ثابت گلاس بھی مل گیا تھا اس لئے وہ گلاس اٹھائے پٹھے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا

جاتا تو اس کا کیا انجام ہوتا۔ وہ تیزی سے اوپر چڑھا تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو اوپر ٹیڑھے میزھے انداز میں پڑے ہوئے دیکھا۔ وہ سب گڑھے میں سے نکلنے والی مٹی کے ڈھیر پر پڑے ہوئے تھے۔ البتہ تنویر مٹی کے ڈھیر سے ہٹ کر زمین پر پڑا ہوا تھا۔

”اگر ان کے پیروں میں سانگرم شوز نہ ہوتے تو پھر سب نیچے گرتے ہی ہلاک ہو جاتے۔“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے صفر کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ رات ہو چکی تھی لیکن آسمان پر پورا چاند چمک رہا تھا اس لئے چاندنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اور خاصی تیز روشنی موجود تھی۔ عمران نے صفر کی آنکھیں کھول کر انہیں چیک کیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ان پر اسام گئیں فار کی گئی ہے۔ دیری۔ بیڈ۔ اس کا تو ابھی تک کوئی اینٹی بھی سامنے نہیں آیا۔“..... عمران نے ہونٹ ہنسنے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ اسے اپنے ہوش میں آنے پر کوئی حیرت نہ ہوئی تھی کیونکہ اسام گئیں کی کارکردگی کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ گئیں زمین کی سطح پر پھیلنے لگی تھیں لیکن پھر وہ نیچی جگہ پر جانے کی بجائے اوپر سے گزر جاتی تھیں اور عمران چونکہ کافی گہرائی میں پڑا ہوا تھا اس لئے اسام گئیں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ اسام گئیں گو ایک جدید ترین ایجاد تھیں لیکن عمران کو اس کے بارے میں خاصی معلومات تھیں اس لئے صفر کی آنکھیں کھول کر جیسے ہی اس نے صفر کی آنکھوں پر چھایا ہوا زرد رنگ دیکھا تو وہ فوراً سمجھ گیا کہ

جیسے وہ نیچے ساتھ ساتھ دیکھ رہا ہو اور عمران سمجھ گیا کہ وہ انہیں تلاش کر رہا ہے۔ اب عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ وہ اس آدمی کے ذہن کو اس وقت اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ اس نے اسٹام گیس فائر کر کے انہیں طویل عرصے کے لئے بے ہوش کر دیا اور اب وہ چھت پر سے ان پر فائر کھنکھانا چاہتا تھا لیکن بے ہوش افراد غائب ہو چکے تھے اور یہ بات اسے پاگل کئے ہوئے ہو گی کہ اسٹام گیس کے شکار کیسے غائب ہو سکتے ہیں۔ پھر وہ آدمی اس طرف کے کنارے پر پہنچا جس طرح سیکورٹی ایریا تھا تو عمران اسے پہچان گیا۔ یہ کرنل مارشل تھا۔ وہ کنارے پر کھڑا سیکورٹی ایریا کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر مڑا اور اس طرف کو بڑھ گیا جو درے وہ پہلے نکلنا نظر آیا تھا اور تموڑی در بدر بعد وہ اس طرح چھت سے غائب ہو گیا جیسے سیرھیاں اترتا ہوا نیچے گیا ہو۔ اب چھت خالی پڑی ہوئی تھی۔

”چھت میں تو کوئی چھوٹا سا سوراخ بھی نہ تھا پھر یہ کرنل مارشل کیسے باہر آ گیا اور پھر کیسے اندر چلا گیا“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے خود چھت پر جانا پڑے گا۔ پھر یہ پتہ چلے گا۔“ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر وہ درخت سے نیچے اترا اور اس نے گلاس اٹھایا اور چشمے کی طرف بڑھ گیا۔ تموڑی در بدر وہ گلاس پانی سے بھر کر واپس پہنچا اور اس نے سارے ساتھیوں کے منہ میں پانی ڈال دیا لیکن جب کافی دیر ہو گئی اور کوئی ری ایکشن نہ ہوا تو اس نے

کیونکہ اسے احساس ہوا تھا کہ پراجیکٹ کی چھت پر کوئی سایہ نظر آیا ہے۔ چونکہ وہ اس وقت پراجیکٹ سے کافی فاصلے پر تھا اس لئے وہ سایہ اسے نظر آ گیا تھا۔ وہ اس طرح چھت پر حرکت کر رہا تھا جیسے سیرھیاں چڑھ کر اوپر آ رہا ہو۔ اس کا سر اور اس کے کاندھے حرکت کر رہے تھے اس لئے عمران کی نظریں اس پر پڑی تھیں۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گلاس وہیں نیچے رکھا اور پھر ساتھ والے درخت کی طرف لپک گیا۔ دوسرے لمحے وہ کسی بھر تیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر وہ پتوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ پراجیکٹ کی پوری چھت کو دیکھ سکتا تھا اور اسے چھت پر ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے تیزی سے دوسرے کنارے کی طرف جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی چونکہ عمران کی طرف پشت تھی اس لئے وہ اس کی شکل نہ دیکھ سکتا تھا۔ وہ آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پراجیکٹ کے دوسرے کنارے پر پہنچا اور پھر وہ چھت پر لیٹ کر آگے کو دھنکنے کے انداز میں بڑھنے لگا۔ پھر اس نے سر نیچے کر کے دیکھنا شروع کر دیا اور عمران ایک خیال کے آتے ہی لپکتے چوٹک پڑا کیونکہ اب اسے اندازہ ہوا تھا کہ یہ شخص بالکل وہیں چھت کے اوپر موجود ہے جہاں نیچے وہ اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا اور اگر عمران اپنے ساتھیوں کو اٹھا کر یہاں نہ لے آتا تو وہ اب بھی وہیں موجود ہوتے۔ پھر اچانک وہ آدمی ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر تیزی سے پراجیکٹ کے کنارے پر چلتا ہوا واپس آنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا

جیب سے فخر نکالا اور پھر اس کی مدد سے اس نے باری باری سب ساتھیوں کی گردنوں کے عقب میں مخصوص انداز میں کٹ لگا کر خون نکالا لیکن اس کے باوجود بھی اس کے ساتھی ہوش میں نہ آ سکے۔

”اب اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ آئیے گھنٹے انتظار کیا جائے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس دوران وہ چھت پر پہنچ کر اس سوراخ کو چیک کرے جہاں سے کرنل مارشل باہر آیا تھا لیکن اصل مسئلہ چھت پر پہنچنے کا تھا۔ اسے کوئی ذریعہ نظر نہ آ رہا تھا۔ پہلے تو وہ ہیلی کاپٹر کی وجہ سے اوپر پہنچ گئے تھے اور اوپر سے نیچے چھلانگ تو لگائی جاسکتی تھی لیکن نیچے سے اوپر اس قدر بلندی پر اڑ کر تو نہیں پہنچا جاسکتا تھا۔ وہ یہی سوچتا رہا لیکن جب کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے ہی سوچا کہ یہاں اس کمرے میں بیٹھ کر صبح کا انتظار کرنے کی بجائے باہر کھلی جگہ پر پہنچ کر چینگنگ ہی کرتا رہے کیونکہ کرنل مارشل کسی طرح نیچے اتر کر اچانک ان کے سروں پر بھی پہنچ سکتا تھا۔ چنانچہ مشین گن اٹھائے وہ سیکورٹی ایریا سے باہر نکلا اور ایک بار پھر اسی درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے بیٹھا رہا تھا اور پھر اسی جگہ پہنچ کر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اب یہاں سے وہ نہ صرف چھت کو چیک کر سکتا تھا بلکہ ارد گرد کے علاقے کو بھی چیک کر سکتا تھا۔

”یہ آخر کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا یہ لوگ جن بھوت ہیں۔“ کرنل مارشل نے نیچے اترتے ہی بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا باس۔“ نیچے موجود کیپٹن مرنی نے کہا۔

”وہ سب غائب ہیں۔ وہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔“ کرنل مارشل نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”غائب ہیں۔ وہ کیسے باس۔ وہ تو اسٹام گیس کی وجہ سے بے ہوش ہوئے تھے اور آٹھ گھنٹوں تک کسی صورت بھی ہوش میں نہ آ سکتے تھے۔“ کیپٹن مرنی نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سکریں پر چیک کرو۔ ویسے بھی مجھے پہلے ہی چیک کر کے جانا چاہئے تھا۔“ کرنل مارشل نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں مشین کے سامنے موجود تھے۔ کیپٹن مرنی مشین کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھا اور پھر سکریں پر جیسے ہی ایک منظر ابھرا کیپٹن مرنی نے

ہاتھ کھینچ لیا لیکن اب اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں کیونکہ وہاں گڑھا تو نظر آ رہا تھا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”یہ تو واقعی یہاں موجود نہیں ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔“
کیپٹن مرفی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ان میں سے کسی کو کسی بھی طرح ہوش آگیا ہو گا اور وہ اپنے ساتھیوں کو اٹھا کر یقیناً سیکورٹی ایریا میں لے گیا ہو گا۔ میں نے چیکنگ تو کی ہے لیکن سوائے ایک خیال کے شاید سیکورٹی ایریا کے قریب ایک درخت پر مجھے کسی آدمی کی موجودگی کا احساس ہوا ہے اور کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”باس۔ اب آپ وہاں تک نہیں جا سکتے کیونکہ سناگرم شوز آپ کے پاس نہیں ہیں اور وہاں گئے بغیر ان کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ ارے ہاں۔ اوہ واقعی..... اچانک بات کرتے کرتے کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا ہوا.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”باس۔ ہمارے پاس یہاں اسلحہ خانہ میں موزو کا گن موجود ہے اور اس کی ریج اتنی ہے کہ اس سے سیکورٹی ایریے کو مکمل طور پر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ لوگ وہاں موجود ہوں گے تو انہیں ختم کیا جا سکتا ہے اور اب چونکہ ہم اس گن کو چھت کے اوپن حصے سے باہر

لے جا سکتے ہیں اس لئے یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ اب چھت سے باہر فائرنگ کی جا سکتی ہے۔ کہاں ہے موزو کا گن۔ لے آؤ جلدی کرو۔“ کرنل مارشل نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو کیپٹن مرفی تیزی سے ایک سائیڈ پر بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری گن موجود تھی۔ یہ راکٹ لانچر کی طرز کی گن تھی اور خاصی بھاری تھی لیکن اس کے باوجود اسے ایک آدمی آپرٹ کر سکتا تھا۔ کرنل مارشل نے اسے ہیملٹ کی مدد سے کاندھے سے لٹکایا اور ایک بار پھر ٹائیلوں کی بنی ہوئی سیڑھی کی طرف بڑھ گیا۔

”باس۔ میں بھی آپ کے ساتھ اوپر جاؤں گا۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”ہاں۔ آ جاؤ۔“ کرنل مارشل نے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا تھوڑی دیر بعد اوپر چھت پر پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن مرفی بھی پہنچ گیا۔ سیکورٹی ایریا دور سے صاف دکھائی دے رہا تھا۔

”آپ کس درخت کی بات کر رہے تھے.....“ کیپٹن مرفی نے کہا۔ کرنل مارشل نے اشارے سے ایک درخت کے بارے میں بتایا۔ کیپٹن مرفی کے گلے میں نائٹ فلیسکوپ موجود تھی۔ اس نے اسے آنکھوں سے لگایا اور اس درخت کی چیکنگ شروع کر دی لیکن فی آدنی اسے نظر نہ آیا۔

جائیں۔..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”باس۔ جس آدمی کو ہوش آیا تھا وہ خود کہاں ہو گا۔ کیا وہ انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہو گا۔..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”معلوم نہیں کہ کیا ہوا ہے اور کیا نہیں ہوا۔ بہر حال ہمیں اپنا کام مکمل کرنا ہے۔..... کرنل مارشل نے کہا اور گن کو بیلٹ سے جکڑ کر وہ سیدھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا۔ اس کے بعد کیپٹن مرفی بھی اوپر آگیا اور پھر کرنل مارشل نے موزوکا گن کو سیکورٹی ایریا کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور ہر طرف گرد و غبار کے بادل سے چھا گئے کیونکہ کیپٹن سیکورٹی ایریا تک پہنچنے کی بجائے کافی پہلے زمین پر گر کر پھٹ گیا تھا۔

”اوہ۔ سیکورٹی ایریا ریج میں نہیں ہے اور کوئی گن ہے اس سے زیادہ ریج کی سر میزائل گن۔..... کرنل مارشل نے کہا۔

”موجود تو نہیں ہے باس۔ البتہ تیار کی جاسکتی ہے لیکن اس میں وقت لگے گا۔..... کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ تیار کیسے ہو سکتی ہے۔..... کرنل مارشل نے کہا۔

”باس۔ مختلف گنوں کے پارٹس جوڈ کر اسے تیار کیا جاسکتا ہے۔ ویسے اس موزوکا گن کی ریج بھی بڑھائی جاسکتی ہے۔..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”باہر کوئی آدمی موجود نہیں ہے باس۔..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”یقیناً وہ اندر ہوں گے۔..... کرنل مارشل نے کہا اور موزوکا گن کا ندھے سے اتار کر اس نے اسے کور سے باہر نکال لیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اس میں تو میگزین ہی موجود نہیں ہے۔..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی بے اختیار چونک پڑا۔

”میگزین نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اسے علیحدہ رکھا گیا ہو گا۔ میں لے آتا ہوں۔..... کیپٹن مرفی نے کہا اور تیزی سے چھت کے اس کھلے ہوئے حصے کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ گن درست نہیں ہے۔ اس کا بیرل میڑھا ہے۔ ٹھہرو میں بھی ساتھ جاتا ہوں۔ میں خود چیک کر کے لے آتا ہوں۔“ کرنل مارشل نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ گن اٹھائے سوراخ کی طرف بڑھ گیا۔ نیچے جا کر وہ کیپٹن مرفی کے ساتھ اسلحہ خانہ کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک الماری میں چار موزوکا گنیں موجود تھیں۔ کرنل مارشل نے چاروں کو اٹھا کر چیک کیا اور پھر ایک گن کو اس نے علیحدہ کیا جبکہ باقی اس نے واپس الماری میں رکھ دیں۔ کیپٹن مرفی دوسری الماری سے اس کا میگزین اٹھا لیا جس میں چار میزائل موجود تھے۔ کرنل مارشل نے میگزین گن میں لوڈ کیا، اسے چیک کیا تو اس کے چہرے پر اطمینان سے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”آؤ۔ اب یہ کام مل کر کر لیں۔ شاید یہ شیطان لوگ ختم ہو

”وہ کیسے“..... کرنل مارشل نے چونک کر پوچھا۔

”باس۔ ہشنگ پاور اگر سپر گن کی اس میں نصب کر دی جائے تو اس کی ریج ڈیل ہو جائے گی“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ آؤ پھر ایسا ہی کر لیں“..... کرنل مارشل نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں واپس نیچے پہنچ گئے۔

”اس دھماکے سے وہ آدمی یقیناً پریشان ہو جائے گا جو ہوش میں ہو گا“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ لیکن اسے معلوم ہی نہیں ہو سکے گا کہ کیا ہوا ہے۔ تم اس پر کام کرو“..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے اثبات میں سر ہلایا اور اس حصے کی طرف بڑھ گیا جہاں دوسری گنیں الماریوں میں موجود تھیں جبکہ کرنل مارشل کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کیپٹن مرفی اسے آتا دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں موزو کا گن تھی۔

”لیجئے باس۔ اب اس کی ریج بڑھ چکی ہے“..... کیپٹن مرفی نے اندھے شیشے والے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو“..... کرنل مارشل نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے انہیں باہر ہال میں چٹک چٹک کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ سنبھلتے انہیں نامانوس سی بو محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی کرنل مارشل کا ذہن اس تیزی سے گھومنے لگا جیسے کسی نے اسے پوری رفتار سے گھومتے

ہوئے پنکھے کے ساتھ باندھ دیا ہو۔ اس کے کانوں میں کیپٹن مرفی کی آواز پڑی لیکن اس کا ذہن اس قابل نہ رہا تھا کہ وہ اس آواز کو سمجھ سکتا۔ اس نے اپنے ذہن کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ چند لمحوں بعد اس کے ذہن پر تاریک چادر سی پھیلنے چلی گئی اور اس کے تمام احساسات اس چادر کے نیچے کہیں گم ہو کر رہ گئے تھے۔

طرف بڑھتے دیکھا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس کا چہرہ بینی طرح بگڑ گیا لیکن یہاں سے پراجیکٹ کا فاصلہ اتنا تھا کہ وہ مشین گن کی ریخ میں نہ آتا تھا اس لئے وہ بے بس تھا لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس نکل گیا کیونکہ کیپول اس عمارت سے جا کر نکلنے کی بجائے راستے میں ہی زمین پر گر کر پھٹ گیا اور اتہانی خوفناک دھماکے سے وہاں ہر طرف گرد و غبار سا پھیل گیا۔ اس کے علاوہ بھی زمین پر کافی دیر تک ہلکے ہلکے دھماکے سنائی دیتے رہے اور پھر خاموشی چھا گئی۔

”اس کا مطلب ہے کہ موزوکا گن کی ریخ اس عمارت تک نہیں ہے.....“ عمران نے کہا۔ اس نے کرنل مارشل اور اس کے ساتھی کو واپس مڑ کر اس سوراخ کی طرف جاتے دیکھا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں نیچے اتر گئے تو عمران خود بھی تیزی سے درخت سے نیچے اتر اور دوڑتا ہوا اس عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں اس کے ساتھی اسی طرح بے ہوشی کے عالم میں موجود تھے۔ ایک طرف وہ بیگ پے ہوئے تھے جن میں اسلحہ تھا۔ عمران نے ایک بیگ کھولا اور اس میں سے ایک گیس گن نکال کر اس نے اسے کاندھے پر لٹکایا اور بیگ بند کر کے وہ مڑا اور اس عمارت سے باہر آ کر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ اب چکر کاٹ کر پراجیکٹ کی اس سائیڈ پر جا رہا تھا جس طرف دروازہ تھا کیونکہ اس نے چیک کر لیا تھا کہ اس طرف پراجیکٹ کے قریب درخت موجود تھے اور پھر وہاں پہنچ کر وہ اس

عمران کو درخت پر بیٹھے ہوئے ابھی چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے پراجیکٹ کی چھت سے ایک سر باہر نکلے دیکھا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے چاندنی میں کرنل مارشل کو چھت پر آتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا اور اس کے چہرے پر گہری تشویش کے تاثرات پھیلنے چلے گئے کیونکہ کرنل مارشل کے ہاتھ میں موزوکا گن اسے دور سے صاف دکھائی دے رہی تھی۔ کرنل مارشل کے بعد ایک اور آدمی اوپر پہنچا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھ کر کنارے پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ کرنل مارشل نے موزوکا گن کا رخ سیکورٹی ایریا کی طرف کر دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میرے ساتھی۔ اوہ۔ دیری بیٹہ.....“ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا اچانک اس نے ایک کیپول کو اڑ کر اس عمارت کی

چھت پر پہنچنے کا اور اس کا کوئی ذریعہ اس کی کچھ میں نہ آ رہا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح آیا اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ درخت سے نیچے اترا اور تیز تر قدم اٹھاتا واپس عمارت کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس نے وہاں جا کر صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں کی شرمیلیں اتاریں اور پھر انہیں پیٹھوں کے انداز میں بھاڑنا شروع کر دیا۔ جب پیٹھوں کا دھیر سا بن گیا تو اس نے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ گانٹھ دے کر باندھنا شروع کر دیا۔ اس طرح ایک طویل رسی سی بن گئی تھی لیکن اس نے رسی کے دونوں سرے ہاتھوں میں پکڑ کر اسے باقاعدہ رسی کی طرح بٹنا شروع کر دیا اور جب وہ پٹیاں باقاعدہ رسیوں کی صورت میں بٹ گئیں تو عمران نے اس کے دونوں کناروں پر گانٹھ لگا دی تاکہ اس کے بل کھل نہ جائیں۔ اس کے بعد اس نے ایک کرسی اٹھا کر اسے فرش پر زور سے دے مارا تو کرسی ٹوٹ گئی اور عمران نے اس کا ایک ٹکڑا اٹھایا کر رسی کا ایک سرا اس سے مصنوعی طور پر باندھ دیا۔ اس طرح وہ ایک کھنڈ تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ کھنڈ اٹھائے اور مشین گن لئے عمارت سے باہر آیا اور پراجیکٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پراجیکٹ سے تھوڑا پہلے ایک مخصوص فاصلے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے کھنڈ کو استعمال کرنے کا ہی پروگرام بنایا اور پھر اس نے پوری قوت سے کھنڈ کو چھت کی طرف پھینکا۔ پہلے پہل تو وہ اپنے مقصد

درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ اوپر پہنچ کر اس نے درخت کی دو شاخوں پر اپنے آپ کو ایڈجسٹ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گیس گن کا نڈے سے اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر اس نے اس کا میگزین کھول کر چیک کیا اور گن کا رخ چھت کے کافی برے سوراخ کی طرف کر دیا جو اب قریب آجانے کی وجہ سے اسے واضح طور پر نظر آنے لگ گیا تھا۔ درخت چونکہ کافی بلند تھا اس لئے عمران اس وقت اس چھت سے بھی زیادہ اونچائی پر موجود تھا۔ اس نے گیس گن کا رخ اس سوراخ کی طرف کیا۔ اسے مزید متوازی، جھکا یا اور پھر یکے بعد دیگرے دو بار ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے گن میں سے یکے بعد دیگرے دو کیپول نکلے اور تیزی سے اس سوراخ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران نے ہونٹ بٹھپنے ہوئے تھے لیکن پبلک جھپکنے میں جب دونوں کیپول ایک دوسرے کے پیچھے اس سوراخ کے اندر فائر ہو گئے تو عمران کا سہا ہوا پہرہ بے اختیار کھل اٹھا کیونکہ اس کا اندازہ درست نکلا تھا اور وہ کیپول اس سوراخ کے اندر فائر کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ورنہ اسے خدشہ تھا کہ اگر معمولی سا فرق پڑ گیا تو یہ کیپول چھت پر ہی پھٹ جاتے۔ گو یہاں سے اب پراجیکٹ کی چھت مشین گن کی رینج میں ہی تھی لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ کرنل مارشل اور اس کا ساتھی اب اوپر آئیں گے بھی یا نہیں اس لئے اس نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ وہ انہیں نیچے ہی بے ہوش کر دے اور وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اب مسئلہ تھا پراجیکٹ کی

گھنٹوں تک انہیں کسی صورت ہوش نہیں آسکتا تھا۔ چنانچہ عمران سیدھا ہوا اور پھر اس نے اس سارے ایریے کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور جلد ہی اسے معلوم ہو گیا کہ یہ بھی صرف سیکورٹی ایریا ہے اور پراجیکٹ اس ایریا سے علیحدہ ہے اور ان کے درمیان بھی باقاعدہ ریڈ بلاکس کی دیوار موجود ہے لیکن اس سیکورٹی ایریا میں کرنل مارشل اور دوسرے آدمی کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران ایسا راستہ تلاش کرنے میں مصروف تھا جس سے وہ اس پراجیکٹ میں داخل ہو سکتا لیکن باجوود کوشش کے اسے کوئی راستہ نہ مل سکا تھا۔ البتہ ایک سنور نمائندہ سے اسے نائیلون کی بنی ہوئی رسی کا بنڈل ضرور مل گیا تھا۔ چنانچہ اس نے رسی کا بنڈل کھولا اور پھر کرنل مارشل کے ساتھی کے ہاتھ اس نے اس کے عقب میں کر کے باندھ لیے اور اسے اٹھا کر اس نے ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اس آدمی کے ہاتھوں کی انگلیوں کی ساخت دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ آدمی مشینز کا ماہر ہے۔ اس نے اسے کرسی پر ڈال کر رسی کی مدد سے اس کے دونوں پیر باندھ کر اس نے باقی رسی سے اس کے جسم کو کرسی سے باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ طیعت ہاتھ روم میں گیا اور وہاں سے اس نے پانی سے بھرا ایک جگ اٹھایا اور اسے لا کر اس نے اس آدمی کا منہ کھول کر تھوڑا سا پانی اس کے حلق میں ڈالا اور پھر جگ کو ایک سائیڈ پر رکھ کر اس نے دوسری کرسی اٹھا کر اس کے سامنے رکھی اور اطمینان سے اس کرسی پر بیٹھ گیا لیکن دوسرے لمحے اسے ایک خیال

میں کامیاب نہ ہو سکا لیکن پھر تیسری مرتبہ وہ لکڑی اس سوراخ میں کہیں پھنس گئی تھی۔ عمران نے اپنی بنائی ہوئی رسی کو کھینچ کر اس کی مضبوطی کا اندازہ لگایا اور دوسرے لمحے اس نے رسی کی گانٹھیں پکڑ کر تیزی سے اوپر کو اٹھنا شروع کر دیا۔ بٹ جانے کی وجہ سے رسی خاصی مضبوط ہو گئی تھی اس لئے عمران اوپر چڑھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ چھت پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس سوراخ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا تو نیچے ایک بڑا سا ہال نمائندہ تھا جس میں مشینز نصب تھیں۔ ایک طرف اندھے شیشے کا بنا ہوا کین تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس دروازے میں ہی دو آدمی فرش پر پڑے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ان دو کے علاوہ اس ہال نمائندہ میں اور کوئی آدمی نہیں تھا جبکہ نائیلون کی بنی ہوئی ایک سیدھی باقاعدہ اس سوراخ سے اینچ کی گئی تھی اور عمران کی کند کی لکڑی بھی اس سوراخ کے اندر ہی پھنسی ہوئی تھی۔ عمران نائیلون کی اس سیدھی کی مدد سے نیچے اترتا چلا گیا۔ ہال میں پہنچ کر وہ سیدھا اس اندھے شیشے والے کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں کرنل مارشل اور اس کا ساتھی دونوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ ہی ایک موزک گن پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے ان دونوں کو کھینچ کر ہال میں ڈالا اور پھر جھک کر ان کی نبضیں چیک کیں تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلنے چلے گئے کیونکہ ان کی نبضیں بتا رہی تھیں کہ ابھی دو تین

دو تاکہ بات چیت میں آسانی رہے۔..... عمران نے بڑے نرم سے لہجے میں کہا۔

”میرا نام کیپٹن مرفی ہے۔..... اس آدمی نے کہا۔

”کیا تم یہاں انجنیئر ہو؟..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں سیکورٹی ایریا کا انجنیئر انچارج ہوں۔..... کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”پراجیکٹ کا انچارج انجنیئر کون ہے؟..... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر روزڈم۔..... کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”یہاں سے پراجیکٹ کا راستہ کہاں سے ہے؟..... عمران نے کہا تو کیپٹن مرفی بے اختیار ہنس پڑا۔

”کوئی راستہ نہیں ہے۔ درمیان میں ریڈ بلاکس کی دیوار ہے۔“ کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”یہاں پانی کی سپلائی کا کیا نظام ہے؟..... عمران نے کہا تو کیپٹن مرفی بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا مطلب۔ یہ بات تم کیوں پوچھ رہے ہو؟..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اس لئے کہ مجھے شدید پیاس لگ رہی ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ادھر کچن میں ہے اس کی الماری میں پانی کی بوتلیں موجود ہیں۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

آیا کہ کرنل مارشل انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے اس لئے کسی بھی لمحے اسے ہوش بھی آسکتا ہے۔ اس لئے اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر اسے بھی اٹھا کر ساتھ والی کرسی پر ڈالا اور پھر اس کے ہاتھ پیر باندھنے کے ساتھ ساتھ اس نے اس کے جسم کو بھی کرسی سے اس انداز سے باندھ دیا کہ کرنل مارشل اب اسے کسی صورت بھی نہ کھول سکے۔ اسی لمحے وہ آدمی جس کے حلق میں اس نے پانی انڈیلا تھا کر رہتے ہوئے ہوش میں آگیا تو عمران نے جیب سے مشین پستل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ البتہ مشین گن اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔

”یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔..... اس آدمی نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر انھیں کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے جدھے ہونے کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکتا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم کون ہو؟..... اس آدمی نے پوری طرح سنبھلتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مم۔ مم۔ مکر۔ تم۔ تم یہاں کیسے آگئے؟..... اس آدمی نے کہا۔

”ابھی کرنل مارشل نے بھی ہوش میں آکر یہی بات پوچھنی ہے اس لئے اس وقت اکٹھی تفصیل بتا دوں گا۔ فی الحال تم اپنا نام بتا

”ڈاکٹر روزم سے وہ کاپی لے سکتا تھا۔ اس کی دوستی تھی ڈاکٹر روزم سے اور وہ کرنل ڈیوک کی بات مانتا تھا لیکن کرنل مارشل اور ڈاکٹر روزم میں نہیں بنتی۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”وہ کیسے۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کیپٹن مرفی نے تفصیل بتا دی۔

”اگر ڈاکٹر روزم چاہے تو درمیانی راستہ کھل سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ سپیشل دے وہی کھول سکتا ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

”اب تم میرے ایک سوال کا جواب دو گے۔“ اچانک کیپٹن مرفی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”پوچھو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تم اور تمہارے ساتھی بے ہوش تھے۔ پھر تمہیں کیسے خود بخود ہوش آگیا۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”تم اسنام گیس کے بارے میں پوچھ رہے ہو شاید۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تم اس کا نام بھی جانتے ہو۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اسنام گیس فائر کی گئی ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے اپنے بے ہوش ساتھیوں کی آنکھیں کھول کر چیک کیا

”مشینری کی تنصیب کے لئے جو مشینری استعمال ہو رہی تھی اسے وافر مقدار میں پانی چاہئے ہوتا ہے۔ کیا یہ کام بھی بوتلوں سے لیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے منہ جلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں۔ بلکہ پراجیکٹ ایریا میں دوپٹے ہیں۔ وہاں سے پانی لیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم لوگوں نے جھٹ کاٹ کر سوراخ بنایا ہے۔ تم ویسے یہاں سے باہر نہیں جاسکتے تھے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کیپٹن مرفی نے جھٹ کاٹنے کی تفصیل بتا دی۔

”اب میری بات سنو۔ ہم نے اس پراجیکٹ کو حیاہ نہیں کرنا بلکہ ہمارا مقصد یہاں سے صرف فارمولے کی کاپی حاصل کرنا ہے۔ پہلے

کرنل ڈیوک یہاں کا انچارج تھا اور اس سے ہمارا معاہدہ ہو گیا تھا لیکن شاید اسے فوری طور پر واپس بھجوا دیا گیا اور اس کی جگہ کرنل مارشل آگیا۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ جہاری بات درست ہے۔ کرنل ڈیوک نے مجھے تفصیل بتائی تھی۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ فارمولے کی کاپی یہاں موجود ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فارمولے کی کاپی کا سیکیورٹی ایریا سے کیا تعلق۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے جواب دیا،

”پھر کرنل ڈیوک نے کیسے وعدہ کر لیا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ نہیں۔ پلیز مجھے مت مارو“..... کیپٹن مرفی نے عمران لے بدلے ہوئے لہجے سے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”سنو کیپٹن مرفی۔ تم کرنل ڈیوک اور کرنل مارشل دونوں سے لے کے یہاں ہو اور پھر انجینئر ہو۔ تمہیں لامحالہ وہ کچھ معلوم ہے جو نہیں جانتے۔ مجھے فارمولے کی کاپی چاہیے اور بس۔ اگر تم یہ کام سکتے ہو تو پھر تمہیں زندہ چھوڑا جاسکتا ہے ورنہ نہیں اس لئے ہاں نہ میں جواب دو“..... عمران نے ٹیخت انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ فارمولا تو ڈاکٹر روزم کے پاس ہوگا۔ میرے پاس تو ہے“..... کیپٹن مرفی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”فارمولا سائنسی ہے جبکہ ڈاکٹر روزم انجینئر ہے۔ اس کا سائنسی مولے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سائنسی فارمولا ڈاکٹر ولیم کی ہاں میں ہے“..... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر ولیم۔ اوہ۔ اوہ۔ پہلے ڈاکٹر ولیم واقعی یہاں موجود تھا۔ وہ اس دان تھا اور وہ یہاں مشینری کی تنصیب انجینئروں سے کروا رہا۔ اچانک وہ واپس چلا گیا۔ اس نے کہا تھا کہ جب مشینری کی بکمل ہو جائے گی پھر وہ واپس آئے گا۔ فی الحال اس کا یہاں ہیں ہے“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

اگر یہاں ابھی مشینری کی تنصیب ہو رہی تھی تو اس فارمولے کی یہاں موجودگی کا کیا مطلب“..... عمران نے کہا۔

میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے“..... کیپٹن

تھا۔ اس میں زدہ کی تہہ موجود تھی جو اسٹام گیس کی مخصوص نشانی ہے اور تم تو شاید اس گیس کے بارے میں اتنا نہ جانتے ہو گے جتنا میں جانتا ہوں اس لئے اب تمہارے سوال کا جواب بھی دے دوں کہ اسٹام گیس زمین کی سطح کے ساتھ ساتھ رہتی ہے۔ وہ گڑھے اور نچلی جگہوں پر نہیں اترتی۔ یہ اس کی خاصیت ہے۔ میں اس وقت گہرے گڑھے میں تھا اس لئے میں اسٹام گیس کا شکار ہونے سے بچ گیا۔ اس کے بعد قدرت نے ہمارا تحفظ کیا کہ میں اپنے ساتھیوں کو اٹھا کر اس سیکورٹی والی عمارت میں لے گیا ورنہ اس کرنل مارشل نے چھت سے ان پر فائر کھول دینا تھا۔ پھر موزوکا گن کی ریج بھی اس عمارت تک نہیں تھی اس لئے عمارت میں میرے ساتھی بچ گئے“..... عمران نے کہا۔

”اب تم نے اندر گیس کیپول کیسے فائر کئے اور خود کیسے اندر آ گئے“..... کیپٹن مرفی نے کہا تو عمران نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

”تم واقعی عجیب آدمی ہو۔ کرنل ڈیوک اور کرنل مارشل دونوں تمہارے بارے میں ایسی باتیں کرتے تھے کہ مجھے یقین نہ آتا تھا لیکن اب مجھے یقین آ گیا ہے“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”لیکن اس یقین کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ میں ابھی چند منٹ بعد تمہیں گولی مارنے والا ہوں“..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

لیکن اس کے باوجود میں اس پورے پراجیکٹ کو تباہ نہیں کرنا چاہتا۔ صرف فارمولے کی کاپی لے کر واپس چلا جاؤں گا۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرے پاس کاپی نہیں ہے اور ڈاکٹر روزم ویسے ہی انجینئر ہے۔ اس کے پاس سائنسی فارمولے کی کاپی کیسے ہو سکتی ہے۔“ کرنل مارشل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم ڈاکٹر روزم سے بات کرو“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اس احمق سے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔“ کرنل مارشل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا کرنل مارشل کا جسم یکھٹ اس طرح اچھلا جیسے بند سپرنگ کھلتا ہے اور وہ عمران سے اس تیزی اور قوت سے آنکھ ایا جیسے توپ سے گولہ فائر ہوتا ہے اور عمران اس اچانک نکر سے کرسی سمیت الٹ کر نیچے فرش پر جا گرا جبکہ کرنل مارشل اس کے اوپر گرا تھا اور کرنل مارشل نے اپنے سر کی زوردار نکر عمران کے ناک پر مارنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یکھٹ اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ عمران نے گھٹنے موڑ کر اسے اس انداز میں ضرب لگائی تھی کہ وہ اچھل کر سائیڈ پر جا گرا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے مشین پشیل کی تیز چابھٹ کے ساتھ ہی کرنل مارشل کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ لیکن اس کے دونوں بندھے ہوئے ہاتھ یکھٹ کھل گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی دوسری بار تیز چابھٹ

مرفی نے کہا اور پھر اسی لمحے ساتھ والی کرسی پر موجود کرنل مارشل نے کر بستی ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ شاید کمیس کے اثرات ختم ہو گئے تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم اور یہاں۔ کیا مطلب“..... کرنل مارشل نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید سامنے بیٹھے ہوئے عمران کو پہچان گیا تھا۔

”کرنل مارشل۔ تم نے ہمیں مارنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ کو ہماری زندگی مقصود تھی اس لئے ہم بچ نکلے ہیں۔“ بہر حال اب اگر تم بھی زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے صرف لارج ویڈ سسٹم فارمولے کی کاپی دے دو۔ ہم خاموشی سے چلے جائیں گے..... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

”یہ کام کرنل ڈیوک ہی کر سکتا ہے۔ وہ بزدل ہے کہ صرف اپنی جان بچانے کے لئے ملک سے غداری کرنے پر تیل گیا تھا۔ میں ایسے نہیں ہوں۔ تم زیادہ سے زیادہ مجھے گولی مار دو گے۔ مار دو۔“ کرنل مارشل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مسند اگر صرف تمہارا ہوتا تو میں تمہیں چھوڑ دیتا کرنل مارشل۔ لیکن مسند ساتھ ہی میرے ملک کا بھی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں جو پراجیکٹ نصب کیا جا رہا ہے یہ ایکریمیا کا نہیں ہے بلکہ دراصل اسرائیل کا ہے اور اسرائیل مسلم دنیا اور خصوصاً پاکیشیا۔ خلاف جس طرح کی دشمنی کا حامل ہے اس سے ساری دنیا واقف۔“

فارمولا دے دو۔ میں واپس چلا جاؤں گا۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہیں تو میں مکئی کی طرح سسل دوں گا۔ میرا نام مارشل ہے۔ بڑے بڑے لڑاکا میرے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے۔“ کرنل مارشل نے یکتا غصے سے کہا۔

”پیر تو اٹھا سکتے ہوں گے اور تمہارا استقبال اسی طرح ہونا چاہیے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے ہالین اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا کرنل مارشل نے انتہائی ماہر انداز میں اس پر چھلانگ لگا دی۔ عمران نے تیزی سے دائیں طرف، بننا چاہا لیکن دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پسلیوں میں کسی نے فولادی راڈ مار دیا ہو۔ اسے اپنی پسلیاں چٹھنے کی آوازیں واضح طور پر سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر سائیڈ پر موجود ایک مشین سے نکل کر جیسے ہی نیچے گرا کرنل مارشل بجلی کی سی تیزی سے اس طرف کو لپکا جہاں عمران کے کاندھے سے نکل کر مشین گن گری تھی۔ عمران نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا۔ اس کے چہرے پر یکتا انتہائی سنجیدگی کے تاثرات ابھرا آئے تھے کیونکہ مارشل نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز میں اسے ہٹ کیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کرنل مارشل واقعی ماہر لڑاکا ہے۔ وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور عین اسی لمحے کرنل مارشل مشین گن اٹھائے سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے گھومنا کہ عمران پر فائر کھول

کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر کرنل مارشل کے منہ سے جھنجھکی لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے جسم میں بڑبڑ کی جگہ سرنگ لگے ہوئے ہیں۔ اس بار اس کی ٹانگوں پر بندھی ہوئی رسی جل کر کٹ گئی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت نمایاں ہو گئی تھی کیونکہ اب اس کے بندھے ہوئے ہاتھ اور پیچ دونوں رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔ عمران نے حیرت انگیز طور پر مشین پشیل کی فائرنگ سے رسیاں جلا کر کٹ ڈالی تھیں اور کرنل مارشل کے ہاتھوں اور پیروں پر کوئی برا زخم آنے کی بجائے صرف خراشیں ہی آئی تھیں۔ اس کے حلق سے نکلنے والی بیچیں محض خوف کی وجہ سے تھیں۔

”میں نے تمہیں اس لئے رسیوں کی گرفت سے آزاد کرایا ہے کرنل مارشل تاکہ تمہارے دل میں یہ بات نہ رہے کہ تم بندھے ہوئے تھے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پشیل ایک طرف اچھال دیا۔

”تم۔ تمہارا نشانہ واقعی انتہائی حیرت انگیز ہے۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس انداز میں فائرنگ کر کے رسیاں کاٹی بھی جاسکتی ہیں۔“ کرنل مارشل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر تم مرعوب ہو گئے ہو تو بتا دو کیونکہ مرعوب آدمی سے لڑنا کم از کم میرے بس کا روگ نہیں ہے اور اگر مرعوب نہیں ہوئے تب بھی بتا دو۔ ویسے اب بھی وقت ہے تمہارے پاس کہ مجھے

"اب آخری بار کہہ رہا ہوں کیپٹن مرفی کہ مجھے فارمولا چاہئے۔
 بولو۔ دے سکتے ہو یا نہیں۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ
 کیپٹن مرفی بے اختیار کانپنے لگ گیا۔

"مم۔ مم۔ میں جب کہہ رہا ہوں کہ فارمولا میرے پاس نہیں
 ہے اور نہ ہی میرے ذریعے کہیں سے دستیاب ہو سکتا ہے تو بتاؤ میں
 کیا کروں۔ تم نے ویسے ہی مجھے مارنا ہے تو مار دو۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی
 نے بھلاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر روزم کا منہ بتاؤ۔ میں تمہاری اس سے بات کرتا ہوں۔
 اس سے بات کرو تا کہ مجھے معلوم ہو سکے کہ فارمولا کہاں موجود ہے
 یا نہیں۔ بے شک ڈاکٹر ولیم کا حوالہ دے دینا۔ عمران نے کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ اگر تمہاری اس طرح تسلی ہو سکتی ہے تو میں کرتا
 ہوں بات۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
 منبر بتا دیا تو عمران نے فون اٹھا کر اسے کیپٹن مرفی کے ساتھ والی
 کرسی پر رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے منبر پر پریس کرے
 شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔
 "وہ تو سویا ہوا ہو گا۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

"اسے جاگنا پڑے گا ورنہ اس کا پراجیکٹ دھواں بن کر اڑ جائے
 گا۔۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا تو کیپٹن مرفی نے بے اختیار
 ہونٹ بھیجنے لئے۔ دوسری طرف مسلسل گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے
 رہی تھی۔ پھر کافی دیر بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

سکے لیکن اس سے پہلے کہ اس کا جسم سیدھا ہوتا عمران کا جسم حرکت
 میں آیا اور دوسرے لمحے کرنل مارشل بیٹھتا ہوا وہاں میں اڑتا ہوا اسلئے
 خالی دیوار کے ساتھ ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ عمران نے واقعی
 حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا کہ اس نے ایک ہاتھ سے مشین
 گن بھپٹ لی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے کرنل مارشل کی
 گردن پکڑ کر اسے مخصوص انداز میں ہوا میں اس طرح اچھال دیا تھا
 جیسے کرنل مارشل بھاری اور مضبوط جسم کا انسان ہونے کی بجائے
 ہوا بھرا غبارہ ہو۔ کرنل مارشل دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا اور اس کے
 ساتھ ہی وہ ٹکھٹ اچھل کر کھڑا ہوا تھا کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا۔
 دوسرے لمحے توتراٹ کے ساتھ ہی گولیاں اس کے سینے پر بارش کی
 طرح پڑیں اور کرنل مارشل بیٹھتا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے توپنے کے
 بعد ساکت ہو گیا۔

"جتنی اچھل کود تم نے کر لی تھی اتنی ہی کافی ہے۔ میرے پاس
 فائو وقت نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے
 ساتھ ہی وہ کیپٹن مرفی کی طرف مڑ گیا جو کرسی پر بندھا ہوا تھا۔
 چونکہ عمران نے کرنل مارشل کی رسیاں کاٹ دی تھیں اس لئے
 ایک ہی رسی سے بندھے ہوئے کی باوجود کیپٹن مرفی نے اپنی جگہ
 سے حرکت نہ کی تھی ورنہ شاید رسی کے نہ کھل جانے کی وجہ سے وہ
 اس بندھی ہوئی حالت میں کرسی سے نیچے گر جاتا اور ساتھ ساتھ
 گھسٹا پھرتا۔

کھول کر اسے باہر جانے کا راستہ دے دوں لیکن میں نے انکار کر دیا کیونکہ قانون کے مطابق ایسا ممکن ہی نہیں تھا۔ البتہ میں نے اسے بتا دیا کہ وہ لوگ جس قدر چاہیں کوشش کر لیں وہ پراجیکٹ میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ سمندر کی طرف ریڈ بلاکس کے نیچے سیپے اور کیمیکل کی دیوار اور تک ڈال دی گئی ہے جسے ہائیڈروجن بم سے بھی نہیں توڑا جاسکتا۔ وہ تو ریڈ بلاکس سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔

ڈاکٹر روزم نے کہا۔

”کیپٹن مرفی کی بجھ سے بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ لارج ویو سسٹم کے سائنسی فارمولے کی کاپی حاصل کرنا چاہتے ہیں انہوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر فارمولے کی کاپی انہیں نہ دی گئی تو وہ پراجیکٹ کو تباہ کر دیں گے۔ کیا فارمولا پراجیکٹ میں موجود ہے؟“

عمران نے ڈیفنس سیکرٹری کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”سراصل فارمولا تو بقول ڈاکٹر ولیم مارشل ایریٹے کے ایس وی سنور میں رکھوایا گیا تھا۔ البتہ اس کی ایک کاپی یہاں موجود تھی اور ڈاکٹر ولیم یہ کاپی میرے کہنے پر یہاں چھوڑ گئے تھے کیونکہ بعض اوقات مشینری کی تنصیب کے لئے اس سے مدد لینا پڑتی ہے“

ڈاکٹر روزم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم اس کی ایک کاپی کیپٹن مرفی تک پہنچا سکتے ہو تاکہ پراجیکٹ پر منڈلانے والا خطرہ ختم ہو سکے؟“

عمران نے کہا۔

”یس“ ایک خمار آلود آواز سنائی دی لیکن اس سے پہلے کہ کیپٹن مرفی بولتا عمران نے اس کے کان سے لگا ہوا رسیور ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔

”ڈاکٹر روزم سے بات کرائیں۔ میں پی اے نو ڈیفنس سیکرٹری بول رہا ہوں“

عمران نے کہا تو کیپٹن مرفی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”میں ڈاکٹر روزم بول رہا ہوں“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بات کیجئے“

عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر روزم بات کر رہا ہوں“

اسی لمحے ڈاکٹر روزم کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”ڈاکٹر روزم۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ پراجیکٹ ایریا میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں جبکہ سیکورٹی چیف کرنل مارشل کال کا جواب ہی نہیں دے رہا“

عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے چونکہ ڈیفنس سیکرٹری کی آواز پہلے سنی ہوئی تھی اس لئے وہ بڑے اطمینان سے بات کر رہا تھا۔

”بتایا تو یہی گیا ہے جناب کہ وہ پراجیکٹ ایریا میں داخل ہو چکے ہیں اور کرنل مارشل پراجیکٹ کے اندر سیکورٹی ایریا میں پہنچ چکا ہے جبکہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ ایجنٹ سمندر کی طرف سے زمین میں گڑھا ڈال کر ریڈ بلاکس کے نیچے سے سرنگ لگا کر پراجیکٹ میں داخل ہو جائیں گے اس لئے وہ چاہتا تھا کہ میں ایکسپریٹسٹیشنل دے

اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔

”تم نے پہلے میری بات کرانی تھی پھر تم نے خود بات شروع کر دی۔“ کیپٹن مرفی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”میرا خیال تھا کہ شاید اندر واٹس چیکنگ کمیونٹری موجود ہو لیکن جب ڈاکٹر روزم کی غمار آلود آواز سنی تو میں سمجھ گیا کہ وہ اس وقت اپنے آفس میں نہیں بلکہ اپنی خواب گاہ میں ہو گا اور ظاہر ہے وہاں وہ چیکنگ نہیں کر سکتا تھا اور جہاں رہا جاتا ہے وہاں اس نے ڈیفنس سیکرٹری کو سب کچھ آسانی سے بتا دیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”پراجیکٹ میں تم کسی صورت داخل نہیں ہو سکتے۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”میری روح تو داخل ہو سکتی ہے۔ وہ ہو جائے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کے دوسری طرف آفس تھا۔ شاید کرنل مارشل کا آفس۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ اس کی تفصیل پڑھنے سے شاید کوئی کلیو مل جائے۔ اسے آفس میں کافی ورلگ گئی لیکن کوئی کلیو نہ مل سکا تو وہ واپس پلٹا۔ ابھی وہ راہداری میں ہی تھا کہ اس کے کانوں میں کیپٹن مرفی کی آواز پڑی اور وہ بے اختیار چونک کر ٹھٹھک گیا۔ کیپٹن مرفی اس انداز میں بول رہا تھا جیسے کسی سے فون پر باتیں کر رہا ہو۔

”ڈاکٹر روزم۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس نے تم سے

”نوسر۔ اس کے لئے اندرونی ایکسٹرا سٹیشنل دے کھولنا پڑتا ہے اور اب یہ ویسے بھی نہیں کھل سکتا جب تک کہ تحصیل مکمل نہ ہو جائے۔ ماسٹر کمیونٹری میں اس کی مین فیڈنگ کر دی گئی تھی تاکہ پراجیکٹ میں مداخلت نہ ہو سکے۔“ ڈاکٹر روزم نے کہا۔

”کیا ماسٹر کمیونٹری مین فیڈنگ میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔“ عمران نے کہا۔

”نوسر۔ اگر ایسا کیا گیا تو پھر پورا پراجیکٹ ہی مزید کام کرنے سے رک جائے گا۔“ دوسری طرف سے حتی لہجے میں کہا گیا۔

”اگر میں کسی ساتیس دان سے بات کروں اور وہ آپ کو ہدایات دے اور ایسا ممکن ہو جائے۔ پھر۔“ عمران نے کہا۔

”سوری سر۔ ایسا اب اسرائیل کے صدر صاحب کے حکم پر ہو سکتا ہے۔ آپ کے حکم پر بھی نہیں ہو سکتا۔ دیری سوری سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن مرفی کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

”تم حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اس احمق ڈاکٹر روزم نے پراجیکٹ کی تباہی قبول کر لی ہے۔ بہر حال اب یہ بات تو طے ہو گئی ہے کہ فارمولے کی کاپی اندر موجود ہے۔ اب مسئلہ ہے راستہ کھولنے کا۔“ عمران نے ایسے کہا جیسے وہ

ڈیفنس سیکرٹری بن کر میرے سامنے بات کی ہے اس لئے تم فوری طور پر آفس میں ٹی ایم ریز فائر کر دو۔ اس سے وہ جل کر راکھ ہو جائے گا ورنہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔..... کیپٹن مرفی نے کہا۔
 "شکریہ۔ جلدی کریں۔ کہیں وہ واپس نہ آجائے"..... کیپٹن مرفی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ وہ کچھ گیا تھا کہ اس کی عدم موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے رسیور سے نجات حاصل کر لی ہے اور ڈاکٹر روزڈم سے بات کر رہا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور پھر دروازے کے قریب آکر رک گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دیوار کے ساتھ پشت لگا دی کیونکہ دروازے کی دوسری طرف سے اسے قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔ کیپٹن مرفی شاید دروازے کی طرف آ رہا تھا۔ اسی لمحے اندر آفس میں ایک دھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف تیز سرخ روشنی سی پھیلتی چلی گئی لیکن چونکہ آفس اور راہداری کا درمیانی دروازہ بند تھا اس لئے روشنی اس کے درمیان شیشے سے گزر کر یہاں پہنچی تھی لیکن یہ سب کچھ ایک لمحے کے لئے ہوا۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹی ایم ریز فائر ہو چکی ہیں۔ اب وہ یقیناً ہلاک ہو چکا ہو گا۔..... عمران کے کانوں میں ہلکی سی آواز پڑی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور کیپٹن مرفی اچھل کر اندر داخل ہوا تو عمران اس

پر جھپٹ پڑا اور دوسرے لمحے کیپٹن مرفی جیتتا ہوا اس کے سینے سے آ لگا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پستل راہداری کے فرش پر گر چکا تھا۔

"تم۔ تم زندہ ہو۔ ٹی ایم ریز فائر ہونے کے باوجود۔..... اس کے منہ سے بھنپنی بھنپنی سی آواز نکلی۔

"ٹی ایم ریز اس وقت فائر ہو سکتی ہیں جبکہ اس کا فائرنگ پوائنٹ یہاں موجود ہو۔ کہاں ہے وہ پوائنٹ۔ بتاؤ۔..... عمران نے اس کی گردن پر موجود دباؤ کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"آفس کی عقبی دیوار میں۔..... کیپٹن مرفی نے رک رک کر کہا تو عمران نے یقیناً ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور دوسرا گردن سے ہٹا کر کاندھوں پر رکھ کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں مخالف سمت میں جھٹکا دے کر موڑ دیا تو کیپٹن مرفی کی گردن ٹوٹ گئی اور اس کا جسم یقیناً ڈھیلا پڑ گیا اور وہ وہیں راہداری میں ہی گر گیا۔ عمران تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا اس آفس میں آیا اور پھر اس کی تیز نظروں نے آفس کی عقبی دیوار کے درمیان ایک پیپر پن کے سرے جتنا مونا سوراخ دیکھ لیا۔ یہ سوراخ بھی اس لئے اس کی نظروں میں آ گیا تھا کہ اس کے کناروں پر سیاہ رنگ کی لائن سی تھی جو ٹی ایم ریز فائر ہونے کی وجہ سے پڑی تھی ورنہ وہ سوراخ کسی صورت بھی نظر نہ آ سکتا تھا۔

"اب میں دیکھتا ہوں کہ پراجیکٹ کیسے محفوظ رہتا ہے۔" عمران

نے کہا اور پھر وہ مڑا اور چند لمحوں بعد وہ سیدھی چڑھتا ہوا اوپر چھت پر پہنچا اور دوسری طرف لٹکی ہوئی رسی کو پکڑ کر وہ نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کے ساتھی اسٹام گیس کا شکار ہوئے موجود تھے۔ چونکہ اب تقریباً صبح ہونے والی تھی اس لئے اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھی اب آسانی سے ہوش میں جائیں گے۔

بلیک مینجی کا چیف جیمین پاگوں کے سے انداز میں دوڑتا ہوا ایک راہداری سے گزر رہا تھا۔ راہداری خالی تھی چند لمحوں بعد وہ ایک دروازے پر پہنچ گیا اس نے لات مار کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی ایک دیوار کے ساتھ ایک بڑی مشین موجود تھی اس مشین کے سامنے کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ دروازہ کھلنے کا دھماکہ سن کر اس نے بے اختیار گردن موڑی اور پھر دروازے پر جیمین کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”آرتھر۔ جلدی سے لارج ویو پراجیکٹ کے مین سیکورٹی روم کو سکریں پر لے آؤ۔ جلدی“..... جیمین نے چیخے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے مڑا اور مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا جبکہ جیمین قریب جا کر رک گیا تھا۔ چند لمحوں بعد

”سانڈ راہداری لے آؤ سکرین پر“..... جیمنٹن نے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن مرنی دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوا اور چند لمحوں بعد ایک جھماکہ ہوا اور سکرین پر ایک راہداری نظر آنے لگ گئی اور جیمنٹن کے ساتھ ساتھ آرتھر بھی اس منظر کو دیکھ کر چونک پڑا۔ وہاں عمران دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑا تھا جبکہ کیپٹن مرنی اس کے سینے کے سامنے موجود تھا۔ عمران کا بازو اس کی گردن میں تھا۔

”دوری بیڈ۔ یہ عفریت پھر بچ گیا“..... جیمنٹن نے کہا۔ اسی لمحے عمران کی آواز سنائی دی وہ کیپٹن مرنی سے فی ایم ریز کے فائرنگ پوائنٹ کے بارے میں پوچھ رہا تھا اور پھر کیپٹن مرنی نے پوائنٹ کے بارے میں بتا دیا تو عمران نے کیپٹن مرنی کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کیا اور خود مڑ کر تیزی سے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فس میں داخل ہو کر آفس کی عقبی دیوار کو غور سے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگ گئی اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑا اور تیزی سے راہداری کر اس کر کے اس بڑے ہال میں پہنچا اور پھر میز جی چڑھ کر وہ اوپر چھت کے کٹنے ہوئے حصے میں جا کر غائب ہو گیا۔

”چیک کرتے رہو آرتھر“..... جیمنٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی نئی تیزی سے مڑا اور ایک سانڈ پر موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے برق رفتاری سے اس کے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیے۔ کافی دیر تک وہ نمبر پر ریس کرتا رہا پھر اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔

سکرین پر جھماکا سا ہوا اور پھر سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ یہ اس بڑے ہال نمائندہ کے منظر تھا جس میں مشینیں نصب تھیں۔ ایک طرف کرنل مارشل کی لاش پڑی ہوئی تھی جبکہ کیپٹن مرنی فون کا رسیور کان سے لگائے کھڑا تھا۔

”آواز کھولو۔ جلدی“..... جیمنٹن نے انتہائی بے چین سے لمحے میں کہا تو آرتھر ایک بار پھر مشین پر تھک گیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن مرنی کی آواز سنائی دی اور جیمنٹن اس کی بات سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کیپٹن مرنی اس کی ہدایت پر ڈاکٹر روزم سے بات کر رہا ہے اور اسی لمحے کیپٹن مرنی نے رسیور رکھا اور پھر میز پر پڑے ہوئے مشین پینل کو اٹھا کر وہ سانڈ پر موجود دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

”الحق آدمی وہیں رکے رہو۔ عمران کو معمولی سا شگ بھی پڑ گیا تو.....“ جیمنٹن نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کرنل مارشل کے آفس کو بھی سانڈ سکرین پر لے آؤ۔ جلدی۔“ جیمنٹن نے کہا تو آرتھر ایک بار پھر مشین پر تھک گیا جبکہ کیپٹن مرنی دروازے کے قریب جا کر رک گیا۔ چند لمحوں بعد آفس نمائندہ سکرین کی سانڈ پر نظر آنے لگا لیکن کمرہ خالی تھا۔

”اوہ۔ یہ تو خالی ہے۔ عمران کہاں گیا“..... اسی لمحے اچانک آفس کی عقبی دیوار کے درمیان سے سرخ رنگ کی تیز روشنی بھرائی اور پورے کمرے میں ایک لمحے کے لئے پھیلی اور پھر ختم ہو گئی۔

”فی۔ ایم ریز بھی ضائع گئیں“..... جیمنٹن نے کہا۔

”ریڈ لائٹ کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”راکسن سے بات کراؤ۔ چیف سپیکنگ“..... جمیسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ییس چیف“..... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”راکسن بول رہا ہوں چیف“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ چہرہ مودبانہ تھا۔

”راکسن جہارے پاس کتنے آدمی ہیں“..... جمیسن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”چھ افراد ہیں چیف“..... راکسن نے کہا۔

”سنو راکسن۔ اس وقت ڈیگوشیا میں لارج ویو پراجیکٹ شدید خطرے میں ہے پاکیشیائی ایجنٹ نہ صرف وہاں پہنچ چکے ہیں بلکہ انہوں نے سیکورٹی ونگ کی چھت توڑ دی ہے اور اندر داخل ہو گئے ہیں اور وہاں سپرنٹ ایجنٹ کرنل مارشل اور اس کا نائب کیپٹن مرنی دونوں ہلاک ہو چکے ہیں اور گو پاکیشیائی ایجنٹ اس سیکورٹی ایریے سے پراجیکٹ میں داخل نہیں ہو سکتے لیکن ان کا فوری خاتمہ ضروری ہے اور میں نے اس لئے تمہارا انتخاب کیا ہے کہ تم فوراً پہلی کاپٹر کے ذریعے ایس ون پہنچو۔ وہاں ایک آبدوز ایس ون کے سپیشل گھٹا کے قریب موجود ہوگی۔ آبدوز کا کیپٹن سپیشل گھٹا پر

موجود ہوگا۔ تم نے اسے وائٹ فیور کا کوڈ بتانا ہے وہ تمہیں آبدوز میں سوار کر کے ڈیگوشیا جہیزے کے ساحل پر اس جگہ پہنچا دے گا جہاں پراجیکٹ ہے۔ وہاں چونکہ ہر طرف ریز لائننگ زیر زمین موجود ہے اس لئے تم نے اور جہارے ساتھیوں نے سنا گرم شوژ بہن کر وہاں جانا ہے۔ وہاں اگر پاکیشیائی ایجنٹ باہر موجود ہوں تو تم نے باہر ہی ان کا خاتمہ کر دینا ہے اور اگر وہ جہارے پہنچنے تک سیکورٹی ایریے کے اندر پہنچ چکے ہوں تو پھر تمہیں اس کی چھت پر چڑھ کر اندر فی ایم تھری بم پھینکنے ہیں تاکہ ان شیطانوں کا حتمی طور پر خاتمہ ہو سکے۔ اور سنو کسی بڑے جگہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ بس فوری طور پر تیز کارروائی کرو اور فوراً۔ اگر تم ان کے خاتمے میں کامیاب ہو گئے تو میرا وعدہ کہ تمہیں ٹاپ گریڈ ایجنٹ بنا دیا جائے گا۔“ جمیسن نے کہا۔

”ییس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ راکسن ان پاکیشیائی ایجنٹوں پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑے گا“..... دوسری طرف سے راکسن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”فوراً حرکت میں آجاؤ۔ فوراً۔ میں ان شیطانوں کو زیادہ وقت نہیں دینا چاہتا“..... جمیسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”کیا ہوا۔ کوئی اندر واپس تو نہیں آیا“..... جمیسن نے مڑ کر آرتھر سے کہا۔

لوگوں کا خاتمہ کر دیں اور اسے یقین تھا کہ راکسن اور اس کے ساتھی
لاحالہ ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ وہ راکسن
کی صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ اب یہ
لوگ زندہ واپس نہ جا سکیں گے۔

"نوحیف"..... آرتھر نے جواب دیا۔
"اوکے۔ اب تم نے مسلسل نگرانی کرنی ہے اور مجھے ساتھ
ساتھ رپورٹ دینی ہے"..... جیمسن نے کہا۔
"اوہ نہیں باس۔ اس قدر طویل فاصلے سے ایکس ایکس ریز زیادہ
دیر تک کام نہیں کر سکتیں"..... آرتھر نے جواب دیا تو جیمسن
چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ مجھے خیال ہی نہیں رہا تھا۔ ٹھیک ہے میں تمہیں
جب کال کر کے کہوں گا تب تم نے چیکنگ شروع کر دینی ہے۔ ابھی
آف کر دو"..... جیمسن نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ
گیا تاکہ اپنے آفس میں جا کر وہ راکسن اور اس کے ساتھیوں کے لئے
آبدوز کا بندوبست کر سکے۔ کیپٹن مرنی نے فون کر کے اسے ساری
تفصیل بتا دی تھی اور اس نے کیپٹن مرنی کو کہا تھا کہ وہ فوراً ڈاکٹر
روزڈم کو کال کر کے اسے نائٹ سکوپ کے الفاظ کا حوالہ دے کر
کہے کہ وہ آفس میں فی ایم ریز فائر کر دے۔ اس طرح عمران یقینی
طور پر ہلاک ہو جائے گا لیکن اب سکرین پر خود چیک کر چکا تھا کہ
عمران فی ایم ریز فائر ہونے سے پہلے آفس سے باہر آ گیا تھا اور عمران
کے ہلاک ہونے کی بجائے الٹا کیپٹن مرنی ہلاک ہو گیا تھا لیکن وہ
اس لئے مطمئن تھا کہ عمران چاہے لاکھ کوشش کر لے وہ کسی
صورت پر اچیکٹ کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس نے
راکسن اور اس کے گروپ کو وہاں بھیجا تھا تاکہ یہ لوگ اچانک ان

بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے بتایا ہے کہ سیکورٹی ایریا اور پراجیکٹ کے درمیان بھی ریڈ بلاکس کی دیوار موجود ہے اگر ایسا ہے تو پھر فی ایم ریز کیسے اس سیکورٹی ایریا کے آفس میں فائر ہو گئیں۔“ کیپٹن شکیل نے کہا تو سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”اس کا فائرنگ پوائنٹ اس دیوار میں جہلے سے رکھ دیا گیا تھا میں نے اسے چیک کیا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو کیا ہم اسے استعمال نہیں کر سکتے۔“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کر سکتے ہیں لیکن اس سے صرف گیس فائر ہو سکتی ہے ہم اوجر جا نہیں سکتے اور گیس فائر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ اگر پراجیکٹ کے اندر موجود لوگ بے ہوش بھی پڑے رہے تو ہم ان کیا بگاڑ لیں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر اب کیا کرنا ہو گا۔“..... صفدر نے کہا۔

”یہی بات تو میں سوچ رہا ہوں۔ پراجیکٹ کو انہوں نے اس انداز میں محفوظ کیا ہے کہ کوئی راستہ ہی نظر نہیں آتا۔“..... عمران نے کہا۔

”کیا ہم اس پراجیکٹ کی چھت درمیان سے اس طرح نہیں توڑ سکتے جس طرح انہوں نے سیکورٹی ایریے کی چھت کاٹی ہے۔“ جو لیا نے کہا۔

سیکورٹی ایریے کے کمرے میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ اسٹام ریز کے اثرات چونکہ اب کسی حد تک ختم ہو چکے تھے اس لئے عمران نے ان سب کے منہ اور ناک بند کر کے انہیں ہوش دلایا تھا اور ان کے ہوش میں آنے کے بعد عمران نے انہیں گڑھے سے نکلنے اور انہیں اٹھا کر یہاں لے آنے سے لے کر کیپٹن مرفی کی موت کے بعد یہاں واپس آنے تک ساری تفصیل بتا دی اور وہ سب اس طرح حیرت بھرے انداز میں تفصیل سنتے رہے جیسے بچے کسی بزرگ سے بڑے شوق سے انتہائی پراسرار اور دلچسپ کہانی سنتے ہیں۔

”آپ نے واقعی کام کیا ہے عمران صاحب۔ ویسے آپ واقعی خوش قسمت ہیں کہ ہر بار آپ کو کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”جبکہ بھاری تنخواہیں ہمیں ملتی ہیں۔“..... عمران نے کہا تو سب

اس لئے وہ اطمینان سے چلتے ہوئے اس رسی تک پہنچ گئے جو عمران نے تیار کی تھی جو ابھی تک وہاں لٹکی ہوئی تھی پھر سب سے پہلے عمران اس رسی کی مدد سے اوپر گیا اس کے بعد جو نیا اور سب سے آخر میں تنویر اوپر آیا۔

”اب اس رسی کو اوپر اٹھا لو“ عمران نے کہا۔
 ”کیوں۔ کیا یہاں کسی کی آمد کا خطرہ ہے“ صدر نے چونک کر کہا۔

”کچھ بھی ہو سکتا ہے“ عمران نے کہا تو تنویر نے رسی اوپر کھینچی۔

”تنویر تم ہمیں ٹھہرو۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی خطرہ ہمارے قریب موجود ہے لیکن تم تھکت پریشان جانا ورنہ تم دور سے نظر آنا شروع ہو جاؤ گے“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم بے فکر رہو“ تنویر نے کہا تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت نائلون کی سڑھی سے اتر کر نیچے ہال میں پہنچ گیا وہاں کرنل مارشل کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

”پہلے ان لاشوں کو باہر پھینک دو ورنہ بدبو چھوڑ دیں گی۔ ایک لاش اصر راہداری میں پڑی ہے“ عمران نے کہا تو صدر اور کیپٹن شکیل نے اس کی ہدایت کی تعمیل شروع کر دی۔ صدر نے کرنل مارشل کی لاش اٹھا کر کاندھے پر لا دی جبکہ کیپٹن شکیل نے راہداری میں پڑی ہوئی کیپٹن مرنی کی لاش اٹھائی اور دونوں نائلون

”میں نے کیپٹن مرنی سے پوچھا تھا اس نے بتایا کہ جب ڈاکٹر روزم نے سپیشل وے کھولنے سے صاف انکار کر دیا تو اس نے یہ تجویز پیش کی تھی یہاں ہوا کے لئے سوراخ بنائے گئے تھے جنہیں اندر سے توڑا جاسکتا ہے“ عمران نے کہا۔

”وہاں پراجیکٹ میں بھی تو ایسے ہلاک ہوں گے انہیں بھی تو ہوا چاہئے ہوگی“ جو نیانے کہا۔

”ہاں۔ لیکن انہیں باہر سے نہیں توڑا جاسکتا اور اندر سے وہ کیوں توڑیں گے“ عمران نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں بیٹھنے کی بجائے اندر سیکورٹی ایریا میں جانا چاہئے ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے کہ وہاں سے کوئی راستہ نہ رکھا گیا ہو۔ اگر ہم مل کر اچھی طرح چیکنگ کریں تو تجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی راستہ مل ہی جائے گا“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں یہاں بیٹھ کر باتیں کرنے کی بجائے وہاں جانا چاہئے“ تنویر نے کہا تو عمران نے بھی اثبات میں سر ملادیا۔

”اسلحہ وغیرہ لے لو۔ اب ہم اسے تباہ کر کے ہی باہر آئیں گے“ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ملادیتے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہلگ اٹھائے اس عمارت سے باہر آ گئے۔ صدر تنویر اور کیپٹن شکیل نے صرف بنیائیں پہنچی ہوئی تھیں اس لئے وہ تینوں ہی عجیب لگ رہے تھے چونکہ ان کے پیروں میں سناگرم شوز موجود تھے

”کیا ہوا ہے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”تنویر نے اطلاع دی ہے کہ پانچ مسلح افراد آبدوز کے ذریعے سمندر سے باہر جزیرے پر آئے ہیں اور وہ اس عمارت کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں جس میں پہلے ہم موجود تھے“..... جو یانے کہا۔

”تو پھر اس میں اتنا متوحش ہونے کی کیا ضرورت ہے انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہم یہاں بند ہو کر رہ گئے ہیں اور وہ کھلی جگہ پر ہیں اور وہ یہاں میزائل بھی باہر سے فائر کر سکتے ہیں“..... جو یانے کہا۔

”ہاں۔۔۔ تو ہو سکتا ہے لیکن جب تنویر نے انہیں چیک کر لیا ہے تو اب ایسا نہیں ہو گا۔ آؤ میرے ساتھ۔ شاید بلیک ہنچسی کا کوئی نیا گروپ بھیجا گیا ہے اس کا مطلب ہے کہ اس کیپٹن مرفی نے ڈاکٹر روزڈم کو کال کرنے سے پہلے یقیناً بلیک ہنچسی کے چیف کو بھی کال کی ہو گی“..... عمران نے کہا اور وہ دونوں آفس سے باہر آئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ہال میں موجود نہ تھے جبکہ ہال میں موجود تمام مشینری مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ بہر حال وہ دونوں سیرھیاں چڑھ کر اوپر چلے گئے۔ وہاں تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل چھت پر لیٹے ہوئے تھے عمران اور جو یانے بھی چھت پر پہنچتے ہی ایٹ گئے اور کھسک کر کنارے تک پہنچ گئے۔

”کیا ہوا ہے۔ کہاں ہیں یہ لوگ“..... عمران نے کہا۔

”وہ اس عمارت کے اندر ہیں۔ ابھی تک باہر نہیں آئے۔“ تنویر

کی سیدھی چڑھ کر اوپر چھت پر چلے گئے۔

”میرا خیال ہے کہ یہاں موجود تمام مشینری تباہ کر دی جائے۔“

جو یانے کہا۔

”کیوں“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”اس مشینری کو اندر سے بھی آپسٹ کیا جا سکتا ہے اور یہ ہمارے لئے کسی بھی وقت خطرناک ثابت ہو سکتی ہے“..... جو یانے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں آفس میں جا کر ایک بار پھر چیکنگ کرتا ہوں“..... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آفس میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ اسے باہر سے خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ سمجھ گیا کہ جو یانے مشین گن سے مشینری پر فائرنگ شروع کر دی ہے۔ کافی دیر تک دھماکے ہوتے رہے اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

عمران اس دوران اس آفس ٹیبل کی درازوں کی بڑی باریک بینی سے تلاشی لیتا رہا۔ اس کے ذہن میں تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی خفیہ خانہ ہو اور وہاں سے کوئی ایسی چیز مل جائے جو اس کے لئے مفید ثابت ہو سکے لیکن ایسا کوئی خانہ باوجود کوشش کے اسے نہ مل سکا تھا کہ اسی لمحے راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور جو یانے تیزی سے اندر داخل ہوئی اس کا پہرہ متوحش سا تھا۔

دوسرے کنارے پر چلا گیا جبکہ عمران اس کنارے کی طرف کھسک گیا اور صفدر کیپٹن شکیل اور جولیا تینوں بچے ہٹ کر کافی فاصلے پر عقبی کنارے پر چلے گئے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ سایہ دوبارہ چلتا ہوا دکھائی دیا اور پھر غائب ہو گیا۔

"یہ کیا ہوا۔ یہ تو واپس چلا گیا ہے" تنویر نے کہا۔
 "وہ شاید جائزہ لینے آیا تھا" عمران نے کہا اور تنویر نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ پانچ افراد چھت پر آئے ان میں سے دو افراد نے ایک لانچر سا پکڑا ہوا تھا اور پھر انہوں نے اس لانچر کو وہاں چھت کے کنارے پر نصب کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ سٹار فائر کرنا چاہتے ہیں۔ ساکت پڑے رہنا تنویر" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اونچی آواز میں عقبی طرف موجود اپنے ساتھیوں کو بھی ساکت رہنے کا کہہ دیا۔
 "یہ سٹار فائر کیا ہوتا ہے" تنویر نے کہا۔

"یہ کمیونٹر گن ہوتی ہے اس سے نارگٹ کو باقاعدہ فیڈ کر کے فائر کیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سوراخ کے اندر فائر پہنچانا چاہتے ہیں تاکہ ہم اندر ہی ہلاک ہو جائیں" عمران نے کہا۔
 "لیکن کیا یہ ہمیں یہاں چھت پر بجیک نہیں کر سکتے" تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک ہم حرکت نہیں کریں گے۔ انہیں نظر نہیں

نے جواب دیا۔

"کتنے افراد ہیں" عمران نے کہا۔
 "پانچ ہیں۔ ان کے پاس میزائل گنیں بھی ہیں اور اسلحہ سے بھرے ٹھیلے بھی" تنویر نے جواب دیا۔
 "تم نے ان پر فائر کیوں نہیں کھولا تھا" عمران نے کہا۔
 "وہ جہاں سے اوپر بچے ہیں وہاں تک مشین گن کی ریج نہ تھی ورنہ میں انہیں زندہ نہ چھوڑتا" تنویر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ کوئی سایہ چھت پر چڑھ رہا ہے۔" اچانک صفدر نے کہا تو عمران کی نظریں بھی چھت پر جم گئیں اور پھر اس نے واقعی ایک سائے کو اس سیکیورٹی والی عمارت کی چھت پر چلتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس کے ہاتھ میں میزائل گن تھی۔
 "یہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ میزائل گن کی ریج تو یہاں تک نہیں ہے" عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ریج ہو اور ہم اس جگہ میں مارے جائیں" جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ چلو بچے ہٹو اور عقبی کنارے تک چلے جاؤ میں سائیڈ کنارے پر رہوں گا" عمران نے کہا۔
 "میں بھی یہیں رہوں گا" تنویر نے کہا۔

"تم دوسرے کنارے پر رہو گے لیکن جب تک میں نہ کہوں تم نے فائر نہیں کھولنا" عمران نے کہا اور تنویر تیزی سے کھسکتا ہوا

کرنا ہے۔..... عمران نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ صفدر کمیشن تشکیل اور جو لیا بھی کرائنگ کرتے ہوئے ان کے قریب آگئے۔

”یہ کیسی فائرنگ ہوئی ہے۔ حیرت ہے۔.....“ جو لیا نے کہا۔
 ”ہاں۔ یہ سٹار فائرنگ ہے اور باقاعدہ کمیونٹری مدد سے کی گئی ہے۔ اب وہ مطمئن ہوں گے کہ انہوں نے اندر فائرنگ کر کے ہمیں ہلاک کر دیا ہے۔.....“ عمران نے کہا۔
 ”لیکن اس وقت دن دکھا ہوا ہے کیا وہ ہمیں چھت پر چیک نہ کر سکے ہوں گے۔.....“ صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ وہ کم بلندی پر ہیں جبکہ ہم زیادہ بلندی پر۔ ہاں اگر وہ ہم سے زیادہ بلندی پر ہوتے تو ہم انہیں صاف نظر آ جاتے۔.....“ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیے اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے پانچ افراد کو اس عمارت سے نکل کر پراجیکٹ کی طرف آتے دیکھا۔ ان کے پیروں میں سناگرم شوز موجود تھے اس لئے وہ اطمینان سے پراجیکٹ کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ ان کا اطمینان بتا رہا تھا کہ ان کے ذہن میں یہ تصور تک نہیں ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی بچ بھی سکتے ہیں۔

”اب یہ ریج میں آگئے ہیں۔.....“ اچانک تنویر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ ازادو۔.....“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

”اُمیں گے۔.....“ عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اچانک دور سے اس طرح روشنی کی دھار سی چھت کی طرف بڑھنے لگی جیسے وہاں نارچ جلائی گئی ہو لیکن یہ روشنی محدود دائرے میں تیزی سے آگے بڑھی چلی آ رہی تھی۔ عمران اور تنویر چونکہ سائیڈ پر تھے اس لئے وہ خاموش اور بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ روشنی اس طرح آگے بڑھی چلی آ رہی تھی جیسے باقاعدہ اسے کنٹرول کر کے آگے بڑھایا جا رہا ہو۔ عمران نے دیکھا کہ یہ کوئی نارچ تھی جو کسی مشین میں نصب تھی چند لمحوں بعد روشنی اس سوراخ کے قریب پہنچ کر آگے بڑھنے سے رک گئی۔ پھر وہ آگے بڑھی اور اس سوراخ کے دوسرے سرے پر پہنچ کر پھر رک گئی۔

”کمال ہے۔ یہ تو بڑی منصوبہ بندی سے آئے ہیں۔.....“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سیکورٹی عمارت کی چھت سے ایک شعلہ سا نکلا اور تیزی سے آسمان کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ نارچ کی روشنی ویسے ہی موجود تھی اور پھر کافی بلندی پر پہنچ کر وہ شعلہ مڑا اور پھر انتہائی برق رفتاری سے ٹھیک اس سوراخ کے اندر جا گرا اور اس کے ساتھ ہی اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ چھت بھی لرز اٹھی اور پھر روشنی یلھٹ غائب ہو گئی۔ وہ خصوصی نارچ بند کر دی گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ لوگ چھت سے نیچے اترتے چلے گئے۔

”اب یہ لوگ مطمئن ہو کر یہاں آئیں گے اور ہم نے ان کا خاتمہ

"یہ تو فون بھی ٹوٹ پھوٹ چکا ہے۔ اب کیسے بات ہو گی۔"
 عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "اوہ ہاں۔ اس کے بھی تو ٹکڑے اڑ چکے ہیں۔" صفر نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ دیوار دیکھیں جہاں یقیناً کوئی راستہ ہے۔"
 اچانک ایک سائیل پر موجود کیپٹن شکیل کی جھنجھٹی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران اور صفر تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئے۔ یہ بالکل آؤٹ سائیل تھی اور وہاں واقعی اس میزائل کی وجہ سے دیوار کا ایک خاصا بڑا ٹکڑا نیچے گرا ہوا تھا اور اندر ریڈ بلاکس دیوار کے درمیان ایک خاصا بڑا حصہ گوریڈ بلاک کا ہی تھا لیکن بلاکس کا چٹاؤ اس انداز میں کیا گیا تھا اس طرح یہ ٹکڑا باقی دیوار سے بالکل علیحدہ نظر آ رہا تھا۔ اس کو چھپانے کے لئے باہر علیحدہ میزائل سے پلستر سا کیا گیا تھا لیکن خوفناک بم کے دھماکے سے یہ پلستر والا حصہ ٹوٹ کر گر گیا تھا جس کی وجہ سے یہ علیحدہ حصہ انہیں نظر آنے لگ گیا تھا ورنہ وہ چونکہ ٹھوس تھا اس لئے پہلے وہ اسے کسی طرح بھی چیک نہ کر سکتے تھے۔
 "اوہ۔ تو یہ ہے وہ ایکسٹرا سپیشل وے۔ جیسے کھولنے سے ڈاکٹر روزم نکاری تھا۔" عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ یہ تو ریڈ بلاکس کا ہی بنا ہوا ہے۔" صفر نے کہا۔

"لیکن چونکہ یہ راستہ ہے اس لئے ظاہر ہے اس کے کھلنے اور بند

مشین گن کی ترخڑا ہٹ کے ساتھ ہی وہ پانچوں پیچھے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور نیچے گرنے کے باوجود ان پر گولیاں برس رہی تھیں اور جب تک وہ پانچوں ٹھنڈے نہیں ہو گئے اس وقت تک تنویر نے فائرنگ جاری رکھی تھی۔

"ان میں سے کسی کو زندہ پکڑنا چاہئے تھا۔" جو یا نے کہا۔
 "نہیں۔ یہ لو کلاس لوگ تھے۔ ان سے کیا معلوم ہو سکتا تھا شاید بلیک ہینس کے چیف کو قریب ترین یہی لوگ ملے ہوں گے۔ بہر حال اب اس پراجیکٹ کو ختم ہو جانا چاہئے ورنہ جھیمٹن جہاں پوری ایکریٹین فوج بھی چمکا سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔
 "لیکن کیسے ختم ہو۔ یہی بات تو سمجھ میں نہیں آ رہی۔" جو یا نے کہا۔

"اس ڈاکٹر روزم سے ہی بات کرنا پڑے گی۔ تنویر تم یہیں رکو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسرا گروپ آجائے۔" عمران نے کہا اور تنویر کے سر ہلانے پر وہ سب واپس پلٹے تو انہوں نے سیزمی کا آدھا حصہ لٹکا ہوا دیکھا۔ باقی آدھا حصہ جل کر راکھ ہو چکا تھا اور وہ اس آدھی سیزمی سے اتر کر نیچے جھلانگیں لگا کر پہنچ گئے۔ نیچے فرش تک اکھڑا پڑا تھا۔ مشینری تو پہلے ہی تباہ ہو چکی تھی۔ اندھے شیشے والا کیپٹن بھی تباہ ہو چکا تھا اور سائیل دروازہ راپداری اور آفس سب کچھ برابر ہو چکا تھا۔ واقعی انتہائی خوفناک اور طاقتور میزائل اندر فائر کیا گیا تھا۔

ہونے کا باقاعدہ میکنزم ریڈ بلاکس کا بنا ہوا نہیں ہو گا۔ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار شرمندہ سے انداز میں خاموش ہو گیا۔

”اسلمہ وغیرہ لے لو۔ اب ہمیں بڑا آپریشن کرنا ہو گا۔ جتنے بھی افراد ہو گئے ان کا خاتمہ کر کے یہاں وائرلیس چارجر ہم لگا کر ہم باہر نکل جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”آپ یہ راستہ تو کھولیں۔ باقی کام ہم کر لیں گے۔“ صفدر نے کہا۔

”ایک کام تو تم سے ہو نہیں سکا۔ وہ خطبہ نکاح یاد کرنے والا اور کہہ رہے ہو کہ باقی کام ہم کر لیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”تم پھر پڑی سے اتر رہے ہو۔ ہم اس وقت نازک پوزیشن میں ہیں۔ ان لوگوں کی طرح اور بھی کئی نیٹیں آسکتیں ہیں۔“ جولیا نے کہا تو عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ جولیا کی بات سے متفق ہو۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے خنجر کی تیز نوک کی مدد سے چیکنگ شروع کر دی اور تقریباً آدھے گھنٹے کی کوشش کے بعد اچانک سر کی تیز آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی وہ پورا بلاک دوسری طرف گھوم گیا۔ اب دوسری طرف ایک راہداری نظر آرہی تھی۔

”آؤ۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے اندر داخل ہو گیا اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے ان سب کے پھروں پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

بلیک مینجی کا چیف اپنے آفس میں موجود تھا۔ اسے راکسن کی رف سے کال کا انتہائی شدت سے انتظار تھا کیونکہ اس نے معلوم کر لیا تھا کہ راکسن اور اس کے چار ساتھیوں کو آبدوز کے ذریعے ڈیگوشیا پیرے کے اس ساحل تک پہنچا دیا گیا تھا جس طرف پراجیکٹ تھا لن باوجود کوشش کے راکسن کے ساتھ ٹرانسمیٹر کال کا رابطہ نہ ہو ا تھا اور یہی بات جیسٹن کو پریشان کر رہی تھی کہ اچانک اسے بس خیال آیا اور وہ چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے فون کا رسیور مایا اور اس کے نچلے حصے میں موجود ہٹن پریس کر کے اس نے اسے زیکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ ڈاکٹر روزڈم سپیکنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ڈاکٹر ڈم کی آواز سنائی دی۔

”چیف آف بلیک مینجی بول رہا ہوں۔ پراجیکٹ میں کوئی

”جنتاب۔ صرف ایک ہفتے کا کام باقی رہ گیا ہے اس کے بعد ہمارا کام ختم ہو جائے گا اور پھر ہم اسے سائیس دانوں کے حوالے کر دیں گے۔“ ڈاکٹر روزم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“ جیسن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ راکسن اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ بہر حال یہ لوگ پراجیکٹ میں داخل نہیں ہو سکے اور سٹی اطمینان کی بات ہے۔“ جیسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک فائل کھولی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ہیں۔۔۔۔۔ جیسن نے کہا۔“

”ناراک سے علی عمران کی کال ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے پی اس کے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ناراک سے۔ اوہ۔ کراؤ بات۔“ جیسن نے چونک کر کہا۔

”ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد علی عمران کی آواز سنائی دی لیکن لہجے میں پشیمردگی نمایاں تھی۔

”ہیں۔۔۔۔۔ چیف آف بلیک ہینس بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ جیسن نے

مداخلت تو نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ چیف جیسن نے کہا۔

”کیسی مداخلت جنتاب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ پراجیکٹ کے خلاف کام کر رہے تھے اس لئے پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔۔ جیسن نے کہا۔

”جنتاب۔ پاکیشیائی ایجنٹ سیکورٹی ایریا میں موجود تھے لیکن پھر وہ باہر چلے گئے۔ میں نے انہیں ہجیک کر لیا تھا۔ پھر اچانک ایک آبدوز سے پانچ افراد یہاں پہنچے اور پھر ان پانچوں آدمیوں اور پاکیشیائی ہیکٹوں کے درمیان خوفناک لڑائی ہوئی جس میں آنے والے پانچوں افراد ہلاک ہو گئے لیکن یہ پاکیشیائی ایجنٹ بھی شدید زخمی ہوئے اور پھر یہ لوگ چلے گئے۔ وہ ہمارے ایریے سے باہر چلے گئے ہیں اور اب یہاں صرف ان پانچوں افراد اور سیکورٹی کے کرنل مارشل اور کیپٹن مرنی کی لاشیں پڑی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ کیا یہ بہت زخمی تھے یا کم زخمی تھے۔۔۔۔۔ جیسن نے پوچھا۔

”شدید زخمی تھے اور جنتاب دو آدمی تو چل بھی نہ سکتے تھے۔ ان کے ساتھی انہیں کاندھوں پر اٹھا کر لے گئے ہیں۔“ ڈاکٹر روزم نے کہا۔

”پراجیکٹ کب تک مکمل ہو رہا ہے۔“ جیسن نے کہا۔

ہمیں دے دو..... عمران نے کہا۔

”سوری عمران۔ تم چاہے لاکھ کوشش کر لو۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے..... جیمنن نے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا۔ آج طویل عرصے بعد اس کی حسرت پوری ہو گئی تھی کہ عمران نے اس کے سامنے یاسا نہ بچے میں بات کی تھی ورنہ اسے معلوم تھا کہ ہر بار اسے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دیتی تھی اس لئے وہ خوش تھا اور خوشی اس کے چہرے پر جیسے اندی چلی آ رہی تھی۔

اس کے لہجے میں یابوسی اور پشیمردگی محسوس کرتے ہی قدرے جھپک کر کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران چونکہ ناکام ہو گیا ہے اس لئے اب وہ اس انداز میں بول رہا ہے۔

”تم نے اس بار نبانے کیا کچھ کیا ہے کہ پراجیکٹ کسی طرح اوپن ہی نہیں ہو پا رہا تھا۔ پھر تم نے اچانک آدمی بھیج دیئے اور میرے ساتھی اور میں زخمی ہو گئے اور ہمیں مجبوراً واپس جانا پڑا۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کی ہے کہ اگر تم اس فارمولے کی کاپی ہمیں دے دو تو چلو ہم اپنے چیف کو منہ دکھانے کے تو قابل ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”سوری عمران۔ یہ غنیمت سمجھو کہ تم زندہ گیاں بچا کر جا رہے ہو۔ مجھے ڈاکٹر روزم کی طرف سے رپورٹ مل چکی ہے کہ تم شدید زخمی ہو کر واپس چلے گئے ہو اور میں نے ڈیٹا شیٹ جزیروں سے ناراک ٹیک سب جگہ قہاری ہلاکت کے لئے آدمیوں کو الٹ کر مارنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن اب تم نے خود مجھے فون کر لیا ہے اس سے اپنی زندگیوں کو میری طرف سے انعام سمجھو اور واپس جا کر اپنے چیف کو بتا دو کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کو ناقابل تسخیر سمجھنا چھوڑ دے۔ جیمنن نے بڑے فائراؤں بچے میں کہا۔

”ہمارا چیف بے حد قالم آدمی ہے۔ بغیر فارمولے کے اور بغیر پراجیکٹ تباہ کئے اگر ہم واپس چلے گئے تو وہ ہمیں دوسرا سانس بھی نہیں لینے دے گا اس لئے میری بات مان جاؤ اور فارمولے کی کاپی

یہاں پہنچتے ہی سب بے اختیار کرسیوں پر ڈھیر ہو گئے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے ڈاکٹر روزڈم کی آواز اور لہجے میں بلیک مینجمنٹی کے چیف سے جو کچھ کہا ہے وہ تو کچھ میں آتا ہے لیکن آپ نے وہیں لیبارٹری کے اندر سے ہی اپنے آپ کو نارا ک میں ظاہر کر کے بلیک مینجمنٹی کے چیف سے جو کچھ کہا ہے وہ میری کچھ میں نہیں آیا کہ اس کا کیا مقصد تھا۔“۔۔۔ صدر نے کہا۔

”میں تو سارے راستے یہی سوچ کر کڑھتی آئی ہوں کہ عمران نے جس طرح اس کے سامنے اپنی بے جا رگی اور بے بسی ظاہر کی ہے اور جس طرح چیف صاحب کا بچہ فخرانہ تھا اس نے تو میرے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔۔۔۔۔ جو لیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میرے خیال میں عمران کسی وجہ سے اس وقت خوفزدہ تھا۔ تنور نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن شکیل جہارا کیا خیال ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا۔

”آپ نے واقعی انتہائی ذہانت اور دور اندیشی سے کام لیا ہے۔ ظاہر ہے اس نے جن لوگوں کو ہمارے مقابلے پر بھیجا تھا وہ تو ہلاک ہو گئے تھے اس لئے لازمی بات ہے کہ ان سے چیف کا رابطہ نہیں ہوا تو اس نے ڈاکٹر روزڈم کو کال کیا۔ اس لئے عمران صاحب نے اسے بتایا کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں اور پاکیشیائی ایجنٹ بھی شدید زخمی ہیں تاکہ اس پر چیف کو شک نہ پڑ سکے لیکن اس کے بعد عمران

عمران اپنے ساتھیوں سمیت زولولینڈ کی ایک کونھی میں موجود تھا۔ کونھی کے باہر برائے فروخت کا بورڈ موجود تھا اور اس بورڈ کو دیکھ کر عمران نے اس کونھی میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ عقبی دیوار پھاند کر تنویر اندر گیا اور اس نے عقبی دروازہ کھول دیا۔ اس طرح یہ سب اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ چونکہ الکریمین رواج کے مطابق فرنشڈ کونھی ہی کرائے پر دی جاتی اور فروخت کی جاتی تھی تاکہ کونھی کرائے پر لینے یا خریدنے والے کو ہر سہولت فوری طور پر مہیا ہو سکے اس لئے یہ کونھی نہ صرف مکمل طور پر فرنشڈ تھی بلکہ اس میں موجود فون میں ٹون بھی موجود تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی چونکہ ڈیگوشیا کے پراجیکٹ ایسے سے پیدل چلتے ہوئے یہاں پہنچے تھے اور انہیں یہاں تک پہنچنے میں دو گھنٹے لگ گئے تھے اس لئے وہ خاصے تھکے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ

ختم ہو گئے ہیں اور پراجیکٹ تباہ کر دیا گیا ہے تو پھر کیا اس کا ازالہ نہ ہو جائے گا؟..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”لیکن میرا تو ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ہم تو اسی طرح خاموشی سے پاکیشیا پہنچ جائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں بتانا ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ناکام نہیں ہوئی“..... جوینا نے مزید کہہ مارتے ہوئے کہا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ مشن میں تو ہم کامیاب ہیں۔ اگر کوئی ہمیں ناکام سمجھ کر خوش ہوتا ہے تو ہونے دو“..... عمران نے کہا۔

”سنو عمران۔ آج تک میں نے تم سے کوئی درخواست نہیں کی لیکن اب یہ میری درخواست ہے کہ تم اسے بتادو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے“..... جوینا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”درخواست کی بجائے اگر تم لفظ فرمائش استعمال کرتی تو زیادہ بہتر تھا تاکہ میں اسے تنویر کی طرف شفٹ کر دیتا لیکن اب اسے شفٹ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن سوچ لو انہوں نے انتقامی کارروائی پر اتر آنا ہے اور پھر بلیک پنشنس کے سپر ایجنٹ پاکیشیا پہنچ جائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”پہنچتے رہیں۔ وہاں ان سے بھی نمٹ لیا جائے گا“..... جوینا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

صاحب نے اپنے آپ کو ناراک میں قاصر کر کے جو کال اس چیف کو کی ہے وہ انتہائی ضروری تھی۔ کیونکہ شدید زخمی ہونے اور پراجیکٹ سے باہر ہونے کا سن کر چیف پوری ایکریٹین فوج ڈیگوشیا میں اتار سکتا تھا لیکن عمران صاحب نے اسے یہ تاثر دیا کہ وہ ناراک پہنچ چکے ہیں اور وہ صرف فارمولے کی کاپی چاہتے ہیں۔ اس کے جواب میں چیف نے جو باتیں کہیں اس سے قاصر ہو گیا کہ اس کی انا کو بھی تسکین پہنچ گئی ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ اب فوج کو یا مزید ہتھیاروں کو ڈیگوشیا بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح عمران صاحب نے سینارٹری کی مشینری کو تباہ کر کے وہاں سے فارمولا حاصل کرنے اور وہاں وائرلس جملگانے کی مہلت آسانی سے حاصل کر لی اور جس کے نتیجے میں ہم اطمینان سے واپس چلتے ہوئے یہاں تک پہنچ گئے ہیں ورنہ اتنی آسانی سے ہماری واپس نہیں ہو سکتی تھی اور پاکیشیا پہنچنے تک بہت سے مراحل ابھی باقی ہیں اور بلیک پنشنس بہر حال اتنی بھی گزری نہیں کہ پاکیشیا پہنچنے تک ہمیں کہیں روک نہ سکتی۔ کیپٹن تشکیل نے تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن عمران نے جو لہجہ اختیار کیا تھا وہ

غلط تھا“..... جوینا نے کہا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے مس جوینا۔ اب جب عمران صاحب اسے خوش خبری سنائیں گے کہ ان کے تمام انجینئر اور سائنس دان

”دکڑی فار پاکیشیا“..... جو یانے انتہائی مسرت بھرے تجھے
میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر
بھی مسکراہٹ تھی کیونکہ اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے لئے انہیں
واقعی جان توڑ جدوجہد کرنا پڑی تھی۔

”کیا مطلب۔ دھماکوں کی آوازیں تو سنائی نہیں دیں“..... چند
لحوظ بعد جو یانے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”پورا پراجیکٹ ریڈ بلاکس سے کورڈ ہے اور ویسے بھی اندر اسے
کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے اس لئے دھماکے کیا ہوئے ہیں“..... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن پھر اس کا فائدہ کیا ہوا“..... جو یانے منہ بناتے ہوئے
کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”فائدہ یہ ہوا کہ ہم نے فارمولا حاصل کر لیا بلکہ اب ان کے
مطابق فارمولا بھی اس بم کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گیا ہو گا کیونکہ
جو بم ہم نے فائر کیا ہے اس نے سوائے ریڈ بلاکس کی دیواروں اور
چھتوں کے باقی سب چیز کو جلا کر راکھ کر دینا ہے۔ وہاں موجود
لاشوں سمیت۔ اس طرح یہ فارمولا صاف نچ گیا اور اب بلیک
ہجنسی کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ ہمارے پیچھے بھاگتی پھرے۔“
عمران نے کہا تو سب نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکوائری سے اس نے ایر پورٹ کے
نمبر معلوم کر کے وہ نمبر پریس کر دیئے۔ اس نے ایر پورٹ حکام کو

”عمران صاحب۔ یہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مسند نہیں
ہے پوری امت مسند کی سر بلندی کا مسئلہ ہے۔ یہ پراجیکٹ
”ہودیوں کا ہے اسے سرنگوں بھی ہونا چاہئے اور انہیں معلوم بھی ہونا
چاہئے کہ کس نے اسے سرنگوں کیا ہے“..... صفدر نے بھی جذباتی
ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بالکل ایسا ہونا چاہئے“..... تنویر نے صفدر سے بھی
زیادہ جذباتی لہجے میں کہا۔

”اب مجبوری ہے کیپٹن شکیل۔ جمہوریت بہر حال جمہوریت
ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے جیب سے ڈی چارج نکالا اور جولیاء کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ لو۔ اب تم خود اسے اپنے ہاتھوں سے تباہ کر دو“۔ عمران نے
کہا تو جولیاء نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں ڈی چارج عمران کے
ہاتھ سے چھپٹ لیا۔

”عمران صاحب۔ ایسا ہوتے ہی جہاں پوری فوج پہنچ جائے گی
اور ہمارا یہاں سے نکلنا بھی مسند بن جائے گا“..... کیپٹن شکیل نے
کہا۔

”جو ہو گا دیکھ لیا جائے گا“..... جولیاء نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے ایک بٹن پریس کر دیا تو زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ جولیاء
نے دوسرا بٹن پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی زرد رنگ کا بلب بجھ
گیا اور سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور بجھ گیا۔

میں کہا تو جوہا کے چہرے پر یکتا جگمگاہٹ سی پھیلی جلی گئی جبکہ باقی ساتھی صرف مسکرا رہے تھے۔

”تم۔ تم نے دوبارہ کیوں کال کی ہے..... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اس لئے جیسیمن کہ تم نے میری منت کے باوجود ہمیں فارمولے کی کاپی نہیں دی چنانچہ مجبوراً ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی منت کرنا پڑی لیکن وہ تم سے بھی زیادہ سخت آدمی ہے اس نے حکم دے دیا کہ اگر کاپی نہیں ملتی تو اسے جلا کر راکھ کر دیا جائے ورنہ میں اور میرے ساتھی جلا کر راکھ کر دیئے جائیں گے اور تمہیں معلوم نہیں ہے تو بتا دوں کہ میں فارمولے سے زیادہ اپنے ساتھیوں کی زندگیوں کو اہمیت دیتا ہوں۔ اس لئے مجبوراً مجھے کارروائی کرنا پڑی..... عمران نے بڑے چپکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیسی کارروائی۔ جب تم اس کے اندر داخل ہی نہیں ہو سکتے تو کارروائی کیا کر سکتے ہو..... دوسری طرف سے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا گیا۔

”میں اور میرے ساتھی واقعی باوجود کوشش کے اندر داخل نہیں ہو سکے لیکن ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دینے والی مخصوص گیس ایف بی تو سب کچھ جلا کر راکھ کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”شٹ اپ۔ مجھے احمق سمجھتے ہو۔ ریڈ بلاکس سے گیس کیسے

ایک چارٹرڈ طیارہ فوری طور پر ایکریمیا کے لئے تیار کرنے کا کہہ دیا۔ دوسری طرف سے بٹنگ کنٹرولر نے بتایا تھا کہ ایک گھنٹے کے اندر طیارہ پرواز کے لئے تیار ہو گا۔ البتہ طیارے کی پرواز ٹیمینٹ سے مشروط ہوگی اور عمران نے انہیں بتا دیا کہ وہ آدھے گھنٹے کے اندر ایئر پورٹ پہنچ جائیں گے۔

”اب اس چیف کو فون کرو..... جوہا نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ وہ پہلے پراجیکٹ کے اندر سے وہاں فون کر چکا تھا اس لئے اسے رابطہ نمبروں کا علم تھا۔ البتہ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بزن پریس کر دیا تھا۔

”یس۔ پی اے نو چیف آف بلیک ہجینی..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”میں علی عمران بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کرو ورنہ ایکریمیا کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو..... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی تو عمران ایک ہی لفظ سے سمجھ گیا کہ بولنے والا بلیک ہجینی کا چیف جیسیمن ہے۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں چیف آف وائٹ ہجینی..... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے

کر اس کر سکتی ہے..... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

”کچھ بچھانے کی بات اس وقت ہوتی ہے جب اس کے بارے میں معلوم نہ ہو۔ تمہارے بارے میں ہم سب کو معلوم ہے کہ تم صرف احمق ہی نہیں بلکہ انتہائی احمق بھی ہو۔ افس کی ریو الونگ چیز پر بلیچ کر حکم چلانا اور بات ہوتی ہے جیمنن اور فلڈین میں کام کرنا اور بات ہوتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ریڈ بلاکس میں سے گیس نہیں گذر سکتی لیکن اندر موجود انسانوں اور مشینز کو تازہ ہوا کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اندر موجود گندی گیس کو بھی باہر نکالنا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے پراجیکٹ کی چھت پر ایسے ریڈ بلاکس لگائے گئے تھے جن میں بارک سوراخ موجود تھے ایسے بلاکس کو باہر سے تو نہیں توڑا جاسکتا لیکن اندر سے توڑا جاسکتا ہے اور ایسے ہی بلاکس کو توڑ کر پراجیکٹ کے سیکورٹی ایریا سے کرنل مارشل باہر چھت پر آیا تھا تاکہ ہمیں ہلاک کر سکے۔ بہر حال یہ سوراخ اگر باہر سے توڑے نہیں جاسکتے تو ان کے اندر ایف بی گیس فائر تو کی جاسکتی ہے اور ایسا ہی ہوا ہے۔ ایف بی گیس کی بھاری مقدار ان سوراخوں سے اندر پہنچادی گئی اور نتیجہ تم مجھے کہتے ہو کہ اندر موجود انجنیر، تمام مشینز اور اس فارمولے سمیت سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا اور یہ سب کچھ تمہاری ضد کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ یہ کام تو ہم ابتدا میں ہی کر سکتے تھے کیونکہ ہمیں صرف فارمولے کی کاپی چاہئے

ورنہ اس پراجیکٹ سے ہمیں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ہم نے کوشش کی کہ اندر جا کر فارمولا حاصل کر سکیں لیکن جب ایسا نہ ہوا تو میں نے تمہاری منت کی۔ میں سمجھا کہ تمہارے اندر اتنی عقل تو موجود ہوگی کہ تم پورے پراجیکٹ، اس کی مشینز، انجنیرز اور سائنس دانوں کو بچانے کے لئے فارمولے کی کاپی مجھے دے دو گے لیکن تم جیسا احمق خواستواہ کرو گیا۔ اب جیتھ کر آئسو بہاؤ اپنی عقل مندی پر۔ عمران نے کہا۔

”تم۔ تم۔ میں تمہیں اور تمہارے ملک دونوں کا عبرت ناک حشر کروں گا“..... دوسری طرف سے جیمنن نے یکھت انتہائی غصیلے لہجے میں چیخنے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ تم صرف ایک جینسی کے چیف ہو۔ تمہاری اوقات ہی کیا ہے۔ میں ابھی جب اسرائیل کے صدر کو فون کروں گا اور انہیں بتاؤں گا کہ ان کا ربوں کھربوں ڈالر زکایہ پراجیکٹ صرف تمہاری حماقت کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گیا ہے اور نہ صرف پراجیکٹ ختم ہوا ہے بلکہ وہ فارمولا بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔ اصل فارمولا مارشل ایریے کے ایس وی سنٹر میں تھا جسے ہم نے تباہ کر دیا تھا۔ اس کی کاپی یہاں موجود تھی جو اب تمہاری حماقت کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گئی ہے اس لئے اب الیکریمیا اور اسرائیل اس لارج ویو پراجیکٹ کی تیاری کبھی مکمل نہ کر سکیں گے تو پھر میں دیکھوں گا کہ تمہارا کیا حشر ہوتا ہے اور تم کس طرح

میرے ملک پاکیشیا کے خلاف سوچتے ہو..... عمران نے انتہائی عصبی بلکہ غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ عمران ائی ایم سوری۔ عمران پلیر۔ آئی ایم سوری۔ ویری سوری۔ مجھ سے واقعی حماقت ہو گئی ہے۔ مجھے چاہئے تھا کہ میں تمہاری بات کو غنیمت سمجھتا اور فارمولے کی کاپی تمہیں مہیا کر دیتا لیکن میں اس بات کو سمجھ ہی نہ سکا۔ مجھے خیال نہیں آیا کہ تم اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ پلیر۔ سوری۔ میرا وعدہ کہ آئندہ بلیک مہجیسی کو پاکیشیا کے خلاف کسی طرح بھی استعمال نہیں کیا جائے گا۔ پلیر۔ تم حکومت اکیرمیا اور حکومت اسرائیل کسی کو یہ تفصیل نہیں بتاؤ گے۔ میں ذاتی طور پر تمہارا احسان مند رہوں گا۔“ دوسری طرف سے یلچٹ بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا گیا تو جو دنیا کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس کا چہرہ اس قدر جگمگا اٹھا تھا جیسے اسے اچانک ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو جبکہ باقی ساتھی حتیٰ کہ تنویر کے چہرے پر بھی جگمگا ہٹ ہرا گئی تھی کیونکہ اکیرمیا کی سب سے خوفناک اور باواسطہ مہجیسی کا چیف اس طرح بر ملا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دیکھوں گا کہ تم کیا کرتے ہو۔ جب تک تم اپنی بات پر قائم رہو گے میں بھی قائم رہوں گا۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”بس اس سے زیادہ غصے کی اداکاری مجھ سے نہیں ہو سکتی۔“

عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار کھسکھلا کر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے جس ذہانت سے نہ صرف فارمولا بنایا ہے بلکہ بلیک مہجیسی کا راستہ بھی روک دیا ہے یہ واقعی آپ ہی کا کام ہے۔ اس جیسٹن کی شکل دیکھنے والی ہو گی۔ مجھے تو بعض اوقات خیال آتا ہے کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر ہم آپ کے ساتھ نہ ہوتے تو نجانے ہمارا کیا حشر ہوتا۔“ صفا نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہونا کیا تھا۔ پھر مجبوراً مجھے آپ کا ساتھی ہونا پڑتا۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

مصنف مظہر کلیم ایف سافٹ مشن

مصنف مظہر کلیم ایف ویلاگو

شو شو چجاری — افریقہ کے قدیم ترین قبیلے کا وجہ اکثر جو جلاو اور سحر کا ماہر تھا۔
شو شو چجاری — جو روہن کا کمال تھا اور اس نے پاکیشیا کے سردار کی روح پر قبضہ کر لیا۔ کیا واقعی —؟؟؟

وہ لمحہ — جب سید جہاں شاہ صاحب نے عمران کو شو شو چجاری کے مقابلے پر جانے کے لئے کہا۔ لیکن عمران نے صاف انکار کر دیا۔ کیوں۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟
قدیم افریقی وجہ المونچر جلاو گروں اور شیطان کے چجاریوں کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کا اصل مشن کیا تھا۔

ویلاگو — ایک ایسا خوفناک اور دل ہلا دینے والا مقابلہ۔ جس کے تحت خوفناک ڈاک الاؤ میں سے عمران کو گزرنا تھا۔ ایسا الاؤ جس میں سے کسی انسان کے زندہ سلامت گزر جانے کا تصور بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔

وہ لمحہ — جب آگ کے اس خوفناک الاؤ میں سے شو شو چجاری زندہ سلامت گزر جانے میں کامیاب ہو گیا۔ کیسے —؟؟؟

انتہائی دلچسپ المونچر
ایف
دلچسپ اور یادگار ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

سافٹ مشن — باؤسٹن کے صحرائیں گھاس بھاسے والا ایسا مشن جس کی تکمیل کو روکنے کے لئے کارفرمان نے بے رحمیں و کوشش کی۔ کیوں —؟؟

سافٹ مشن — ایسا مشن جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اپنی جانوں کو یقینی خطرے میں ڈال کر مکمل کرنے کی کوشش کی مگر —؟؟

سافٹ مشن — جو ریت کی طرح نرم لیکن چٹانوں سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوا؟
سافٹ مشن — جس میں شاگل اور مادام — رکھا اپنی اپنی انجینیئریوں کے ساتھ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے کرتے اور پھر زندگی اور موت کا ایسا کھیل شروع ہو گیا جس کا ہر لمحہ یقینی موت کا کھچ ثابت ہوا۔ کیسے —؟؟

سافٹ مشن — جو اپنی مہارت کے لحاظ سے انتہائی ہارڈ تھا لیکن اس کا انجام انتہائی سافٹ ثابت ہوا کیوں —؟؟

شاگل مادام — رکھا اور عمران کے درمیان انتہائی ہولناک ٹکراؤ۔

لحہ بہ لحہ حیرت انگیز انداز میں ہونے والے واقعات
بے پناہ سسپنس اور نہایت تیز ایکشن سے بھرپور

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان